عمران سیریز
ہاٹ لائن
سلور جوبلی نمبر

محترم قارئین

السلام علیکم!

مصنف کی پہلی کہانی جب کسی رسالے یا اخبار میں شائع ہوتی ہے تو اس وقت جو خوشی اسے محسوس ہوتی ہے وہ کبھی بھلائی نہیں جا سکتی۔ اسی طرح جب مصنف کی پہلی کتاب شائع ہوتی ہے تو اس کی خوشی ناقابلِ فراموش ہوتی ہے۔ مصنف اپنی زندگی کے پہلے سنگ میل کو عبور کرتا ہے پھر جب اس کے سلور جوبلی، گولڈن جوبلی نمبر شائع ہوتے ہیں تو اس کی خوشی یقیناً پہلی کتاب جیسی ہی ہوتی ہے کیونکہ یہ اس کی ادبی زندگی کے اہم سنگ میل ہوتے ہیں۔

قارئین۔ یہ آپ کی ہی دی ہوئی حوصلہ افزائی ہے آپ نے مجھے محبت دی، میری تحریر کو سراہا اور مجھے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ یہ آپ ہی کی حوصلہ افزائی ہے کہ میں لکھ رہا ہوں اور انشاء اللہ لکھتا رہوں گا۔اب میں آتا ہوں اس ناول کی طرف۔ جس طرح سلور جوبلی خاص نمبر ہوتا ہے اسی طرح میں نے کوشش کی کہ اس ناول کا آئیڈیا بھی خاص ہو۔ کافی سوچ کے بعد آخر ایک آئیڈیا مجھے مل ہی گیا ہے اور میں دعویٰ سے یہ بات کہہ رہا ہوں کہ آپ نے اس آئیڈیے پر آج تک کوئی ناول نہیں پڑھا ہو گا۔ عمران کی صلاحیتیں اور عمران کا کردار ایسا ہے کہ اس ناول میں عمران کے دشمن بھی عمران کو سیلوٹ کرنے پر مجبور ہو گئے۔ جی ہاں کرنل ڈیوڈ جیسے دشمن نے اسرائیلی ائیرپورٹ پر نہ صرف عمران کا استقبال کیا

بلکہ اسے سیلوٹ بھی کیا اور تو اور اسرائیلی صدر نے خواہش بھی ظاہر کر دی کہ عمران اسرائیلی لڑکی سے شادی کر لے۔

قارئین۔اس ناول میں دنیا کے نامور کردار آپ کے سامنے پیش ہو رہے ہیں جن میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے علاوہ کرنل فریدی، میجر پرمود، کرنل زید اور کرنل ڈیوڈ شامل ہیں۔ جب یہ تمام کردار ایک ہی ناول میں یکجا ہو جائیں تو پھر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کس قدر ہنگامے ہوئے ہوں گے۔ کیسے کیسے موت کے بازار گرم ہوئے ہوں گے اور سونے پر سہاگہ والی بات یہ ہے کہ یہ سارے کردار جب افریقہ کے جنگلوں میں پہنچے تو ایسا تیز رفتار ایکشن، سانس روک دینے والا سسپنس اور ایڈونچر شروع ہوا کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔ خطرناک، جان لیوا واقعات کے دوران اگر قہقہے بھی پھوٹ پڑیں تو عجیب سا ماحول بن جاتا ہے لیکن جہاں عمران اور قاسم موجود ہوں وہاں قہقہوں کا بکھرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ آپ کے خطوط کا چونکہ مجھے انتظار رہتا ہے اس لئے گزارش ہے کہ ناول پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔ انشاء اللہ اگلے ناول میں پھر ملیں گے بہت سی باتوں کے ساتھ۔

والسلام

ارشاد العصر جعفری

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com

ڈور بیل کی آواز سنائی دی تو عمران کی نظریں کتاب کے صفحے سے ہٹیں۔ سلیمان خریداری کے لئے مارکیٹ گیا ہوا تھا اس لئے عمران کو خود ہی اٹھنا پڑا۔ اس نے دروازہ کھولا اور دروازے پر موجود آدمی کو دیکھ کر بری طرح چونک پڑا۔ دروازے پر سرسلطان کا سرکاری ڈرائیور موجود تھا۔

''السلام علیکم سر''...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام۔ زاہد تم۔ خیریت تو ہے۔ اندر آ جاؤ''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ حیرت اسے اس لئے ہو رہی تھی کہ سرسلطان کا ڈرائیور پہلی بار اس کے پاس آیا تھا۔

''سر۔ میں اندر نہیں آ سکتا۔ ہمیں فوری طور پر صاحب کے آفس پہنچنا ہے''...... ڈرائیور نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہمیں سے کیا مراد ہے۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے"۔ عمران نے اس کے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"سر۔ آپ نے میرے ساتھ جانا ہے۔ صاحب نے آپ کو فوری طور پر یاد کیا ہے"...... ڈرائیور نے کہا۔

"کہتے ہیں شیطان کو یاد کرو تو وہ فوراً آ جاتا ہے۔ کیا تم نے مجھے شیطان سمجھا ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"سر۔ میری ایسی مجال کہاں کہ میں آپ کو شیطان سمجھوں"۔ ڈرائیور نے کہا۔

"اگر تمہیں کہیں سے مجال مل جائے تو مجھے شیطان سمجھو گے"۔ عمران نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

"سر۔ میں تو معمولی سا ڈرائیور ہوں۔ میں بھلا ایسا کیسے سوچ سکتا ہوں"...... ڈرائیور نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

"یعنی تم ڈرائیور ہو تم ایسا نہیں سوچتے اور تمہارے صاحب چونکہ بہت بڑے افسر ہیں اس لئے وہ ایسا سوچ سکتے ہیں"۔ عمران نے بدستور اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو بے چارے ڈرائیور کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔

"سر۔ میں نے تو ایسی بات کہی ہے نہ سوچی ہے۔ پلیز آپ جلدی سے میرے ساتھ چلیں۔ اگر ہمیں دیر ہو گئی تو صاحب مجھے نوکری سے نکال دیں گے"...... ڈرائیور نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ ابھی رو دے گا۔

"اچھا۔ تم چند سیکنڈ انتظار کرو۔ میں کپڑے تبدیل کر لوں"۔ عمران نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے کہا۔

پھر چند لمحوں بعد وہ سرسلطان کی سرکاری کار میں بیٹھا ہوا تھا اور کار سیکرٹریٹ کی طرف بڑھ رہی تھی جبکہ عمران سوچ رہا تھا کہ سرسلطان نے اسے اس طرح کیوں بلوایا ہے۔ آج سے پہلے انہوں نے کبھی یہ طریقہ استعمال نہیں کیا تھا۔ سفر کے دوران اس نے سرسلطان کو فون کر کے پوچھنا بھی چاہا لیکن جیسے ہی اس نے اپنا سیل فون نکالا ڈرائیور نے اس سے گزارش کی کہ وہ سرسلطان کو فون نہ کرے کیونکہ سرسلطان نے اسے یہی ہدایت کی تھی۔ عمران نے سیل فون واپس اپنی جیب میں رکھ لیا لیکن اس کا ذہن مزید الجھ گیا۔ اسی الجھن میں ہی وہ سرسلطان کے آفس پہنچ گیا۔ سرسلطان فون پر کسی سے باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ انہوں نے عمران کے سلام کا جواب دیا اور اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"مجھے لگتا ہے کہ آپ ریٹائر ہو کر سسپنس سے بھرپور فلمیں بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں"...... سرسلطان نے ٹیلی فون کا رسیور رکھا تو عمران نے نہایت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ میں تمہاری بات سمجھا نہیں"...... سرسلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جس طرح آپ نے مجھے بلوایا ہے اس سے تو یہی بات ظاہر ہو رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ جو بات میں تمہیں بتانے جا رہا ہوں وہ شاید اس صدی کی سب سے حیرت انگیز بات ہو اور فون پر چونکہ تم نے ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دینی تھیں اس لئے میں نے تمہیں فون کرنے کی بجائے ڈرائیور کو بھیج کر بلوانا زیادہ مناسب سمجھا''۔ سر سلطان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس صدی کی سب سے حیرت انگیز بات۔ کیا وہ مسئلہ تو حل نہیں ہو گیا''...... عمران نے چونکتے ہوئے کہا۔

''کون سا مسئلہ''...... سر سلطان نے پوچھا۔

''ایک ہی تو مسئلہ ہے جو صدیوں سے حل نہیں ہو رہا کہ پہلے مرغی پیدا ہوئی تھی یا انڈا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تم اپنی حماقتوں سے تو باز آ ہی نہیں سکتے''...... سر سلطان نے منہ بنا کر کہا۔

''اس صدی کی سب سے حیرت انگیز بات بتا ہی دیجئے''۔ عمران نے اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے کہا۔ اگر کوئی اور موقع ہوتا تو وہ سر سلطان کو مزید تنگ کرتا لیکن اس وقت تو وہ خود جاننا چاہتا تھا کہ آخر وہ کون سی بات ہے جس کے لئے سر سلطان نے اسے اس انداز میں بلایا ہے۔

''اسرائیلی صدر تم سے ملاقات کے خواہش مند ہیں''۔ سر سلطان نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران ان کی بات سن کر محاورتاً نہیں حقیقتاً کرسی سے اچھل پڑا اور اس کی آنکھیں حیرت سے

پھیل گئیں۔

''ج۔ جج۔ جی۔ کک۔ کیا فرمایا ہے آپ نے''...... اس نے حیرت کی زیادتی کی وجہ سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اسرائیلی صدر تم سے ملاقات کے خواہاں ہیں''۔ سر سلطان نے اپنی بات دوہراتے ہوئے کہا۔ عمران واپس کرسی پر بیٹھ گیا اور سر سلطان کو اس انداز میں دیکھنے لگا جیسے اسے سر سلطان کی ذہنی صحت پر شبہ ہو۔

''میں نے تمہیں پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں تمہیں اس صدی کی حیرت انگیز بات بتانے لگا ہوں''...... سر سلطان نے کہا۔

''پاکیشیا کے اسرائیل سے سفارتی تعلقات تو ہیں نہیں پھر اسرائیلی صدر کی یہ بات آپ تک کیسے پہنچ گئی''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران نے سر سلطان سے کہا۔

''ایک دوست ملک کے سفیر کی معرفت۔ اس دوست ملک کے سفیر نے یقین دہانی کرائی ہے کہ تمہیں وہاں مکمل پروٹوکول ملے گا''...... سر سلطان نے کہا۔

''پروٹوکول کس کام کا۔ کرنل ڈیوڈ تو دیکھتے ہی مجھے گولی مار دے گا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ اسرائیلی حکومت تمہاری سیکورٹی کی ذمہ دار ہے۔ کرنل ڈیوڈ تو خود ائیر پورٹ پر تمہیں سیلوٹ کرے گا''...... سر سلطان نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا تو عمران کی حیرت میں اضافہ ہو گیا۔

''اب سوال یہ ہے کہ اسرائیلی صدر مجھ سے کیوں ملاقات کرنا چاہتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''مجھے تو اتنا بتایا گیا ہے کہ اسرائیلی صدر تم سے اہم مشورے اور چند گزارشات کرنا چاہتے ہیں''...... سرسلطان نے عمران کی حیرت میں اور زیادہ اضافہ کرتے ہوئے کہا۔

''یا حیرت''...... عمران نے اتنا کہا اور خاموش ہو گیا۔ چند لمحوں تک آفس میں خاموشی چھائی رہی۔

''دشمنوں کے بموں، گولیوں سے تو اللہ نے مجھے بچائے رکھا ہے لیکن لگتا ہے آپ کی یہ حیرت انگیز باتیں مجھے مار ڈالیں گی''۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران نے کہا۔

''لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو''۔ سرسلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اب آپ خود ہی سوچیں۔ جب مجھے اتنی حیرت انگیز باتیں سننے کو ملیں گی تو کیا میرا دم نہیں نکلے گا''...... عمران نے کہا۔

''تمہیں بس اپنی ہی بات کہنی ہوتی ہے۔ کسی اور کے جذبات کا بالکل خیال نہیں رکھتے''...... سرسلطان نے بدستور غصے سے کہا۔

''اچھا چھوڑیں ان باتوں کو۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا مجھے اسرائیل جانا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ حکومت تو یہی چاہتی ہے کہ تم اسرائیل جاؤ''۔ سرسلطان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''لیکن میں تو سرکاری ملازم نہیں ہوں کہ سرکاری افسران مجھ پر حکم چلائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''میں بحیثیت سرکاری افسر کے تم پر حکم نہیں چلا رہا بلکہ تمہارا بزرگ ہونے کے ناتے تمہیں ہدایت کر رہا ہوں کہ تم اسرائیل جاؤ کیونکہ ہمارے دوست ملک کے سفر نے اسرائیلی صدر سے وعدہ کیا ہے کہ تم ضرور اسرائیل آؤ گے''...... سرسلطان نے کہا۔

''دوست ملک کے سفیر صاحب نے یہ وعدہ کس بنا پر کیا ہے''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''میری دوستی کی بناء پر۔ وہ میرے بہت اچھے دوست ہیں اور انہیں یقین ہے کہ میں تمہیں اسرائیل بھیج دوں گا۔ جس طرح مجھے یقین ہے کہ تم میری بات نہیں ٹالو گے''...... سرسلطان نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''آپ مجھے اندھے کنویں میں کودنے کا حکم دے دیں تو میں اس پر عمل کروں گا۔ اسرائیل جانا تو بہت معمولی سی بات ہے''۔ عمران نے کہا تو سرسلطان کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

''مجھے تم پر فخر ہے لیکن تم نے یہ بات بالکل غلط کہی ہے کہ میں تمہیں اندھے کنویں میں کودنے کا حکم دوں گا''...... سرسلطان نے خوشی اور شکوہ کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''میں نے تو محاورتاً یہ بات کہی ہے''...... اس مرتبہ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم محاورتاً اچھی بات نہیں کہہ سکتے“...... سرسلطان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران ہنسنے لگا۔

”اوکے۔ میں اب چلتا ہوں اور اسرائیلی صدر کی اس دعوت کی وجوہات معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہوں“...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ چونکہ وہ سرسلطان کی سرکاری کار پر آیا تھا اس لئے واپسی پر وہ ٹیکسی میں بیٹھا اور ٹیکسی دانش منزل کی طرف بڑھنے لگی پھر جیسے ہی وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا حسب معمول بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

”عمران صاحب۔ لگتا ہے کوئی خاص بات ہو گئی ہے“...... بلیک زیرو نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”سرسلطان نے دماغ کی چولیں تو ہلا دی ہیں لیکن چائے نہیں پلائی۔ تم تو چائے پلا دو“...... عمران نے کہا۔

”جی بہتر۔ میں ابھی بنا کر لاتا ہوں“...... بلیک زیرو نے کہا اور پھر وہ کچن کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ چائے بنا کر لے آیا۔

”کچھ دیر پہلے تم نے پوچھا تھا کہ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے“...... عمران نے چائے سپ کرتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ آپ کے چہرے پر کچھ عجیب سے تاثرات ہیں“۔ بلیک زیرو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سرسلطان کے بقول تو اس صدی کی سب سے حیرت انگیز بات ہو گئی ہے“...... عمران نے کہا۔

”وہ۔ وہ کیا عمران صاحب“...... بلیک زیرو نے تجسس بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اسرائیلی صدر مجھ سے ملاقات کے خواہاں ہیں“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بھی اپنی کرسی سے اچھل پڑا۔

”جج۔ جج۔ جی“...... اس نے بھی حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں“...... عمران نے کہا او پھر اس نے بلیک زیرو کو سرسلطان سے ملاقات کی تفصیل بتا دی۔

”لیکن کیوں عمران صاحب۔ اسرائیلی صدر آپ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”وجہ ابھی تک سرسلطان کو بھی معلوم نہیں“...... اس مرتبہ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سرسلطان دوست ملک کے سفیر سے وجہ تو معلوم کرتے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس سفیر کو بھی وجہ معلوم نہیں ہو گی“۔ عمران نے کہا۔

”ہونہہ۔ پھر آپ کا کیا ارادہ ہے۔ آپ اسرائیل جائیں گے“۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

''ہاں۔ سلطان معظم کا حکم ہے۔ اگر نہ مانا گیا تو گردن زنی کے احکامات آ جائیں گے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''لگ تو مجھے بھی ایسے ہی رہا ہے جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ آپ کے خلاف سازش نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ اسرائیل کی سازش ہوتی تو کسی ملک کا سفیر اس میں شامل نہ ہوتا''...... بلیک زیرو نے سوچتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

''دانش منزل میں رہ رہ کر اب تمہاری دانش بھی کچھ بہتر ہو گئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ یہ تو بس آپ کی صحبت کا اثر ہے''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا کیونکہ اس کا ذہن ایک بار پھر یہ سوچنے میں لگا ہوا تھا کہ اسرائیلی صدر کو ایسی کیا مجبوری پیش آ سکتی ہے کہ وہ اپنے بدترین دشمن سے ملاقات کرنا چاہتا ہے۔ عمران نے اسرائیل کو اربوں ڈالرز کا نقصان پہنچانے کے ساتھ ساتھ سینکڑوں اسرائیلی ایجنٹوں کی گردنیں بھی توڑی تھیں۔ اسرائیل کا تو بچہ بچہ عمران کی موت کا خواہاں تھا کیونکہ عمران

گریٹ اسرائیل کی راہ میں سب سے بڑی دیوار تھا اور اب اسرائیلی صدر عمران سے ملاقات کرنا چاہتا تھا۔ اس سے مشورہ کرنا چاہتا تھا اور اس سے کچھ گزارشات بھی کرنا چاہتا تھا۔ وہ یہ کس مجبوری کے تحت کر رہا تھا۔

''عمران صاحب۔ آپ کی روانگی کب تک ہے''...... بلیک زیرو کی آواز نے عمران کی سوچوں کے سلسلے کو توڑ دیا۔

''پہلے میں اسرائیلی صدر سے بات تو کر لوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیب سے عام سیل فون سیٹ نکالا اور اسرائیلی صدارتی آفس کے نمبر پریس کرنے لگا جو اسے زبانی یاد تھے۔

عمران درجنوں مرتبہ اسرائیل آیا تھا لیکن آج سے پہلے وہ جتنی بار بھی اسرائیل آیا تھا اسے خفیہ راستوں اور میک اپ کا سہارا لینا پڑا تھا لیکن آج وہ اپنی اصل شکل وصورت میں آیا تھا۔ وہ باقاعدہ اسرائیلی ایئر لائن کے طیارے پر اسرائیل کے دارالحکومت آیا تھا۔ اس سے قبل وہ جب بھی اسرائیل کا رخ کرتا تھا اسرائیلی سیکرٹ ایجنسیاں اس کی تلاش میں زمین وآسمان ایک کر دیتی تھیں۔ خاص طور پر جی پی فائیو کا چیف کرنل ڈیوڈ تو اس کی تلاش میں پاگل ہو جاتا تھا اور آج اس کرنل ڈیوڈ نے ایئر پورٹ پر اس کا استقبال کیا۔ عمران نے اس کے چہرے کے تاثرات سے اس کی دلی کیفیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کی لیکن اس کے چہرے پر عمران کے لئے صرف احترام ہی تھا اور یہ بات عمران کے لئے اور زیادہ حیرت کا باعث تھی۔ عمران کے تو وہم وگمان میں بھی یہ بات نہیں آ

سکتی تھی کہ کرنل ڈیوڈ کبھی اسے اس انداز میں ملے گا۔ ایئر پورٹ سے باہر عمران کو جی پی فائیو کی ایک شاندار گاڑی میں بٹھایا گیا۔ اس گاڑی کے آگے پیچھے اور دائیں بائیں جی پی فائیو کی سیکورٹی کی گاڑیاں موجود تھیں۔

''کرنل صاحب۔ اتنی گاڑیوں نے ہمیں گھیرے میں کیوں لے لیا ہے۔ کیا مجھے گرفتار کر لیا گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ آپ ہمارے معزز مہمان ہیں اور مہمانوں کو گرفتار نہیں کیا جاتا۔ یہ گاڑیاں آپ کی حفاظت کے لئے ہیں۔ یہاں حکومت کے بہت سے دشمن بھی ہیں جو حکومت کے مہمانوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ عمران نے اس کی گفتگو کا انداز دیکھنے کے لئے ہی یہ سوال کیا تھا ورنہ تو وہ جانتا ہی تھا کہ اسرائیلی حکومت نے اسے اتنی سیکورٹی کیوں فراہم کی ہے۔

عمران اس سے مزید سوال بھی کرنا چاہتا تھا لیکن پھر کچھ سوچ کر خاموش رہا۔ تھوڑی دیر کے سفر کے بعد گاڑیوں کا یہ قافلہ اسرائیلی صدارتی آفس پہنچ گیا۔ جیسے ہی عمران، کرنل ڈیوڈ کے ساتھ صدارتی آفس پہنچا، آفس کا دروازہ کھلا اور اسرائیلی صدر چند اعلیٰ افسران کے ساتھ باہر آ گئے۔

''ویلکم عمران۔ ویلکم''...... اسرائیلی صدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور مصافحے کے لئے اپنا ہاتھ عمران کی طرف بڑھایا۔

''ایسا استقبال تو سسر اور سسرالی رشتے دار شادی کے موقع پر

دولہا کا کرتے ہیں۔ کیا میری بھی یہاں شادی ہو رہی ہے''۔ عمران نے شرماتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اسرائیلی صدر سے مصافحہ کیا۔

''مسٹر عمران۔ اگر آپ اسرائیلی لڑکی سے شادی کے خواہش مند ہیں تو ہم آپ کی شادی کرا دیتے ہیں''...... اسرائیلی صدر نے خوشدلی سے کہا۔ ساتھ ہی دوسرے اعلیٰ افسران عمران سے مصافحہ کرنے لگے۔

''آپ مجھے پہلے بتا دیتے کہ مجھے شادی کے لئے بلایا جا رہا ہے تو پھر میں مکمل بارات لے کر آتا''...... عمران نے مصافحہ کرنے کے دوران کہا۔

''ہم ابھی خصوصی طیارہ پاکیشیا بھیج دیتے ہیں۔ جو آپ کے عزیز و اقارب کو لے آئے گا''...... اسرائیلی صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اسرائیل کے دیگر افسران حیرت لیکن خاموشی سے اپنے صدر مملکت اور عمران کی بے تکلفانہ گفتگو سن رہے تھے۔ صدر مملکت کا عمران سے اس طرح کی گفتگو کرنا ان کے لئے حیرت کا باعث ہی تھا۔ صدر انتہائی سنجیدہ اور باوقار انسان تھے۔ کسی میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ وہ ان سے اس طرح بے تکلف ہو کر گفتگو کرتا لیکن عمران ان سے اس طرح باتیں کر رہا تھا جیسے وہ کسی ملک کے صدر کی بجائے اپنے کسی کلاس فیلو سے باتیں کر رہا ہو۔

''اگر میں نے اس طرح آناً فاناً شادی کر لی تو میرے سر کے

بال بھی آناً فاناً اڑ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے سر کے بال اڑ جائیں گے لیکن کیسے''...... اس مرتبہ اسرائیلی صدر نے حیران ہو کر کہا۔

میری اماں بی نے میرے سر پر اس قدر جوتے مارنے ہیں کہ ایک بال بھی میرے سر پر نہیں رہے گا''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو اسرائیلی صدر ایک بار پھر مسکرانے لگے۔

''مسٹر عمران۔ ہم آپ کے بے حد ممنون ہیں کہ آپ ہماری دعوت پر تشریف لائے۔ اب آپ میٹنگ روم میں تشریف لے چلیں۔ کچھ دیر بعد آپ سے ہماری ملاقات میٹنگ روم میں ہو گی''...... اسرائیلی صدر نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آیئے سر۔ میں میٹنگ روم تک آپ کی رہنمائی کر دوں''۔ صدر کے ساتھ کھڑے ہوئے ایک افسر نے عمران سے کہا۔

''اوکے۔ چلیئے''...... عمران نے کہا تو وہ افسر ایک طرف بڑھا۔ عمران اس کے ساتھ چلنے لگا۔ تقریباً اڑھائی منٹ چلنے کے بعد وہ ایک بڑے دروازے کے قریب پہنچ گئے اس دروازے پر دو فوجی آفیسر کھڑے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے عمران کو سیلوٹ کیا اور پھر دروازہ کھول دیا۔ عمران میٹنگ روم میں داخل ہو گیا۔ جیسے ہی وہ میٹنگ روم میں داخل ہوا، اسے حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا کیونکہ میٹنگ روم میں کرنل فریدی، میجر پرمود اور کرنل زید صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کو دیکھ کر ان کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی اور وہ

عمران کے استقبال کے لئے اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ عمران نے ان تینوں سے مصافحہ کیا اور ان کے درمیان رسمی کلمات کا تبادلہ ہوا۔

"یا مرشد۔ ہمیں یہاں کس خوشی میں دعوت دی گئی ہے"۔ عمران نے کرنل فریدی سے کہا۔

ان تینوں کو میٹنگ روم میں دیکھ کر عمران کو حقیقی طور پر حیرت سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ اس کے تو خواب و خیال میں بھی نہیں تھا کہ ان تینوں سے اس کی یہاں اس طرح ملاقات بھی ہو سکتی ہے۔

"مجھے تو یہاں آنے کے حکومتی آرڈر ملے سو میں آ گیا۔ اس میٹنگ کے بارے میں مجھے نہیں بتایا گیا تھا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس میٹنگ کے ایجنڈے سے تو ہم بھی لاعلم ہیں لیکن ہمیں آپ کو یہاں دیکھ کر انتہائی حیرت ہو رہی ہے کیونکہ پاکیشیا کے تو اسرائیل سے سفارتی تعلقات بھی نہیں ہیں"...... کرنل زید نے کہا۔

"مجھے ایک دوست ملک کے ذریعے دعوت دی گئی ہے اس لئے مجھے یہاں آنا پڑا۔ دوستوں کی بات تو ماننا پڑتی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنل فریدی صاحب تو کافرستان سے تعلق رکھتے ہیں اور کافرستان کے اسرائیل سے گہرے مراسم ہیں۔ باقی ہم تینوں کو یہاں دعوت دے کر بلانا واقعی انتہائی حیرت کی بات ہے"...... میجر

پرمود نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

"بقول سر سلطان یہ اس صدی کا سب سے حیرت انگیز واقعہ ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ عمران کی بات کے جواب میں کوئی بولتا، میٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور اسرائیلی صدر، ایک کرنل کے ہمراہ اندر داخل ہوئے۔ اسرائیلی صدر کو میٹنگ روم میں داخل ہوتے دیکھ کر پہلے کرنل فریدی، پھر کرنل زید، ان کے بعد میجر پرمود اور سب سے آخر میں عمران اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اسرائیلی صدر باوقار انداز میں چلتے ہوئے اپنی مخصوص کرسی تک پہنچے پھر جب وہ کرسی پر بیٹھ چکے تو کرنل واپس چلا گیا اور وہ چاروں صوفوں پر بیٹھ گئے۔

"ہم تہہ دل سے آپ سب کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ ہماری دعوت پر یہاں تشریف لائے"...... اسرائیلی صدر نے باوقار لہجے میں بولنا شروع کیا۔

"آپ یقیناً حیران ہیں کہ آپ کو یہاں کیوں زحمت دی گئی ہے"...... صدر اسرائیل نے اتنا کہا اور خاموش ہو کر ان چاروں کو غور سے دیکھنے لگے۔ ان چاروں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات موجود تھے جنہیں ان چاروں نے چھپانے کی کوشش بھی نہیں کی تھی۔

"دراصل اسرائیل پوری انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے ایک

عظیم الشان پراجیکٹ پر کام کرنا چاہتا ہے جس کے لئے اسرائیل کو آپ کے تعاون کی ضرورت ہے''...... اسرائیلی صدر نے کہا اور ایک بار پھر خاموش ہو گئے۔

عمران، کرنل فریدی، میجر پرمود اور کرنل زید کے لئے اسرائیلی صدر کے الفاظ ناقابلِ یقین تھے۔ اسرائیل اور انسانیت کی فلاح و بہبود کا منصوبہ۔ یہ تو متضاد باتیں تھیں۔ اسرائیل تو انسانیت کا بدترین دشمن تھا۔ فلسطین میں اس کے مظالم انسانیت کے منہ پر طمانچہ تھے۔ یوں تو اسرائیل پوری دنیا کا ہی دشمن تھا لیکن مسلمانوں کا تو وہ بدترین مخالف تھا۔ اس کی تو ہمیشہ سے یہ کوشش رہی تھی کہ وہ دنیا بھر سے مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دے اور آج اسرائیلی صدر ان سے کہہ رہا تھا کہ وہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے عالمی پراجیکٹ پر کام کرنا چاہتا ہے۔ ان چاروں کے لئے ہی یہ بات ناقابلِ یقین تھی لیکن وہ خاموش رہے۔ وہ اسرائیلی صدر سے اس منصوبے کی تفصیلات سننا چاہتے تھے۔

''میں جانتا ہوں کہ آپ کے لئے یہ بات بہت حیران کن ہے کیونکہ آپ اسرائیل کو جارح اور ظالم ملک سمجھتے ہیں لیکن اس وقت ہماری میٹنگ کا ایجنڈا آپ لوگوں کی سوچوں کو تبدیل کرنا نہیں ہے اس لئے میں اس موضوع پر بات نہیں کروں گا۔ جب ہم اپنے اس پراجیکٹ کو مکمل کر لیں گے اور دنیا پر ثابت ہو جائے گا کہ اسرائیل نے پوری انسانیت کی فلاح کا کام کیا ہے تو سب کی نظریات

خود بخود تبدیل ہو جائیں گے''...... اسرائیلی صدر نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''جناب صدر۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ اسرائیل انسانیت کی فلاح کا منصوبہ شروع کرنے سے پہلے مسئلہ فلسطین کے حل کی بھی کوشش کرے''...... عمران سے رہا نہ گیا تو اس نے اپنے دل کی بات کہہ ہی دی۔

''مسٹر عمران۔ مجھے خوشی ہوئی ہے کہ آپ نے صاف بات کہہ دی ہے۔ دیکھیں۔ مسئلہ فلسطین دو چار یا آٹھ دس برسوں کا نہیں ہے۔ یہ تو کئی دہائیوں سے حل طلب چلا آ رہا ہے۔ اس میں کئی پیچیدگیاں بھی ہیں لیکن اب میں آپ کو یقیناً دلاتا ہوں کہ اس مسئلے کے حل کی طرف خصوصی توجہ دی جائے گی اور ہم بہت جلد اس کے کسی اچھے حل تک پہنچ جائیں گے''...... اسرائیلی صدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جس طرح کافرستان وادیٔ مشکبار کا مسئلہ حل نہیں کرنا چاہتا اسی طرح اسرائیل بھی مسئلہ فلسطین کے حل میں مخلص نہیں ہے''۔ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''مسٹر عمران۔ آپ اسرائیلی صدر صاحب سے میٹنگ کرنے آئے ہیں۔ آپ کسی بھی حوالے سے کافرستان کا ذکر مت کریں۔ میں کافرستان کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کروں گا''۔ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی مسائل بھی شروع ہو گئے تھے اور جب تک یہ دنیا رہے گی مسائل انسان کے ساتھ ساتھ رہیں گے لہٰذا فی الحال ہمیں ان مسائل کو ایک طرف رکھ دینا چاہئے۔ میں نے آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ ہم پوری انسانیت کی فلاح کے لئے ایک پراجیکٹ بنائیں۔ جب ہم مل کر یہ کام کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ ہم ایک دوسرے کے بہت قریب آ جائیں گے پھر ہم دوسرے تمام مسائل کے حل کی بھی کوشش کریں گے اور آپ یقین رکھیئے کہ ہم ان مسائل کو حل کریں گے''۔ اسرائیلی صدر نے کہا۔

''اوکے۔ آپ اپنے منصوبے کے بارے میں بتائیں''۔ عمران نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا۔

''میں نے اس پراجیکٹ کو سلور پراجیکٹ کا نام دیا ہے۔ منصوبے کی تفصیلات سننے کے بعد اگر آپ نام میں تبدیلی چاہیں تو وہ بھی ہو جائے گی''...... اسرائیلی صدر نے کہا اور وہ ایک بار پھر خاموش ہو گئے۔

''آپ جانتے ہیں کہ انسانی جسم میں جینیاتی تغیرات بیماری کا باعث بنتے ہیں۔ ایک جین میں ہونے والی تبدیلی سسٹک فائبروسس کو جنم دے سکتی ہے۔ دوسرا ٹی بی کا تو تیسرا تبدیل شدہ جین سکل سیل انیمیا کی وجہ سے بن سکتا ہے کہ جس میں خون کے سرخ خلیات کی شکل درانتی جیسی ہو جاتی ہے اور جسم کے مختلف

حصوں کو آکسیجن کی فراہمی میں رکاوٹ ہونے لگتی ہے''...... اسرائیلی صدر اتنا کہہ کر رکے پھر انہوں نے اپنے سامنے رکھا ہوا گلاس اٹھایا۔ گلاس پر شیشے کا کور رکھا ہوا۔ انہوں نے کور میز پر رکھا اور گلاس میں موجود نصف پانی پی لیا۔ اس کے بعد انہوں نے گلاس واپس میز پر رکھا اور اس پر کور بھی رکھ دیا۔

''آپ کے علم میں ہو گا کہ انسانی جنیوم میں تین ارب سے زائد نیوکلیوٹائیڈز ساس ہوتے ہیں۔ ان جنیوم کا تجزیہ کر کے بیماری کی تشخیص اور اس کا علاج دریافت کرنے کے لئے ریسرچ کی جاتی ہے لیکن تین ارب سے زائد جنیوم کا تجزیہ کرنا ممکن نظر نہیں آتا اس لئے سائنس دان پورے جنیوم کی بجائے صرف مخصوص اور اہم جینز پر توجہ مرکوز کئے ہوئے ہیں اور سنگل نیوکلیوٹائیڈ پولی مارفزم پر تحقیق میں مصروف ہیں جنہیں مختصراً ایس این پی لکھا جاتا ہے۔ انہیں ہم جینیاتی شناختی علامتوں کی مانند سمجھ سکتے ہیں جو کروموسومز میں بکھری ہوئی ہیں۔ ڈی این اے کی زنجیر میں ان کی جگہ بھی ہر لمحہ تبدیل ہو سکتی ہے۔

اب ہم چاہتے ہیں کہ ہم ایک ایسی مشین ایجاد کریں جو انسان کی بیماری کی تشخیص اور علاج کرے۔ یہ خودکار مشین ہو۔ ایک انسان کی جیب میں کریڈٹ کارڈ جیسا ایک کارڈ ہو جس میں اس کی تمام طبی خصوصیات معہ جینیاتی خصوصیات کا ڈیٹا فیڈ ہو۔ اس کی تاریخ پیدائش، قد کاٹھ، بلڈ گروپ، پسند و ناپسند، الرجی پیدا کرنے

والے اسباب اور دیگر تمام معلومات بھی اس کارڈ میں محفوظ ہوں۔ جیسے ہی کارڈ مشین میں ڈالا جائے مشین کی سکرین روشن ہو جائے اور کارڈ ڈالنے والے انسان کی تمام خصوصیات پلک جھپکنے میں مشین کے علم میں آ جائیں پھر بیمار انسان مشین کے ایک بٹن پر انگلی رکھے اسے سوئی چبھنے کا احساس ہو یعنی اس کے خون کا نمونہ لے کر خون ٹیسٹ کرے۔ مشین پر چند سوالات ابھریں۔ بیمار آدمی جوابات دے اور یوں چند منٹوں میں مشینی ڈاکٹر مرض کی تشخیص کر لے اور پھر اسی مشین سے پرنٹ آؤٹ برآمد ہو۔ دوا بھی اسی کاغذ پر پرنٹ آؤٹ کی صورت میں موجود ہوا اور پرہیز و ہدایات بھی۔ بیمار انسان اسے کھائے اور گھنٹوں میں صحت یاب ہو جائے''...... طویل گفتگو کرنے کے بعد اسرائیلی صدر خاموش ہو گئے۔

''کیا ایسا ہو سکتا ہے''...... میجر پرمود نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس۔ ایسا ممکن ہے۔ مسٹر عمران آپ تو بذات خود سائنس دان ہیں۔ کیا آپ کو بھی میری باتیں افسانوی معلوم ہو رہی ہیں''۔ اسرائیلی صدر نے پہلے میجر پرمود سے اور پھر عمران سے کہا۔

''میجر صاحب بھی جانتے ہیں کہ سائنس تو ایک جادو ہے۔ اس میں کوئی بات بھی ناممکن نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ ایسا ہو سکتا ہے لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آپ نے ہمیں کیوں مدعو کیا ہے''...... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں

کہا۔

''یہ اتنا بڑا پراجیکٹ ہے کہ اسرائیل تنہا اس پر کام نہیں کر سکتا لہٰذا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم جنیات میں اتھارٹی سمجھے جانے والے سائنس دانوں کو اپنے ساتھ شامل کریں۔ اس کے لئے معلومات حاصل کی گئیں تو چند سائنس دانوں کے نام سامنے آئے ہیں۔ جن میں ایک تو ڈاکٹر مشاہد حقانی ہیں جن کا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ دوسری ڈاکٹر آبیلا ہیں جو اردن کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ بلگارنیہ کے ڈاکٹر مراد اور کافرستان کی ڈاکٹر شیلا دیوی شامل ہیں۔ یہ چاروں سائنس دان اگر ہمارے سائنس دانوں کے ساتھ مل کر کام کریں گے تو ہم اس پراجیکٹ میں ضرور کامیاب ہوں گے''...... اسرائیلی صدر نے ایک مرتبہ پھر طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ اگر آپ کو ان سائنس دانوں کی خدمات کی ضرورت تھی تو آپ حکومتوں سے بات کرتے۔ آپ نے ہمیں کیوں بلوایا ہے''...... کرنل زید نے کہا تو اسرائیلی صدر کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ آ گئی۔

''ہم یہ پراجیکٹ بنانا چاہتے ہیں انسانیت کی فلاح کے لئے۔ اور یہ ایسا منصوبہ ہے کہ جب یہ مکمل ہو گیا تو اسے کوئی ملک یا مجرم تنظیم اڑانے کی کوشش کرے گی کیونکہ مشینی ڈاکٹر تیار ہو جاتا ہے تو اس سے اربوں ڈالرز کمائے جا سکتے ہیں۔ اس مشین کی اینٹی مشین

بنا کر دنیا میں خوفناک بیماریاں بھی پھیلائی جا سکتی ہیں تو ہمیں اس کی سیکورٹی کا فول پروف سسٹم بھی بنانا ہے۔ آپ چاروں افراد دنیا کے بہترین سیکرٹ ایجنٹ اور ذہین ترین انسان سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کو اسی لئے دعوت دی گئی ہے تاکہ آپ ہمارے ماہرین کے ساتھ مل کر اس سلور پراجیکٹ کی سیکورٹی کے لئے کوئی ایسا سلور پلان بنائیں جو ناقابلِ شکست ہو جس میں معمولی سی خامی بھی نہ ہو اور مجھے یقین ہے کہ جو پلان آپ بنائیں گے وہ میری سوچ سے بھی بڑھ کر ہو گا''...... اسرائیلی صدر نے پراعتماد لہجے میں کہا۔

اسرائیلی صدر کی بات مکمل ہوئی تو ان چاروں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ عمران کے ذہن میں تو صرف ایک ہی بات تھی کہ کیا اسرائیلی صدر مخلص بھی ہے۔

''جناب صدر۔ جب یہ پراجیکٹ مکمل ہو جائے گا تو پھر کیا ہو گا''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ ٹیکنالوجی پانچوں ممالک کے پاس رہے گی اور انسانیت کی فلاح کے اس منصوبے میں ہم دنیا کے تمام ممالک کو شامل کریں گے۔ ہم ایک فنڈ قائم کریں گے جس میں دنیا بھر کے ممالک سے عطیات وصول کئے جائیں گے اور ان مشینوں کو دنیا کے تمام ممالک میں آبادی کے تناسب سے نصب کیا جائے گا۔ اس میں ہمارا کمیشن بالکل نہیں ہو گا۔ اس فنڈ سے جس قدر مشینیں تیار ہوں گی ہم دنیا کے تمام ممالک کو سپلائی کریں گے۔ چاہے کوئی امیر

ملک ہو چاہے غریب''...... اسرائیلی صدر نے کہا۔

''آپ درست فرما رہے ہیں۔ یہ بہت ہی عظیم منصوبہ ہے۔ اگر یہ منصوبہ مکمل ہو گیا تو دنیا کا نقشہ ہی بدل جائے گا۔ بیماریوں پر بہت حد تک قابو پا لیا جائے گا۔ غریب امیر سب کے لئے علاج فری ہو جائے گا۔ بیماریوں کے ساتھ ساتھ غربت میں بھی کمی واقع ہو گی''...... کرنل فریدی نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔ دراصل وہ چشم تصور میں اس مشین کو اور اس کی کارکردگی کو دیکھ رہے تھے۔

''جناب صدر۔ سیکورٹی پلان تو ہم مل کر بنا لیتے ہیں لیکن سائنس دانوں کے لئے تو آپ کو باقاعدہ حکومتوں سے مطالبہ کرنا پڑے گا''...... میجر پرمود نے کہا۔

''ہم باقاعدہ سفارتی بنیادوں پر حکومتوں سے مطالبہ کریں گے لیکن پاکیشیا سے ہمارے سفارتی تعلقات نہیں ہیں اور مسٹر عمران اپنے ملک میں خاص اہمیت رکھتے ہیں لہٰذا یہ ڈاکٹر مشاہد حقانی کو اسرائیل بھجوا سکتے ہیں''...... اسرائیلی صدر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جناب۔ مجھے تو میرا باورچی اہمیت دینے کو تیار نہیں۔ پاکیشیا کے اعلیٰ حکام بھلا مجھے کیا اہمیت دیں گے''...... عمران نے مسکین سے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ ایکسٹو پاکیشیا کی سب سے بااختیار شخصیت ہیں اور

آپ ان کے نمائندہ خصوصی ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق جناب ایکسٹو آپ کی بات مانتے ہیں“...... اسرائیلی صدر نے کہا۔

”محترم صدر صاحب۔ آپ ان چیف نامی مخلوق کی نفسیات نہیں سمجھتے۔ چیف اپنے مفاد کو مدنظر رکھتے ہیں اور صرف حکم چلانا جانتے ہیں۔ آپ کرنل ڈیوڈ کی نفسیات کا تجزیہ کرا لیں“...... عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر مشاہد حقانی تو اس پراجیکٹ کے لئے بہت ضروری ہیں مسٹر عمران“...... اسرائیلی صدر نے پریشان ہو کر کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ اپنے چیف اور سرسلطان سے بات کیجئے۔ انہیں اس پراجیکٹ کی اہمیت کے بارے میں اور اسرائیل کے خلوص کے بارے میں بتایئے گا۔ امید ہے انسانیت کی فلاح کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ مان جائیں گے“...... کرنل فریدی نے کہا۔ وہ چونکہ اس وقت میٹنگ میں بیٹھے ہوئے تھے اس لئے کرنل فریدی نے عمران سے بے تکلفانہ لہجے میں بات نہیں کی تھی۔

”چیف ایکسٹو تو بہت ہی سخت اور کرخت مزاج کا انسان ہے اس سے بات کرتے ہوئے میں قدرتی طور پر خوفزدہ ہو جاتا ہوں البتہ سرسلطان کو میں قائل کر لوں گا۔ وہ میرے بزرگ ہیں اور میری بات مان بھی جاتے ہیں“...... عمران نے کہا تو اسرائیلی صدر نے اسے حیرت سے دیکھا۔ یہ وہی عمران تھا جس کا نام سن کر وہ خوفزدہ ہو جاتا تھا۔ صرف وہی نہیں بلکہ اسے معلوم تھا کہ ایکریمی

اور کافرستانی حکام بھی اس سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ ان کے خیال میں عمران ایک بھوت تھا، ایک آفت تھی، ایک طوفان تھا اور وہی عمران ایکسٹو سے خوفزدہ تھا۔ جس شخصیت سے عمران جیسا انسان خوفزدہ تھا وہ شخصیت نجانے کیسی ہو گی۔

”سر۔ عمران صاحب نے وعدہ کر لیا ہے تو اب آپ مطمئن ہو جائیں۔ ڈاکٹر مشاہد حقانی اس منصوبے میں شامل ہو جائیں گے“۔ کرنل فریدی نے کہا تو اسرائیلی صدر کی سوچوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

”تھینکس۔ مجھے خوشی ہے کہ انسانیت کی فلاح کے اس منصوبے میں آپ سب شامل ہو رہے ہیں۔ اب تھوڑے سے وقفے کے بعد آپ کی میٹنگ کرنل ڈیوڈ اور دیگر حکام سے ہو گی۔ آپ سب مل کر اس پراجیکٹ کے تمام پہلوؤں پر غور کر لیجئے گا“...... اسرائیلی صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنی کرسی سے کھڑے ہو گئے۔

شام کے پانچ بجتے ہی دھند نے شہر کو اپنی لپیٹ میں لینا شروع کر دیا تھا اور چھ بجے تک پورے یروشلم پر دھند سیاہی کی مانند چھا چکی تھی۔ سردی اس قدر پڑ رہی تھی کہ لوگ سرشام ہی بستروں میں دبک گئے تھے اور اب جبکہ رات کے گیارہ بج چکے تھے ایسا محسوس ہوتا تھا وہی یروشلم زندہ انسانوں کی بجائے مردوں کی بستی ہو۔ گو کہ تھوڑے تھوڑے فاصلے پر سٹریٹ لائٹس روشن تھیں لیکن دھند نے انہیں اپنے اندر اس طرح چھپا لیا تھا کہ ان کی روشنی ایک ڈیڑھ فٹ سے زیادہ فاصلے پر نہیں پڑ رہی تھی۔

یروشلم کی سڑکیں بالکل ہی سنسان ہو چکی تھیں لیکن گرین روڈ پر ایک کار مناسب رفتار سے چل رہی تھی۔ کار کالے رنگ کی تھی اور اس کی لائٹس بھی بند تھیں اس لئے یہ کار تاریکی کا حصہ معلوم ہو رہی تھی۔ دھند کی وجہ سے دو اڑھائی فٹ سے آگے کچھ دکھائی نہیں

دے رہا تھا لیکن ڈرائیور اس طرح کار چلا رہا تھا جیسے وہ روشن دن میں ڈرائیونگ کر رہا ہو۔ ڈرائیور کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس کے سرخ اور تراشیدہ بال اس کے کندھے تک آ رہے تھے۔ ان دونوں نے انتہائی چست لباس پہنے ہوئے تھے اور دونوں ہی خاموش تھے۔

''ہم منزل ون کے قریب پہنچ چکے ہیں جی فائیو''...... کار میں طاری گہرے سکوت کو ڈرائیور کی آواز نے توڑا اور لڑکی یکدم چوکس ہو گئی۔

اس کے ساتھ ہی کار کی رفتار بھی ہلکی ہو گئی پھر چند لمحوں بعد کار ایک جگہ رک گئی۔ ڈیش بورڈ پر دو چشمے رکھے ہوئے تھے۔ لڑکی نے، جسے اس کے ساتھی نے جی فائیو کے نام سے پکارا تھا، ایک چشمہ اٹھا کر اپنی آنکھوں پر لگا لیا اور دوسرا ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

دھند کی وجہ سے دو اڑھائی فٹ سے آگے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا لیکن چشمہ لگاتے ہی جی فائیو کو دور دور تک صاف دکھائی دینے لگا۔ ان سے کچھ فاصلے پر ایک سرخ رنگ کی عمارت تھی اور یہی سرخ رنگ کی عمارت ان کا ٹارگٹ تھی۔ چند لمحوں تک عمارت کو دیکھنے کے بعد لڑکی نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا۔ وہ بھی اس عمارت کو ہی دیکھ رہا تھا۔ اپنے ساتھی کو دیکھنے کے بعد لڑکی نے اپنے قدموں میں رکھا ہوا بیگ اٹھایا اور اسے کھول کر اس میں سے

ایک عجیب سی ساخت کا ریوالور نکال کر اس کا جائزہ لیا۔ ریوالور کا جائزہ لینے کے بعد جی فائیو نے بیگ میں سے ٹرانسسٹر جیسی ایک مشین بھی نکال لی جس پر چار مختلف رنگوں کے بٹن لگے ہوئے تھے اور بٹنوں کے اوپر ایک چھوٹی سی سکرین بھی تھی۔

"نیچے اترو بی فور۔ کہیں ہم تاخیر کا شکار نہ ہو جائیں"...... جی فائیو نے اپنے ساتھی سے کہا۔

اس کے ساتھی نے بغیر کوئی بات کہے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر گیا۔ جی فائیو بھی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آئی۔ کار سے نیچے اترنے کے بعد وہ دونوں سرخ رنگ کی عمارت کی طرف بڑھے۔ اس عمارت کا گیٹ بھی سرخ رنگ کا ہی تھا۔ گیٹ کے قریب پہنچ کر جی فائیو نے عجیب سی ساخت کے ریوالور کا رخ عمارت کی طرف کیا۔ ریوالور پر ٹریگر کی جگہ ایک چھوٹا سا بٹن لگا ہوا تھا۔ جی فائیو نے وہ بٹن دبایا تو ریوالور میں سے نیلے رنگ کی ایک شعاع نکل کر عمارت کے اندر چلی گئی۔ شعاع فائر کے بعد جی فائیو نے بی فور کی طرف دیکھا تو اس نے جیب بھی سے ایک ریوالور نکال لیا۔ یہ بھی لیزر ریوالور ہی تھا اور اس پر بھی ٹریگر کی جگہ ایک بٹن لگا ہوا تھا۔

بی فور نے گیٹ کے لاک کے کی ہول پر لیزر ریوالور کی نال رکھ کر بٹن دبا دیا۔ اگلے ہی لمحے لاک پگھل کر پانی کی طرح بہہ گیا۔ بی فور نے گیٹ پر دباؤ ڈالا تو گیٹ کھل گیا۔ بی فور اور جی

فائیو عمارت میں داخل ہو گئے۔ گیٹ کے قریب ہی ایک چھوٹا سا کیبن بنا ہوا تھا۔ اس کیبن میں دو افراد موجود تھے جو اس وقت ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کی حالت سے لگ رہا تھا کہ وہ بے ہوش ہیں۔ بی فور نے لیزر ریوالور کا رخ ان کی طرف کر کے بٹن دبا دیا۔ سرخ رنگ کی شعاع نکل کر ان دونوں پر پڑی اور ان دونوں کے جسم پگھل گئے۔ بی فور اور جی فائیو کیبن سے باہر نکل کر اصل عمارت کی طرف بڑھے۔ کمروں کے قریب پہنچ کر وہ ایک لمحے کے لئے رکے اور پھر ایک کمرے کے دروازے تک پہنچے۔ بی فور نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ دونوں ہی کمرے میں داخل ہو گئے۔ جیسے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی۔ اس کمرے کے ایک کونے میں دو بڑی مشینیں اور دوسرے کونے میں میز پر دو کمپیوٹر رکھے ہوئے تھے۔ مشینیں اور کمپیوٹر اس وقت آن تھے۔ ان کے علاوہ فرش پر چار افراد پڑے ہوئے تھے اور ان کی حالت بھی بتا رہی تھی کہ وہ بے ہوش ہونے کے بعد کرسیوں سے نیچے گرے ہیں۔

بی فور تو لیزر ریوالور کا رخ ان کی طرف کر کے بٹن دبانے لگا جبکہ جی فائیو کمپیوٹر کی طرف بڑھی۔ وہ "کی بورڈ" پر اپنی انگلیاں چلانے لگی۔ تقریباً ڈیڑھ منٹ بعد اس نے بی فور کی طرف دیکھا جو اس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

''منزل ون پر ہماری کارروائی مکمل ہو چکی ہے''...... جی فائیو نے مطمئن لہجے میں کہا۔ بی فور نے اس کی بات کا جواب زبان سے دینے کی بجائے اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ جی فائیو بھی اس کے پیچھے ہی کمرے سے باہر نکل آئی پھر اگلے چند سیکنڈوں بعد وہ اپنی کار تک پہنچ گئے۔ بی فور نے کار اسٹارٹ کی تو اسی لمحے کار میں خوبصورت موسیقی سنائی دینے لگی۔ بی فور نے کار آگے بڑھائی جبکہ جی فائیو نے سامنے لگے ہوئے بہت سے بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔

''چیف فرام ہیڈکوارٹر''...... بٹن کے دبتے ہی کار میں ایک تیز آواز سنائی دی۔

''جی فائیو اٹینڈنگ یو''......لڑکی نے جواب دیا۔

''اپنا کوڈ بتاؤ''...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا۔

''جی فائیو۔ جی فائیو۔ جی فائیو''...... لڑکی نے جی فائیو کی گردان ہی شروع کر دی۔

''یس رپورٹ دو''...... اب بھی دوسری طرف سے بگ چیف کی کرخت آواز سنائی دی۔

''بگ باس۔ منزل ون پر ہماری کارروائی مکمل ہو چکی ہے''۔ جی فائیو نے کہا۔

''تفصیل بتاؤ''...... دوسری طرف سے بگ چیف نے تحکمانہ

لہجے میں کہا۔

''باس۔ ہم نے ایس لیزر ریوالور سے شعاع فائر کی جس سے سرخ عمارت میں موجود تمام افراد بے حس ہو گئے۔ اس کے بعد ہم عمارت میں داخل ہوئے۔ ہم نے بے حس افراد کا خاتمہ لیزر ریوالور سے کیا۔ میں نے کمپیوٹر پروگرامنگ میں معمولی سی تبدیلی کی۔ اب صبح تک مین بلڈنگ سے یہاں تک جو بھی رپورٹ آئے گی وہ یہیں تک رہے گی۔ یہاں خطرے کا الارم نہیں بجے گا اور نہ ہی کوئی فرد مین بلڈنگ میں کسی گڑبڑ کی رپورٹ اپنے افسروں کو دے سکے گا۔ یوں ہم مین بلڈنگ میں اطمینان سے اپنی کارروائی مکمل کر سکیں گے''...... جی فائیو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اب تم جلد از جلد مین بلڈنگ پہنچ کر اپنا مشن مکمل کرو''...... دوسری طری سے تحکمانہ لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی دوبارہ موسیقی کی آواز سنائی دینے لگی۔ جی فائیو نے سامنے لگا ہوا بٹن پریس کیا تو موسیقی کی آواز بند ہو گئی۔

''بی فور۔ کار کی رفتار بڑھا دو''...... جی فائیو نے کہا تو کار کی رفتار یکدم تیز ہو گئی۔

تقریباً بیس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد کار پہاڑی راستے پر آ گئی۔ یہاں بی فور نے رفتار آہستہ کر لی اور پھر ایک موڑ مڑتے ہی بی فور نے کار روک لی۔ کچھ فاصلے پر ایک وین کھڑی ہوئی تھی۔ وین اندھیرے کا ہی حصہ معلوم ہو رہی تھی لیکن جی فائیو اور بی فور

نے مخصوص چشمے لگائے ہوئے تھے اس لئے انہیں دور تک ہر چیز صاف دکھائی دے رہی تھی۔ کار کے رکتے ہی وین کا دروازہ کھلا اور اس میں سے ایک طویل القامت لیکن پتلے جسم کا آدمی اتر کر کار کے قریب آ گیا۔

''بی نائن۔ تم سب مشن کے لئے تیار ہو نا''...... جیسے ہی وہ آدمی کار کے قریب آیا، جی فائیو نے اس سے پوچھا۔

''یس مادام''...... بی نائن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ موو''...... جی فائیو نے کہا تو بی فور نے کار آگے بڑھائی۔ بی نائن دوڑ کر وین میں جا بیٹھا اور اگلے ہی لمحے وین بھی حرکت میں آ گئی۔ دونوں گاڑیاں اوپر کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ راستہ دشوار گزار تھا۔ سڑک کے دونوں جانب گہری کھائیاں تھیں۔ اس راستے پر دن میں سفر کرنا بھی بہت مشکل تھا اور رات کو تو کوئی بھی ہمت نہیں کرتا تھا لیکن ان دونوں گاڑیوں کے ڈرائیور نہایت ہی اطمینان سے ڈرائیونگ کر رہے تھے حالانکہ انہوں نے گاڑیوں کی لائٹس بھی بجھائی ہوئی تھیں لیکن اپنے مخصوص چشموں کی وجہ سے انہیں ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ رات کی بجائے دن میں ڈرائیونگ کر رہے ہوں۔ تقریباً دس منٹ تک سفر کرنے کے بعد دونوں گاڑیاں رک گئیں۔ جی فائیو اور بی فور کار سے نیچے اترے۔ وین سے آٹھ آدمی نیچے اترے۔ ان میں سے دو آدمیوں نے بیگ اٹھائے ہوئے تھے۔ جی فائیو اور بی فور پیدل آگے بڑھنے لگے۔ وہ

ٹیڑھے میڑھے راستوں پر اونچائی کی طرف سفر کر رہے تھے۔ پیدل سفر میں بھی انہیں دس منٹ لگ گئے۔ دس منٹ بعد وہ ایک بڑے پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ چکے تھے۔ چوٹی پر پہنچ کر انہوں نے بیگ کھولے۔ ایک بیگ میں ایک بڑا سٹینڈ اور ایک انتہائی جدید دوربین تھی۔ انہوں نے دوربین سٹینڈ میں فٹ کر کے سٹینڈ کو بھی ایڈجسٹ کیا۔ اس کے بعد دوسرا بیگ کھولا گیا۔ دوسرے بیگ سے ایک بڑی لیکن جدید گن برآمد ہوئی جس کے دستے پر تین رنگوں کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ بی فور نے اس گن کو دوربین کے ساتھ ہی فٹ کیا اور اس کے بعد پیچھے ہٹ گیا۔ اس کے پیچھے ہٹتے ہی جی فائیو آگے بڑھی۔ اس نے دوربین سے آنکھیں لگائیں۔ اس کی نظروں کے سامنے ایک بڑی سی عمارت آ گئی۔ اس عمارت کے چاروں طرف پہاڑیاں تھیں۔ جی فائیو دوربین گھما کر اس عمارت کا جائزہ لینے لگی۔ چاروں طرف سے پہاڑیوں میں گھرے ہونے کی وجہ سے اس عمارت میں جانے کا کوئی راستہ ہی نہیں تھا جبکہ اس عمارت کے صحن میں لاتعداد فوجی دکھائی دے رہے تھے۔

''بی فور۔ یہ ہے ہمارا ٹارگٹ۔ پہلے ہم نے اس کا پاور ہاؤس ناکارہ کرنا ہے جو کہ اس عمارت میں موجود ہے۔ بلیو ریز ان کے پاور ہاؤس کو لمحوں میں پگھلا دے گی اور جیسے ہی پاور ہاؤس پگھلا ان کا ناقابل شکست سیکورٹی سسٹم آف ہو جائے گا اور پھر ہم اس میں ایل گیس فائر کریں گے جس سے اس عمارت میں موجود تمام

افراد بے ہوش جائیں گے اور ہم اپنا مشن مکمل کر لیں گے''...... جی فائیو نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ پلاننگ تو بالکل یہی ہے اور ہماری پلاننگ تو ناکام ہوا ہی نہیں کرتی''...... بی فور نے متکبرانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ میں اب بلیو ریز فائر کرنے لگی ہوں''...... جی فائیو نے کہا اور پھر اس نے گن کے دستے پر لگے تین بٹنوں میں سے نیلے رنگ کا بٹن دبایا۔ ایک بار پھر دوربین سے اس عمارت کو دیکھا اور اس کے بعد ٹریگر کی جگہ لگے ہوئے بٹن کو پریس کر دیا۔ جیسے ہی بٹن پریس ہوا گن کی نالی سے نیلے رنگ کی ایک شعاع نکلی۔ شعاع آسمانی بجلی کی رفتار سے اس عمارت کی طرف بڑھی اور پھر اس عمارت کے ایک کمرے کی دیوار میں داخل ہو گئی۔ اگلے ہی لمحے وہ پوری عمارت اندھیرے میں ڈوب گئی۔ جی فائیو نے فوراً ہی گن پر لگے بٹنوں میں سے سرخ رنگ کا بٹن دبایا اور اس کے بعد ٹریگر کی جگہ پر لگے بٹن کو بھی دبا دیا۔ اس مرتبہ نال میں سے سرخ شعاع نکل کر عمارت کی طرف بڑھی۔ جی فائیو فوراً ہی سٹینڈ سے پیچھے ہٹ گئی اور اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ اس دوران اس کے ساتھیوں نے چھ بلون تیار کر لئے تھے۔ ایک بلون جی فائیو نے، دوسرا بی فور نے اور باقی چار ان کے ساتھیوں نے پکڑ لئے۔ بلون میں ایک جگہ چار بٹن لگے ہوئے تھے۔ جی فائیو نے ایک بٹن پریس کیا تو بلون اوپر کو اٹھنے لگا۔ چند لمحوں میں جی

فائیو فضا میں تھی۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی پھر وہ سب پرواز کرتے ہوئے اس عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔ ان بلونز کی رفتار عام بلون کے مقابلے میں زیادہ تھی۔ وہ چند منٹوں میں ہی اپنی مطلوبہ عمارت کے اوپر پہنچ گئے۔ مخصوص چشموں کی وجہ سے اندھیرے کے باوجود انہیں عمارت میں لاتعداد فوجی نظر آ رہے تھے جو زمین پر گرے ہوئے تھے۔ ان کی حالت سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ یا تو مر چکے ہیں یا بے ہوش ہیں۔ ان کو فضا سے ہی بغور دیکھنے کے بعد وہ نیچے آ گئے۔ آٹو میٹک سیکورٹی سسٹم کا دارو مدار بجلی پر تھا۔ پاور ہاؤس تباہ کر کے انہوں نے اس عمارت کی سیکورٹی سسٹم کو زیرو کر دیا تھا اور اب وہ مطمئن تھے کہ ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی۔

زمین پر اترنے کے بعد انہوں نے بلون کے بٹن پریس کئے تو وہ فضا میں معلق ہو گئے۔ ان سب نے اپنی جیبوں میں سے لیزر پسٹل نکالے اور زمین پر گرے ہوئے فوجیوں پر شعاعیں فائر کرتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ شعاع جس بھی فوجی کو چھو رہی تھی اسے پانی کی مانند بنا رہی تھی۔ شعاعیں فائر کرتے ہوئے وہ کمروں کے قریب پہنچ گئے۔ جی فائیو نے ایک کمرے کے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔ وہ چاروں ہی کمرے میں داخل ہو گئے۔ اس کمرے میں نو افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے جن میں سے دو لڑکیاں تھیں اور باقی مرد تھے۔

''ان پانچ افراد کو اٹھا لو''...... جی فائیو نے ایک لڑکی اور چار مردوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے اپنا لیزر پسٹل جیب میں رکھا اور ایک لڑکی کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر ڈال لیا۔ بی فور نے ایک مرد کو اٹھا لیا جبکہ باقی افراد نے باقی آدمیوں کو اٹھا کر اپنے کندھوں پر ڈالا اور پھر وہ کمرے سے باہر آ گئے۔

ٹیلی فون کی بیل بجی تو عمران کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے لحاف سے منہ نکال کر وال کلاک کی طرف دیکھا۔ کمرے میں نائٹ بلب روشن تھا اس لئے دھندلا دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔ وال کلاک پر تین بج کر چالیس منٹ ہو چکے تھے۔ عمران مطالعے سے فارغ ہو کر ایک بجے ہی سویا تھا۔ عمران نے ٹیلی فون کی طرف ہاتھ بڑھایا جو کہ بیڈ کے قریب سائیڈ ٹیبل پر رکھا ہوا تھا۔

''کس نے بجائی ہے فون کی گھنٹیا۔ مارا دھڑکن لاگا جی''۔ عمران نے گنگناتے ہوئے کہا۔

''وہاٹ''...... دوسری طرف سے حیرت بھری آواز سنائی دی۔ لہجہ غیر ملکی تھا۔

''اگر نصف رات کو ٹیلی فون کی بیل بجے تو کوئی اچھی خبر نہیں ملتی اس لئے دل گھبرا جاتا ہے اور وہی میں تمہیں بتا رہا ہوں کہ

میں گھبرا گیا ہوں''...... عمران نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''سوری سر۔ لیکن یہاں نصف رات نہیں ہے اور اگر نصف رات ہوتی بھی تو واقعہ ایسا ہو گیا ہے کہ اطلاع دینا بہت ہی ضروری ہے''...... دوسری طرف سے پریشان لہجے میں کہا گیا۔

''اچھا۔ کیا اسرائیل میں بھینس نے انڈے دینے شروع کر دیئے ہیں''...... عمران نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ دوسری طرف سے بولنے والے کے لہجے سے عمران کو معلوم ہو گیا تھا کہ اسے اسرائیل سے کال کی جا رہی ہے اور اس نے یہ بھی اندازہ کر لیا تھا کہ اسرائیلی صدر کے سلور پراجیکٹ میں کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے۔

''نن۔ نو سر۔ ایسی تو کوئی بات نہیں ہے''...... دوسری طرف سے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''پھر چھ ٹانگوں والا بکرا یا دو دموں والی گائے پیدا ہو گئی ہو گی یا سانپ کے دھڑ اور عورت کے چہرے والی مخلوق نے جنم لے لیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نن۔ نو سر۔ ان باتوں میں سے کوئی بات بھی نہیں ہوئی''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یہی تو میں پوچھنا چاہ رہا ہوں کہ اسرائیل میں ایسی کیا بات ہو گئی ہے کہ تمہاری انگلیوں میں اس قدر شدید خارش ہوئی کہ تم نے نصف رات کو میرے نمبر پریس کر کے وہ خارش دور کی''...... عمران

نے کہا۔

''سر۔ مجھے تو صدر مملکت نے یہ حکم دیا ہے کہ میں ابھی آپ کو یہ خبر دے دوں کہ سلور پراجیکٹ پر کام کرنے والے تمام سائنس دانوں کو اغوا کر لیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے پریشان لہجے میں کہا گیا۔

''لو جی۔ کھودا پہاڑ اور نکلا چوہا وہ بھی مرا ہوا۔ تمہارے گھبرائے ہوئے لہجے سے لگ رہا تھا جیسے ایکریمیا نے اسرائیل سے ترک تعلق کا اعلان کر دیا ہے اور اب اسرائیل یتیم ہو گیا ہے''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''سر۔ آپ پریشان نہیں ہوئے۔ پاکیشیا کا بھی ایک سائنس دان سلور پراجیکٹ پر کام کر رہا تھا''...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''جب سے یہ سائنس دان نامی مخلوق پیدا ہوئی ہے تب سے یہ اغوا بھی ہونے لگی ہے۔ کرۂ ارض پر یہ کوئی نیا واقعہ نہیں ہے''۔ عمران نے بدستور بناتے ہوئے کہا۔

''سر۔ ہمارے صدر مملکت تو اس واقعے سے بہت پریشان ہیں۔ بہرحال میرا کام آپ کو اطلاع دینا تھا جو میں نے دے دی۔ او کے گڈ بائی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔

عمران نے بھی رسیور کریڈل پر رکھا اور ایک بار پھر وال کلاک

کی طرف دیکھا۔ اب چار بجنے والے تھے۔ صبح کی اذان ہونے میں ابھی کافی وقت تھا اس لئے اس نے سوچا کہ ابھی سو جائے اور صبح اٹھ کر نماز پڑھنے کے بعد اس معاملے کو دیکھے۔ یہ سوچ کر اس نے لحاف دوبارہ اپنے منہ پر ڈال لیا۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بجنے لگی۔

اب کیا ہوا ہے۔ کیا سائنس دانوں کے ساتھ ساتھ تمہارے صدر مملکت بھی اغوا ہو گئے ہیں''...... عمران نے لحاف سے ہاتھ باہر نکال کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگاتے ہوئے بولا۔

''عمران۔ میں فریدی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

''یا مرشد آپ۔ آپ کو سائنس دانوں کے اغوا کی اطلاع کر دی گئی ہے''......عمران نے کہا۔

''تمہارے لہجے سے لگ رہا ہے کہ تم اس معاملے کو سنجیدہ نہیں لے رہے۔ کیا تمہارے نزدیک ڈاکٹر مشاہد حقانی کی کوئی اہمیت نہیں ہے''...... کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے کرنل صاحب۔ میری قوم کا ہر فرد میرے لئے بہت اہم ہے لیکن میرا خیال ہے کہ سائنس دان اغوا نہیں ہوئے''......عمران نے اس مرتبہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''تمہارے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اسرائیل کی طرف سے ہمیں غلط اطلاع بھیجی گئی ہے۔ ہمارے سائنس دانوں نے کام مکمل

کر لیا تھا۔ اسرائیل نے انہیں خود غائب کر دیا ہے تاکہ وہ اتنے بڑے پراجیکٹ کا خود مالک بن جائے''...... کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

''یا مرشد۔ آپ سے بات کنارے پر کھڑے ہو کر بھی کی جائے تو آپ فوراً تہہ تک پہنچ جاتے ہیں''...... اس مرتبہ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم بالکل ٹھیک کہہ رہے ہو۔ اسرائیل کبھی بھی انسانیت کے لئے مخلص نہیں ہوسکتا۔ اسرائیلی صدر کی وہ ساری باتیں ڈھونگ ہی ہوسکتی ہیں لیکن ہمارے سائنس دان تو غائب ہیں اور ہم نے انہیں تلاش کرنا ہے''...... دوسری طرف سے کرنل فریدی کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

''اسرائیلی صدر نے سائنس دانوں کو کہیں چھپا دیا ہو گا۔ ہم انہیں تلاش کر لیں گے۔ آپ فکر نہ کریں''...... عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''اگر ہمارے سائنس دان اب اس دنیا میں نہ ہوئے تو''۔ کرنل فریدی نے خدشے کا اظہار کیا۔

''اسرائیلی صدر مجھے اچھی طرح جانتا ہے اسی لئے وہ ایسی جرأت نہیں کرے گا۔ اگر ہمارے سائنس دان کو معمولی سا نقصان بھی پہنچا تو میں اسرائیل کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا''...... اس مرتبہ عمران نے بھیڑیئے کی مانند غراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا خیال یہ ہے کہ ہمارے جو سائنس دان غائب ہو گئے ہیں وہ کچھ دنوں بعد مختلف طریقوں سے دستیاب ہو جائیں گے لیکن سلور پراجیکٹ اسرائیل ہضم کر لے گا۔ کچھ مدت بعد وہ مشینی ڈاکٹر کی پروڈکٹ شروع کر دے گا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''اللہ آپ کا بھلا کرے۔ آپ تو میری سوچ اس طرح پڑھ لیتے ہیں جس طرح طالب علم تختہ سیاہ پر لکھی ہوئی عبارت پڑھ لیتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم کیا کرو گے۔ کیا اسرائیل کو یہ پراجیکٹ ہضم کرنے دو گے''...... کرنل فریدی نے پوچھا۔

''بے شک یہ منصوبہ اسرائیل کا ہے لیکن اس میں ہماری محنت شامل ہے اور اسرائیل نے خود ہمیں اس منصوبے میں شامل کیا تھا اس لئے اب اس منصوبے پر ہمارا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا کہ اسرائیل کا اور ہم اپنا حق حاصل کرنا جانتے ہیں کرنل صاحب''۔ عمران نے مضبوط لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ جتنا حق پاکیشیا کا ہے اتنی ہی کافرستان کا بھی ہے اور ہم بھی اپنے حق سے دستبردار نہیں ہوا کرتے۔ اوکے اللہ حافظ''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر کال کٹ گئی۔

عمران نے منہ اور ہاتھ لحاف سے باہر نکالے۔ رسیور کریڈل پر رکھا اور ایک بار پھر وال کلاک کی طرف دیکھا۔ اب صبح کی اذان ہونے میں تھوڑا ہی وقت رہ گیا تھا اس نے سوچا کہ وہ نماز پڑھ کر

دانش منزل جائے۔

جب وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو حسب معمول بلیک زیرو اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ رسمی سلام دعا کے بعد عمران تو اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ بلیک زیرو کچن کی طرف بڑھ گیا۔

''عمران صاحب۔ خیریت ہے۔ آج آپ صبح ہی صبح آ گئے ہیں۔ آج کل تو کوئی کیس بھی نہیں ہے''...... بلیک زیرو نے چائے کی پیالی عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر وہ بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تمہیں معلوم ہے کہ اسرائیلی صدر کے سلور پراجیکٹ پر مختلف ممالک کے سائنس دان کام کر رہے ہیں جن میں ایک سائنس دان ہمارا بھی ہے''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جی ہاں۔ اور میں پہلے دن سے ہی یہ دعویٰ کر رہا ہوں کہ انسانیت کی بھلائی کے لئے اسرائیل کبھی اتنا مخلص نہیں ہو سکتا۔ اس میں لازماً اس کی کوئی چال ہو گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''شاید تمہارا دعویٰ سچا ہو۔ ہم کسی کے دل کا حال تو نہیں جانتے اس لئے ہمیں تو زبان پر ہی اعتماد کرنا چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''آپ اسرائیل میں موجود سائنس دانوں کا ذکر کر رہے تھے''۔ بلیک زیرو نے کہا۔ وہ چونکہ اس موضوع پر عمران سے بحث نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے مقصد کی بات کی۔

''اسرائیل کے سائنس دانوں سمیت پاکیشیا، کافرستان، بلگارنیہ اور اردن کے سائنس دان لیبارٹری سے اغوا ہو چکے ہیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

''اوہ عمران صاحب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس لیبارٹری کا سیکورٹی پلان تو آپ نے کرنل فریدی کے ساتھ مل کر بنایا تھا جس پر اسرائیلی ماہرین کے ساتھ ساتھ کرنل زید اور میجر پرمود کے مشورے بھی شامل تھے اور آپ لوگوں نے اس سیکورٹی پلان کو سلور پلان کا نام دیا تھا اور اسے ناقابلِ شکست بتایا تھا''...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہماری کہی ہوئی بات حرفِ آخر تو نہیں ہیں۔ ہم انسان ہیں اور ہمارے بنائے ہوئے منصوبوں میں خامی رہ سکتی ہے جو وقتی طور پر ہمیں نظر بھی نہیں آتی''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اس پلان کی آپ نے مجھے جو تفصیلات بتائی تھیں اس کے مطابق لیبارٹری تک کسی کا پہنچنا ممکن نہیں تھا۔ میرا خیال ہے کہ یہ کام خود اسرائیلیوں نے کیا ہے۔ سائنس دانوں نے اپنا کام مکمل کر لیا ہو گا اور اسرائیل اس پراجیکٹ میں کسی کی شراکت نہیں چاہتا ہو گا لہٰذا اس نے خود ہی سائنس دانوں کو غائب کر دیا ہے تاکہ ہمیں یہ باور کرا سکے کہ یہ کام کسی اور نے کیا ہے''۔ بلیک زیرو نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

''ممکن ہے کہ تمہارے خدشات درست ہوں۔ بہرحال ہمیں

معلومات تو حاصل کرنا ہوں گی''...... عمران نے کہا پھر اس نے رسیور اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔ بلیک زیرو کو اندازہ ہو گیا کہ عمران اسرائیل میں موجود فارن ایجنٹ کو کال کر رہا ہے۔

''روکی اسپیکنگ''...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے روکی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''روکی۔ مختلف ممالک کے سائنس دان اسرائیلی صدر کے حکم پر ایک بڑے پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔ اس پراجیکٹ کو اسرائیلی صدر نے سلور پراجیکٹ کا نام دیا تھا۔ اب اطلاع ملی ہے کہ جو سائنس دان اس پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے انہیں اغوا کر لیا گیا ہے۔ تم یہ معلوم کرو کہ انہیں کس نے اور کیسے اغوا کیا گیا ہے''۔ عمران نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے سر۔ میں تین گھنٹے بعد رپورٹ کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے روکی نے کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ جیسے ہی اس نے رسیور رکھا فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''طاہر صاحب۔ اگر صاحب موجود ہوں تو ان سے میری بات

کرا دیں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''ہاں سلیمان۔ کیا بات ہے''...... اس مرتبہ عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

''صاحب۔ کرنل زید صاحب کا فون آیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ انہیں فون کر لیں''...... سلیمان نے کہا۔

''او کے۔ میں کرنل صاحب کو فون کر لیتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ کرنل زید بھی اسی سلسلے میں بات کرنا چاہتے ہوں گے۔ ان کی تو منگیتر وہاں کام کر رہی تھی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''کرنل فریدی صاحب کا فون آ چکا۔ اب کرنل زید کا فون آیا ہے۔ کچھ دیر بعد کرنل ڈی کا فون آ جائے گا۔ یہ سب سیکرٹ ایجنٹ تو ہیں فوجی آفیسر۔ ایک میں ہی بے چارہ سویلین ہوں''۔ عمران نے کرنل زید کے نمبر پریس کرتے ہوئے کہا۔ بلیک زیرو نے اس کی بات کا کوئی جواب تو نہ دیا البتہ اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

اس دوران کرنل زید سے رابطہ بھی ہو گیا۔ اس نے واقعی اس موضوع پر بات کی اور اس کا بھی یہی خیال تھا کہ یہ کام اسرائیل نے خود کیا ہے اور اب ڈرامہ کر رہا ہے۔ کرنل زید نے یہ بھی بتایا کہ وہ آج ہی اسرائیل روانہ ہو رہا ہے تا کہ ڈاکٹر آبیلا کو ٹریس کر

سکے۔

''عمران صاحب۔ آپ صبح جلدی آ گئے ہیں اس لئے آپ نے ناشتہ نہیں کیا ہو گا۔ میں ناشتہ بنا کر لاتا ہوں''...... جیسے ہی عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا بلیک زیرو نے اٹھتے ہوئے کہا اور چونکہ عمران نے ابھی ناشتہ کرنا تھا اس لئے اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ ناشتے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ کرنل ڈی کا بھی فون آ گیا اور اس نے بھی یہی بتایا کہ وہ میجر پرمود کو ڈاکٹر مراد کی تلاش کے سلسلے میں اسرائیل بھیج رہا ہے۔

''عمران صاحب۔ یہ سب لوگ اسرائیل جا رہے ہیں تو ہمیں بھی پیچھے نہیں رہنا چاہئے''...... جیسے ہی عمران، کرنل ڈی سے بات کر کے فارغ ہوا بلیک زیرو نے اس سے کہا۔

''تم اسرائیل میں سیکرٹ ایجنٹوں کا میلہ لگوانا چاہتے ہو''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے قہقہہ لگایا۔ ابھی اس کا قہقہہ تھما نہیں تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی پھر بجنے لگی۔ عمران نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا تو بلیک زیرو کے قہقہے کو بریک لگ گئی۔

''ایکسٹو''...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔

''چیف۔ روکی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے روکی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس روکی۔ رپورٹ''...... عمران نے ایکسٹو کی آواز میں

تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''چیف۔ اسرائیل کی تمام سیکرٹ ایجنسیاں سائنس دانوں کو ٹریس کر رہی ہیں لیکن ان کا کہیں بھی کوئی کلیو نہیں مل رہا''۔ دوسری طرف سے روکی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تم حالات پر نظر رکھو اور جیسے ہی کوئی اطلاع ملے فوراً رپورٹ دو''...... عمران نے یہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''خود ہی تو سائنس دانوں کہ غائب کرایا ہے پھر بھلا کلیو کیسے ملے گا۔ دنیا کو دکھانے کے لئے ڈرامہ شروع کر دیا گیا ہے''۔ بلیک زیرو نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تمہاری بات سچ ہوتی دکھائی دے رہی ہے۔ اسرائیل میں سیکرٹ ایجنٹوں کا میلہ لگ ہی رہا ہے''...... عمران نے ایک بار پھر مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اسرائیل سے کسی بھلائی کی توقع کرنا حماقت سے کم نہیں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اوکے۔ تم جولیا کو فون کر دو۔ وہ تمام ممبران کو اپنے فلیٹ پر طلب کر لے۔ میں بھی اسی کی طرف جا رہا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا جبکہ بلیک زیرو، جولیا کو کال کرنے لگا۔

اسرائیلی صدر اس وقت اپنے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے سامنے کرنل ڈیوڈ، کرنل شمعون، لارڈ میکالے اور ڈائریکٹر انٹیلی جنس گردنیں جھکائے بیٹھے تھے۔ صدر صاحب کا چہرہ غصے سے اور زیادہ سرخ ہو رہا تھا اور وہ اپنے سامنے بیٹھے ہوئے افراد کو شعلہ بار نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

''یہ۔ یہ ہے تمہاری کارکردگی۔ یہ تمہارا شہر ہے۔ تمہارا ملک ہے۔ یہاں تمہیں ہر طرح کی سہولت حاصل ہے۔ لاتعداد وسائل مہیا ہیں۔ اس کے باوجود سائنس دان اغوا ہو گئے ہیں اور تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ انہیں کن لوگوں نے اغوا کیا ہے''...... صدر مملکت نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سر۔ جس طرح سائنس دان اغوا ہوئے ہیں اور اب ان کا کوئی کلیو بھی نہیں مل رہا۔ مجھے یقین ہے کہ اس کارروائی کے پیچھے

علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہاتھ ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے دھیمے لہجے میں کہا۔

''وہاٹ''...... صدر مملکت نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ اس طرح تو صرف وہی لوگ کارروائی کرتے ہیں اور اس جگہ تو ان کے لئے کارروائی کرنا بھی بہت آسان تھا کیونکہ عمران نے یہ جگہ دیکھی ہوئی تھی اور سیکورٹی پلان بھی اسی کا بنایا ہوا تھا۔ اپنے بنائے ہوئے پلان کا توڑ وہ بہت آسانی سے کر سکتا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدب لیکن بااعتماد لہجے میں کہا۔

''لیکن وہ لوگ ایسا کیوں کریں گے''...... اسرائیلی صدر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''سر۔ وہ اتنے عظیم الشان منصوبے پر تنہا قابض ہونا چاہتے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''کیا تمہارے پاس اس بات کا کوئی ثبوت بھی ہے''۔ اسرائیلی صدر نے پوچھا۔

''سر۔ میں نے اسی نکتہ پر انویسٹی گیشن کرنی ہے اور میں بہت جلد آپ کو ثبوت بھی پیش کر دوں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے یقین بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر تم وہ ثبوت مہیا کر دو تو میں وہ ثبوت اقوام متحدہ میں پیش کروں گا اور پاکیشیا کو پوری دنیا میں تنہا کر دوں گا''...... اسرائیلی صدر نے کہا۔

''یس سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں''...... جی پی سیون کے چیف کرنل شمعون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کہیں۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں''...... صدر مملکت نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ اگر یہ کارروائی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہے پھر تو پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل کا رخ نہیں کرے گی اور اگر یہ کارروائی کسی اور کی ہے تو پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس اسرائیل لازماً آئے گی''۔ کرنل شمعون نے کہا۔

''سر۔ کرنل صاحب کی بات میں کافی وزن ہے''...... صدر مملکت کے خصوصی مشیر لارڈ میکالے نے کہا۔

''سر۔ کرنل شمعون صاحب اور لارڈ صاحب علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں اتنا نہیں جانتے جتنا میں جانتا ہوں۔ وہ لوگ یہ ثابت کرنے کے لئے کہ یہ کارروائی ان کی نہیں ہے اسرائیل کا رخ لازماً کریں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا، لارڈ میکالے نے کرنل شمعون کی حمایت کی تھی جو کرنل ڈیوڈ کو اچھی نہیں لگی تھی۔

''سر۔ میرا تو خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ کافرستانی، بلگارنی اور اردنی ایجنسیاں بھی اسرائیل کا رخ کریں گی۔

کیونکہ ان سب کا یہی خیال ہو گا کہ یہ کارروائی ہم نے خود کی ہے''...... ڈائریکٹر انٹیلی جنس نے کہا۔

''ہم یہ کارروائی کیوں کرتے۔ ہمارے تو سو سے زیادہ فوجی مارے گئے ہیں''...... صدر مملکت نے کہا۔

''سر۔ راشیل صاحب کا خیال بھی درست ہے۔ یہ کارروائی خواہ جس نے بھی کی ہے۔ شک ہم پر ہی کیا جائے گا''۔ لارڈ میکالے نے کہا تو صدر مملکت سوچ میں ڈوب گئے۔

''ہونہہ۔ واقعی ایسا ہو گا ہمارا قریبی اور بااعتماد دوست ملک کافرستان بھی ایسا ہی سوچے گا کیونکہ یہ مفادات کی بات ہے''۔ صدر مملکت نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''سر۔ سوچا تو ہم نے بھی ایسا ہی تھا لیکن ہم سے پہلے ہی کوئی اور کارروائی کر گیا''...... لارڈ میکالے نے کہا۔

''یہ ہماری سوچ تھی۔ اب آپ اس سوچ کا اعلان تو نہ کرتے پھریں''...... صدر مملکت نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''سوری سر''...... لارڈ میکالے نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''کسی اور کے بارے میں آپ کیوں سوچ رہے ہیں یہ کارروائی یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''کرنل صاحب۔ آپ بھی فی الحال یہ امکان کی بات کر رہے ہیں اور امکان یہ بھی ہے کہ یہ کارروائی ایکریمیا نے کی۔ کافرستان

نے کی ہو یا گریٹ لینڈ، باچان شوگران وغیرہ نے''...... کرنل شمعون نے کہا۔

''کرنل صاحب۔ جب تک آپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف ثبوت پیش نہیں کر دیتے تمام ممالک پر شک کیا جا سکتا ہے''...... صدر مملکت نے کرنل ڈیوڈ سے کہا تو وہ اثبات کے انداز میں سر ہلا کر رہ گیا۔

''سر۔ راشیل صاحب نے امکان ظاہر کیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ ساتھ اس پراجیکٹ میں شامل دیگر ممالک ایجنسیاں بھی اسرائیل کا رخ کر سکتی ہیں۔ اگر ان ممالک کی ایجنسیاں اسرائیل میں آئیں تو وہ اسرائیل کے مفاد کو نقصان بھی پہنچائیں گی''...... لارڈ میکالے نے کہا۔

''کس میں اتنی جرأت ہے کہ وہ اسرائیل کو نقصان پہنچائے''...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کرنل صاحب۔ لارڈ صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ ہمیں اس وقت جذبات سے نہیں بلکہ تحمل اور بردباری سے معاملات کو سلجھانا چاہئے''...... صدر مملکت نے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ ان میں سے کوئی بات کرتا میٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور پریذیڈنٹ آفس کا سیکورٹی آفیسر اندر آ گیا اس نے صدر صاحب کو سلوٹ کیا اور پھر ایک کاغذ ان کی طرف بڑھایا۔

''جی پی فائیو کی طرف سے اس کارروائی کے متعلق ایک اہم خبر

آئی ہے کرنل ڈیوڈ صاحب آپ باہر جا کر یہ خبر سن سکتے ہیں‘‘۔
صدر صاحب نے کاغذ پر لکھی تحریر پڑھتے ہوئے کہا۔ چونکہ میٹنگ سائنس دانوں کے اغوا کے سلسلے میں ہو رہی تھی اس لئے صدر صاحب نے ہدایت کر دی تھی کو اگر اس سے متعلق کوئی اطلاع آ جائے تو وہ میٹنگ کے دوران دے دی جائے۔

صدر صاحب کا حکم سن کر کرنل ڈیوڈ میٹنگ روم سے باہر چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے چہرے پر جوش کے تاثرات تھے۔ ان تاثرات کو دیکھتے ہوئے میٹنگ کے شرکاء کو اندازہ ہو گیا کہ اطلاع بہت ہی اہم ہے۔

’’سر۔ میں نے کہا تھا کہ میں جلد ہی ثبوت پیش کروں گا۔ لیجئے میں ثبوت لے آیا ہوں‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے جوشیلے لہجے میں کہا۔ اس کی بات سن کر وہاں موجود تمام افراد کے چہروں پر بھی جوش کے تاثرات آ گئے۔

’’کرنل صاحب۔ کیا ثبوت ملا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف‘‘...... لارڈ میکالے نے پرتجسس لہجے میں پوچھا۔

’’سر۔ لیبارٹری سے ایک شناختی کارڈ ملا ہے۔ یہ آدھے سے زیادہ جل چکا ہے لیکن اس کے باوجود یہ صاف پہچانا جا رہا ہے کہ یہ پاکیشیائی کارڈ ہے۔ یہ دیکھیں‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس نے ایک کارڈ صدر صاحب کی طرف بڑھا دیا۔ سب کی پرتجسس نظریں کارڈ کی طرف اٹھیں لیکن کرنل شمعون نے ایک گہرا سانس

لیا۔

’’کرنل صاحب۔ جو لوگ اتنی بڑی کارروائی کرنے کے لئے آتے ہیں کیا وہ اپنی جیب میں اپنی شناخت لے کر آتے ہیں‘‘۔ کرنل شمعون نے طنزیہ لہجے میں کہا تو اسے لگا جیسے بہت سے غباروں میں سے ہوا نکل گئی ہو۔

’’پھر۔ پھر یہ کارڈ لیبارٹری میں کیسے پہنچ گیا‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے ہکلاتے ہوئے کہا تو کرنل شمعون نے اس کی طرف ایسی نظروں سے دیکھا جیسے اس نے کرنل ڈیوڈ کی چوری پکڑ لی ہو۔ کرنل ڈیوڈ نے ایک لمحے کے لئے اپنی نظریں جھکا لیں لیکن پھر اس نے خود پر قابو پا لیا۔ یہ حقیقت تھی کہ یہ کارڈ اس نے جعلی تیار کرایا تھا، میٹنگ سے پہلے ہی وہ ساری تیاری کر کے آیا تھا۔ کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہ کارروائی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہے اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کی اجازت لینا چاہتا تھا، وہ جانتا تھا کہ پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے خلاف اسے کوئی ثبوت نہیں ملا سکے گا چنانچہ اس نے جذبات میں آ کر یہ کام کیا تھا۔

’’یہ کارڈ پاکیشیائی سائنس دان کا بھی تو ہو سکتا ہے‘‘۔ ڈائریکٹر انٹیلی جنس نے کہا۔

’’نہیں۔ پاکیشیائی سائنس دان کا شناختی کارڈ اور پاسپورٹ ان سے لے لیا گیا تھا اور یہ دونوں چیزیں اب تک حکومت اسرائیل کے پاس موجود ہیں‘‘ صدر صاحب نے انکار کے انداز میں سر

ہلاتے ہوئے کہا۔

''پھر یہ کارڈ سلور لیبارٹری میں کیسے پہنچا''...... لارڈ میکالے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سر۔ جن لوگوں نے یہ کارروائی کی ہے وہ ہمیں یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ یہ کارروائی پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ہے''...... کرنل شمعون نے کہا۔ کرنل ڈیوڈ کو تو سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا بات کہے۔

''سر۔ یہ کارڈ پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی گرا سکتی ہے تاکہ یہ تاثر پیدا کیا جا سکے جو اس وقت ہمارے ذہنوں میں پیدا ہو چکا ہے''. ڈائریکٹر انٹیلی جنس نے کہا۔

''اب ہم ایک حتمی نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ یہ کارروائی صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی کی نہیں ہے۔ بلکہ کافرستان، بلگارنیہ، ایکریمیا، گریٹ لینڈ، باچان اور شوگران بھی یہ کارروائی کر سکتے ہیں''...... صدر صاحب نے کہا۔

''یس سر۔ اب یہ کرنل ڈیوڈ اور کرنل شمعون صاحبان کا کام ہے کہ وہ جلد از جلد اصل حقائق تک پہنچیں اور نہ صرف سائنس دانوں کو واپس لائیں بلکہ مجرموں کو بھی گرفتار کریں تاکہ اسرائیل اپنا عظیم پراجیکٹ مکمل کرے''...... لارڈ میکالے نے کہا۔

''کرنل ڈیوڈ۔ سائنس دانوں کو تلاش کریں گے۔ جبکہ کرنل شمعون اسرائیل میں آنے والی ایجنسیوں پر نظر رکھیں گے۔ اگر

اسرائیل آنے والے سیکرٹ ایجنٹ اسرائیل کے مفاد کے خلاف کوئی کام کرنے لگیں تو کرنل شمعون ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ کیونکہ اسرائیل کے مفاد کے خلاف کسی کو بھی کام کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی''...... صدر مملکت نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ جس کا مطلب تھا کہ میٹنگ اختتام کو پہنچی۔ صدر صاحب کو اٹھتے دیکھ کر باقی افراد بھی کھڑے ہو گئے۔ اسی لمحے میٹنگ روم کا دروازہ کھلا اور صدر مملکت کا سیکورٹی عملہ اندر آ گیا، صدر صاحب ان کے درمیان میں باوقار انداز میں چلتے ہوئے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

''سر۔ سائنس دانوں کے غائب ہونے میں اسرائیلی حکومت کا ہاتھ نہیں ہے''...... روکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

عمران اس وقت اپنے ساتھیوں سمیت یروشلم کی اسٹیٹ کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس بی میں موجود تھا۔ یہ کوٹھی روکی نے انہیں مہیا کی تھی۔ عمران کے ساتھ جولیا، صفدر، تنویر، چوہان، نعمانی، ٹائیگر، جوانا اور جوزف آئے تھے۔ جوزف اور جوانا کے علاوہ باقی سب افراد میک اپ میں تھے۔ وہ مختلف گروپس کی صورت میں اور مختلف راستوں سے پروشلم میں داخل ہوئے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ پروشلم میں داخلہ کافی مشکل ہو گا لیکن خلاف توقع وہ نہایت آسانی سے دارالحکومت میں داخل ہو گئے تھے انہیں کہیں بھی کوئی خصوصی چیکنگ نظر نہیں آئی تھی۔

''تم یہ بات کس بنیاد پر کہہ رہے ہو''...... عمران نے روکی کی

طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ اس سلسلے میں اسرائیلی صدر نے جو میٹنگ لی ہے اس کی ریکارڈنگ میں آپ کو سناتا ہوں''...... روکی نے کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا کیسٹ پلیئر نکالا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی اسرائیلی صدر اور دیگر افراد کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ کرنل ڈیوڈ بضد تھا کہ سائنس دانوں کو پاکیشیا سیکرٹ سروس نے اغوا کیا ہے۔ وہ سب خاموشی اور توجہ سے ریکارڈنگ سنتے رہے۔

''یہ بکواس اور ڈھونگ ہے۔ دنیا کو دھوکا دینے کے لئے یہ میٹنگ کی گئی ہے۔ یہ سب ڈرامہ ہے''...... تنویر نے جوشیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے سب کے چہروں کی طرف دیکھا، سب کے چہروں پر مختلف تاثرات تھے۔

''تمہارا کیا خیال ہے جولیا''...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں تو بہت الجھ گئی ہوں، یہ میری زندگی کا پہلا کیس ہے کہ ابھی ایک حیرت ختم نہیں ہوتی دوسری شروع ہو جاتی ہے۔ اسرائیل کا انسانیت کی فلاح کے لئے کوئی منصوبہ بنانا کسی عجوبے سے کم نہیں ہے۔ پھر پاکیشیا کو اس میں شمولیت کی دعوت دینا۔ پاکیشیا کا بھی اس میں شامل ہو جانا۔ یہ سب باتیں تو میری سمجھ سے بالاتر ہیں''...... جولیا نے اپنا ماتھا رگڑتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ مس جولیا ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ یہ سوچنا سمجھنا آپ کا کام ہے۔ آپ ہمیں تو یہ حکم دیں کہ یہ کام کرنا ہے اور بس''...... اس مرتبہ چوہان نے عمران سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ واقعی یہ امکان تو ہے کہ یہ کارروائی ایکریمیا، گریٹ لینڈ، باچان، روسیاہ، شوگران یا کافرستان کی بھی ہو سکتی ہے''...... صفدر نے کہا۔

''لیکن ہم بیک وقت ان تمام ممالک میں کارروائی نہیں کر سکتے''...... نعمانی نے کہا۔

''عمران صاحب۔ صدارتی میٹنگ میں شریک افراد تو بلگارنیہ اور اردن پر بھی شک کر رہے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''نہیں۔ یہ بلگارنیہ اور اردن کا کام نہیں ہے۔ یہ اتنا بڑا پراجیکٹ ہے کہ اسرائیل اسے تنہا مکمل نہیں کر سکتا تھا۔ بلگارنیہ اور اردن کیسے کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ بھی تو دیکھیں کہ اب وہ فارمولا مکمل ہونے والا تھا۔ اب تو کوئی بھی ملک اس فارمولے سے فائدہ اٹھا سکتا ہو گا''...... نعمانی نے کہا۔

''نہیں۔ ابھی اس منصوبے پر بہت کام ہونا تھا، میرا نہیں خیال کہ سائنس دانوں سے چار پانچ سال سے پہلے یہ منصوبہ مکمل ہو پاتا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ پھر تو اسرائیل کو اس کے مکمل ہونے کا انتظار کرنا چاہئے تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ کام کسی اور ملک کا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ اور ملک بھی ایسا جو اس پراجیکٹ پر کام کر سکتا ہے''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پھر تو عمران صاحب۔ ایکریمیا، روسیاہ، گریٹ لینڈ، شوگران اور کافرستان پر ہی شک کیا جا سکتا ہے''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ یہ باوسائل ملک ہیں۔ یہ کام انہی میں سے کسی کا ہے۔ ہم نے جو سیکورٹی پلان بنایا تھا۔ اسے توڑنا بھی کسی عام ملک یا مجرم تنظیم کے بس کا کام نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر کیا ہم باری باری ان سب ملکوں میں جائیں اور وہاں انوسٹی گیشن کریں''...... تنویر نے منہ بنا کر کہا۔

''نہیں۔ ان سب ملکوں میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کارروائی اسرائیل میں ہوئی ہے لہٰذا کوئی نہ کوئی کلیو ہمیں یہیں مل جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ تمہارے رابطے معلومات فروخت کرنے والے اداروں سے بھی ہیں۔ تم یہ معلومات تو حاصل کر سکتے ہو کہ یہ کارروائی کس ملک کی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں تو چاہتا تھا کہ ہم خود ہی بھاگ دوڑ کر کے یہ معلوم کریں تاکہ''...... عمران اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا، جولیا اور دیگر افراد سمجھ

گئے کہ عمران، روکی کی وجہ سے خاموش ہو گیا ہے۔ ورنہ تا کہ کے بعد اس نے کہنا تھا کہ تمہارے کنجوس چیف کو بڑی رقم خرچ نہ کرنی پڑے۔

''ہماری بھاگ دوڑ میں بہت سا وقت صرف ہو جانا ہے جبکہ آج کا دور تو بہت تیز ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسے خوشی ہوئی تھی کہ عمران نے روکی کے سامنے ایکسٹو کی برائی نہیں کی۔

''او کے۔ میں کوشش کرتا ہوں''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیب میں سے اپنا سیل فون نکال لیا۔ یہ اس کا مخصوص سیل فون تھا جس کا نیٹ ورک اس نے سرداور کے ساتھ مل کر خود تیار کیا تھا اور یہ سیل فون دنیا کے کسی بھی کونے میں استعمال ہو سکتا ہے۔ سیل فون پر نمبرز پریس کرنے کے بعد اس نے سیٹ کان سے لگا لیا۔

''سکائی ایسوسی ایشن''...... رابطہ ہونے کے بعد دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''ہم پرنس آف ڈھمپ بول رہے ہیں۔ اپنے بلیک ہارس سے بات کراؤ''...... عمران نے بارعب لہجے میں کہا۔

''جناب۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''اپنے منہ سے بول رہے ہیں مادام''...... عمران نے اپنے لہجے

میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میرا مطلب ہے کہ آپ کس علاقے سے بات کر رہے ہیں''...... لڑکی نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہم ریاست ڈھمپ کے ولی عہد ہیں تو اپنی ریاست سے ہی بولیں گے نا''...... عمران نے کہا۔

''او کے سر۔ او کے۔ میں باس سے آپ کی بات کراتی ہوں''۔ لڑکی نے کہا اور پھر خاموشی ہو گئی۔

''یس۔ بلیک ہارس اسپیکنگ۔ کون پرنس بول رہا ہے''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''تم کیسے بلیک ہارس ہو کہ بغیر ہنہنائے بول رہے ہو''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ یو۔ یو۔ کون ہو تم۔ جلدی بتاؤ۔ میرے ریوالور کی گولیاں بیتاب ہو رہی ہیں''...... دوسری طرف سے بلیک ہارس کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''اگر تمہارا ریوالور ریاست ڈھمپ میں چل سکتا ہے تو آ جاؤ۔ پرنس آف ڈھمپ تمہاری گولیاں کا منتظر ہے''...... عمران نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

''پرنس آف ڈھمپ۔ اوہ۔ اوہ۔ تو یہ تم ہو۔ ہاں تمہی ہو سکتے ہو۔ تمہارے علاوہ اور کسی میں یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ بلیک ہارس سے مذاق کرے''...... دوسری طرف سے بولنے کا انداز بے تکلفانہ

ہو گیا تھا۔

''معلومات فروخت کرنے کا تمہارا دھندا اب بھی ایکریمیا تک محدود ہے یا تم نے کوئی ترقی بھی کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اب میرا کاروبار کئی ملکوں تک پھیلا ہوا ہے۔ یوں سمجھ لو کہ آدھی سے زیادہ دنیا سکائی ایسوسی ایشن کی نظروں میں ہے''۔ دوسری طرف سے بلیک ہارس نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ تو پھر میں تمہاری آزمائش کرنا چاہتا ہوں''...... عمران نے چیلنج کرنے والے انداز میں کہا۔

''ہاں ہاں۔ بالکل آزما لو۔ بلیک ہارس تمہاری ہر آزمائش پر پورا اترے گا''...... بلیک ہارس نے کہا۔

''تو پھر سنو۔ اسرائیل کی ایک سائنس لیبارٹری میں مختلف ممالک کے سائنس دان ایک بہت بڑے پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔ اس منصوبے کو سلور پراجیکٹ کا نام دیا گیا تھا۔ ایک رات اس لیبارٹری سے سائنس دانوں کو اغوا کر لیا گیا لیکن یہ معلوم نہیں ہے کہ اغوا کس نے کیا ہے۔ اسرائیلی حکام کا خیال ہے کہ یہ اغوا پاکیشیا، کافرستان، ایکریمیا یا گریٹ لینڈ وغیرہ میں سے کسی نے کرایا ہے۔ اب تم مجھے یہ بتاؤ گے کہ یہ اغوا کس ملک کے ایجنٹوں نے کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''پرنس۔ اسرائیل کو تو صرف اور صرف تمہارے ملک پاکیشیا پر شک کرنا چاہئے تھا وہ دوسرے ملکوں پر شک کیوں کر رہا ہے''۔

دوسری طرف سے بلیک ہارس نے ہنستے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ اغوا ہونے والے سائنس دانوں میں پاکیشیا کا بھی ایک سائنس دان شامل ہے لیکن اس کے باوجود کرنل ڈیوڈ کو تو یقین ہے کہ یہ کارروائی پاکیشیا کے ایجنٹوں کی ہے لیکن دوسرے حکام پاکیشیا کے ساتھ ساتھ دوسرے ممالک پر بھی شک کر رہے ہیں''...... عمران نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

''اوکے پرنس۔ ایک گھنٹے بعد مجھے دوبارہ کال کر لینا''۔ دوسری طرف سے بلیک ہارس نے کہا۔

''اپنا معاوضہ، بینک کا نام اور اکاؤنٹ نمبر بھی بتا دو تاکہ تمہیں معاوضہ بھی ادا کیا جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''پرنس۔ تم میری آزمائش کر رہے ہو۔ میں آزمائش پر پورا اتر جاؤں تو پھر تم اپنے معیار کے مطابق مجھے انعام دینا۔ تم سے معاوضہ لینے کی گستاخی میں نہیں کر سکتا''...... دوسری طرف سے بلیک ہارس کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد کال منقطع ہو گئی۔

چونکہ عمران نے سیل فون سیٹ کا اسپیکر آن کیا ہوا تھا اس لئے سب نے ان کی گفتگو سنی تھی۔

''تمہارے رابطے اتنے وسیع ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے''۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کاش یہ سارے رابطے ختم ہو جائیں اور صرف ایک جگہ رابطہ ہو جائے''...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کس جگہ رابطہ عمران صاحب"...... نعمانی نے بے اختیار پوچھا تو جولیا نے فوراً اسے آنکھیں دکھائیں۔

"میں جولیا کے دل سے رابطہ قائم ہونے کی بات کر رہا ہوں۔ کاش ایسا ہو جائے"...... عمران نے کہا۔

جولیا کو توقع تھی کہ عمران یہی بات کرے گا اور اسی لئے اس نے نعمانی کو آنکھیں دکھائی تھیں۔ عمران کی بات سن کر نعمانی شرمسار ہو گیا۔ جیسے عمران نے جولیا سے متعلق نہیں بلکہ اس کے متعلق بات کہی ہو۔ عمران کو توقع تھی کہ اس کی بات کے جواب میں جولیا یا تنویر کچھ کہے گا لیکن خلاف معمول وہ دونوں ہی خاموش رہے۔

"عمران صاحب۔ بلیک ہارس تو معلومات حاصل کرے گا لیکن اب آپ کی ذاتی رائے کیا ہے۔ یہ کارروائی کس کی ہو سکتی ہے"۔ صفدر نے باتوں کا رخ بدلنے کی خاطر کہا۔

"کچھ دیر پہلے جولیا نے کہا تھا کہ یہ کیس ہم پر حیرتوں کے پہاڑ گرا رہا ہے تو غلط نہیں کہا۔ میں خود بھی الجھ گیا ہوں اور صرف سوچے ہی جا رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تمہاری ریڈی میڈ کھوپڑی کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ تو ہر مسئلے کا کوئی نہ کوئی حل نکال لیتی ہے"...... تنویر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ بہت دنوں سے سلیمان نے مجھے مونگ کی دال نہیں کھلائی اس لئے میری کھوپڑی نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے"۔

عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔ وہ سب سمجھ رہے تھے کہ اس بار ان کے سامنے ایک الجھا ہوا کیس آ گیا ہے۔

اسی طرح باتیں کرتے ہوئے ایک گھنٹہ گزر گیا۔ عمران نے وقت دیکھا اور پھر اس نے جیب میں سے سیل فون نکال کر بلیک ہارس کے نمبرز پریس کئے۔ مکمل نمبر پریس ہوتے ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

"سکائی ایسوسی ایشن"...... جلد ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

"پرنس آف ڈھمپ اسپیکنگ۔ بلیک ہارس سے بات کراؤ"۔ عمران نے کہا۔

"ہولڈ کیجئے سر"...... اس مرتبہ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"یس۔ بلیک ہارس اسپیکنگ"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بلیک ہارس کی آواز سنائی دی۔

"کمال ہے بھئی۔ سائنس نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ اب ہارس انسانوں کی طرح فون کرنے لگے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"اوہ پرنس۔ یہ تم ہو"...... دوسری طرف بلیک ہارس نے کہا اور عمران اس کا لہجہ سن کر چونک پڑا کیونکہ بلیک ہارس کا لہجہ بجھا بجھا سا تھا۔

"کیا ہوا بلیک ہارس۔ تم پریشان لگ رہے ہو"...... عمران نے

پوچھا۔

''پرنس۔ بلیک ہارس ناکام ہو گیا ہے۔ تمہاری آزمائش پر پورا نہیں اتر سکا۔ مجھے خود پر بہت ناز تھا پرنس لیکن اب شاید میں یہ بزنس چھوڑ دوں''...... بلیک ہارس نے جذباتی آواز سنائی دی۔

''تمہیں معلومات نہیں مل سکیں۔ کوئی بات نہیں۔ اس میں اتنا جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں۔ کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے''۔ عمران نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''پرنس۔ میرے ساتھ ایسا پہلی بار ہوا ہے حالانکہ میں نے اپنے ذرائع سے کہہ دیا تھا کہ چاہے جتنی رقم خرچ ہو جائے وہ پرواہ نہ کریں۔ میں نے صرف اسرائیل سے ہی نہیں بلکہ ایکریمیا اور دوسرے ممالک سے بھی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن مجھے ہر جگہ ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا ہے۔ اسرائیل سے اغوا ہونے والے سائنس دان کسی بھی ملک میں موجود نہیں ہیں''۔ بلیک ہارس کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ میں خود یہ معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور سنو تم نے میرے لئے کام کیا ہے۔ یقیناً تمہاری رقم بھی خرچ ہوئی ہے۔ تمہارا جتنا خرچہ ہوا ہے مجھے بتا دو۔ اپنے بینک کی تفصیلات کے ساتھ میں تمہاری خرچ کی ہوئی رقم تمہیں بھجوا دیتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''نو پرنس۔ تھینکس''...... دوسری طرف سے بلیک ہارس نے کہا

اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے کندھے اچکائے اور پھر اس نے اپنا سیل فون جیب میں رکھ لیا۔

''میرا خیال ہے کہ یہ بلیک ہارس کوئی چھوٹی موٹی پارٹی ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ یہ چھوٹی پارٹی نہیں ہے۔ اس کا بزنس دنیا کے آدھے سے زیادہ ممالک میں پھیلا ہوا ہے اور اس کے پاس ایسے ذرائع ہیں کہ یہ پاتال سے بھی خبر نکال لاتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو یہ پھر ہمارے معاملے میں کیوں ناکام ہو گیا ہے''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ یہ انتہائی سیکرٹ گیم کھیلی گئی ہے''...... عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہ کارروائی اسرائیل نے ہی کی ہے۔ اسرائیل کی سرزمین پر اتنی خفیہ کارروائی کوئی اور ملک تو نہیں کر سکتا''...... صفدر نے کہا۔

''عمران۔ میں تو صفدر کی بات سے اتفاق کرتی ہوں۔ یہ کارروائی یقیناً اسرائیل کی ہے اور ہم لوگوں کو دھوکا دینے کے لئے اسرائیلی صدر نے ایسی میٹنگ کی ہے۔ اس کا خیال یہی ہو گا کہ جب اس میٹنگ کی کارروائی ہمارے سامنے آئے گی تو ہم اسرائیل کی طرف سے مطمئن ہو کر کسی اور طرف کا رخ کر لیں گے''۔ جولیا نے بھی یقین بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم کہاں سے معلومات حاصل کریں''...... نعمانی نے کہا۔

''نہیں۔ یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اسرائیلی صدر کے مشیر خاص لارڈ میکالے مجھے سب سے بڑا ڈرامے باز لگا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس میٹنگ کا سکرپٹ بھی اسی نے لکھا ہے لہٰذا ہم اس سے سب اگلوا سکتے ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''کیوں عمران۔ تمہارا کیا خیال ہے''...... جولیا نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''بھئی۔ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو۔ تمہارے حکم کو میں کیسے ٹال سکتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''میں نے یا تنویر نے کوئی فیصلہ نہیں دیا بلکہ ایک رائے پیش کی ہے جسے چاہو تو تم رَد کر سکتے ہو کیونکہ تم اس ٹیم کے لیڈر ہو''۔ جولیا نے خشک لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ تم لارڈ میکالے سے گپ شپ کر کے دیکھ لو''۔ عمران نے جولیا کی بات کا سخت جواب دینے کی بجائے نرم لہجے میں کہا۔ کیونکہ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ یہ کارروائی اسرائیلی حکومت نے نہیں کی لیکن اس کے ذہن میں بات واضح نہیں ہو رہی تھی۔ جولیا کو امید تھی کہ اس کے خشک لہجے کے جواب میں عمران بھی کوئی سخت بات کرے گا لیکن اس کا نرم لہجہ دیکھ کر جولیا کو حیرت ہو رہی تھی۔

''عمران۔ لگتا ہے کہ تم بہت زیادہ الجھ گئے ہو''...... جولیا نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کوئی لائن آف ایکشن نظر نہیں آ رہی نا''...... عمران نے کہا۔

''لارڈ میکالے پر تو ہم رات کو ہاتھ ڈال سکتے ہیں۔ فی الحال ہم گھومتے پھرتے ہیں۔ شاید اتفاقاً کوئی بات معلوم ہو جائے''۔ چوہان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ تم دو اور تین کے گروپ میں شہر میں گھومو پھرو''۔ عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میں اور چوہان چلے جاتے ہیں جبکہ تنویر، صفدر اور نعمانی چلے جائیں گے''...... جولیا نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران تم۔ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کیا کرو گے اور روکی کس کے ساتھ رہے گا''...... جولیا نے کہا۔

''روکی ایک بار پھر سرکاری حلقوں سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ ٹائیگر انڈر ورلڈ کا ٹائیگر ہے لہٰذا یہ یہاں کی انڈر ورلڈ کا وزٹ کرے گا۔ جوزف، جوانا اور میں بھی کہیں نہ کہیں تو [illegible] ہی جائیں گے''...... عمران نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

کچھ دیر بعد وہ ایک کار میں بیٹھے تھے اور کار ایک سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر چوہان تھا اور جولیا اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھی ہوئی تھی۔

''مس جولیا۔ میرا خیال ہے کہ یہ کارروائی اسرائیلی حکومت کی نہیں ہے''...... چوہان نے کہا۔

''اس موضوع پر بہت بحث ہو چکی ہے اس لئے فی الحال اس موضوع کو رہنے دو اور ساری توجہ اس بات پر لگا دو کہ کہیں ہمارا تعاقب تو نہیں ہو رہا''...... جولیا نے بے زار سے لہجے میں کہا۔

''یس مس جولیا۔ آپ کی بات بالکل درست ہے۔ میرا خیال ہے کہ بلیک کلر کی کرولا ہمارے تعاقب میں ہے''...... چوہان نے مرر میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں اس بات کی اطلاع عمران کو دے دوں''...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے ہینڈ بیگ میں سے اپنا سیل فون نکالا اور عمران کے نمبر پریس کرنے لگی۔

''علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس (آکسن) اسپیکنگ''۔ رابطہ ملنے پر عمران کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''عمران۔ میں جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''جولیا۔ تم بولا نہ کرو بلکہ چہکا کرو''...... دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔

''چہکا کروں۔ کیا مطلب ہے تمہارا''...... جولیا نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہاری آواز بلبل کی آواز سے ملتی ہے اور بلبل تو چہکتی ہے لہٰذا تم بھی چہکا کرو''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ یہ باتوں کا وقت نہیں ہے۔ میں نے تمہیں یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ کالے رنگ کی ایک کرولا کار ہمارا تعاقب کر رہی ہے''...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ صرف پاکیشیا میں ہی لڑکے، لڑکیوں کا تعاقب کرتے ہیں۔ یہ کام تو یہاں اسرائیل میں بھی ہو رہا ہے''...... عمران نے مصنوعی حیرت سے کہا۔

''تم سے تو بات کرنا ہی فضول ہے۔ ان تعاقب کرنے والوں سے ہم خود ہی نمٹ لیں گے''...... جولیا نے غصے سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال منقطع کر دی۔

''مس جولیا۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں شہر سے باہر جا کر ان سے ہیلو ہائے کرنی چاہئے''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ تم ایسٹ فورسٹ کی طرف چلو''...... جولیا نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

وہ چونکہ متعدد بار اسرائیل آ چکے تھے اس لئے اسرائیل کے چپے چپے سے واقف تھے۔ چوہان نے اگلے چوک سے گاڑی اس روڈ پر موڑ لی جو ایسٹ فورسٹ کی طرف جاتا تھا۔ دس منٹ بعد ٹریفک کا رش کم ہونے لگا پھر مزید پندرہ منٹ بعد سڑک پر ان کی

کار تھی اور ان کی کار کے پیچھے بلیک کلر کی کرولا تھی۔ ان دو گاڑیوں کے علاوہ دور دور تک کسی اور گاڑی کا نام و نشان نہیں تھا۔ چوہان نے دور دور تک نظریں دوڑائیں تاکہ کار کو سڑک پر اس طرح روکے کہ پچھلی کار آگے نہ جا سکے۔ کچھ فاصلے پر اسے سڑک پر درخت کی ایک موٹی ٹہنی گری ہوئی دکھائی دی۔ اس ٹہنی نے سڑک کا آدھا حصہ روکا ہوا تھا۔ چوہان نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے رفتار آہستہ کر لی۔ اس ٹہنی کے قریب جا کر چوہان نے کار روک لی۔ اب سڑک مکمل طور پر بلاک ہو گئی تھی۔ چوہان اور جولیا کار سے نیچے اتر آئے اور چوہان نے کار کا بونٹ اٹھا دیا۔

چند لمحوں بعد بلیک کرولا ان کی کار کے قریب آ کر رک گئی۔ کار میں ڈرائیور سمیت تین افراد بیٹھے ہوئے تھے۔

”کیا ہوا ہے۔ کیا تمہیں مدد کی ضرورت ہے“...... ڈرائیور نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ اگر آپ ہماری مدد کر دیں تو آپ کی مہربانی ہو گی“...... جولیا نے ان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

جولیا کی بات سن کر وہ تینوں کار سے نیچے اتر آئے اور جولیا چوہان کے قریب آ گئے۔ انہوں نے غیر محسوس طریقے سے ان دونوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔ ان تینوں کے ہاتھ اپنی جیبوں میں تھے۔

”کیا ہوا ہے تمہاری کار کو“...... پچھلی کار کے ڈرائیور نے جوا

کو گھورتے ہوئے کہا۔

”تمہاری جیبوں میں جو اسلحہ وہ نکال لو۔ کہیں تمہارے دلوں میں حسرت نہ رہ جائے کہ تم اپنی اپنی گنیں نہیں نکال سکے“...... جولیا نے اس کے سوال کا جواب دینے کی بجائے طنزیہ لہجے میں کہا۔

جولیا کی بات سن کر پہلے تو وہ تینوں چونکے پھر ان کے ہاتھ جیبوں سے باہر آ گئے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے۔

”برٹی۔ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ یہ تعاقب سے آگاہ ہو گئے ہیں اس لئے جنگل کی طرف جا رہے ہیں“...... دوسرے آدمی نے ڈرائیور سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ان کے مشین پسٹلز کا رخ دونوں کی طرف ہو گیا۔

”اچھا ہی ہوا ہے جیکی۔ اب انہیں کار میں ڈالتے ہوئے کسی مداخلت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا“...... برٹی نے کہا۔

”تم زندہ حالت میں کار میں بیٹھو گے یا تمہارے مردہ جسموں کو کار میں ڈالنا پڑے گا“...... برٹی نے اس مرتبہ جولیا اور چوہان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ لہجہ اس کا انتہائی سرد ہو گیا تھا۔

”چوہان۔ یہ مشین پسٹل اصلی ہیں“...... جولیا نے برٹی کی بات کا جواب دینے کی بجائے چوہان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”مشین پسٹلز تو اصلی ہیں لیکن ان تینوں کو چلانے نہیں آتے۔ یہ بچارے اناڑی ہیں“...... چوہان نے کہا۔

”ہم اناڑی ہیں تو تم ہی پر فائر کر کے تجربہ حاصل کر لیتے ہیں۔

تمہارے بعد اس سویٹ گرل سے کھیلیں گے اور کھیلنے کے بعد سوال جواب کریں گے“...... برٹی نے ہوس بھری نظروں سے جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے چوہان کی طرف دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر دباؤ بڑھا دیا لیکن اس سے پہلے کہ ٹریگر دباتا جولیا حرکت میں آ گئی۔ وہ کھلتے ہوئے کسی طاقتور اسپرنگ کی مانند اچھلی۔ اس کا ہاتھ برٹی کے ہاتھ پر اور پاؤں کی ٹھوکر جیکی کے ہاتھ پر پڑی جس کے نتیجے میں ان دونوں کے مشین پسٹل ان کے ہاتھوں سے نکل گئے۔

جولیا کے حرکت میں آتے ہی چوہان بھی حرکت میں آ گیا۔ اس نے اچھل کر تیسرے آدمی کے سینے میں ٹھوکر رسید کر دی جس کی وجہ سے وہ اچھل کر دور جا گرا۔ مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے بھی نکل گیا تھا پھر ابھی وہ اٹھ ہی رہا تھا کہ چوہان کا ریوالور اس کی جیب سے باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دھماکا ہوا اور چوہان کی چلائی ہوئی گولی اس تیسرے آدمی کے ماتھے میں جا لگی۔ اس آدمی کی چیخ بلند ہوئی اور وہ کئی فٹ اوپر اچھلا اور پھر زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔

اس آدمی پر گولی چلانے کے بعد چوہان نے جولیا کی طرف دیکھا۔ جولیا نے جیکی کے سینے میں ایک ضرب لگائی تھی اور جیکی فضا میں اچھلتا ہوا سڑک کے کنارے لگے ہوئے ایک درخت سے جا ٹکرایا تھا۔ درخت سے ٹکرانے کے بعد وہ بھی اٹھنے کی کوشش کر رہا

تھا کہ چوہان نے ریوالور کا رخ اس کی طرف کر کے فائر کر دیا۔ ایک اور دھماکہ ہوا اور جیکی کی بھی دلخراش چیخ بلند ہوئی۔

”بس برٹی۔ اب ساکت ہو جاؤ ورنہ اپنے ساتھیوں کی طرح مارے جاؤ گے“...... چوہان نے کرخت لہجے میں کہا۔ چوہان کی آواز سن کر برٹی واقعی ساکت ہو گیا۔

”ہم قطعاً تمہیں مارنا نہیں چاہتے تھے لیکن ہم پر مشین پسٹل تان کر تم نے خود اپنی موت کو دعوت دی“...... چوہان نے برٹی کے قریب آتے ہوئے کہا لیکن برٹی نے چوہان کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

”مسٹر برٹی۔ اب تم اپنے بارے میں بتاؤ۔ تم کون ہو اور ہمارا تعاقب کیوں کر رہے تھے“...... اس مرتبہ جولیا نے کہا۔

”تم کسی بھی صورت بچ نہیں سکو گے مس اینڈ مسٹر“...... برٹی نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

”تمہیں ہماری نہیں، اپنی پرواہ کرنی چاہئے۔ وہ دیکھو تمہارے ساتھی ٹھنڈے بھی ہو چکے ہیں اور اگر تم نے ہمارے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو چند لمحوں بعد تم بھی اسی پوزیشن میں آ جاؤ گے“۔ چوہان نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

شاباش۔ اب اپنے بارے میں بتانا شروع کر دو“...... جولیا نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

برٹی نے اپنے سر کو ایک جھٹکا دیا۔ جیسے ہی اس نے سر کو جھٹکا

دیا، ایک اور دھماکہ ہوا اور برٹی چیخ کر الٹ گیا۔ اس کا ایک کان اڑ گیا تھا اور کان سے خون بہنے لگا تھا۔ چوہان نے اس کی پسلیوں میں ایک ٹھوکر رسید کر دی۔ برٹی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی کئی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ اس کے حلق سے ایک اور چیخ بلند ہوئی۔ چوہان نے جھک کر اسے گردن سے پکڑ کر اٹھانا چاہا لیکن جیسے ہی وہ جھکا، برٹی نے اس کے ماتھے پر مکا مار دیا۔ یہ بہت زور دار مکا تھا۔ چوہان الٹ کر زمین پر گر گیا۔ چوہان کے گرتے ہی برٹی نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن جولیا نے اس کی یہ کوشش ناکام بنا دی۔ اس نے برٹی کے اڑے ہوئے کان پر بوٹ کی ٹوہ رسید کر دی جس کی وجہ سے برٹی کی ایک اور چیخ بلند ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن بھی تاریکیوں میں ڈوب گیا لیکن جولیا نے اس کے منہ پر ٹھوکر ماری۔ برٹی کے کئی دانت ٹوٹ گئے اور وہ چیختا ہوا ہوش میں آ گیا۔ جیسے ہی وہ ہوش میں آیا چوہان نے اسے گردن سے پکڑ کر اٹھا لیا۔ چوہان کی گرفت کچھ زیادہ ہی سخت تھی اس لئے برٹی کی زبان اس کے منہ سے باہر نکل گئی۔ دانتوں کے ٹوٹنے کی وجہ سے اس کے منہ سے خون نکل رہا تھا۔ جولیا سے لڑائی کے دوران آنکھ پر لگنے والی ضرب کی وجہ سے اس کی آنکھ سوجھ گئی تھی اور ایک کان اڑ گیا تھا۔ ان سب باتوں نے اس کے چہرے کو خوفناک بنا دیا تھا۔

"اپنے بارے میں سب کچھ بتا دو ورنہ ابھی تم سسکتے ہوئے نظر

آؤ گے"...... چوہان نے اس کی گردن پر گرفت کچھ ہلکی کرتے ہوئے کہا۔

"مم۔مم۔ میرا۔ تا۔ تعلق۔ جی پی سیون۔ سس۔ سے ہے۔ کک۔ کرنل۔ شم۔ عون۔ تت۔ تمہیں۔ نن۔ نہیں چھوڑے گا"۔ برٹی نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"سلور سائنس لیبارٹری میں کارروائی جی پی سیون نے کی تھی"۔ چوہان نے کرخت لہجے میں کہا۔

"نن۔نن۔نہیں"...... برٹی نے کہا۔

"تو پھر جی پی فائیو نے کی ہو گی"...... چوہان نے سرد لہجے میں کہا۔

"نن۔نن۔نہیں۔ او۔ س۔نن۔ نے بھی نہیں۔ کک۔ کی"۔ برٹی نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کس نے یہ کارروائی کی ہے۔ کس نے سائنس دانوں کو اغوا کیا ہے"...... چوہان نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔مم۔ معلوم نہیں۔ کک۔ کرنل ڈیوڈ اس کیس پر کام کر رہا ہے"...... برٹی نے کہا تو چوہان نے اس کی گردن کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے دیا۔ اس کے لہجے سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ جس اونچی سطح کا یہ کھیل تھا برٹی جیسے عام ایجنٹوں کو اس کے بارے میں معلومات ہو بھی نہیں سکتی تھیں۔ اس لئے چوہان نے اس کی گردن توڑ دی تھی۔ گردن توڑنے کے بعد چوہان نے

اسے چھوڑا تو وہ زمین پر گرا اور تڑپنے لگا۔

’’آیئے مس جولیا۔ واپس چلیں‘‘...... چوہان نے کار کا بونٹ نیچے گرانے کے بعد ڈرائیونگ سائیڈ کا دروازہ کھولتے ہوئے کہا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تو جولیا بھی سائیڈ سیٹ پر آ کر بیٹھ گئی۔ چوہان نے کار بیک کر کے موڑی اور پھر کار انتہائی رفتار سے شہر کی طرف دوڑنے لگی پھر سڑک کا ایک موڑ مڑتے ہی چوہان کو فل بریک لگانے پڑے لیکن فل بریک لگانے کے باوجود ان کی کار بڑے بڑے پتھروں سے جا ٹکرائی جو سڑک پر پڑے ہوئے تھے۔ کار پتھروں سے ٹکرائی تو ان دونوں کو زور دار جھٹکا لگا۔ چوہان کا سر اسٹیرنگ سے اور جولیا کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکرایا اور ان کے ذہن تاریک ہوتے چلے گئے جبکہ دو درجن کے قریب مسلح افراد ان کی کار کی طرف بڑھے اور انہوں نے انہیں کار سے باہر کھینچ لیا۔

شاہ اراڈان اپنے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انٹرکام کی مترنم بیل بجنے لگی۔

’’یس‘‘...... انہوں نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے باوقار لہجے میں کہا۔

’’شاہ معظم۔ کرنل زید صاحب تشریف لائے ہیں‘‘...... دوسری طرف سے ان کے پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’اوکے۔ بھیج دیں انہیں‘‘...... شاہ اراڈان نے کہا اور پھر انہوں نے رسیور رکھ دیا۔

چند لمحوں بعد ان کے آفس کا دروازہ کھلا اور کرنل زید اندر داخل ہوا۔ اس نے شاہ کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور ادب سے کھڑا ہو گیا۔

’’تشریف رکھیں‘‘...... شاہ اراڈان نے باوقار لہجے میں کہا تو

کرنل زید صوفے پر بیٹھ گیا۔

”شکریہ شاہ معظم“...... صوفے پر بیٹھنے کے بعد کرنل زید نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر آبیلا صرف آپ کی کزن اور شاہی خاندان کی فرد ہی نہیں بلکہ ہمارے ملک کی ایک اہم سائنس دان بھی ہے اور ان کا اسرائیل سے غائب ہو جانا ہمارے لئے بہت تکلیف کا باعث ہے“...... شاہ اراڈان نے کہا۔

”شاہ معظم۔ ہم بھی تشویش میں مبتلا ہیں۔ ہم اس سلسلے میں کام کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ جلد ڈاکٹر صاحبہ ہمارے درمیان ہوں گی“...... کرنل زید نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اسرائیل سے یہ سائنس دان کیسے اغوا ہوئے ہیں اور یہ کس نے کئے ہیں“...... شاہ اراڈان نے پوچھا۔

”شاہ معظم۔ ابھی تک کسی کو بھی اس بارے میں معلومات نہیں مل سکیں۔ بعض اسرائیلی حکام کا خیال ہے کہ ان سائنس دانوں کو پاکیشیائی سیکرٹ ایجنسی نے اغوا کیا ہے“...... کرنل زید نے کہا۔

”پاکیشیا کے ایک سائنس دان بھی تو اس لیبارٹری میں کام کر رہے تھے“...... شاہ اراڈان نے کہا۔

”جی ہاں شاہ معظم۔ اس کے باوجود سب سے زیادہ شک پاکیشیا پر ہی کیا جا رہا ہے“...... کرنل زید نے کہا۔

”آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا پاکیشیا ایسی حرکت کر سکتا ہے“۔

شاہ اراڈان نے کہا۔

”شاہ معظم۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ سروس صرف اس وقت حرکت میں آتی ہے جب پاکیشیا یا عالم اسلام کے مفاد کے خلاف کوئی منصوبہ بنایا جا رہا ہو۔ یہ سروس کسی بھی ملک کے خلاف جارحانہ عزائم نہیں رکھتی۔ کسی ملک کے سائنسدان کو اغوا کر لینا، کسی ملک کے سائنسی فارمولے یا قیمتی دستاویزات چرا لینے جیسے گھٹیا کام یہ ایجنسی بالکل نہیں کرتی لہٰذا میری ذاتی رائے یہی ہے کہ یہ کارروائی پاکیشیا نے نہیں کرائی“۔ کرنل زید نے کہا تو شاہ اراڈان نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

”ہمارا بھی یہی خیال ہے۔ مسلمان ایسی گھٹیا حرکتیں کبھی نہیں کرتے۔ ایسے مجرمانہ کام ایکریمیا، روسیاہ، اسرائیل اور کافرستان جیسے ممالک کرتے ہیں“...... شاہ اراڈان نے کہا۔

”جی ہاں شاہ معظم۔ آپ بالکل درست فرما رہے ہیں۔ پاکیشیائی حکام کا خیال ہے کہ یہ کام اسرائیل نے خود کیا ہے۔ ان کے خیال کے مطابق سلور پراجیکٹ مکمل ہو گیا تھا یا ہونے والا تھا اسی لئے اسرائیل نے یہ چال چلی ہے۔ اس طرح اسرائیل اس پراجیکٹ کو صرف خود استعمال کرنا چاہتا ہے“...... کرنل زید نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہم بھی ایسا ہی سمجھے ہیں۔ یہ اسرائیلی قوم ایسی نہیں ہے کہ

انسانیت کی فلاح کے منصوبے بنائے اور ان منصوبوں پر کثیر سرمایہ خرچ کرے۔ یہ بہت ہی بخیل قوم ہے''...... شاہ اراڈان نے کہا۔

''شاہ معظم۔ ہمارے ایجنٹوں کے ساتھ ساتھ کافرستانی، پاکیشیائی اور بلگارنوی سیکرٹ ایجنٹ اس کیس پر کام کر رہے ہیں۔ جلد ہی اصل حقائق سامنے آ جائیں گے''...... کرنل زید نے کہا۔

''حقائق جب بھی سامنے آئیں ہمیں اس کی پرواہ نہیں ہے۔ ہمیں تو ڈاکٹر آبیلا کی فکر ستا رہی ہے۔ خدانخواستہ انہیں کچھ نہ ہو جائے''...... شاہ اراڈان نے اس مرتبہ پریشان لہجے میں کہا۔

''شاہ معظم۔ انہیں کچھ بھی نہیں ہوگا۔ آپ فکر نہ کریں اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ تحقیقات کے لئے میں اپنی ٹیم کے ہمراہ اسرائیل جاؤں''...... کرنل زید نے کہا۔

''آپ کو ضرور جانا چاہئے کیونکہ ڈاکٹر آبیلا تو آپ کی منگیتر بھی ہیں''...... شاہ اراڈان نے کہا۔

''جی ہاں شاہ معظم۔ مجھے چند رپورٹس کا انتظار ہے۔ وہ آ جائیں تو میں روانہ جاؤں گا''...... کرنل زید نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ ہم آپ کی کامیابی کے لئے دعا کریں گے''...... شاہ اراڈان نے کہا۔

ان کی بات کا مطلب تھا کہ اب یہ میٹنگ اختتام پذیر ہوتی ہے کیونکہ کرنل زید یہ بات سمجھتا تھا اس لئے وہ فوراً ہی کھڑا ہوگیا۔

اس نے شاہ اراڈان کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر ان کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ اپنے آفس پہنچ چکا تھا۔ اپنی کرسی پر بیٹھنے کے بعد اس نے سفید رنگ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

''ڈابگر سپیکنگ''...... دوسری طرف سے رابطہ قائم ہونے کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

''کرنل زید بول رہا ہوں''...... کرنل زید نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ حکم سر''...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکدم مؤدبانہ ہوگیا۔

''ڈابگر۔ تم فوراً میرے آفس آ جاؤ''...... کرنل زید نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبر پریس کئے۔

''یس سر''...... فوراً ہی دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''مائرہ۔ ایگل ون، ٹو اور تھری کے ساتھ تم میرے کمرے میں آ جاؤ''...... کرنل زید نے کہا۔

''اوکے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل زید نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تقریباً ایک منٹ بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور سپیشل ایجنسی کے ایکشن گروپ کی انچارج مائرہ اپنے تین ساتھیوں سمیت اندر داخل ہوئی۔ انہوں نے کرنل زید کو

مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور ایک طرف کھڑے ہو گئے۔

''تم لوگ تیاری کر لو۔ ہم نے آج رات ایک مشن پر اسرائیل روانہ ہونا ہے''...... کرنل زید نے مائرہ سے کہا۔

''اوکے سر۔ ہم تیار ہیں''...... مائرہ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میری اگلی کال کا انتظار کرو''...... کرنل زید نے کہا تو وہ چاروں مڑے اور کمرے سے باہر نکل گئے۔ اسی لمحے انٹرکام کی گھنٹی بجنے لگی تو کرنل زید نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

''یس۔ کرنل زید اسپیکنگ''...... کرنل زید نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ کیپٹن عالم بول رہا ہوں۔ گیٹ پر ڈابگر صاحب آئے ہیں''...... دوسری طرف سے سیکورٹی انچارج کی آواز سنائی دی۔

''بھیج دو''...... کرنل زید نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ تقریباً دو منٹ بعد اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور بھاری جسامت والا ڈابگر کمرے میں داخل ہوا اور اس نے کرنل زید کو سلام کیا۔

''بیٹھو ڈابگر''...... کرنل زید نے کہا تو ڈابگر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تھینک یو سر''...... کرسی پر بیٹھنے کے بعد ڈابگر نے کرنل زید کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''ڈابگر۔ تمہاری انڈر ورلڈ کے حالات کیسے ہیں''...... کرنل زید

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ڈابگر اراڈان کی انڈر ورلڈ کا بے تاج بادشاہ تھا۔ اسے کرنل زید کی تائید بھی حاصل تھی کیونکہ ڈابگر انڈر ورلڈ میں اراڈان اور شاہی خاندان کے خلاف ہونے والی سرگرمیوں پر فوراً حرکت میں آ جاتا تھا۔ وہ انڈر ورلڈ میں رہ کر ملکی مفاد کے لئے کام کرتا تھا۔ مائرہ اس کی بھتیجی تھی جو سپیشل ایجنسی کے ایکشن گروپ کی انچارج تھی۔ ڈابگر کی تربیت کی بدولت ہی وہ اس مقام تک پہنچی تھی۔

''سر۔ آپ تو جانتے ہیں کہ انڈر ورلڈ میں ڈابگر کا سکہ چلتا ہے اور اس سکے پر مہر آپ کی ہوتی ہے''...... ڈابگر نے کہا تو کرنل زید کی مسکراہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

''ڈابگر۔ تم کبھی اسرائیل گئے ہو''...... چند لمحوں تک مسکراتے رہنے کے بعد کرنل زید نے کہا۔

''سر۔ میں اسرائیل کے چپے چپے سے واقف ہوں اور اسرائیل کی انڈر ورلڈ کو بھی اچھی طرح جانتا ہوں''...... ڈابگر نے کہا۔

''ہم نے ایک مشن پر اسرائیل جانا ہے۔ تم بھی ہمارے ساتھ چل رہے ہو''...... کرنل زید نے کہا۔

''سر۔ آپ کے ساتھ کام کرنے کا تو میں ہمیشہ سے متمنی رہا ہوں''...... ڈابگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ تم تیار رہو۔ میں کسی بھی وقت تمہیں کال کر سکتا ہوں''...... کرنل زید نے کہا۔

"یس سر۔ مجھے اب اجازت ہے"...... ڈاگبر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو کرنل زید نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔ ڈاگبر نے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کیا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے بعد کرنل زید بھی اپنی کرسی سے اٹھا اور چند لمحوں بعد اس کی کار مین گیٹ پر پہنچ گئی۔ مین گیٹ پر موجود سیکورٹی اہلکار نے گیٹ کھول دیا۔ جیسے ہی اس کی کار گیٹ سے باہر نکلی اسے ایک طرف سے ٹائروں کے چیخنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے چونک کر آواز کی سمت دیکھا۔ درمیانے قد اور کالی رنگت کا ایک آدمی کار کی لپیٹ میں آ گیا تھا۔ کرنل زید نے فوراً اپنی کار کو بریک لگائی اور پھر وہ لمحوں میں اس آدمی کے قریب پہنچ گیا۔ وہ آدمی زخمی ہو کر سڑک پر گرا ہوا تھا۔ کرنل زید نے اسے اٹھایا اور پھر وہ واپس اپنے ہیڈکوارٹر کی طرف بھاگا۔ چند ہی لمحوں میں وہ اپنے ہیڈکوارٹر کے میڈیکل یونٹ میں پہنچ گیا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ یہ حادثے میں زخمی ہو گیا ہے۔ اسے بچانے کی کوشش کریں"...... کرنل زید نے ڈاکٹر سے کہا۔

"یس سر"...... ڈاکٹر نے کہا اور پھر وہ بے ہوش زخمی کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"سر۔ اسے گہرے زخم نہیں آئے اس لئے اس کی جان کو خطرہ نہیں ہے"...... پانچ منٹ تک زخمی کو چیک کرنے کے بعد ڈاکٹر نے کرنل زید سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا تو اس نے اثبات کے

انداز میں سر ہلایا پھر اس نے زخمی کے چہرے کو دیکھا تو اسے احساس ہوا کہ اس نے اسے کہیں دیکھا ہوا ہے۔

"کہاں"...... اس نے بڑبڑاتے ہوئے اپنے ذہن پر زور دیا لیکن اسے یاد نہ آیا۔ ڈاکٹر نے اسے مختلف انجکشن لگائے اور اس کی بینڈیج کر دی پھر وہ کرنل زید کی طرف متوجہ ہوا۔

"سر۔ اسے ابھی ہوش آ جائے گا اور پھر یہ اپنے قدموں پر چل کر اپنے گھر جا سکتا ہے۔ ویسے سر۔ یہ اراڈان کا باشندہ تو نہیں لگتا"...... ڈاکٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ کسی بھی ملک کا باشندہ ہو۔ حادثے کا شکار ہو کر بے ہوش ہو گیا ہے۔ اس کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے"...... کرنل زید نے کہا۔

"یس سر۔ آپ درست فرما رہے ہیں"...... ڈاکٹر نے کہا اور پھر اس نے زخمی کی طرف دیکھا جو اب ہوش میں آ رہا تھا۔ مزید چند منٹ گزرنے کے بعد زخمی ہوش میں آ گیا۔ پہلے تو وہ ڈاکٹر اور کرنل زید کو لاشعوری انداز میں دیکھتا رہا اور پھر اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔ اس کے ساتھ ہی کرنل زید کے ذہن میں بھی ایک جھماکا ہوا اور اسے یاد آ گیا کہ اس آدمی کو اس نے کہاں دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تت۔ تت۔ تم نیتو ہو"...... کرنل زید نے حیرت کی زیادتی سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ آپ نے ٹھیک پہچانا۔ میں نیتو ہی ہوں"...... اس زخمی نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

"لل۔ لیکن کیسے۔ تم تو مر گئے تھے۔ تمہاری گردن کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز میں نے خود سنی تھی"...... کرنل زید نے کہا۔ اس کے لہجے میں ابھی تک حیرت موجود تھی۔ زیرو زون جاتے ہوئے افریقہ کے جنگل میں نیتو کی گردن کی ہڈی توڑ دی گئی تھی اور نیتو ان کی آنکھوں کے سامنے مر گیا تھا اور اب وہی نیتو، کرنل زید کے سامنے تھا۔ (تفصیلات جاننے کے لئے عمران سیریز کا دلچسپ ناول "زیرو زون" پڑھیئے)

"سر۔ یہ تو میرا فن ہے۔ دیکھئے میری گردن کی ہڈی کیسے ٹوٹتی ہے"...... نیتو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے آہستہ سے گردن ہلائی تو اس کی گردن سے ایسے آواز آئی جیسے گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو۔ اس کے بعد اس کے جسم نے دو تین جھٹکے بھی کھائے۔ پھر اس نے آنکھیں کھولیں اور مسکراتی ہوئی نظروں سے کرنل زید کو دیکھا۔ کرنل زید کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر بھی حیران نظر آ رہا تھا۔

"حیرت انگیز۔ انتہائی حیرت انگیز"...... کرنل زید نے بدستور حیرت بھری آواز میں کہا۔

"سر۔ اس طرح میں کئی بار مرنے کا ڈرامہ کر چکا ہوں۔ یہ ڈرامہ کرنے سے مجھے یہ فائدہ ہوتا ہے کہ میں یقینی موت سے بچ

جاتا ہوں"...... نیتو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نیتو۔ تم افریقہ کے آدم خور قبیلے سے تعلق رکھتے ہو اور افریقہ کی مہذب دنیا میں بھی تمہارا آنا جانا ہے۔ یہاں اراڈان میں تم کیا کر رہے ہو"...... اس مرتبہ کرنل زید نے نارمل لہجے میں کہا۔ وہ اپنی حیرت پر قابو پا چکا تھا۔ یہ دنیا عجیب و غریب لوگوں سے بھری پڑی تھی۔ نیتو بھی ان میں سے ایک تھا۔

"کک۔ کک۔ کیا۔ یہ۔ یہ۔ آ۔ آدم خور ہے"...... ڈاکٹر نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"یہ خود آدم خور نہیں ہے اس کا قبیلہ آدم خور ہے۔ یہ اپنے قبیلے کو چھوڑ کر مہذب دنیا میں رہ رہا ہے"...... کرنل زید نے ڈاکٹر کو تسلی دیتے ہوئے کہا جس کا چہرہ خوف سے زرد پڑ چکا تھا اور آنکھیں پھٹی جا رہی تھیں۔ اگر کرنل زید اسے تسلی نہ دیتا تو یقیناً اس کا ہارٹ فیل ہو جاتا تھا۔

"سس۔ سر۔ آپ اس سے باتیں کریں میں اپنے کمرے میں جا کر کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں"...... ڈاکٹر نے ماتھے پر آئے ہوئے پسینے کو اپنی ہتھیلی سے صاف کرتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آپ جائیں اپنے کمرے میں، آرام کریں لیکن ایک بات کا خیال رکھیئے کہ اگر آپ نے باہر کسی سے ذکر کیا یہ زخمی آدم خور ہے یا کسی آدم خور قبیلے سے تعلق رکھتا ہے تو لوگ آپ کی دماغی حالت پر شک کریں گے اور آپ کو مینٹل ہسپتال میں داخل کرانے

کا مشورہ دیں گے۔ پہلے بھی دو تین افراد آپ کے بارے میں ایسی باتیں کہہ چکے ہیں اور اگر اب کسی نے یہ بات کہہ دی تو پھر مجبوراً مجھے ان کی بات ماننی پڑے گی'' ...... کرنل زید نے نہایت ہی نرم لہجے میں کہا۔ لہجہ تو اس کا نرم تھا لیکن ڈاکٹر اس کی دھمکی کو سمجھ گیا۔ کرنل زید نہ صرف سیکرٹ ایجنسی کا چیف تھا بلکہ وہ شاہی خاندان کا فرد بھی تھا۔ اس کی بات کو رد کرنا اپنی موت کو دعوت دینا تھا۔

''مم۔ میں سمجھتا ہوں سر۔ میں۔ میں کسی سے ذکر نہیں کروں گا'' ...... ڈاکٹر نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اب آپ جائیں اور آرام کریں'' ...... کرنل زید نے ڈاکٹر سے کہا تو اس نے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

''ہاں نیتو۔ تم نے جواب نہیں دیا کہ تم یہاں اراڈان میں کیا کرتے پھر رہے ہو'' ...... کرنل زید نے اپنا سوال دہراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ حقیقت تو یہ ہے کہ میں آپ کو قتل کرنے آیا ہوں''۔ نیتو نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا۔

''پھر تم نے مجھے قتل کیا کیوں نہیں'' ...... کرنل زید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں آج ہی یہاں پہنچا ہوں۔ اس وقت میں آپ کے ہیڈکوارٹر کا جائزہ لینے آیا تھا۔ جائزہ لینے کے بعد میں نے کوئی

پلاننگ کرنی تھی لیکن آپ کے ہیڈکوارٹر کے قریب آ کر میں حادثے کا شکار ہو گیا اور آپ، جسے میں قتل کرنا چاہتا تھا، آپ نے مجھے جائے حادثہ سے اٹھایا اور یہاں لا کر میری جان بچائی'' ...... نیتو نے جذباتی لہجے میں کہا۔

''زندگی اور موت اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہ جب کسی کو مارتا ہے تو پھر اسے کوئی بچا نہیں سکتا اور کسی کو زندگی دیتا ہے تو پھر اسے کوئی مار نہیں سکتا'' ...... کرنل زید نے کہا۔

''آپ کی باتیں میری سمجھ میں نہیں آ رہیں لیکن آپ سے میری ایک گزارش ہے'' ...... نیتو نے کہا۔

''ہاں کہو۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو'' ...... کرنل زید نے کہا۔

''آپ یہ تو جانتے ہی ہیں کہ ہم افریقہ کے جنگلوں میں رہنے والے آدم خور اور وحشی جنگلی ہیں لیکن جسے ہم ایک بار اپنا آقا تسلیم کر لیں پھر ساری زندگی سچے دل سے اس کے غلام رہتے ہیں اور اپنے آقا پر اپنے لہو کا آخری قطرہ بھی قربان کرنے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔ ہماری وفاداری تمام شکوک سے بالاتر ہوتی ہے''۔ نیتو نے کہا۔

''ہاں۔ میں یہ سب باتیں جانتا ہوں لیکن تم یہ باتیں مجھے کیوں بتا رہے ہو'' ...... کرنل زید نے پوچھا۔

''سر۔ میں نے آپ کو دل سے اپنا آقا تسلیم کر لیا ہے۔ آپ مجھے اپنی غلامی میں قبول کر لیں'' ...... نیتو نے کہا۔

''نیتو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ آج کے دور میں آقا اور غلام کا تصور نہیں ہے''...... کرنل زید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ نیتو کی بات سن کر اسے واقعی حیرت ہو رہی تھی۔ اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ یہ جنگلی ایسی بات کہے گا۔

''آقا۔ اگر آپ نے مجھے اپنی غلامی میں قبول نہ کیا تو میں آپ کے سامنے خود کو قتل کر دوں گا''...... نیتو نے کہا تو کرنل زید سوچ میں پڑ گیا۔ وہ وحشیوں کی نفسیات کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا۔ اگر نیتو نے اس کی غلامی میں آنے کا سوچ لیا تھا تو پھر وہ کسی صورت بھی اپنے اس فیصلے سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔ پھر اس کی سوچ سیکرٹ فیلڈ کی طرف پلٹ گئی۔ اس فیلڈ میں طرح طرح کے انسانوں کی ضرورت رہتی تھی۔ نیتو ایک عجیب و غریب انسان تھا۔ یہ اس کے بہت کام آ سکتا تھا۔

''میں تمہیں اپنی غلامی میں قبول کرنے کے لئے تیار ہوں لیکن میری ایک شرط ہے''...... کچھ دیر سوچنے کے بعد کرنل زید نے کہا۔

''آقا۔ اب آپ شرط نہیں بتائیں گے بلکہ حکم دیں گے''۔ نیتو نے کہا۔

''اب تم انسانی گوشت کبھی نہیں کھاؤ گے''...... کرنل زید نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی آقا''...... نیتو نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔

''تم مجھے آقا نہیں کہو گے۔ میرے ماتحت مجھے باس کہتے ہیں۔ تم بھی مجھے باس کہو گے اور آج کے بعد مجھ سمیت کسی بھی انسان کے سامنے اس طرح نہیں جھکو گے جس طرح ابھی میرے سامنے جھکے تھے''...... کرنل زید نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''او کے باس۔ آپ کے ہر حکم کی تعمیل ہو گی''...... نیتو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''او کے۔ آج سے میرے ساتھی ہو''...... کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا تو نیتو کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

ہاٹ کلب کا ہال اس وقت لوگوں سے بھرا ہوا تھا کیونکہ اسٹیج پر یورپ کی مشہور ڈانسر اپنے فن کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ کلب میں موجود افراد گویا پتھر کے بتوں میں تبدیل ہو گئے تھے۔ وہ ساکت بیٹھے ہوئے تھے اور ان کی نظریں سٹیج پر جمی ہوئی تھیں۔ وہ اپنی پلکیں بھی نہیں جھپک رہے تھے۔ یورپ کی یہ مشہور ڈانسر آج پہلی بار اسرائیل میں اپنے فن کا مظاہرہ کر رہی تھی۔ اس کے آج کے شو کی خوب پبلسٹی کی گئی تھی جس کی وجہ سے ہال میں تل دھرنے کی جگہ بھی نہیں تھی۔

ٹائیگر ہاٹ کلب کے ہال کے ایک کونے میں کھڑا ہوا تھا۔ ہاٹ کلب کے مالک شوفل کا تعلق انڈر ورلڈ سے تھا اور شوفل کے تعلقات کرنل ڈیوڈ سے بھی تھے۔ کرنل ڈیوڈ کی وجہ سے اسے کئی قسم کے سرکاری ٹھیکے بھی مل جاتے تھے۔ سلور لیبارٹری کے سیکورٹی عملے

کے لئے شراب بھی شوفل ہی مہیا کرتا تھا۔ یہ معلومات حاصل ہونے کے بعد عمران نے ٹائیگر کو ہدایت کی تھی کہ وہ شوفل کو چیک کرنے اور ٹائیگر اس وقت شوفل کو ہی چیک کرنے آیا تھا۔ چونکہ یہاں اس وقت داخلہ ممکن نہیں تھا اس لئے عمران نے کرنل ڈیوڈ کی آواز میں ہاٹ کلب کے مینجر کو حکم دیا تھا کہ ٹائیگر کو ہال میں داخل ہونے دیا جائے۔ جی پی فائیو کے ملازمین کے لئے کرنل ڈیوڈ نے شوفل کو خصوصی ہدایات بھی دی ہوئی تھیں اس لئے ٹائیگر کو ہاٹ کلب میں داخل ہونے میں کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا تھا۔

''یس سر فرمائیے۔ ہم آپ کی کیا خدمت کر سکتے ہیں''...... ایک آدمی نے ٹائیگر کے قریب آتے ہوئے کہا۔ اس کے سینے پر سپر وائزر کا ٹیگ لگا ہوا تھا۔

''میرا نام ٹائیگر ہے اور میں جی پی فائیو کی طرف سے آیا ہوں''۔ ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ ہمیں آپ کے بارے میں ہدایت مل چکی ہے۔ میں گیلری میں آپ کے لئے سیٹ لگواتا ہوں''...... سپر وائزر نے کہا۔

میوزک کا شور بہت زیادہ تھا لیکن ٹائیگر اور سپر وائزر بہت ہی قریب کھڑے ہوئے تھے۔ اس لئے وہ ایک دوسرے کی باتیں سن رہے تھے۔

''نہیں۔ میں شو دیکھنے نہیں آیا بلکہ میں کرنل صاحب کا ایک پیغام لایا ہوں شوفل صاحب کے لئے۔ مجھے شوفل صاحب سے ملنا

ہے۔ کچھ دیر پہلے کرنل صاحب نے فون پر حکم دیا تھا''...... ٹائیگر نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''اوکے سر۔ آیئے۔ میں آپ کو باس کے آفس چھوڑ آتا ہوں''...... سپر وائزر نے کہا اور پھر وہ سٹیج کے عقبی طرف بڑھ گیا۔ ٹائیگر اس کے ساتھ چلنے لگا۔ پورے ہال کا چکر کاٹنے کے بعد وہ سیڑھیوں تک پہنچے اور پھر سیڑھیاں چڑھنے لگے۔ جلد ہی سپر وائزر ایک دروازے کے سامنے رک گیا۔ دروازے کے قریب ہی بھاری جسامت کا ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی آنکھیں گہری سرخ تھیں اور اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ ٹائیگر اور سپر وائزر کو دیکھ کر وہ سٹول سے کھڑا ہو گیا۔

''یہ جی پی فائیو کے آدمی ہیں اور باس سے ملنے آئے ہیں''۔ سپر وائزر نے بھاری جسامت والے سے کہا اس نے سپر وائزر کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ البتہ اس نے ایک ہاتھ سے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا۔

''سر۔ تشریف لے جایئے''...... سپر وائزر نے ٹائیگر سے کہا تو اس نے قدم آگے بڑھا دیئے جبکہ سپر وائزر وہیں سے واپس چلا گیا۔ کمرے میں داخل ہو کر ٹائیگر نے کمرے کا جائزہ لیا۔ یہ کمرہ کافی کشادہ تھا اور اسے نہایت ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ایک دیوار پر بہت بڑی اسکرین لگی ہوئی تھی۔ اسکرین پر ہارٹ کلب کے سٹیج کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ میوزک کی آواز بہت ہی آہستہ

تھی۔ کمرے کے ایک کونے میں جہازی سائز آفس ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔ ٹیبل پر ایک کمپیوٹر اور دیگر ضرورت کا سامان رکھا تھا۔ ٹیبل کی دوسری طرف ریوالونگ چیئر پر ایک دبلے پتلے جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے چہرے پر خباثت دکھائی دے رہی تھی اور آنکھوں سے عیاری ٹپک رہی تھی۔ میز کی دوسری طرف تین خوبصورت کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ٹائیگر نے ایک نظر میں کمرے کا جائزہ لے لیا اور پھر وہ ٹیبل کی طرف بڑھا۔ ریوالونگ چیئر پر بیٹھے ہوئے شوفل نے بھی ٹائیگر کو غور سے دیکھا اور پھر اس کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا۔

''ویلکم مسٹر ٹائیگر۔ بیٹھئے''...... شوفل نے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''...... ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کرسی پر بیٹھ گیا۔

''آپ سے پہلے کبھی ملاقات نہیں ہوئی مسٹر ٹائیگر''...... شوفل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے انٹر کام کا رسیور بھی اٹھا لیا۔

''میں پہلے جی پی سیون میں تھا۔ کچھ عرصہ پہلے جی پی فائیو میں ٹرانسفر ہوا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہونہہ۔ اس لئے آپ سے یہ میری پہلی ملاقات ہے۔ ریڈ کوئین میرے کمرے میں بھیج دو''...... شوفل نے پہلے ٹائیگر سے پھر اس نے انٹر کام پر کسی کو ہدایت دیتے ہوئے کہا اور اس کے بعد

رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

''کرنل صاحب کے معیار پر پورا اترنا تو بہت مشکل ہے۔ آپ کو تو بڑی دقت محسوس ہو رہی ہو گی''...... شوفل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کرنل صاحب تو بہت محبت کرنے والے افسر ہیں۔ ماتحت اگر دل و جان سے اپنے فرائض کی ادائیگی کرتے رہیں تو کرنل صاحب کبھی سختی نہیں کرتے''...... ٹائیگر نے سنجیدہ لہجے میں کہا اسی لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی جس نے انتہائی مختصر لباس پہنا ہوا تھا کمرے میں داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں ریڈ کوئین کی ایک بوتل، دو گلاس اور برف کی ایک بڑی پلیٹ رکھی ہوئی تھی۔ لڑکی نے ٹرے ٹیبل پر رکھی۔ شوفل اور ٹائیگر کو سلام کیا اس کے بعد اس نے شراب کے دو گلاس تیار کئے۔ ایک ٹائیگر کے سامنے اور دوسرا شوفل کے سامنے رکھ دیا۔

''تم جاؤ''...... شوفل نے کہا تو لڑکی کمرے سے باہر نکلتی چلی گئی۔

''لیجئے مسٹر ٹائیگر۔ ریڈ کوئین کی یہ بوتل پچاس سال پرانی ہے''۔ شوفل نے کہا۔

''مسٹر شوفل۔ میں شراب نہیں پیا کرتا''...... ٹائیگر نے کہا تو شوفل نے چونک کر ٹائیگر کی طرف دیکھا۔ ساتھ ہی اس کے چہرے

کے تاثرات بھی بدل گئے۔

''مسٹر ٹائیگر۔ اسرائیل کے اعلیٰ حکام کو شوفل کے ساتھ شراب پینے کی تمنا رہتی ہے۔ بہرحال تم نہیں پینا چاہتے تو نہ پیو یہ بتاؤ کہ میرے پاس کس مقصد کے تحت آئے ہو''...... شوفل نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

''سلور لیبارٹری کو شراب تم ہی سپلائی کرتے رہے ہو''۔ ٹائیگر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ اور یہ ٹھیکہ مجھے کرنل صاحب نے ہی دلوایا تھا لیکن تم یہ بات کس لئے پوچھ رہے ہو''...... شوفل نے کہا۔

''پوچھی وہ بات جاتی ہے جو معلوم نہ ہو۔ مجھے تو معلوم ہے صرف یہی نہیں بلکہ یہ بات بھی میں جانتا ہوں کہ سلور لیبارٹری کے سائنس دانوں کو کرنل صاحب نے تمہاری مدد سے غائب کیا ہے''...... ٹائیگر نے لہجے کو طنزیہ بناتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے شوفل کی آنکھوں میں بھی دیکھا۔

''کیا بکواس کر رہے ہو تم۔ میں کرنل صاحب سے بات کرتا ہوں۔ انہوں نے کیسا احمق آدمی بھیجا ہے''...... شوفل نے غصیلے لہجے میں کہا۔ ٹائیگر نے اس کے لہجے اور چہرے کے تاثرات سے اندازہ لگا لیا کہ شوفل کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

''شوفل۔ تم کرنل صاحب کو بے شک فون کر لو لیکن میں تمہیں ایک بات بتا دوں کہ میرے خلاف وہ کوئی بات نہیں سنتے۔ اگر تم

نے ان سے میری شکایت کی تو وہ غصے ہو جائیں گے اور تم ان کے غصے کے بارے میں تو جانتے ہی ہو گے''...... ٹائیگر نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ وہ تمہارے خلاف کوئی بات کیوں نہیں برداشت کرتے''......شوفل نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ وہ میرے سالہ صاحب ہیں''...... ٹائیگر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کھڑا ہو گیا۔ جبکہ ٹائیگر کی بات سن کر شوفل کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

''ٹائیگر صاحب۔ آپ کھڑے کیوں ہو گئے ہیں۔ بیٹھیں۔ آپ شراب نہیں پیتے تو کوئی بات نہیں۔ میں آپ کے لئے انار کا رس منگواتا ہوں''......شوفل نے اس مرتبہ انتہائی نرم لہجے میں کہا۔

''انار کا رس بھی تم خود ہی پی لینا''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے دروازے کی طرف قدم بڑھا دیئے۔

''مسٹر ٹائیگر۔ آپ نے یہ تو نہیں بتایا کہ آپ آئے کیوں تھے''......شوفل نے کہا تو ٹائیگر رک گیا۔

''میں جس مقصد کے تحت آیا تھا وہ پورا ہو گیا ہے اور شکر کرو کہ تم کلیئر ہو گئے ہو۔ ورنہ تمہارے آدمیوں کو تمہارے ہی آفس میں تمہاری لاش ملتی''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل آیا۔

ٹائیگر نے سچ ہی کہا تھا۔ وہ یہ معلوم کرنے آیا تھا کہ اس

معاملے میں شوفل ملوث ہے یا نہیں اور شوفل کی باتوں سے ٹائیگر کو اندازہ ہو گیا تھا کہ شوفل اس سلسلے میں کچھ نہیں جانتا اس کے کمرے سے باہر آ کر ٹائیگر نیچے ہال میں آ گیا۔ شو ابھی جاری تھا۔ ٹائیگر سٹیج پر سرسری سی نظر ڈالتا ہوا ہال سے باہر آیا، اس کی کار بیرونی گیٹ کے قریب ہی کھڑی تھی۔ جیسے ہی ٹائیگر کار کا گیٹ کھول کر بیٹھنے لگا ایک آدمی اس کے قریب آ گیا۔

''سر۔ سلور لیبارٹری کے بارے میں، میں آپ کی مدد کر سکتا ہوں''...... اس آدمی نے دھیمے لہجے میں کہا۔

''تم کون ہو اور تمہیں کیسے معلوم ہے کہ میں سلور لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرتا پھر رہا ہوں''...... ٹائیگر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ بہتر ہے کہ ہم کہیں اور چل کر بیٹھیں اور اطمینان سے باتیں کریں''...... اس آدمی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ میرے ساتھ آ جاؤ''...... ٹائیگر نے کہا اور وہ دونوں کار میں بیٹھ کر کلب سے باہر آ گئے۔ تھوڑے فاصلے پر پیس ہوٹل تھا۔ ٹائیگر اس آدمی کو اس ہوٹل میں لے آیا۔

''ہاں۔ اب پہلے تم اپنا تعارف کراؤ''...... ویٹر کو چائے کا آرڈر دینے کے بعد ٹائیگر نے اس آدمی سے کہا۔

''سر۔ میرا نام اوبرائن ہے اور میں ہاٹ کلب کا کمپیوٹر آپریٹر ہوں۔ میں ہاٹ کلب کے ہال اور کمروں کو مانیٹر کرتا ہوں۔ اگر

باس سے کوئی ملنے آتا ہے تو میں اس ملاقات کی ویڈیو بھی بناتا ہوں''۔ اس آدمی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب تم یہ بتاؤ کہ تم میری کیا مدد کر سکتے ہو''...... ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں سوچ رہا تھا کہ میں جی پی فائیو کو یہ معلومات دوں لیکن کرنل صاحب اتنے غصیلے اور سخت گیر ہیں کہ میرے ہمت ہی نہیں پڑی کہ میں انہیں کچھ بتاؤں۔ ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے کہ وہ بجائے خوش ہونے کے ناراض ہو جائیں اور اگر وہ ناراض ہو جائیں تو بات بعد میں کرتے ہیں گولی پہلے مارتے ہیں''۔ اوبرائن نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ کرنل صاحب ایسے ہی ہیں۔ تم آگے کہو کیا کہنا چاہتے ہو''...... ٹائیگر نے اس کی تمہید سے اکتاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ جن پہاڑیوں میں سلور لیبارٹری تھی۔ ان میں پہاڑی خرگوش باکثرت پاتے جاتے ہیں اور مجھے شکار کا بہت شوق ہے۔ جس رات سلور لیبارٹری تباہ ہوئی میں لیبارٹری سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر تھا۔ میں نے اس ایریئے میں بلون اڑتے دیکھے تھے۔ جو سلور لیبارٹری کی طرف ہی گئے تھے۔ انہیں دیکھ کر مجھے تجسس تو بہت ہوا لیکن میں ان کے پیچھے نہیں جا سکتا تھا۔ کیونکہ اس سے آگے کے علاقے کو حکومت نے ممنوعہ علاقہ قرار دیا ہوا تھا، اگر کوئی

انسان اس علاقے میں جانے کی کوشش کرتا تو وہ مارا جاتا تھا''۔ اوبرائن نے کہا۔

''اوہ۔ کتنے بلون تھے''...... ٹائیگر نے چونکتے ہوئے کہا۔ یہ معلومات اس کے لئے انتہائی اہم تھے۔

''سر۔ میں صحیح تعداد کے بارے میں یقینی بات نہیں کہہ سکتا۔ شاید پانچ یا چھ بلون ہوں گے اور مجھے یقین ہے کہ ان بلون پر سوار افراد نے ہی سائنس دانوں کو اغوا کیا ہے''...... اوبرائن نے کہا۔

''ہونہہ۔ کوئی اور ایسی بات جو تحقیقات میں ہماری مدد کر سکے''۔ ٹائیگر نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نو سر۔ مجھے اور تو کوئی ایسی بات معلوم نہیں''...... اوبرائن نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''بلون پر جو افراد سوار تھے تمہیں ان کی شکلیں تو دکھائی دی ہوں گی''...... ٹائیگر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے اسرائیلی کرنسی کے چند نوٹ بھی اوبرائن کی طرف بڑھائے۔

''سر۔ میرے پاس جو دوربین ہے اس میں اندھیرے میں دھندلا دھندلا نظر آتا ہے کیونکہ وہ اعلیٰ معیار کی نہیں ہے اس لئے مجھے ان افراد کے چہرے دکھائی نہیں دیئے''...... اوبرائن نے کہا لیکن اس نے رقم کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔

''اوبرائن۔ تمہارا شکریہ۔ تم یہ رقم رکھ لو''...... ٹائیگر نے نوٹ

اس کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا۔

’’سر۔ رقم کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کی مدد کرنا تو ہر شہری کا اخلاقی فرض ہے‘‘......اوبرائن نے کہا۔

’’رکھ لو۔ اس سے اعلیٰ معیار کی دوربین لے لینا‘‘...... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے وہ رقم اوبرائن کی جیب میں ڈالی اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔

’’آپ نے اب تک جو تحقیقات کی ہیں ان سے آپ کس نتیجے پر پہنچے ہیں‘‘...... کرنل فریدی نے کرنل ڈیوڈ سے پوچھا۔ کرنل فریدی کچھ دیر پہلے ہی اپنی ٹیم کے ہمراہ اسرائیل پہنچے تھے اور انہوں نے بہتر یہی سمجھا تھا کہ وہ پہلے کرنل ڈیوڈ سے مل لیں۔

’’کرنل صاحب۔ آپ تو جانتے ہیں کہ سلور لیبارٹری کا پاور ہاؤس انتہائی محفوظ تھا۔ لیبارٹری کے سیکورٹی سسٹم کا تمام تر انحصار اسی پاور ہاؤس پر تھا۔ مجرم بھی یہ بات اچھی طرح جانتے تھے اس لئے انہوں نے پہلے پاور ہاؤس تباہ کیا اور اس کے بعد لیبارٹری میں کارروائی کی‘‘...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

’’آپ کہہ رہے ہیں کہ پاور ہاؤس انتہائی محفوظ تھا پھر وہ تباہ کیسے ہوگیا‘‘...... کرنل فریدی نے کہا۔

’’ماہرین کے مطابق پاور ہاؤس تباہ کرنے کے لئے انتہائی

جدید شعاعیں استعمال کی گئی ہیں اور ہمارے فوجیوں کو بھی شعاعوں سے ہلاک کیا گیا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ نے اس کیس پر کافی کام کیا ہے۔ یہ کارروائی کن لوگوں کی ہوسکتی ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''مجھے شک ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ یہ کارروائی علی عمران کی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ کرنل ڈیوڈ کی بات سن کر کرنل فریدی دل ہی دل میں مسکرائے لیکن ان کے چہرے پر کسی قسم کا تاثر نہ ابھرا۔

''پاکیشیا کے پاس ایسی شعاعیں نہیں ہیں کہ علی عمران پاور ہاؤس کو تباہ کر دے۔ میرا خیال ہے کہ ایسی شعاعیں تو ایکریمیا، روسیاہ اور گریٹ لینڈ جیسے ممالک کے پاس بھی نہیں ہیں''...... کرنل فریدی نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''بات تو آپ کی ٹھیک ہے پھر آپ کا کیا خیال ہے یہ کارروائی کن لوگوں کی ہوسکتی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یہی معلوم کرنے کے لئے تو ہم یہاں آئے ہیں''...... کرنل فریدی نے کرنل ڈیوڈ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ کارروائی اسرائیل کی ہے''۔ کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں نے تو یہ بات نہیں کی۔ میں تو تحقیقات کرنے آیا ہوں۔ اپنی تحقیقات کے بعد ہی میں کچھ کہہ سکوں گا''...... کرنل

فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ انہوں نے کرنل ڈیوڈ کے غصے کی پرواہ نہیں کی تھی۔

''اوکے۔ آپ اپنے طور پر اس کیس پر کام کریں لیکن ایک بات کا خیال رکھیئے گا کہ آپ کے کسی عمل سے اسرائیل کے مفاد کو کوئی نقصان نہ پہنچے ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ آپ دوست ملک کے آفیسر ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ کون سا کام ہمارے لئے بہتر ہے اور کون سا عمل ہمیں نقصان پہنچا سکتا ہے''...... کرنل فریدی نے نرم لہجے میں کہا۔

''بیسٹ آف لک''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کرنل فریدی کی طرف ہاتھ بڑھا۔ کرنل فریدی نے اس سے مصافحہ کیا اور پھر وہ اٹھ کر اس کے کمرے سے باہر آ گیا۔

کچھ ہی دیر بعد وہ سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر باون میں پہنچ گیا جہاں اس کے ساتھی موجود تھے۔ کرنل فریدی کے ساتھ کیپٹن حمید، قاسم، بلیک فورس کا سیکنڈ چیف ہریش، روزا، ریکھا اور طارق صاحب تھے۔

''سر۔ کرنل ڈیوڈ سے مل کے کوئی کام کی بات معلوم ہوئی''۔ ریکھا نے پوچھا۔

''کرنل ڈیوڈ کو ساری زندگی کوئی کام کی بات معلوم نہیں ہو سکتی۔ وہ ہمارے کرنل صاحب کو کام کی کیا بات بتائے گا''۔ کیپٹن

حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"وہ ایک سیکرٹ ایجنسی کا چیف ہے کوئی عام آدمی نہیں۔ اس کے کارناموں کی فہرست کافی طویل ہے۔ اسرائیلی صدر اس پر فخر کرتے ہیں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"فرضی کارناموں کی فہرست بنا کر اس نے اپنے صدر کو بھی بے وقوف بنایا ہوا ہے"۔ کیپٹن حمید نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب۔ یہ سالا مالا کیپٹن تو چاہتا ہے کہ صرف اس کی تعریف معریف ہوتی رہے۔ کسی اور کی تعریف تو اس سے برداست ورداست ہی نہیں ہوتی"...... قاسم نے کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میرے منہ نہ لگ بچے ورنہ میں دانت توڑ دوں گا اور پھر تو روتا پھرے گا"...... کیپٹن حمید نے اسے مکا دکھاتے ہوئے کہا۔

"ابے جا سالے۔ تیر جیسے میسے کپتان وپتان تو میری جیب میں پڑے رہویں"...... قاسم نے سر کو جھٹکا دیتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنے اس چہیتے قاسم کو سمجھا لیں۔ یہ کسی دن مجھ سے مار کھائے گا"...... کیپٹن حمید نے کرنل فریدی سے کہا۔

"لگتا ہے تیری کھوپڑی دماگ وماگ سے بھی کھالی ہو گئی ہے اسی لئے تو ایسی ویسی باتیں واتیں کرنے لگا ہے۔ کیوں روجا، میں ٹھیک ویک کہہ رہا ہوں نا"...... قاسم نے پہلے کیپٹن حمید سے اور

پھر روزا سے کہا۔

"آپ اپنے جھگڑوں میں ہمیں مت گھسیٹا کریں"...... روزا نے خشک لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہ دونوں تو یونہی لڑتے رہیں گے۔ آپ بتائیں کہ کرنل ڈیوڈ سے آپ کی ملاقات کیسی رہی"...... ریکھا نے کرنل فریدی سے کہا تو قاسم نے اس کی طرف دیکھ کر ایک طویل سانس لی۔

"میں کہاں لڑتا وڑتا ہوں۔ یہ تو سالا کپتان ہے جو لڑائی مڑائی کرتا ہے اور تم ہو کہ میرا گلہ ملہ کر رہی ہو"...... قاسم نے شکوہ بھری نظروں سے ریکھا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب تم دونوں خاموش ہو جاؤ تاکہ ہم کام کی بات کر سکیں"۔ کرنل فریدی نے انہیں ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"آپ نے غور نہیں فرمایا کرنل صاحب۔ میں تو کافی دیر سے خاموش ہوں"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

کرنل فریدی نے اسے غصے سے دیکھا لیکن کہا کچھ نہیں۔ کیپٹن حمید بھی خاموش رہا۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کرنل فریدی نے انہیں کرنل ڈیوڈ سے ہونے والی ملاقات کی تفصیل بتا دی۔

"سر۔ پاور ہاؤس کی جو تفصیل آپ نے بتائی تھی اس کے مطابق تو وہ پاور ہاؤس واقعی ناقابل تسخیر تھا پھر ایسی ریز کہاں سے آ گئیں جنہوں نے پاور ہاؤس کو تباہ کر دیا"...... روزا نے کہا۔

"یہ مؤقف تو کرنل ڈیوڈ کا ہے نا کہ پاور ہاؤس کو جدید

شعاعوں سے تباہ کیا گیا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم اسرائیل حکومت پر شک کر رہے ہو''۔ طارق صاحب نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

''اسرائیل سے انسانی فلاح کی توقع رکھنا ہی عبث ہے اس لئے مجھے تو پہلے ہی ایسے اقدام کی توقع تھی''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''سر۔ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے۔ میرا بھی یہی خیال ہے کہ یہ حرکت خود اسرائیل کی ہے۔ اسرائیل اس ایجاد پر اکیلا قبضہ کر کے ساری دنیا پر اپنی اجارہ داری قائم کرنا چاہتا ہے''...... ہریش نے کہا۔

''سر۔ ہم سائنس دانوں کو تلاش کر لیں گے اور پھر سلور پلان بھی ہمارے قبضے میں ہو گا اس کے بعد کیا ہو گا۔ کیا ہم دوسرے ممالک کو اس پراجیکٹ میں شامل رکھیں گے''...... ریکھا نے کہا۔

''اسرائیل یا کسی اور ملک نے سائنس دانوں کو اغوا کر کے اس پراجیکٹ کے معاہدے کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اب ہم نے ہر حال میں یہ پراجیکٹ حاصل کرنا ہے اور اسے صرف کافرستان کے مفاد کے لئے استعمال کرنا ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''سر۔ یہ آپ کا اپنا خیال ہے یا ہماری حکومت نے آپ سے ایسا کہا ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''مجھے یہ ہدایت حکومت کی طرف ملی ہے اور ہم حکومت کی ہدایت کے پابند ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا تو ریکھا یکدم چونک

پڑی۔ اس کے اس طرح چونکنے پر سب نے اس کی طرف دیکھا۔

''کیا ہوا ریکھا۔ تم چونکی کیوں ہو''...... کرنل فریدی نے ریکھا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ مجھے ایک خیال نے چونکا دیا ہے''...... ریکھا نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''بڑی خوسی کی بات وات ہے۔ اب فل فلوٹیاں۔ ہپ''۔ قاسم نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔ پھر اس کی نظر کرنل فریدی پر پڑی تو اس نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ کیونکہ کرنل فریدی اسے گھور رہا تھا۔

''مم۔ ماچھی۔ کک۔ کک۔ کرنل صاحب''...... اس نے انتہائی معصومیت سے ہاتھ باندھتے ہوئے کہا۔

''میرے پاس سیٹھ کا ہنٹر موجود ہے''...... کرنل فریدی نے قاسم سے کہا تو اس کا ہاتھ بے اختیار اپنی پیٹھ پر چلا گیا۔

''ریکھا۔ تمہارے ذہن میں یہ خیال آیا ہے کہ یہ کارروائی ہماری حکومت نے کرائی ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''سر۔ آپ تو ذہن کے پردوں میں چھپی ہوئی تحریر کو بھی پڑھ لیتے ہیں''...... ریکھا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر یہ کارروائی ہماری حکومت نے کرائی ہوتی تو پھر وہ ہمیں کیوں یہاں بھیجتی''...... کیپٹن حمید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تا کہ دنیا کو یہ تاثر دیا جا سکے کہ سائنس دانوں کے اغوا کی وجہ

سے کافرستان بھی پریشان ہے''...... ریکھا نے کہا۔

''نہیں ریکھا بیٹے۔ تمہارے ذہن میں آنے والا خیال غلط ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو پھر ہماری حکومت کرنل فریدی کی بجائے کسی اور گروپ کو بھیج دیتی۔ ہماری حکومت کرنل فریدی کے بارے میں جانتی ہے کہ یہ اصول پسند اور سچا انسان ہے۔ اگر یہ مجرموں تک پہنچ گیا تو اس نے کسی سے چھپانا نہیں ہے''...... طارق صاحب نے کہا۔

''نہیں انکل۔ ایسی بات بھی نہیں ہے۔ ایک محبّ وطن انسان کو اپنی حکومتی پالیسی کے مطابق عمل کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ حکومتی پالیسی پر عمل کرنا ملک وقوم کے مفاد میں ہوتا ہے۔ لہٰذا کئی بار سر کو بھی مصلحت سے کام لینا پڑا ہے''...... ریکھا نے طارق صاحب کی بات کی تردید کرتے ہوئے کہا۔

''اب ایک نئی بحث شروع ہو گئی ہے۔ کرنل صاحب آپ ہی اصل بات بتا کر اس بحث کا خاتمہ کر دیں''...... کیپٹن حمید نے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اس کارروائی میں ہماری حکومت کا ہاتھ نہیں ہے۔ اگر ایسی بات ہوتی تو مجھے کافرستان میں ہی اس کی خبر ہو جاتی لہٰذا ریکھا کا یہ خیال غلط ہے''...... کرنل فریدی نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ کا کہنا ہے کہ اتنی جدید شعاعیں کسی ملک کے پاس نہیں

ہیں اور پھر بھی یہ کارروائی ہو گئی ہے۔ تو پھر اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ کارروائی اسرائیل نے ہی کی ہے۔ وہی ہے جو سلور لیبارٹری کے ساتھ کوئی نہ کوئی چکر چلا سکتا ہے''...... ہریش نے کہا تو کرنل فریدی نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''اب آپ کام کہاں سے شروع کریں گے''...... کیپٹن حمید نے کرنل فریدی سے کہا۔

''ہریش۔ تم بتاؤ ہمیں کہاں سے کام شروع کرنا چاہئے''۔ کرنل فریدی نے ہریش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ ویسے تو آپ ساتھ ہوتے ہیں تو ہمیں سوچنے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ آپ ہمیں حکم دیتے ہیں اور ہم اس پر عمل کرتے ہیں لیکن اب آپ نے پوچھا ہے تو میرے ذہن میں ایک نام آ رہا ہے، لارڈ میکالے، اسرائیلی صدر کا مشیر خاص۔ اگر اسرائیل اس کارروائی میں کسی نہ کسی طرح ملوث ہے تو پھر یہ لارڈ میکالے لازماً جانتا ہو گا۔ اگر ہم اسے قابو کر لیں تو ہمیں بہت سی معلومات مل سکتی ہیں''...... ہریش نے کہا۔

''گڈ۔ تم نے واقعی ایک اہم نام لیا ہے۔ لارڈ میکالے کو ہی چیک کرنا پڑے گا''...... کرنل فریدی نے ہریش کی تعریف کرتے ہوئے کہا تو ہریش کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم لارڈ میکالے کو اغوا کر کے لے آتے ہیں اور اغوا کا یہ کام ہمارا شیر بہادر قاسم کرے گا''...... کیپٹن حمید نے

جوشیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے قاسم کے کندھے پر تھپکی بھی دی۔

''مم۔مم۔ میں۔ اور۔ اور اگوا۔ سالے کپتان بھائی۔ یہ۔ یہ۔ تم کک۔کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے تو آج تک کسی قل قلائی کو اگوا نن۔نہیں کیا۔لل لارڈ مارڈ کو کیسے اگوا کروں گا''...... قاسم نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تم تو بہت ہی بہادر ہو قاسم بھائی۔ ہاتھی جیسی تمہاری جسامت ہے اور شیر جیسا دل۔ ایک معمولی سا اغوا بھلا تمہارے لئے کیا حیثیت رکھتا ہے''...... کیپٹن حمید نے اس کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''نن۔نن۔ بھائی وائی۔مم مجھے ماپھ رکھو۔مم۔ میں یہ کام وام نہیں کرسکتا''...... قاسم نے کہا۔

''اگر اتنا ہی ڈر لگتا ہے تو تم ہمارے ساتھ کیوں آئے ہو''۔ ریکھا نے کہا۔

''مم۔ مجھے یہ کپتان وپتان شالا ولا لایا ہے''...... قاسم نے کیپٹن حمید کو گھورتے ہوئے کہا۔

''کیپٹن صاحب۔ آپ کو اپنے کندھوں پر تو اٹھا کرنہیں لائے نا''...... ریکھا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس شالے نے کہا تھا کہ اشرائیلی فل فلوٹیاں موٹے نوجوانوں کو پسند وسند کرتی ہیں اور ان پر مرتی ورتی ہیں، اشرائیل میں لازماً

میری دوسری شادی وادی ہو جائے گی اور اس طرح مجھے شالی چھپکلی بیگم سے چھٹکارہ مٹکارہ مل ول جائے گا''...... قاسم نے کہا۔

''سر۔ لارڈ میکالے کو میں لے آؤں گا''...... جیسے ہی قاسم خاموش ہوا ہریش جلدی سے بولا۔

''اوکے۔ لے آؤ اسے لیکن اپنے ساتھ ایک دو ساتھیوں کو بھی لے جانا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''سر۔ میں اور ریکھا ہریش صاحب کے ساتھ چلی جاتی ہیں''۔ روزا نے کرنل فریدی سے کہا۔

''مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے''...... کرنل فریدی نے کہا تو روزا نے ہریش کی طرف دیکھا اور کھڑی ہوگئی اس کے ساتھ ریکھا اور ہریش بھی کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ تینوں ہی کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ انہیں کمرے سے باہر نکلے ابھی دو اڑھائی منٹ ہی ہوئے تھے کہ دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور روزا اندر داخل ہوئی۔

''سر۔ ہماری کوٹھی کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے اور ہم پر زبردست حملہ ہونے والا ہے''...... روزا نے تیز لہجے میں کہا۔ ابھی اس کی بات مکمل ہوئی ہی تھی کہ ایک فلک شگاف دھماکا ہوا۔ وہ سب تیزی سے اٹھے لیکن اسی لمحے ایک اور دھماکا ہوا اور کمرے کی چھت ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر ان پر آن گری۔ ان سب کو ایسا محسوس ہوا جیسے انہیں بھاری پتھروں نے کچل دیا ہو۔

''ہونہہ۔ تو یہ ہیں پاکیشیائی ایجنٹ جنہوں نے برٹی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے''...... جی پی سیون کے سربراہ کرنل شمعون نے جولیا اور چوہان کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں اس وقت بے ہوش تھے۔ ان کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں اور انہیں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دیا گیا تھا۔ علی عمران اور اس کے ساتھی شروع سے ہی جی پی سیون کی نظروں میں تھے۔ جس کوٹھی میں عمران اور اس کے ساتھی ٹھہرے ہوئے تھے جی پی سیون نے وہاں جدید ترین ڈکٹا فون فٹ کئے ہوئے تھے۔ یہ انتہائی حساس ڈکٹا فون تھے جو اس کوٹھی کے ہر کمرے میں پیدا ہونے والی معمولی سی آواز کو بھی ان تک پہنچا رہے تھے اس لئے کرنل شمعون عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہر بات سے آگاہ تھا۔ چونکہ اسے ہدایت دی گئی تھی کہ جب تک غیر ملکی ایجنٹ اسرائیل کے مفاد کے خلاف

کوئی کام نہ کریں ان کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہ لائی جائے۔ البتہ جیسے ہی غیر ملکی ایجنٹ اسرائیل کے مفاد کے خلاف کوئی کام کریں تو ان کے خلاف فوراً ایکشن لیا جائے۔

پاکیشیائی ایجنٹوں نے لارڈ میکالے کو اغوا کرنے کا منصوبہ بنایا تو کرنل شمعون نے فوراً حرکت میں آنے کا فیصلہ کیا اور اس کے فوری اقدامات کی وجہ سے پاکیشیا کے دو ایجنٹ جولیا اور چوہان اس وقت اس کے سامنے موجود تھے۔

''انہیں ہوش میں لاؤ۔ ذرا ان کا انٹرویو تو کریں''...... کرنل شمعون نے اپنے ساتھ کھڑے ٹارچر روم کے انچارج ہاورڈ سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... ہاورڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس لمحے ٹارچر روم کا دروازہ کھلا اور اس ایک ماتحت اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں کارڈلیس فون سیٹ تھا۔

''باس۔ کمپیوٹر روم سے بلیکی کی کال ہے''...... ماتحت نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ کرنل شمعون نے اس کے ہاتھ سے کارڈلیس فون لیا اور کان سے لگا لیا۔

''یس کرنل شمعون اسپیکنگ''...... اس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''باس۔ شارکالونی میں موجود کافرستانی ایجنٹ بھی لارڈ میکالے

کو اغوا کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں''...... دوسری طرف سے بلیکی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ کرنل فریدی کی یہ جرأت کہ وہ لارڈ میکالے کو اغوا کرنے کا پروگرام بنائے۔ میں ابھی اسے اس گستاخی کی سزا دیتا ہوں''۔ کرنل شمعون نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال بھی کاٹ دی۔

''تم ابھی انہیں ہوش میں مت لاؤ۔ میں ابھی کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر کے آتا ہوں۔ پھر انہیں بھی ان کے انجام سے دوچار کروں گا''...... کرنل شمعون نے ہاورڈ سے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے آفس میں آ گیا اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کئے اور رسیور کان سے لگا لیا۔

''میتھو۔ فوراً میرے کمرے میں آؤ''...... کرنل شمعون نے اتنا کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ ٹیلی فون کا رسیور رکھ کر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور دو نمبرز پریس کئے۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے فوراً ہی اس کی سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ایکشن گروپ نمبر ون اور ٹو کو ہدایت کر دو کہ وہ تیار ہو کر اپنی گاڑیوں کے قریب پہنچ جائیں''...... کرنل شمعون نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے سیکرٹری کا جواب سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔

ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ اس کے کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کا اسسٹنٹ میتھو اندر آ گیا۔

''میتھو۔ ہمیں بیک وقت دو گروپس کے خلاف آپریشن کرنا ہے۔ دونوں گروپ ہی انتہائی چالاک، ہوشیار اور تیز ہیں۔ اگر انہیں معمولی سا موقع بھی مل گیا تو پھر دنیا کو ان کی نہیں بلکہ ہماری لاشیں ملیں گی لہٰذا ہم نے فوری اور تیز ایکشن کرنا ہے۔ تم اسٹیٹ کالونی کی کوٹھی نمبر چالیس میں چلے جاؤ اور میزائلوں سے اس کوٹھی کو اڑا دو اس کوٹھی میں موجود افراد میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہیں رہنا چاہئے''...... کرنل شمعون نے تحکمانہ لہجے میں میتھو سے کہا۔

''یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... میتھو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جاؤ۔ ایکشن گروپ ٹو کو اپنے ساتھ لے جاؤ میں نے گروپ کو تیار رہنے کا حکم دے دیا تھا''...... کرنل شمعون نے بدستور تحکمانہ لہجے میں کہا تو میتھو نے اسے سلام کیا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''میتھو۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دے گا جبکہ میں کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیتا ہوں''۔ کرنل شمعون نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اٹھ کر اپنے کمرے سے باہر آ گیا۔ پارکنگ میں ایک وین میں ایکشن گروپ ون کے ممبرز بیٹھے ہوئے تھے۔ وین سے آگے اس کی جیپ کھڑی تھی۔ میتھو

ایکشن گروپ نمبر دو کے ساتھ جا چکا تھا۔

کرنل شمعون تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا جیپ کے قریب پہنچا اور پھر وہ اچھل کر جیپ کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا۔ اس کے بیٹھتے ہی ڈرائیور نے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھا دی۔

''ہم نے سٹار کالونی جانا ہے''...... سڑک پر آتے ہی کرنل شمعون نے ڈرائیور سے کہا۔

''اوکے باس''...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ کی رفتار بھی بڑھا دی۔

جیپ پر اور جیپ سے پیچھے وین پر جی پی سیون کا مخصوص جھنڈا لہرا رہا تھا جس کی وجہ سے سڑک پر چلنے والی گاڑیاں انہیں فوراً ہی راستہ دے دیتیں۔ چوراہوں پر کھڑے ہوئے ٹریفک سارجنٹ ان گاڑیوں کو دیکھ کر یکدم مستعد ہو جاتے۔ تقریباً پندرہ منٹ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد جی پی سیون کا یہ قافلہ سٹار کالونی پہنچ گیا۔

''ہم نے کوٹھی نمبر باون پر ریڈ کرنا ہے''...... کرنل شمعون نے ایک بار پھر ڈرائیور سے کہا۔

''یس باس''...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد جیپ ایک درمیانے سائز کی خوبصورت سی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ کرنل شمعون جیپ سے نیچے اترا تو اس کے تمام ماتحت بھی جیپ اور وین سے نیچے اتر آئے۔

''اس کوٹھی پر میزائل کی بارش کر دو۔ آگ لگا دینے والے بم

برساؤ۔ اتنے بم برساؤ کہ یہ کوٹھی آگ کے سمندر میں بدل جائے۔ اس کوٹھی میں موجود فولاد بھی پگھل کر پانی ہو جائے''...... کرنل شمعون نے غراتے ہوئے لہجے میں اپنے ماتحتوں کو حکم دیا تو اس کے چند ماتحت فوراً ہی وین کی چھت پر چڑھ گئے۔ وین کی چھت سے وہ کوٹھی کے اندر بم اور میزائل بآسانی برسا سکتے تھے۔

اس وقت دن تھا اور سڑک پر ٹریفک کا ہجوم تھا لیکن انہیں کسی کی بھی پرواہ نہیں تھی اور نہ ہی کوئی ان کی کارروائی میں مداخلت کی جرأت کر سکتا تھا اس لئے وہ عوام کی طرف سے مطمئن تھے۔

کرنل شمعون کے حکم دینے کے صرف چند سیکنڈوں بعد ہی اس کے ماتحتوں نے کارروائی شروع کر دی۔ پورا ماحول ہی یکدم خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھا۔ دھماکوں کے ساتھ ہی سڑک پر افراتفری مچ گئی۔ گاڑیاں اندھا دھند بھاگنے لگیں اور پھر چند لمحوں میں ہی یہ سڑک سنسان ہو گئی جبکہ کرنل شمعون کے ماتحت مسلسل کوٹھی نمبر باون پر میزائل اور آگ لگا دینے والے بم برسا رہے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں کوٹھی کا نام و نشان مٹ گیا۔ آگ و دھواں نے ہر چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

کرنل شمعون نے ہاتھ کا اشارہ کیا تو اس کے ماتحتوں نے بم اور میزائل برسانے بند کر دیئے۔ کرنل شمعون کچھ دیر تو وہیں رکا رہا پھر وہ آگے بڑھا۔ کوٹھی کا گیٹ اور دیواریں اڑ چکی تھیں اور اس سے آگے دھواں ہی دھواں نظر آ رہا تھا۔ وہ دو تین قدم ہی آگے

بڑھا ہو گا کہ اسے رک جانا پڑا۔ آگ کی تپش اتنی تیز تھی کہ اس سے مزید آگے جانا اس کے لئے ممکن نہیں تھا۔ کرنل شمعون نے وہیں رک کر دور دور تک نظر دوڑائی۔ آگ کی سرخ اور نیلی روشنی میں اسے کوئی چیز بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ سب کچھ ختم ہو چکا تھا۔ کرنل شمعون چند لمحوں تک وہاں کا جائزہ لیتا رہا پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''ہونہہ۔ چلے تھے لارڈ میکالے کو اغوا کرنے۔ انہیں معلوم نہیں کہ لارڈ میکالے اسرائیل کے لئے کس قدر اہمیت رکھتا ہے۔ ایک لارڈ میکالے کے لئے اگر پورے کافرستان کو اڑانا پڑا تو اسرائیل اس سے دریغ بھی نہیں کرے گا''...... کرنل شمعون نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس کے بعد وہ واپس مڑا اور پھر جیپ کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جیپ کا ڈرائیور اس کارروائی کے دوران جیپ سے نیچے نہیں اترا تھا اور اس نے جیپ بھی سٹارٹ رکھی تھی اس لئے جیسے ہی کرنل شمعون جیپ میں بیٹھا اس نے جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور پھر پندرہ منٹ بعد کرنل شمعون اپنے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ اس کے چہرے پر ایسی فاتحانہ مسکراہٹ تھی جیسے وہ کسی دشمن ملک کی فوج کو نیست و نابود کر کے آیا ہو۔ اپنی کرسی پر بیٹھنے کے بعد اس نے ایک طویل سانس لیا۔ اسی لمحے سفید رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ کرنل شمعون نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''کرنل شمعون اسپیکنگ''...... اس نے رسیور کان سے لگاتے

ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

''کرنل ڈیوڈ دی چیف آف جی پی فائیو''...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ کرنل صاحب آپ۔ فرمایئے کیسے فون کیا''...... کرنل شمعون نے اس مرتبہ نرم لہجے میں کہا لیکن ساتھ ہی اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

''میں نے یہ پوچھنے کے لئے فون کیا ہے کہ کہیں غیر ملکی ایجنٹوں کی وجہ سے آپ کو کوئی پریشانی تو نہیں ہے''...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

''نہیں نہیں کرنل صاحب۔ بھلا کسی میں اتنی جرأت ہے کہ وہ کرنل شمعون کو پریشان کرے''...... کرنل شمعون نے غرور سے کہا۔

''کرنل صاحب۔ اس وقت چار ممالک کے ایجنٹ اسرائیل میں موجود ہوں گے۔ ان ایجنٹوں میں علی عمران، کرنل فریدی اور میجر پرمود بہت زیادہ شہرت کے حامل ہیں اور اب کچھ عرصہ سے کرنل زیدی نے بھی سیکرٹ فیلڈ میں اپنا مقام بنا لیا ہے۔ ان سب کو یہی شک ہے کہ اس کارروائی میں اسرائیل ملوث ہے اور اسی شک کی بناء پر انہوں نے اسرائیل کے خلاف کارروائی کرنی ہیں''...... کرنل ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

''کرنل صاحب۔ یہ لوگ آپ کو تو پریشان کر سکتے ہیں لیکن مجھے نہیں۔ یہ سچ ہے کہ عمران اور کرنل فریدی اسرائیل کے خلاف

حرکت میں آئے لیکن میں نے انہیں صفحۂ ہستی سے ہی مٹا دیا ہے۔ کرنل صاحب۔ ان کی ہڈیاں بھی جل کر کوئلہ ہو چکی ہیں''...... کرنل شمعون نے طنز بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا۔ عمران اور کرنل فریدی ہلاک ہو چکے ہیں۔ نہیں۔ ناممکن''...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ کی حیرت بھری آواز سنائی دی تو کرنل شمعون کے چہرے پر موجود طنزیہ مسکراہٹ اور زیادہ گہری ہو گئی۔

''یہ آپ کے لئے ناممکن بات ہو گی لیکن کرنل شمعون کے غیظ وہ غضب کے طوفان کے سامنے وہ لوگ خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے ہیں''...... کرنل شمعون نے متکبرانہ لہجے میں کہا۔

نہیں۔ میں جب تک ان کی لاشیں اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں مجھے یقین نہیں آئے گا''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''آپ یقین کریں یا نہ کریں، مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں نے ان کی ہلاکت کی رپورٹ صدر مملکت کو بھجوا دی ہے۔ ان معروف ایجنٹوں کے بعد کوئی اور ایجنٹ اسرائیل آئے اور انہوں نے اسرائیل کے خلاف کوئی قدم اٹھانے کی کوشش کی تو ان کا انجام بھی ان دونوں جیسا ہو گا۔ او کے گڈ بائی''...... کرنل شمعون نے طنزیہ اور تکبر کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا اور پھر اس نے رسیور بھی کریڈل پر رکھ دیا۔

''احمق کرنل ڈیوڈ۔ ہمیشہ ہی پاکیشائی ایجنٹوں سے خوفزدہ رہا

ہے''...... کرنل شمعون نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی۔

''یس کم ان''...... اس نے بلند آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور میتھو اندر داخل ہوا جس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ کرنل شمعون اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ وہ کامیاب لوٹا ہے۔

''ہونہہ۔ سلور لیبارٹری تک پہنچنے کے لئے بلون استعمال کئے گئے ہیں اور اس سے پہلے لیبارٹری کے پاور ہاؤس کو جدید شعاعوں سے تباہ کیا گیا ہے''...... عمران نے سوچ میں ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔ چند لمحے پہلے ہی ٹائیگر واپس آیا تھا اور اس نے اوبرائن سے اپنی ملاقات کی تفصیل بتائی تھی۔ عمران کی بات کے جواب میں ٹائیگر خاموش رہا۔

''ملنے والی ان معلومات سے بھی ہمیں یہ معلوم نہیں ہوا کہ یہ کارروائی کس نے کی ہے اور جب تک ہمیں یہ معلوم نہ ہو ہم اپنی کارروائی آگے نہیں بڑھا سکتے''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عمران نے کہا۔

ٹائیگر، عمران کی اس بات کے جواب میں بھی کچھ نہ بولا کیونکہ اسے خود بھی کچھ آئیڈیا نہیں تھا اور جہاں عمران جیسا شخص الجھا ہوا

تھا وہاں بھلا ٹائیگر کیا اندازہ لگا سکتا تھا۔

عمران جب سے اسرائیل آیا تھا اس کوٹھی سے باہر نہیں نکلا تھا۔ اس نے یہیں بیٹھ کر معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اسے معلومات نہیں ملی تھیں۔

''باس۔ اسرائیل میں موجود جہادی گروپ، اسرائیلی حکومت کے رازوں سے آگاہ رہتے ہیں اور تمام جہادی گروپس سے آپ کے تعلقات ہیں۔ آپ ان سے پوچھیں، ہوسکتا ہے کہ کوئی گروپ اس بارے میں جانتا ہو''...... ٹائیگر کو اچانک ہی اسرائیل کے جہادی گروپس کا خیال آیا تو اس نے چونکتے ہوئے کہا۔

''تمہاری غیر موجودگی میں، میں یہ کوشش کر چکا ہوں۔ وہ لوگ بھی اس بارے میں کچھ نہیں جانتے''...... عمران نے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر عمران کی بات کے جواب میں کچھ کہتا، کمرے کا دروازہ کھلا اور جوزف اندر داخل ہوا۔

''باس۔ ہماری کوٹھی کو گھیرا جا رہا ہے''...... جوزف نے تیز لہجے میں کہا۔

''فوراً ہی ساتھ والی کوٹھی میں شفٹ ہو جاؤ۔ یہ جو کارروائی کرتے ہیں انہیں کرنے دو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ ٹائیگر بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''باس۔ میں جوانا کو بھی بلا لاتا ہوں''...... جوزف نے کہا اور

پھر وہ برق رفتاری سے کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ عمران نے کمرے کے دروازے کے قریب دیوار پر ایک جگہ پر مخصوص انداز میں تین مرتبہ ہاتھ مارا تو چند فٹ آگے دیوار کے ساتھ رکھی ہوئی ڈریسنگ ٹیبل اپنی جگہ سے سرک گئی اور دیوار میں ایک خلا نظر آنے لگا۔ عمران اور ٹائیگر اس خلا کی طرف بڑھے۔ جیسے ہی وہ خلاء کے قریب پہنچے جوزف اور جوانا بھی کمرے میں داخل ہو گئے۔ خلاء کی دوسری جانب سیڑھیاں نیچے جا رہی تھیں۔ وہ چاروں سیڑھیوں پر پہنچے تو عمران نے یہاں بھی دیوار پر ایک جگہ تین بار ہاتھ مارا تو خلاء بند ہو گیا اور وہاں اندھیرا چھا گیا۔ ٹائیگر نے جیب میں سے سیل فون نکال کر اس کی ٹارچ روشن کی اور پھر وہ نیچے اترنے لگے۔ تقریباً انیس بیس سیڑھیوں کے بعد ایک سرنگ نما راستہ آ گیا۔ وہ اس راستے پر چلنے لگے۔ تقریباً ایک ڈیڑھ منٹ بعد وہ دوسری کوٹھی میں پہنچ چکے تھے۔ ان کی پہلے والی کوٹھی میں آگ لگانے والے بم اور میزائل برسائے جا رہے تھے۔ اس کوٹھی میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے۔ آگ اس قدر بھڑک چکی تھی کہ اس کی تپش انہیں دوسری کوٹھی کے کمرے میں بھی محسوس ہو رہی تھی۔

”جوزف۔ تم یہاں بھی گیٹ پر چلے جاؤ اور جوانا تم چھت پر جا کر گرد و پیش پر نظر رکھو“...... عمران نے جوزف اور جوانا کو ہدایت دیتے ہوئے کہا تو وہ دونوں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ اسی لمحے عمران کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ عمران نے جیب میں سے

سیل فون سیٹ نکالا اور کال اوکے کا بٹن پریس کر دیا۔

”علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ“۔ عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

”شکر ہے۔ عمران صاحب آپ کی آواز سننے کو ملی۔ ہماری رہائشی کوٹھی تو آگ اور دھویں کے سمندر میں تبدیل ہو چکی ہے“۔ دوسری طرف سے صفدر کی مطمئن آواز سنائی دی۔

”تم لوگ تھرٹی نائن میں آ جاؤ“...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا پھر اس نے کال منقطع کر کے سیٹ جیب میں رکھ لیا۔ چند لمحوں بعد صفدر، نعمانی اور تنویر وہاں آ گئے۔

”عمران صاحب۔ ہماری کوٹھی پر جی پی سیون نے ریڈ کیا ہے“...... نعمانی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”جی پی فائیو سائنس دانوں کی تلاش کا کام کر رہی ہے اور جی پی سیون کے ذمے غیر ملکی ایجنٹوں کے خلاف کارروائی کرنا ہے“۔ عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ اگر جی پی فائیو سائنس دانوں کو تلاش کر رہی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ان سائنس دانوں کی گمشدگی میں اسرائیل کا ہاتھ نہیں ہے“...... صفدر نے کہا۔

”اگر جی پی فائیو واقعی تلاش کر رہی ہے۔ کوئی ڈرامہ نہیں کر رہی تو“...... تنویر نے کہا۔

”اس بات نے تو مجھے الجھا دیا ہے۔ اب تک کچھ بھی واضح

نہیں ہوا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ مس جولیا اور چوہان کی طرف سے کوئی رپورٹ ملی''...... نعمانی نے پوچھا۔

''نہیں۔ تم انہیں فون کر کے پوچھ لو کہ وہ اس وقت کہاں ہیں''...... عمران نے نعمانی سے کہا۔

''جی بہتر''...... نعمانی نے مختصراً کہا اور پھر اس نے اپنی جیب میں سے سیل فون نکالا اور نمبر پریس کرنے لگا جبکہ عمران نے آنکھیں بند کیں اور صوفے کی پشت سے سر ٹکا دیا۔

''عمران صاحب۔ مس جولیا اور چوہان کے سیل فون آف ہیں''...... نعمانی نے کہا تو عمران نے آنکھیں کھول دیں۔

''اس کا مطلب ہے کہ وہ اس وقت جی پی سیون کی قید میں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہمیں فوری طور پر جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر پر ریڈ کرنا چاہئے''...... تنویر نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''جولیا اور چوہان حلوہ نہیں ہیں کہ جی پی سیون انہیں نگل جائے گی۔ وہ ایسی ہڈی ہیں جو جی پی سیون کے حلق میں پھنس گئی تو اس کا سانس لینا بھی ممکن نہیں رہے گا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور روکی اندر داخل ہوا۔ سب چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

''عمران صاحب۔ ایک بری خبر ہے۔ مس جولیا اور چوہان

صاحب جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر میں ہیں۔ کرنل شمعون ان پر تشدد کے بعد انہیں ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتا ہے''...... روکی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''تم یہ بتاؤ کہ سائنس دانوں کے بارے میں کچھ معلوم ہوا''۔ عمران نے اس سے پوچھا۔

روکی، عمران کی بات سن کر حیران ہوا۔ اس کے خیال کے مطابق تو اس خبر سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پریشان ہو جانا چاہئے تھا لیکن عمران نے اس خبر کو اہمیت ہی نہیں دی تھی۔ اسے اپنے ساتھیوں کی پرواہ نہیں تھی بلکہ وہ سائنس دانوں کے لئے پریشان تھا۔

''روکی صاحب۔ ہمارے ساتھی جی پی سیون کے لئے تر نوالہ نہیں ہیں اور نہ ہی یہ سچوئیشن ہمارے لئے نئی ہے۔ ہم سینکڑوں مرتبہ ایسی سچوئیشنز سے گزر چکے ہیں.لہٰذا آپ بھی مس جولیا اور چوہان کے لئے پریشان نہ ہوں۔ انشاء اللہ انہیں کچھ نہیں ہو گا''۔ ان سب نے ہی روکی کے چہرے کے تاثرات سے اس کے دل کی بات پڑھ لی تھی اس لئے صفدر نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''آپ لوگ اس قدر مطمئن ہیں تو ایسا ہی ہو گا''...... روکی نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب نے آپ سے پوچھا تھا کہ سائنس دانوں کے بارے میں کوئی بات معلوم ہوئی ہے آپ کو''...... نعمانی نے کہا۔

’’لارڈ میکالے کا پی اے ہے جس کا نام شیفرڈ ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہ سائنس دانوں کے بارے میں کچھ نہ کچھ جانتا ہے‘‘...... روکی نے کہا۔

’’تو پھر کہاں ہے یہ شیفرڈ‘‘...... عمران نے کہا۔

’’آپ حکم دیں میں ابھی جا کر اسے لے آتا ہوں‘‘...... روکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’نعمانی۔تم روکی کے ساتھ چلے جاؤ‘‘...... عمران نے نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’او کے۔عمران صاحب‘‘...... نعمانی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر روکی اور وہ کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

’’عمران۔ ہمیں جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر پر کارروائی کرنی چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ کرنل شمعون انہیں ہوش میں لائے بغیر ہی ہلاک کر دے۔تم تو خود بخود ہوش میں آ جاتے ہو لیکن ہم میں سے کوئی اور خود بخود ہوش میں نہیں آتا‘‘...... تنویر نے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب۔ اس وقت چونکہ اور کوئی کام نہیں ہے اس لئے تنویر کی بات مان لینے میں کوئی حرج نہیں‘‘...... صفدر نے تنویر کی حمایت کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

’’او کے۔تم اور تنویر جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر چلے جاؤ۔ جوانا کو بھی ساتھ لے جاؤ‘‘...... عمران نے کہا۔

’’وہاں ہر قسم کی کارروائی کی ہمیں آزادی ہو گی نا‘‘...... تنویر نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

’’ہاں۔تم اس کارروائی کے انچارج ہو جو چاہو کرنا‘‘...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’تھینک یو عمران۔ آؤ صفدر‘‘...... تنویر نے جوش و مسرت کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ پہلے عمران سے اور پھر صفدر سے کہا۔ اس کے بعد وہ دونوں کمرے سے باہر آ گئے۔ انہوں نے جوانا کو بلایا اور پھر ان کی کار جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر کی طرف دوڑنے لگی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر تھا اور کار کی رفتار انتہائی تیز تھی۔ کار کے خفیہ خانوں میں ان کی ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔ سائنٹیفک سیکورٹی سسٹم کو جامد کر دینے والی جدید ترین اہم مشین بھی کار میں موجود تھی اور جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر پہنچنے سے پہلے ہی صفدر نے وہ مشین بھی خفیہ خانے سے نکال لی تھی۔

جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر کا مین گیٹ کھلا ہوا تھا البتہ گیٹ سے آگے کچھ فاصلے پر رکاوٹیں موجود تھیں۔ گیٹ پر بہت سے مسلح افراد موجود تھے۔ تنویر نے مین گیٹ کراس کر کے کار گارڈ پوسٹ کے قریب روک دی۔ بہت سے مسلح افراد کار کے گرد آ گئے۔

’’ہمارا تعلق جی پی فائیو سے ہے اور ہمیں کرنل ڈیوڈ صاحب

نے ایک خصوصی پیغام دے کر بھیجا ہے۔ وہ پیغام ہم نے کرنل شمعون صاحب کو دینا ہے۔ کرنل صاحب کو اطلاع دی جائے''۔ تنویر نے کھڑکی سے سر باہر نکالتے ہوئے کہا۔ تنویر کی بات سن کر وہاں کھڑے ہوئے تمام مسلح افراد مطمئن ہو گئے ایک آدمی پوسٹ گارڈ کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے صفدر نے ایم مشین آن کر دی۔ ایم مشین کا پہلے سرخ بلب روشن ہوا اور پھر وہ سبز ہو گیا۔ جیسے ہی بلب کا رنگ سبز ہوا صفدر نے تنویر اور جوانا کو اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں کار سے نیچے اترے۔ جی پی فائیو کا نام سن کر چونکہ تمام مسلح افراد مطمئن ہو گئے تھے اس لئے انہوں نے ان تینوں کے کار سے نیچے اترنے کو اہمیت نہ دی لیکن پھر وہ چونکے کیونکہ صفدر، تنویر اور جوانا کے ہاتھوں میں سائیلنسر ڈ لگے مشین پسٹل دکھائی دیئے تھے لیکن اب انہیں چونکنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ان تینوں کے مشین پسٹلز سے بیک وقت گولیوں کی بوچھار ہوئی اور ایک ساتھ ہی درجنوں چیخیں بلند ہوئیں۔ درجنوں افراد زمین پر گرے اور ذبح کئے ہوئے مرغے کی طرح اچھلنے لگے۔ صفدر فائرنگ کرتے ہوئے مین گیٹ کی طرف بڑھا۔ وہ مین گیٹ بند کر کے واپس پلٹا تو تمام افراد ہلاک ہو چکے تھے۔ جوانا نے پوسٹ گارڈز کو بھی ہلاک کر دیا تھا۔ یہ تمام کارروائی محض چند سیکنڈوں میں ہی مکمل ہو گئی تھی۔

ایم مشین کار پر موجود تھی اس لئے وہ مطمئن تھے کہ سائنسی حفاظتی نظام کا کوئی حربہ ان پر استعمال نہیں ہو گا۔ گیٹ پر موجو

تمام افراد کا خاتمہ کرنے کے بعد وہ آگے بڑھنے لگے۔ ابھی وہ چند فٹ ہی چلے تھے کہ فضاء فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھی۔ وہ تینوں ہی زمین پر گر گئے اور قلابازیاں کھانے لگے۔ گولیاں ان کے آس پاس سے گزرنے لگیں۔ کمروں کی طرف سے کوئی چودہ پندرہ افراد آئے تھے جو مشین گنوں سے لیس تھے اور انہوں نے ہی ان پر فائرنگ کی تھی۔

صفدر، تنویر اور جوانا رولنگ کرتے ہوئے ایک دوسرے سے دور ہوئے اور ساتھ ہی ان تینوں نے فائرنگ بھی کی۔ ان کی فائرنگ کے نتیجے میں وہ چودہ پندرہ افراد موت کا رقص کرنے لگے۔ گھومتے گھومتے وہ زمین پر گرنے اور اچھلنے لگے۔ موت کا یہ کھیل چند منٹوں تک جاری رہا۔ اب سامنے کوئی بھی ذی روح دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ وہ تینوں زمین سے اٹھے اور اصل عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔ ان کی سماعت کی تمام تر حسیات پوری طرح بیدار تھیں۔ پیدا ہونے والی معمولی سی آواز کو بھی وہ محسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ ان تینوں کے ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے اور وہ نہایت احتیاط سے قدم بڑھا رہے تھے۔ اچانک ہی انہیں چھت پر کسی کی جھلک دکھائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ تینوں پرندوں کی طرح اڑے اور دور دور جا گرے۔ ایک آدھ ساعت کا ہی فرق پڑا تھا کیونکہ جہاں وہ ایک ساعت پہلے موجود تھے وہاں ایک زبردست ہینڈ گرنیڈ آ کر گرا تھا اور ایک زبردست دھماکا ہوا تھا۔ اگر وہ اڑ کر

دور نہ جا گرتے تو یقیناً ان تینوں کے جسموں کے پرخچے اڑ جاتے تھے۔ اب بھی ہینڈ گرنیڈ کے کئی ٹکڑے ان کے قریب آ کر گرے تھے۔

تنویر زمین پر گرنے کے بعد ایک بار پھر ہوا میں بلند ہوا۔ اس کی اڑان بہت ہی اونچی تھی۔ ہوا میں بلند ہوتے ہوتے اس کے مشین پسٹل کا رخ چھت کی طرف ہوا۔ اس نے بغیر تامل ٹریگر دبایا تو پہلے ایک چیخ بلند ہوئی اور اگلے ہی لمحے ایک اور فلک شگاف دھماکا ہوا۔ چھت پر موجود آدمی نیچے ایک اور ہینڈ گرنیڈ پھینک رہا تھا کہ تنویر کے مشین پسٹل سے نکلی ہوئی گولیوں کا شکار ہو گیا۔ جس کی وجہ سے ہینڈ گرنیڈ وہیں چھت پر گر گیا۔ چھت کا بھی کافی حصہ اڑ گیا اور اس آدمی کے جسم کے بھی چیتھڑے اڑ گئے۔ ان تینوں کی آنکھیں سرچ لائٹ کی طرح چاروں طرف گردش کر رہی تھیں لیکن اب انہیں کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا لہٰذا وہ ایک بار پھر کمروں کی طرف بڑھنے لگے۔ وہ بہت زیادہ محتاط تھے ان کے کان کوئی آواز سننے کے لئے بے چین تھے۔ آنکھیں کسی کو دیکھنے کے لئے مضطرب تھیں اور مشین پسٹلز گولیاں اگلنے کے لئے بے قرار تھے۔ وہ محتاط قدموں سے چلتے ہوئے کمروں کے قریب پہنچ گئے۔ کمروں تک پہنچتے ہوئے ان کا سامنا مزید کسی سے نہیں ہوا جبکہ پوری بلڈنگ پر گہرا سکوت طاری ہو گیا تھا۔

''جوانا۔ تم یہیں ٹھہرو۔ ہم کمروں کی تلاشی لیتے ہیں''..... تنویر

نے جوانا سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوانا برآمدے میں رک گیا جبکہ صفدر اور تنویر کمروں کی تلاشی لینے لگے۔ ایک کمرے میں انہیں جولیا اور چوہان نظر آ گئے۔ وہ دونوں بے ہوش تھے اور راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے۔ راڈز والی کرسیوں پر جکڑے ہونے کے باوجود ان کے ہاتھ بھی رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔ صفدر اور تنویر نے کمرے میں نظریں دوڑائیں تو انہیں ایک دیوار میں الماری نظر آئی۔ صفدر الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی تو اس میں میڈیکل بکس موجود تھا اور میڈیکل بکس میں انٹی گیس انجکشن بھی موجود تھے۔ صفدر نے ایک انجکشن اور سرنج اٹھائی اسی لمحے اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا اس نے تنویر کی طرف دیکھا۔ تنویر ریت کی خالی ہوتی ہوئی بوری کی طرح نیچے گر رہا تھا اس کے اپنے ہاتھ سے انجکشن اور سرنج فرش پر جا گری اور پھر وہ بھی تنویر ہی کی طرح نیچے گرا اور اس کا دماغ تاریکیوں میں گم ہو گیا۔

روشی نے ہال کا جائزہ لیا۔ ہال میں چند افراد ہی موجود تھے۔ روشی ایک کونے والی میز کی طرف بڑھی۔ سمارٹ ہوٹل شہر کا معروف ہوٹل تھا اور یہاں ہر وقت گاہکوں کا رش رہتا تھا لیکن آج اس کا ہال خالی تھا تو اس کی وجہ موسم تھا۔ کئی ہفتوں بعد سورج نے اپنی شکل دکھائی تھی اور چونکہ آج چھٹی کا دن بھی تھا اس لئے سارا شہر ہی سمندر کے کنارے دوڑ گیا تھا۔ ایسے موسم کو انجوائے کرنے اور سن باتھ لینے کا مزہ دریا اور سمندر کے کنارے ہی آتا تھا۔ شہر سے بیس کلو میٹر کے فاصلے پر ساحل سمندر تھا اس لئے جب بھی ایسا موسم ہوتا تھا تو سارا شہر ہی دیوانہ وار سمندر کی طرف بھاگتا تھا اور ایسے میں شہر تقریباً ویران ہو جاتا تھا۔ آج بھی شہر پر ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ سڑکیں سنسان تھیں۔ شاپنگ سنٹرز اور ہوٹل وغیرہ ویران دکھائی دے رہے تھے۔ دوپہر کے کھانے کا وقت تھا لیکن اس کے

باوجود سمارٹ ہوٹل کا ہال تقریباً خالی ہی تھا۔ روشی ایک میز پر بیٹھ چکی تو ویٹر فوراً ہی اس کے قریب آ گیا۔

''یس مادام''...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو روشی نے اسے کھانے کا آرڈر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی میز پر کھانا سرو کر دیا گیا اور وہ کھانے کی طرف متوجہ ہوئی۔ وہ کھانے میں مصروف تھی کہ اس کی نظر ایک جوڑے پر پڑی۔ عورت اور مرد دونوں ہی خوبصورت تھے۔ ان کے چہروں پر مسکراہٹ تھی۔ وہ روشی کی قریب میز پر آ کر بیٹھ گئے۔

''وہسکی کی بوتل لاؤ''...... روشی نے مرد کی آواز سنی تو اس نے برا سا منہ بنایا اور ایک بار پھر کھانے کی طرف متوجہ ہوئی۔

''جونی ڈیئر۔ بس کرو۔ تمہیں چڑھ جاتی ہے''...... روشی کھانے سے فارغ ہوئی تو اس نے عورت کی آواز سنی۔ روشی نے سرسری انداز میں ان دونوں کی طرف دیکھا۔ بوتل اب ختم ہو چکی تھی جبکہ مرد کے ہاتھ میں وہسکی سے بھرا ایک گلاس تھا۔

''ارے نہیں چڑھتی ڈیئر۔ میں تو ایک اور بوتل منگواؤں گا۔ ویٹر۔ وہسکی کی ایک بوتل اور لاؤ''...... مرد نے پہلے اپنی ساتھی عورت سے کہا اور پھر اس نے ویٹر کو آواز دی۔ روشی ہاتھ دھو کر واپس آئی تو ان کی میز پر شراب کی ایک اور بوتل آ چکی تھی۔ روشی نے ویٹر کو اشارے سے بلایا اور اسے کافی کا آرڈر دیا۔ چند منٹوں بعد اسے کافی سرو کر دی گئی اور وہ کافی سپ کرنے لگی۔

''ماریا ڈیئر۔ تمہیں پتا ہے کہ ایک بہت ہی دلچسپ ڈرامہ چل رہا ہے''...... مرد جس کا نام اس کی ساتھی عورت نے جونی لیا تھا، نے جھولتے ہوئے کہا۔

''کون سے تھیٹر میں چل رہا ہے یہ ڈرامہ''...... ماریا نے دلچسپی سے پوچھا۔ لگتا تھا کہ اسے ڈراموں سے بہت لگاؤ ہے۔

''ماریا ڈیئر۔ یہ سٹیج ڈرامہ نہیں ہے بلکہ یہ انتہائی خطرناک ڈرامہ ہے جس میں اب تک درجنوں لوگ مارے جا چکے ہیں اور ابھی سیکڑوں لوگ مارے جائیں گے''...... جونی نے کہا۔

''میں نے کہا تھا نا کہ تم زیادہ پی لیتے ہو تو بہک جاتے ہو''۔ ماریا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم سمجھ رہی ہو کہ میں بہک گیا ہوں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ یہ ملکوں کے درمیان ایک دلچسپی اور خونی ڈرامہ ہے۔ اسرائیل، کافرستان، پاکیشیا، بلگارنیہ اور اراڈان کے سائنس دان ایک پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے اور پھر تمام سائنس دان اغوا ہو گئے۔ اب پانچوں ممالک ایک دوسرے پر شک کر رہے ہیں اور ان کے ایجنٹ ایک دوسرے کو قتل پہ قتل کئے جا رہے ہیں''...... جونی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی دلچسپ ڈرامہ اس کے سامنے ہوا ہو اور وہ اس کی تفصیل بتا رہا ہو۔

''تم باقی ماندہ شراب پی لو اس کے بعد میں تمہیں تمہارے فلیٹ چھوڑ آتی ہوں''...... ماریا نے بیزار لہجے میں کہا۔ روشی پہلے تو

بیزاری سے ان کی باتیں سن رہی تھی لیکن پاکیشیا اور سائنس دانوں کا ذکر سن کر وہ چونکی اور توجہ سے ان کی باتیں سننے لگی لیکن بظاہر وہ ان کی طرف متوجہ نہیں تھی صرف کافی پی رہی تھی۔

''تم میرے باتوں پر یقین نہیں کر رہی ہو۔ نہ کرو۔ معاملہ ہی ایسا ہے کہ میں تمہیں کوئی ثبوت نہیں دکھا سکتا''...... جونی نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنے کاندھے بھی اچکائے۔

''مجھے تمہاری بات پر یقین آ گیا۔ اب اٹھو میں تمہیں تمہارے فلیٹ پر پہنچا دوں''...... ماریا نے کہا۔

''تمہارا شکریہ۔ تم جا سکتی ہو۔ میں اپنے فلیٹ تک خود جا سکتا ہوں''...... جونی نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''اب زیادہ ناراضگی مت دکھاؤ۔ اٹھو میں تمہیں چھوڑ آتی ہوں اور کہاں ہے تمہارا وائلٹ۔ میں وہسکی کا بل ادا کر دوں''...... ماریا نے اس مرتبہ بے تکلفانہ انداز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جونی کی جیب میں ہاتھ ڈال کر وائلٹ نکالا اور وائلٹ میں موجود تمام ڈالرز نکال لئے اس کے بعد اس نے ویٹر کو بلایا اور بل لانے کے لئے کہا۔ روشی نے بھی اسی دوران اپنا بل ادا کر دیا۔

''اٹھو۔ اب چلیں''...... ماریا نے جونی کا ہاتھ پکڑ کر اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔

''تم اکثر میرا وائلٹ خالی کر دیتی ہو''...... جونی نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''تو پھر کیا ہوا۔ میں اکثر تمہارے بیزار لمحوں کو خوشیوں میں بھی تو بدل دیتی ہوں''...... ماریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر وہ دونوں ہال کے دروازے کی طرف بڑھے جبکہ روشی ان سے پہلے ہی اٹھ کر باہر پارکنگ میں آ گئی تھی۔ جہاں اس کی کار موجود تھی۔ ماریا اور جونی بھی ہال سے باہر آ کر پارکنگ کی طرف بڑھے اور نیلے رنگ کی ایک کار میں سوار ہو گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ماریا بیٹھی تھی جبکہ جونی اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا تھا۔

پانچ ممالک کا ذکر روشی کے لئے دلچسپی کا باعث تھا۔ وہ جانتی تھی کہ پاکیشیا اور اسرائیل کے تعلقات نہیں ہیں۔ اسرائیل پاکیشیا کو اور پاکیشیا اسرائیل کو دشمن سمجھتا ہے۔ پھر وہ دونوں کیسے ایک ہی پراجیکٹ پر کام کر رہے تھے۔ نہ صرف یہ دو ممالک بلکہ بلگارنیہ، کافرستان اور اراڈان بھی اس پراجیکٹ میں شریک تھے۔ اس کے ذہن میں کئی سوال ابھر رہے تھے اور صرف جونی ہی اس کے سوالوں کے جواب دے سکتا تھا۔ لہٰذا اس نے جونی سے معلومات حاصل کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ جونی اور ماریا کی کار گرین روڈ کی طرف جا رہی تھی۔ روشی نہایت احتیاط سے ان کا تعاقب کر رہی تھی پھر ان کی کار لارڈ پلازہ کی پارکنگ میں پہنچ کر رک گئی۔ وہ دونوں کار سے نیچے اترے۔ ماریا پلازہ سے باہر جانے لگی جبکہ جونی سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔ روشی بھی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔ جونی دوسری منزل پر پہنچ کر فلیٹس کی طرف بڑھا اور پھر ایک فلیٹ کے

دروازے پر پہنچ کر رک گیا اور چابی سے تالا کھولنے لگا۔ جب وہ فلیٹ میں داخل ہو گیا تو روشی اس دروازے تک پہنچی اور اس نے ڈور بیل کے بٹن پر انگلی رکھی۔

''کون''...... چند لمحوں بعد جونی نے دروازہ کھول کر روشی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں ماریا کی فرینڈ لکی ہوں''...... روشی نے خوبصورت انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ تو اندر آ جاؤ''...... جونی نے اسے راستہ دیتے ہوئے کہا۔

''شکریہ۔ میں جانتی ہوں ماریا ایک بے وفا عورت ہے۔ وہ مجھ سے اکثر تمہارا ذکر کرتی رہتی ہے لیکن اس تذکرے میں زیادہ تر وہ تمہارا مذاق اڑاتی ہے۔ وہ تمہارا والٹ خالی کر کے تمہیں بے وقوف بناتی ہے اور تم کچھ بھی نہیں بولتے''...... روشی نے فلیٹ میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہتی ہو۔ ماریا ایک لالچی عورت ہے لیکن کیا کروں وہ میری دوست ہے''...... جونی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فلیٹ کا دروازہ بند کر دیا۔

''تم اگر چاہو تو میں تم سے دوستی کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں ماریا سے کم عمر ہوں۔ اس سے زیادہ خوبصورت بھی ہوں اور لالچی بالکل نہیں ہوں۔ کبھی بھی ڈالرز کا مطالبہ نہیں کروں گی''۔

روشی نے کہا۔

''تم جیسی خوبصورت اور سمارٹ لڑکی سے دوستی تو میری خوش قسمتی ہے۔ میں آج سے ماریا کی دوستی پر لعنت بھیجتا ہوں۔ اب صرف تم میری دوست ہو''...... جونی نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''مجھے پارکنگ میں ابھی ماریا ملی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی کہ تم کسی ڈرامے کا ذکر کر رہے تھے۔ کیا ہے ڈرامہ مجھے تو ڈرامہ کا بہت ہی شوق ہے''...... روشی نے کہا۔

''میں ایک تھیٹر ڈرامے کا ذکر کر رہا تھا۔ آج کل وہ بہت پسند کیا جا رہا ہے۔ کسی دن چلیں گے دیکھنے''...... روشی کی بات سن کر جونی ایک لمحے کے لئے چونکا لیکن پھر اس نے خود پر قابو پا لیا اور نارمل انداز میں بولا۔

''ماریا بتا رہی تھی کہ تم اس ڈرامے کے سلسلے میں کئی ملکوں کا نام بھی لے رہے تھے''...... روشی نے اسے مسکراتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو جونی کی آنکھوں میں ایک دم سختی کے تاثرات ابھر آئے۔

''کون ہو تم''...... جونی نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال لیا۔

''میں نے بتایا تو ہے کہ میں لکی ہوں۔ پہلے ماریا کی دوست تھی اب تمہاری دوست ہوں''...... روشی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

ریوالور کے طرف اس نے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا تھا۔

''تم شاید اسے کھلونا سمجھ رہی ہو۔ یہ انتہائی خطرناک ریوالور ہے اور میں تمہیں اپنے نشانے کے بارے میں بھی بتا دوں میرا نشانہ اتنا پختہ ہے کہ میں اڑتی ہوئی چڑیا کا صرف ایک پر اڑا سکتا ہوں''۔ جونی نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ یہ سچ مچ کا ریوالور ہے۔ میں اسے کھلونا ہی سمجھ رہی تھی۔ ذرا دکھانا مجھے''...... روشی نے معصوم سے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جونی کی طرف ہاتھ بھی بڑھایا لیکن جونی نے ریوالور والا ہاتھ فوراً ہی پیچھے کر لیا۔

''زیادہ اسمارٹ مت بنو لڑکی ورنہ ماتھے میں سوراخ ہو جائے گا''...... جونی نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں تو ہوں ہی سمارٹ۔ مجھے بننے کی کیا ضرورت ہے''۔ روشی نے ایک اور ادا کے ساتھ کہا۔

''شٹ اپ۔ میں بکواس سننے کا عادی نہیں ہوں۔ جلدی سے بتاؤ تم کون ہو اور یہاں کیا کرنے آئی ہو''...... جونی نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور روشی کے ماتھے پر رکھ دیا۔

''میرا نام لکی ہی ہے اور میں تم سے اس ڈرامے کے بارے میں پوچھنے آئی ہوں جس کا ذکر تم ماریا سے کر رہے تھے''...... روشی نے ریوالور سے خوفزدہ ہوئے بغیر نارمل لہجے میں کہا۔

''ماریا نے تم سے ڈرامے کا ذکر کیا ہے''...... جونی نے روشی غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ سمارٹ ہوٹل میں، میں نے تم دونوں کی باتیں س ہیں''۔ روشی نے کہا۔

''اوہ۔ تو تم ہمارا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک پہنچی ہو'' جونی نے چونکتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... روشی نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہو کہا۔

''لیکن کیوں۔ تمہارا ان باتوں سے کیا تعلق ہے''...... جونی سخت لہجے میں کہا۔

''تمہاری باتوں میں بہت تجسس تھا۔ ایک ڈرامے میں پان ممالک کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ میں یہ بات پوچھنے کے لئے تمہارے پیچھے آئی ہوں لیکن تم نے بجائے میری بات کا جواب دینے کے مجھ پر یہ گن تان لی ہے''...... روشی نے ایک مرتبہ پھر معصوم سے لہجے میں کہا تو جونی نے اس کی آنکھ میں دیکھا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تم بہت ہی گہری لڑکی ہو۔ تم آسانی سے اپنے بارے میں نہیں بتاؤ گی''...... جونی نے کہا۔

''میں نے سب کچھ بتا دیا۔ اب تم بھی بتادوں نا۔ پلیز''۔ روشی نے بدستور معصومیت سے کہا۔

''تم ادھر دیوار کی طرف منہ کر لو''...... جونی نے ریوالور اس

کے ماتھے سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ کیا ارادے ہیں تمہارے''...... روشی نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے لگتا ہے کہ تم سے معلومات حاصل کرنے کے لئے تمہارے جسم کا ریشہ ریشہ الگ کرنا پڑے گا۔ تم یا تو کسی مجرم تنظیم سے تعلق رکھتی ہو یا پھر سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ تم عام لڑکی ہرگز نہیں ہو۔ اب چلو میرے حکم پر عمل کرو ورنہ میں تمہاری کھوپڑی کے پرخچے اڑا دوں گا''...... جونی نے سخت لہجے میں کہا۔ روشی نے کندھے اچکائے اور پھر وہ مڑنے لگی۔ اسی لمحے جونی نے ریوالور والا ہاتھ بلند کیا۔ اس کا ارادہ روشی کی کنپٹی پر ضرب لگا کر اسے بے ہوش کرنے کا تھا۔ اس کے بعد وہ روشی کو باندھ کر اور اس پر تشدد کر کے اس سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔

پھر اس سے پہلے کہ جونی کا ریوالور روشی کی کنپٹی پر لگتا وہ یکدم نیچے بیٹھ گئی اور نیچے بیٹھتے ہی اس نے جونی کے دونوں گھٹنوں پر ضرب لگائی۔ نتیجے کے طور پر جونی الٹ کر کرسی سے جا ٹکرایا۔ اس کی کمر اور سر پر چوٹ لگی لیکن وہ اسپرنگ کی طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ ریوالور ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے ریوالور کا رخ روشی کی طرف کرنا چاہا لیکن روشی کی لات بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئی اور اس کے پاؤں کی ٹھوکر جونی کے ریوالور والے ہاتھ پر پڑی۔ ریوالور جونی کے ہاتھ سے نکل کر چھت کی طرف

گیا۔ روشی عقاب کی طرح اڑی اور اگلے ہی لمحے جونی کا ریوالور اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ روشی نے فضا میں ہی ریوالور کا رخ جونی کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکا ہوا۔ جونی نے بچنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ بچ نہ سکا۔ گولی نے اس کا آدھا کان اڑا دیا۔ جونی یکدم ساکت ہو گیا اور کینہ توز نظروں سے روشی کو دیکھنے لگا۔

''میں نے تمہارے کان پر ہی گولی چلائی تھی اس لئے تمہارا کان اڑ گیا۔ اگر میں تمہاری کھوپڑی پر فائر کرتی تو تمہاری کھوپڑی اڑ جاتی''...... روشی نے طنزیہ لہجے میں کہا تو جونی خاموش رہا۔

''اوکے۔ اب تم دیوار کی طرف گھوم جاؤ''...... روشی نے ریوالور کا رخ اس کی طرف کرتے ہوئے کہا لیکن جونی نے اس کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔

''تمہیں اپنے نشانے پر تو بہت ناز تھا۔ اب تم نے میرا نشانہ بھی دیکھ لیا ہے۔ اگر تم نے میرا حکم نہ مانا تو میں تمہارا ناک اڑا دوں گی اور ناک اڑنے کے بعد تمہارا یہ خوبصورت چہرہ انتہائی بدصورت ہو جائے گا''...... روشی نے طنزیہ لہجے میں کہا تو جونی مڑنے لگا لیکن مڑتے مڑتے وہ پھرکی کی طرح گھوما اور بجلی کی سی تیزی سے روشی سے آ ٹکرایا۔ جونی کی یہ ٹکر بہت ہی زبردست تھی۔ روشی بری طرح لڑکھڑائی اور کرسی سے الجھ کر نیچے گر گئی۔ ابھی وہ نیچے ہی گری تھی کہ اس کے پہلو میں جونی کی لات لگی۔ روشی کو اپنا

سانس رکتا ہوا محسوس ہوا اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔

ایک بار روشی کے پہلو میں ٹھوکر مارنے کے بعد جونی نے دوبارہ اپنے پاؤں کو حرکت دی لیکن روشی نے فوراً ہی کروٹ بدلی اور پھر وہ کھلتے ہوئے اسپرنگ کی طرح اچھلی اور جونی کی سینے سے جا ٹکرائی۔ جونی اڑ کر فرش پر گرا۔ روشی اس کے اوپر ہی آ گری اور اس کے ساتھ ہی اس کی کہنی جونی کے سینے پر پڑی۔ جونی کے منہ سے بے اختیار سسکی نکلی اور اس کے دل میں درد کی لہر سی اٹھی۔ جونی نے بے اختیار کروٹ بدلی۔ جس کے نتیجے میں روشی بھی فرش پر آ گری اس کے ساتھ ہی اس کے ماتھے پر جونی کا مکا آ لگا اور اس کی آنکھوں کے سامنے لاتعداد ستارے رقص کرنے لگے۔ ایک کے بعد جونی نے اسے دوسرا مکا بھی مارنے کی کوشش کی لیکن روشی نے اپنا سر پیچھے کر لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بھی جونی کے سر پر مکا مارنے کی کوشش کی لیکن جونی نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر ایک جھٹکا دیا۔ اس جھٹکے سے روشی کا سارا جسم تھرا کر رہ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی جونی نے اسے اٹھا کر دور اچھال دیا۔ روشی فرش پر گری تو اسے کمر میں کسی چیز کے چبھنے کا احساس ہوا اس نے فوراً ہی وہاں ہاتھ مارا اور پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں جونی کا ریوالور آ گیا تھا۔ اسی دوران جونی فرش سے اٹھ چکا تھا اور روشی پر چھلانگ لگانے ہی والا تھا کہ روشی نے ایک سیکنڈ ضائع کئے بغیر ریوالور کا رخ اس کی طرف کر کے

ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکا ہوا اور گولی جونی کے گھٹنے میں جا لگی اس کی چیخ بلند ہوئی اور وہ چھلانگ لگانے کی بجائے گھٹنا پکڑ کر فرش پر بیٹھتا چلا گیا۔

روشی اطمینان سے اٹھی اور اس کے قریب پہنچ گئی اس کے قریب پہنچ کر روشی نے ریوالور والے ہاتھ کو برق رفتاری سے حرکت دی۔ جونی نے بچنے کی کوشش کی لیکن وہ بچ نہ سکا۔ ریوالور کا دستہ اس کے سر کے پچھلے حصے پر لگا اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر دھماکا ہوا ہو اور اسے اپنا کمرہ گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کے سر پر دوسرا دھماکا ہوا تو اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوب گیا۔ روشی نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں تو اسے کھڑکی پر پردہ لٹکا ہوا دکھائی دیا۔ اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا پھر اس نے وہ پردہ اتارا اور اس کے کئی ٹکڑے کر دیئے۔ اسی دوران اس کی نظریں مسلسل جونی پر رہی تھیں۔ اس نے پردے کے دو تین ٹکڑوں کو ملا کر بل دیئے اور پھر جونی کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ جونی کے گھٹنے سے خون بھی بہہ رہا تھا۔ روشی نے اس کے زخم پر بھی کپڑا باندھ دیا۔ اس کے بعد وہ کمرے سے باہر نکلی۔ اسے کچن کی تلاش تھی۔ کچن اس کمرے کے قریب ہی تھا اسے کچن سے ایک چھری مل گئی وہ چھری اور نمک اٹھا کر واپس کمرے میں آ گئی۔ اس نے جونی کی طرف دیکھا جو ابھی تک بے ہوش تھا روشی اس کے قریب ہی فرش پر بیٹھ گئی پھر اس نے جونی کے منہ پر تھپڑ

مارنے شروع کر دیئے چوتھے پانچویں تھپڑ پر جونی کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے تو روشی نے ہاتھ روک لیا۔ تھوڑی دیر بعد جونی کو ہوش آ گیا۔

''جونی۔ میں جانتی ہوں کہ تم بہت سخت جان ہو لیکن تم مجھے نہیں جانتے کہ میں نہایت ہی اذیت پسند لڑکی ہوں۔ انسان کو جس قدر اذیت میں دیکھتی ہوں مجھے اس قدر تسکین ملتی ہے لیکن میں تمہیں ایک موقع دیتی ہوں۔ اگر تم میرے سوالوں کے جواب بغیر تشدد کے دینا چاہتے ہو تو پھر میں تم پر تشدد نہیں کروں گی۔ اب تم بولو تمہاری کیا مرضی ہے۔ تم میرے سوالوں کے جواب دیتے ہو یا میں تشدد شروع کروں''...... روشی نے سخت لہجے میں کہا۔

''تم اپنی سی کوشش کر کے دیکھ لو۔ ہو سکتا ہے تمہیں کوئی بات معلوم ہو ہی جائے''...... جونی نے منہ بنا کر کہا۔

''میں اپنی بات دہرانے کی بھی عادی نہیں ہوں۔ میں نے تمہیں ایک آفر دی تھی جو تم نے قبول نہیں کی۔ اوکے۔ تمہاری مرضی''...... روشی نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا پھر اس نے چھری والا ہاتھ سیدھا کیا۔ پھر روشی کا ہاتھ حرکت میں آیا اور جونی کے ماتھے سے ٹھوڑی تک ایک ترچھا زخم لگ گیا اس زخم نے جونی کی آنکھ اور ناک کو بھی کاٹ دیا تھا۔ اس زخم کی تکلیف سے جونی بری طرح تڑپا اور اس کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں تو روشی نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھ دیا۔

''ابھی سے تڑپنے لگے مسٹر جونی۔ ابھی تو ابتدا ہے''...... روشی نے غراتے ہوئے کہا۔ پھر اس کا چھری والا ہاتھ ایک مرتبہ پھر حرکت میں آیا اور جونی کی زخمی ہونے والی آنکھ کا ڈھیلا فرش پر گرا اس مرتبہ جونی اس قدر تیزی سے تڑپا کہ روشی نے اسے چھوڑ دیا۔ تڑپنے کے ساتھ ساتھ وہ بری طرح چیخ بھی رہا تھا۔ روشی اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی اور اس نے جونی کے سینے پر دو تین ٹھوکریں رسید کر دیں۔ اس کی چیخوں میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا۔ روشی نے جونی کو زوردار ٹھوکر ماری اور پھر اس کے سینے پر سوار ہو گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے نمک کا ڈبہ بھی اٹھایا اس نے نمک چٹکی میں بھرا اور جونی کی خالی ہو جانے والی آنکھ میں ڈال دیا۔ جیسے ہی نمک زخمی آنکھ کو لگا جونی کی چیخوں میں اضافہ ہو گیا۔ ساتھ ہی روشی نے دو تین تھپڑ اس کے منہ پر جڑ دیئے۔

''ایڈیٹ۔ ابھی سے چیخ رہا ہے۔ ابھی تو یہ تیرے جسم پر پہلا زخم لگا ہے۔ میں تیرے جسم پر سینکڑوں زخم لگاؤں گی اور ہر زخم میں نمک بھر دوں گی۔ میں دیکھتی ہوں کہ تم میں کتنی قوت برداشت ہے''۔ روشی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ جونی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا وہ بدستور چیختا رہا۔ روشی نے ایک بار پھر چھری والا ہاتھ بلند کیا۔

''اب میں تمہاری دوسری آنکھ نکالنے لگی ہوں''...... روشی نے ایک مرتبہ پھر غراتے ہوئے کہا۔

''نن۔ نن۔ نہیں۔ رک۔ رک۔ رک جاؤ۔ رک جاؤ''...... جونی نے چیختے ہوئے کہا تو روشی نے ہاتھ روک لیا۔

''او کے۔ اگر تم بتانے پر تیار ہو تو میں رک جاتی ہوں ورنہ میں نے تمہاری دوسری بھی آنکھ نکال کر اس میں نمک بھرنا ہے اور اس کے بعد تمہیں کسی فٹ پاتھ پر پھینک دینا ہے۔ جہاں لوگ تم سے خوف بھی کھائیں گے اور ترس بھی۔ ترس کھا کر تمہیں بھیک بھی دیں گے''...... روشی نے سخت لہجے میں کہا۔

''مم۔ میں تمہارے سوالوں کا جواب دوں گا لیکن پہلے میری آنکھ کا علاج کرو۔ میں بہت زیادہ اذیت میں مبتلا ہوں''...... جونی نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں ڈاکٹر نہیں ہوں کہ تمہاری آنکھ کا علاج کروں۔ تم میرے سوالوں کا جواب دو اس کے بعد میں تمہیں کسی ہسپتال میں پہنچا دوں گی''...... روشی نے سخت لہجے میں کہا۔

''پپ۔ پوچھو۔ کیا۔ پوچھنا چاہتی ہوں تم''...... جونی نے اذیت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم ماریا سے کس ڈرامے کا ذکر رہے تھے''...... روشی نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''اسرائیل نے انسانیت کی فلاح کے لئے کوئی بہت بڑا پراجیکٹ بنایا ہے۔ تم مجھے پانی تو پلا دو۔ میرا حلق خشک ہو رہا ہے''...... جونی نے بات کرتے کرتے پانی طلب کر لیا۔ پانی کی

بوتل کمرے میں موجود تھی۔ روشی نے میز کی طرف دیکھا اور پھر اٹھ کر وہ میز کی طرف بڑھی۔ اس نے بوتل اٹھا کر ڈھکن کھولا اور پھر بوتل جونی کے منہ سے لگا دی۔ جونی غٹا غٹ بہت سا پانی پی گیا۔

''اسرائیل انسانیت کی فلاح کا منصوبہ کیسے بنا سکتا ہے۔ وہ تو انسانیت کا سب سے بڑا دشمن ہے''...... روشی نے بوتل اس کے منہ سے ہٹاتے ہوئے نہایت ہی طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ہم اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ بہرحال اس نے منصوبہ بنایا اور اس منصوبے میں مدد کے لئے کافرستان، پاکیشیا، بلگارنیہ اور اراڈان کی حکومتوں سے مدد طلب کی کیونکہ اسرائیل کی معلومات کے مطابق اس پراجیکٹ کی تکمیل کے لئے جو سائنس دان ضروری تھے وہ ان ملکوں کے تھے۔ اسرائیل نے ان سائنس دانوں کو اغوا کرنے کی بجائے ان کی حکومتوں سے درخواست کی کہ وہ انہیں اسرائیل بھیج دیں۔ چونکہ پراجیکٹ بہت بڑا تھا اور انسانیت کی فلاح کے لئے تھا اس لئے ان ممالک کی حکومتوں نے اسرائیل کے مطلوبہ سائنس دان اسرائیل بھیج دیئے۔ اب اسرائیل سے وہ سائنس دان اغوا ہو چکے ہیں اور وہ پانچوں ممالک ایک دوسرے پر شک کر رہے ہیں۔ چار ملکوں کے سیکرٹ ایجنٹ اسرائیل پہنچ چکے ہیں''...... جونی نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ اس کی باتیں سن کر روشی سوچ میں گم ہو گئی۔ وہ کچھ دیر تک سوچتی رہی۔

''اسرائیل سمیت ان پانچ ممالک میں سے کسی نے ان سائنس

دانوں کو اغوا نہیں کیا۔ بلکہ یہ تمہارا کام ہے''...... روشی نے اس کی اکلوتی آنکھ میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ یہ ہمارا کام بھی نہیں۔ یہ سچ ہے کہ میرا تعلق ایک خفیہ مجرم تنظیم ''واز'' سے ہے۔ ملکوں کے قومی راز چرانا، سائنس دانوں کو اغوا اور قتل کرنا، حکومتوں کے تختے الٹانا جیسے بڑے کام ہماری تنظیم کرتی ہے لیکن اسرائیل سے ان سائنس دانوں کی گمشدگی میں ہماری تنظیم کا کوئی ہاتھ نہیں ہے''...... جونی نے انکار کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''پھر یہ کام کس کا ہے''...... روشی کے لہجے میں ایک بار پھر تلخی آ گئی۔

''میں ان کے بارے میں نہیں جانتا''...... جونی نے کہا تو روشی کا چھری والا ہاتھ بلند ہو گیا۔

''مم۔ میں۔ سچ کہہ رہا ہوں۔ میرا یقین کرو''...... جونی نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''جن افراد کی باتیں تمہیں اتنی تفصیل سے معلوم ہیں تم ان کے بارے میں جانتے کچھ نہیں ہو''...... روشی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یہ باتیں تو مجھے بس اتفاق سے معلوم ہو گئی ہیں''...... جونی نے کہا۔

''کیسے اتفاق سے معلوم ہوئی ہیں۔ یہ بتاؤ''...... روشی نے ایک مرتبہ پھر سخت لہجے میں کہا۔

''میں اپنی تنظیم کے کام کے سلسلے میں لیراونی گیا ہوا تھا وہاں مجھے یہ باتیں معلوم ہو گئی ہیں''...... جونی نے کہا۔

''لیراونی۔ ایک افریقی ملک ہے نا''...... روشی نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ یہ افریقی ملک ہے۔ زیادہ مشہور نہیں ہے لیکن اس کے جنگلات اور اسرار بہت زیادہ ہیں۔ پراسراریت میں یہ دوسرے افریقی ممالک سے کہیں زیادہ آگے ہے''...... جونی نے کہا۔

''ہونہہ۔ اب آگے بولو کہ تمہیں یہ باتیں کیسے معلوم ہوئیں''۔ روشی نے کہا۔

''میں ایک ایکریمی سیاست دان کے تعاقب میں لیراونی گیا تھا۔ مجھے اس سیاست دان کی سرگرمیوں کی فلم بنانا تھی تاکہ اسے بلیک میل کیا جا سکے۔ اس نے ہوٹل میں کمرے کی بکنگ یہیں ایکریمیا سے ہی کرائی تھی۔ میں اس سے پہلے ہی لیراونی پہنچ گیا اور میں نے اس کمرے میں انتہائی جدید اور طاقتور ڈکٹا فون فٹ کر دیا جو کہ ایک ریکارڈر سے منسلک تھا۔ میں نے ریکارڈر میں آٹو ٹائم بھی سیٹ کر دیا پھر میں اپنی تنظیم کے مقامی انچارج سے ملنے چلا گیا۔ اس کے ساتھ واپس آیا تو معلوم ہوا کہ سیاست دان کی فلائٹ تاخیر کا شکار ہے اور اس نے کمرے کی بکنگ بھی تبدیل کرا دی ہے۔ میں نے نئی بکنگ کے حساب سے ڈکٹا فون سیٹ کر دیا۔ پہلے والے کمرے میں کوئی اور جوڑا آ گیا تھا اور یہ باتیں ان کے

درمیان ہوئی تھیں۔ ان کے مطابق سائنس دانوں کو لیراونی کے کسی جنگل میں لایا گیا ہے''...... جونی نے کافی طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''اس جوڑے کے مرد و عورت کا نام بھی تمہیں معلوم ہوا ہو گا''۔ روشی نے کہا۔

''نہیں۔ ساری گفتگو کے دوران انہوں نے ایک دوسرے کو ڈیئر اور سویٹ ہارٹ کہہ کر ہی مخاطب کیا ہے''...... جونی نے کہا۔

''مزید کیا کیا باتیں ہوئیں۔ یہ بھی بتاؤ''...... روشی نے کہا۔

''مجھے اس معاملے سے دلچسپی تو بہت ہو گئی تھی لیکن میں اس معاملے کو زیادہ وقت نہیں دے سکتا تھا کیونکہ میں جس مقصد کے لئے گیا تھا میں نے پہلے وہ مقصد پورا کرنا تھا اس لئے مجھے بس اتنی ہی باتیں معلوم ہو سکی ہیں''...... جونی نے کہا تو روشی نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا۔

''اب آخری سوال۔ وہ جوڑا کس ملک کی زبان اور لب و لہجے میں باتیں کر رہا تھا''...... روشی نے پوچھا۔

''وہ افریقی زبان تھی۔ میں چونکہ افریقی زبان جانتا ہوں اس لئے مجھے ان کی باتیں سمجھ آ گئیں''...... جونی نے کہا۔

''لیراونی میں تمہاری تنظیم کے مقامی انچارج کا کیا نام ہے''۔ روشی نے کہا۔

''وہاں کا مقامی انچارج افریقی ہی ہے اور اس کا نام رواڈو

ہے''۔ جونی نے کہا۔

''لیراونی میں تمہاری تنظیم کا آفس کہاں ہے''...... روشی نے جونی سے ایک اور سوال کیا۔

''بلیک سوڈ پر ہاؤس نمبر ایک سو نوے ہماری تنظیم کا آفس ہے''۔ جونی نے بتایا۔

روشی تقریباً تمام سوال پوچھ چکی تھی اس لئے اس نے چھری ایک طرف پھینک دی۔ چھری پھینک کر وہ اٹھی اور دو قدم آگے بڑھی پھر وہ مڑی۔ اس کا رخ جونی کی طرف ہوا اور اس کا ریوالور والا ہاتھ سیدھا ہوا۔ اس نے ٹریگر پر دباؤ ڈالا تو ایک دھماکا ہوا اور جونی کے ماتھے میں سوراخ ہو گیا۔ اس کی دلخراش چیخ بلند ہوئی اور وہ تڑپنے لگا۔ روشی نے اسے تڑپتا ہوا چھوڑا اور کمرے سے باہر نکل آئی۔ چند ہی لمحوں بعد اس کی کار سڑک پر دوڑ رہی تھی۔ کار ڈرائیو کرتے ہوئے اس نے جیب میں سے مخصوص سیل فون نکال لیا۔ یہ سیل فون پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مخصوص نیٹ ورک کا تھا۔ اس نے عمران کے نمبر پریس کئے اور جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''لیں علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن)''...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد عمران کی آواز سنائی دی۔

''عمران۔ میں روشی بول رہی ہوں۔ کیا تم ان دنوں اسرائیل میں ہو''...... روشی نے کہا۔

''ارے۔ تم تو نجومی ہو گئی ہو۔ غلط کہہ گیا بلکہ نجومن ہو گئی ہو''...... عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ہاں اور میں نے اسی علم نجوم سے ان سائنس دانوں کے بارے میں کچھ معلومات حاصل کی ہیں جن کی تلاش میں تم اسرائیل کی خاک چھان رہے ہو۔ نہ صرف تم بلکہ بلگارنیہ، کافرستان اور اراڈان کے سیکرٹ ایجنٹ بھی اسرائیل میں مجنوں بنے ہوئے ہیں''...... روشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے واہ۔ پھر تو تم نے ہم سب سے بازی جیت لی ہے''۔ دوسری طرف سے عمران نے کہا۔

''بازی تو جولیا نے جیتی ہے میرے ایسے نصیب کہاں''۔ روشی نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ بتاؤ کہ کہاں چھپے ہوئے ہیں یہ سائنس دان''۔ دوسری طرف سے عمران نے پوچھا۔

''میں چارٹرڈ طیارے سے اسرائیل پہنچ رہی ہوں۔ ملاقات پر بات ہو گی۔ اللہ حافظ''...... روشی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال منقطع کر کے کان سے ہینڈ فری کی پن بھی نکال لی اور کار کی رفتار میں اضافہ کر دیا۔

سیل فون کی رنگ ٹون کی آواز سنائی دی تو عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ سیل فون سیٹ نکال کر اس نے سکرین پر نظر دوڑائی۔ سکرین پر روشی کا نام فلیش ہو رہا تھا۔ روشی کی پہلے بھی کال آئی تھی اور اس نے بتایا تھا کہ اس کے پاس سائنس دانوں کے بارے میں کچھ معلومات ہیں اور وہ چارٹرڈ طیارے سے اسرائیل آ رہی ہے۔ سکرین پر نظر ڈالنے کے بعد عمران نے کال اوکے کا بٹن پریس کر کے سیل فون سیٹ کان سے لگا لیا۔

''یس علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) اسپیکنگ''۔ عمران نے اپنی مخصوص آواز میں کہا۔

''عمران۔ میرا چارٹرڈ طیارہ آدھے گھنٹے میں اسرائیل پہنچنے والا ہے۔ تم مجھے اپنا ایڈریس بتاؤ''...... روشی کی آواز سنائی دی۔

''تم اگر اپنے دل میں جھانک کے دیکھ لو تو تمہیں میرا ایڈریس

معلوم ہو جائے گا''...... عمران نے کہا۔

''لگتا ہے جولیا تمہارے قریب موجود نہیں ہے''...... روشی کی ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

''میرے قریب تو صرف تمہارے خیالات رہتے ہیں''۔ عمران نے رومانٹک لہجے میں کہا۔

''میں جولیا نہیں ہوں کہ تمہاری ان باتوں سے میرے دل کی دھڑکن تیز ہو جائے گی۔ میں تمہاری یونیورسٹی فیلو ہوں اور تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ میں جانتی ہوں کہ تمہارے سینے میں دل نہیں ہے بلکہ پتھر ہے اور دوسری بات یہ کہ مجھے جولیا کے احساسات اور جذبات کا بھی احساس ہے۔ اس بھولی بھالی اور معصوم لڑکی نے تمہاری خاطر اپنا سب کچھ چھوڑ دیا ہے بلکہ اس نے سب کچھ بھلا دیا ہے۔ خود کو، اپنے ملک کو اپنے سب رشتوں کو۔ جو قربانیاں جولیا نے تمہارے خاطر دی ہیں۔ مجھ سمیت کوئی بھی لڑکی کسی کے لئے اتنی قربانیاں نہیں دے سکتی۔ لہٰذا تم جولیا کے احساسات و جذبات کا خیال رکھا کرو۔ اگر تم نے جولیا کو کبھی کوئی دکھ دیا تو شاید وہ تمہیں کچھ نہ کہے لیکن میں تمہیں گولی مار دوں گی اور یہ بات تو تم بھی اچھی طرح جانتے ہو کہ جس قدر پختہ نشانہ تمہارا ہے اتنا میرا بھی ہے''...... روشی نے کافی طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار اپنے سر پر ہاتھ پھیرا اور طوطے کی طرح آنکھیں بھی مٹکائیں۔

"اوکے۔ تم اسٹیٹ کالونی کی کوٹھی نمبر تھری نائن میں آ جانا"۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔ اسی وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور نعمانی اور روکی کمرے میں داخل ہوئے۔ روکی نے کندھے پر ایک ادھیڑ عمر شخص کو اٹھایا ہوا تھا جو کہ بے ہوش تھا۔ روکی نے اسے فرش پر پھینکا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"یہ ہے شیفرڈ"...... نعمانی نے عمران سے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ تقریباً ایک ڈیڑھ منٹ بعد روکی واپس آ گیا اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک چھوٹا سا بنڈل موجود تھا۔ اس نے بے ہوش شیفرڈ کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک انجکشن اور سرنج نکالی اور انجکشن تیار کر کے شیفرڈ کو لگا دیا۔ کچھ دیر بعد شیفر کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہوئے اور وہ ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔

"کک۔ کک۔ کون۔ ہو۔ تت۔ تم"...... شعور کے بیدار ہوتے ہی اس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم نے پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ علی عمران کا نام سنا ہوا ہے"۔ عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں۔ اس عفریت کے نام سے کون واقف نہیں ہے۔ وہ تو دنیا کا سب سے بڑا دہشت گرد ہے"...... شیفرڈ نے تیز تیز

لہجے میں کہا تو نعمانی کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

"میرا نام ہی علی عمران ہے"...... عمران نے شیفرڈ سے کہا تو اس کا چہرہ خوف سے زرد ہو گیا۔

"تت۔ تت۔ تم نے۔ مم۔ مجھے۔ کک۔ کیوں اغوا کیا ہے"۔ شیفرڈ نے خوف سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"کیونکہ سلور لیبارٹری سے سائنس دانوں کو غائب کرنے میں تمہارا ہاتھ ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ بالکل نہیں۔ ان کے اغوا میں میرا ہاتھ بالکل نہیں ہے"۔ اس نے سر کو انکار کی صورت میں ہلاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا ہاتھ نہیں ہے تو پھر کس کا ہے"...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"کسی کو بھی معلوم نہیں ہے۔ شاید کافرستان نے یہ کارروائی کی ہے۔ وہ بھی ساری دنیا پر اجارہ داری کا خواہش مند ہے"...... شیفرڈ نے کہا۔

"ہماری اطلاعات کے مطابق تم سائنس دانوں کے اغوا کے سلسلے میں سب کچھ جانتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"میں اس صورت میں سب کچھ جانتا جب یہ کارروائی اسرائیل نے کی ہوتی"...... شیفرڈ نے کہا۔

"یہ کارروائی اسرائیل نے ہی کی ہے۔ اگر تم نہیں بتانا چاہتے تو پھر مجھے انگلی ٹیڑھی کرنا بھی آتا ہے"...... عمران نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں ایک لمبا، باریک اور چمکدار خنجر نظر آنے لگا۔ عمران نے وہ خنجر شیفرڈ کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تو اس کی آنکھیں خوف سے پھٹنے لگیں۔

”مم۔مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ یہ کارروائی اسرائیل نے نہیں کی۔ حالانکہ اسرائیل کا منصوبہ یہی تھا کہ جب یہ پراجیکٹ مکمل ہو جائے گا تو پھر ان غیر ملکی سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا جائے گا اور پراجیکٹ اپنے لئے محدود رکھا جائے گا لیکن کسی اور نے سائنس دانوں کو پہلے ہی اغوا کر لیا“...... شیفرڈ نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ عمران نے اس کے تاثرات سے اندازہ لگا لیا کہ وہ سچ کہہ رہا ہے۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم اذیت ناک موت مرنا چاہتے ہو۔ ٹھیک ہے جب تمہاری اپنی خواہش ہے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں“۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر اس کا خنجر والا ہاتھ حرکت میں آیا اور شیفرڈ کی چیخ بلند ہوئی۔ اس کا ایک کان اڑ گیا تھا۔

”تم نے میرے بارے میں یہ بھی سنا ہو گا کہ میں ایک ایک کر کے انسان کے تمام اعضاء بھی کاٹ دیتا ہوں۔ ابتدا میں کان سے کرتا ہوں۔ پھر آنکھ کی باری آتی ہے اس کے بعد ناک، پھر ہاتھوں کی انگلیاں پھر پیروں کی انگلیاں۔ غرضیکہ دشمن کی ایک ایک بوٹی الگ کر دیتا ہوں“...... عمران نے سرد آواز میں کہا۔

”ہاں۔ ہاں۔ مم۔ میں نے یہ سنا ہے۔ لل۔ لیکن۔ مم۔ مجھے کچھ نہیں معلوم۔ مم۔ مم۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مم۔ مجھے۔ کک۔ کچھ نہیں معلوم“...... شیفرڈ نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

”کسی نہ کسی کو تو معلوم ہو گا“۔ عمران نے کرخت لہجے میں کہا۔

”کسی کو بھی نہیں معلوم۔ صدر مملکت پریشان ہیں۔ تمام حکام پریشان ہیں۔ کرنل ڈیوڈ انوسٹی گیشن کر رہے ہیں لیکن ابھی تک انہیں بھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا“...... شیفرڈ نے کہا۔

”تمہیں کچھ نہیں معلوم تو پھر تم ہمارے لئے بے کار ہو اور بے کار چیزوں کو تلف کر دینا بہتر ہوتا ہے“...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا خنجر والا ہاتھ بلند ہوا۔ شیفرڈ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ عمران نے اپنا ہاتھ نیچے کر لیا کیونکہ شیفرڈ کا قتل عمران کے لئے بے مقصد تھا۔

”آنکھیں کھول کر میری طرف غور سے دیکھو شیفرڈ“...... عمران نے کہا تو اس نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھول دیں لیکن پھر فوراً ہی اس کی آنکھیں بند ہو گئیں اسی لمحے عمران کو دھپ کی آواز بھی سنائی دی۔ عمران نے مڑ کر دیکھا نعمانی اور روکی کھڑے کھڑے فرش پر گر گئے تھے۔ عمران کو کمرہ پھرکی کی طرح گھومتا ہوا محسوس ہوا اور پھر ایک دم ہی اندھیروں نے اس کے دماغ پر یلغار کر دی۔ وہ لہرایا اور پھر فرش پر گر گیا۔ اس کے گرنے سے بھی دھپ کی آواز سنائی دی۔

کرنل ڈیوڈ پریشانی کی حالت میں اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سائنس دانوں کو تلاش کرنے کی بہت کوشش کی تھی۔ وہ دنیا بھر میں موجود جی پی فائیو کے نیٹ ورک کو حرکت میں لے آیا تھا۔ پہلے تو اسے پاکیشیا پر شک تھا اس کے بعد اسے روسیاہ، ایکریمیا اور کافرستان پر بھی شک ہوا تھا اور اس نے ان ممالک میں بھی انوسٹی گیشن کرائی تھی اس نے معلومات فروخت کرنے والے عالمی اداروں سے بھی رابطہ کیا تھا لیکن کہیں سے بھی کوئی خبر نہیں ملی تھی جبکہ اسرائیلی صدر دن میں کئی بات فون کر کے اس سے رپورٹ لیتے تھے اور ساتھ ہی اسے جھاڑ بھی پڑتی تھی۔ پریشانی کی حالت میں بیٹھے ہوئے اسے کافی دیر ہو گئی اور اسے اپنے سر میں درد محسوس ہونے لگا تو اس نے اپنی میز کی دراز میں سے وہسکی کی بوتل نکالی اور بوتل کا ڈھکن کھول کر بوتل سے ہی وہسکی سپ کرنے لگا۔ وہسکی

کے اس نے تین چار گھونٹ ہی لئے تھے کہ سفید رنگ کے ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ اس نے بوتل رکھ کر ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"کرنل ڈیوڈ دی چیف آف جی پی فائیو"..... کرنل ڈیوڈ نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں راکسن بول رہا ہوں۔ جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر پر غیر ملکی ایجنٹوں نے حملہ کر دیا ہے"..... دوسری طرف سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو کرنل ڈیوڈ کرسی سے اچھل پڑا۔

"اوہ۔ تم کہاں ہو اس وقت"..... کرنل ڈیوڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ میں جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر کے قریب ہی ہوں"۔ دوسری طرف سے راکسن کی آواز سنائی دی۔

"اوکے۔ تم وہیں رکو اور ہوشیار رہو۔ میں ابھی آ رہا ہوں"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس نے فون کا رسیور کریڈل پر پٹخ دیا اس کے بعد اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے دو نمبر پریس کر دیئے۔

"بلیکی۔ تم فوری طور پر گروپ کے ساتھ پارکنگ میں پہنچو۔ ہم نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ایک جگہ ریڈ کرنا ہے"..... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا اور دوسری طرف موجود بلیکی کی بات سنے بغیر رسیور رکھ دیا۔

"جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر پر غیر ملکی ایجنٹوں کی کارروائی کی

اطلاع صدارتی آفس دینی چاہئے''...... کرنل ڈیوڈ نے سوچا۔

''نہیں۔ اس طرح دیر ہو جائے گی اور حملہ آور فرار ہو جائیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے خود ہی اپنی سوچ کی تردید کی اور پھر دروازے کی طرف بڑھا۔ وہ تیز تیز قدموں سے چلتا ہوا پارکنگ میں پہنچا تو بلیکی اپنے گروپ کے ساتھ پارکنگ میں موجود تھا۔ بلیکی جی پی فائیو کے ٹاپ ایکشن گروپ کا انچارج تھا اور اس گروپ کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ آندھی اور طوفان سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے حرکت میں آتا ہے اور آناً فاناً سب کچھ ملیا میٹ کر دیتا ہے۔ اس گروپ کے تمام افراد وین میں بیٹھ چکے تھے جبکہ بلیکی کرنل ڈیوڈ کی جیپ کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ جیسے ہی کرنل ڈیوڈ جیپ کے قریب پہنچا بلیکی نے اسے زور دار سیلوٹ کیا لیکن کرنل ڈیوڈ نے اس کے سیلوٹ کو نظر انداز کر دیا اور اچھل کر جیپ کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ بلیکی بھی ایک لمحہ ضائع کئے بغیر جیپ کی پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ پچھلی سیٹ پر کرنل ڈیوڈ کے دو اسسٹنٹ پہلے سے بیٹھے ہوئے تھے۔ کرنل ڈیوڈ اور بلیکی کے بیٹھتے ہی جیپ ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ مین گیٹ پر موجود گارڈز نے جیپ اور وین کو گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھا تو انہوں نے فوراً ہی مین گیٹ کھول دیا۔ جیپ طوفانی رفتار سے سڑک پر آ گئی۔

''جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر چلو''...... سڑک پر آتے ہی کرنل ڈیوڈ نے ڈرائیور سے کہا۔ ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر

اس نے ایکسی لیٹر پر مزید دباؤ ڈال دیا۔ سپیڈو میٹر کی سوئی ایک سو بیس کے ہندسے کو عبور کرنے لگی۔

''گاڑی اور تیز چلاؤ نانسنس۔ تمہیں ڈرائیونگ نہیں آئی''۔ کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں ڈرائیور سے کہا تو اس نے رفتار اور بڑھا دی۔ اب سوئی ایک سو پچاس کے ہندسے کو چھونے لگی۔ اس قدر تیز رفتاری کے باعث وہ بہت جلد جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر پہنچ گئے۔

''بلیکی''...... جیسے ہی جیپ جی پی سیون کے مین گیٹ پر رکی کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... بلیکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اندر جی گیس کے کیپسول فائر کر دو''...... کرنل ڈیوڈ نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

جی گیس اسرائیل کے سائنس دانوں کی ایجاد تھی جو سریع الاثر ہونے کے ساتھ ساتھ بے بو اور بے رنگ تھی۔ یہ سیکنڈوں میں ہوا میں پھیل کر انسانوں کو بے ہوش کر دیتی تھی۔ یہ جس قدر تیزی سے پھیلتی تھی اس قدر تیزی سے زائل بھی ہو جاتی تھی۔

''اوکے باس''...... بلیکی نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ پھر وہ جیپ سے اتر کر وین کی طرف بڑھا۔ اس نے وین میں بیٹھے ہوئے اپنے ساتھیوں سے بات کی تو وین میں سے ایک آدمی نیچے اترا اور پھر وہ وین کی چھت پر چڑھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں گیس

پسٹل تھا۔ اس نے گیس پسٹل کا رخ بلڈنگ کی طرف کیا اور ٹریگر دبانے لگا۔ اسے ٹریگر دباتے دیکھ کر سب نے اپنے سانس روک لئے۔ گیس کیپسول فائرنگ کے تقریباً ایک منٹ بعد انہوں نے سانس لئے۔ بلیکی نے آگے بڑھ کر گیٹ پر دباؤ ڈالا۔ گیٹ اندر سے بند تھا۔ گیٹ پر دباؤ ڈالنے کے بعد بلیکی نے ذیلی کھڑکی پر دباؤ ڈالا تو وہ کھل گئی۔ بلیکی نے اندر جھانک کر دیکھا تو اس کا چہرہ سرخ ہو گیا کیونکہ اندر جی پی سیون کے افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں اور فرش پر دور تک خون پھیلا ہوا تھا۔ بلیکی نے اپنے ہونٹ بھینچے اور اندر داخل ہو گیا۔ اس نے اندر سے مین گیٹ کھول دیا۔ جیپ اور وین اندر آ گئیں۔ اکسن بھی اس دوران اندر آ گیا تھا۔

''ویری سیڈ۔ یہاں تو قتل عام ہو چکا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے اردگرد نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔

وین میں بیٹھے ہوئے ٹاپ ایکشن گروپ کے افراد وین سے نیچے اتر چکے تھے۔ ان کے پاس جدید ترین ہتھیار تھے اور وہ نہایت چوکنا تھے۔

''باس۔ دشمن ایجنٹ کارروائی کر کے فرار نہ ہو گئے ہوں''۔ بلیکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ نے سوالیہ نظروں سے راکسن کی طرف دیکھا۔

''باس۔ گیٹ پر میری نظر تھی۔ گیٹ سے باہر کوئی بھی نہیں گیا''۔ راکسن نے بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

کرنل ڈیوڈ نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا اور پھر وہ آگے ھا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی چلنے لگے۔ چند قدم چلنے ے بعد اس کے سامنے مزید لاشیں آ گئیں۔ یہ لاشیں بھی جی پی یون کے افراد کی تھیں۔ برامدے میں ایک طویل القامت ایکریمی بشی پڑا تھا۔ اس کے سینے کی حرکت بتا رہی تھی کہ وہ صرف بے وش ہے۔ کرنل ڈیوڈ کے حکم پر اس کے دو آدمی حبشی کو اٹھا کر وین ی طرف چلے گئے۔

''راکسن۔ تم چھت کو چیک کر کے آؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے اکسن کو حکم دیا تو وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا جبکہ کرنل ڈیوڈ کمروں کی طرف بڑھا۔ انہوں نے ابھی دو تین کمرے ہی دیکھے تھے کہ راکسن واپس آ گیا۔

''باس۔ کرنل شمعون صاحب کی لاش چھت پر موجود ہے''۔ اکسن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''احمق تھا کرنل شمعون۔ میں نے اسے سمجھانے کی کوشش بھی کی یکن اس مغرور انسان نے میری بات ہی نہیں سنی اور نتیجے کے طور پر مارا گیا''...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اس کے ساتھ ہی وہ جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر کے ٹارچر روم میں داخل ہوئے۔ ٹارچر روم میں چار افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے جن میں تین مرد اور ایک عورت تھی۔ عورت اور ایک مرد کرسیوں پر بندھے ہوئے تھے جبکہ باقی دو مرد فرش پر گرے ہوئے

تھے۔

''یہ تمام کارروائی ان دو افراد نے کی ہے۔ یہ اپنے ان دو ساتھیوں کو چھڑانے آئے تھے''...... کرنل ڈیوڈ نے فرش پر گرے ہوئے افراد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کا تجربہ بہت وسیع ہے باس اور ذہانت میں تو آپ کا جواب ہی نہیں۔ آپ کا تجزیہ سو فیصد درست ہے''...... بلیکی نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا اور اس کی بات سن کر کرنل ڈیوڈ خوش ہو گیا۔

''ان چاروں کو اٹھا کر وین میں ڈال دو۔ یہ عمران کے ساتھی ہیں۔ اپنے ہیڈکوارٹر پہنچ کر ان سے حساب کرتے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں بلیکی سے کہا تو بلیکی نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا اور پھر چند منٹوں بعد یہ قافلہ واپس جا رہا تھا۔

''راکسن۔ تمہارا رابطہ تھا جی پی سیون کے آدمی سے۔ کرنل شمعون کو عمران اور کرنل فریدی کے بارے میں رپورٹ تو ملی ہو گی''۔ کرنل ڈیوڈ نے راکسن سے پوچھا جو جیپ کی پچھلی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

''یس باس۔ کرنل فریدی سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر اے باون میں تھا۔ کرنل شمعون صاحب نے اس کوٹھی پر خود ریڈ کیا تھا اور کوٹھی مکمل طور پر تباہ ہو گئی تھی جبکہ عمران اسٹیٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بی چالیس میں تھا۔ اس کوٹھی پر کرنل شمعون کے ایک ماتحت نے ریڈ کیا۔ یہ

کوٹھی بھی مکمل طور پر تباہ ہو گئی لیکن دونوں کوٹھیوں سے یہ تصدیق نہیں ہو سکی کہ ان میں موجود افراد مارے گئے یا بچ گئے جبکہ ان دو افراد کے ہیڈکوارٹر میں داخل ہونے سے چند سیکنڈ پہلے کرنل شمعون صاحب کے اسسٹنٹ کو اطلاع ملی تھی کہ اسٹیٹ کالونی کی کوٹھی نمبر تھری نائن کی چھت پر ایک مشکوک حبشی کو دیکھا گیا ہے۔ اب مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کرنل صاحب کے اسسٹنٹ نے کرنل صاحب کو یہ اطلاع دی تھی یا نہیں کیونکہ اس کے بعد حالات ہی خراب ہو گئے''۔ راکسن نے مؤدبانہ لہجے میں اور طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''ہوں۔ ہمیں فوری طور پر اسٹیٹ کالونی کی کوٹھی تھری نائن پر ریڈ کرنا ہے لیکن اس سے پہلے ہم ان پانچ افراد کو ہیڈکوارٹر پہنچا دیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ بالکل درست فرما رہے ہیں''...... بلیکی نے ایک بار پھر خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈرائیور۔ ایڈیٹ، نانسنس۔ تمہیں ڈرائیونگ آتی ہی نہیں۔ ہیڈکوارٹر پہنچ کر میں تمہیں گولی مار دوں گا اور کوئی ماہر ڈرائیور اپنے ساتھ رکھوں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں ڈرائیور سے کہا تو اس نے یکدم ہی ایکسی لیٹر پر پاؤں کا پورا وزن ڈال دیا۔ جیپ کو ایک جھٹکا لگا اور اس کی رفتار خطرناک حد تک تیز ہو گئی۔ جلد ہی یہ قافلہ جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر پہنچ گیا۔

''جیپ گیٹ پر ہی روک لو''...... کرنل ڈیوڈ نے ڈرائیور کو حکم دیا تو اس نے جیپ گیٹ پر ہی روک لی۔

''وین میں چار مجرم موجود ہیں انہیں ڈارک روم میں پہنچا دو''۔ کرنل ڈیوڈ نے گیٹ پر موجود گارڈز سے کہا۔ اس کا حکم سنتے ہی چار گارڈز وین کی طرف بڑھے۔ انہوں نے چاروں بے ہوش افراد کو اٹھا لیا۔

''تم اب اسٹیٹ کالونی چلو''...... کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر ڈرائیور کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ ڈرائیور نے ایک جھٹکے سے جیپ بیک کی پھر جیپ تیزی سے گھوم کر سیدھی ہوئی اور سڑک پر آ کر اس نے طوفانی رفتار پکڑ لی۔

''گڈ۔ تم کافی ماہر ڈرائیور ہو اور اسی مہارت کی وجہ سے تم کرنل ڈیوڈ کے ڈرائیور ہو''...... اس مرتبہ کرنل ڈیوڈ نے ڈرائیور کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ وہ بھول گیا تھا کہ کچھ دیر پہلے اس نے ڈرائیور کو ڈانٹا تھا۔

''باس۔ آپ کی صحبت کی وجہ سے ہی تو میں اچھی ڈرائیونگ کرتا ہوں''...... چونکہ ڈرائیور بھی اس کے مزاج سے آشنا تھا اس لئے اس نے بھی کرنل ڈیوڈ کی خوشامد کرتے ہوئے کہا۔ اس کی بات سن کر کرنل ڈیوڈ نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا پھر اس نے بیک مرر پر نظر دوڑائی۔ وین بھی طوفانی رفتار کے ساتھ پیچھے آ رہی تھی۔

''بلیکی۔ حبشی، عمران کا ساتھی ہے اور عمران لومڑی کی طرح چالاک ہے۔ جی پی سیون کے ہیڈکوارٹر میں عمران موجود نہیں تھا صرف اس کے ساتھی تھے جبکہ یہاں عمران موجود ہو گا۔ اس لئے ہمیں گیٹ کی بجائے کوٹھی کی عقبی طرف سے کارروائی کرنا ہو گی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''باس۔ ہم تو آپ کے حکم کے غلام ہیں۔ آپ ہمیں جو حکم دیں گے ہم اس پر عمل کریں گے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ کے ہر حکم میں دانائی اور مصلحت ضرور ہوتی ہے''...... بلیکی نے خوشامد کرتے ہوئے کہا۔

اسی وقت ان کی جیپ اسٹیٹ کالونی پہنچ گئی۔ ڈرائیور نے جیپ کی رفتار کم کر دی۔

''باس۔ آپ نے حکم دیا ہے کہ تھری نائن کی عقبی سمت میں چلا جائے''...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں نے یہی حکم دیا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے گردن اکڑاتے ہوئے کہا۔

''نائن بی ایریا میں آ کر ڈرائیور نے کوٹھیوں کے نمبروں پر نظر دوڑائی اور پھر وہ تھری نائن کی عقبی سمت میں آ گئے۔ عقبی سمت میں گلی تھی اور گلی میں کوڑے کے بڑے بڑے ڈرم رکھے ہوئے تھے۔ کوٹھی نمبر چالیس تباہ ہو چکی تھی۔ اس کی عقبی دیوار بھی کئی جگہ سے اڑ چکی تھی۔

"پارلے۔ دیوار پر چڑھو اور گیس کیپسول فائر کرو"...... بلیکی نے اپنے ایک ساتھی کو حکم دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... پارلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا پھر اس نے ایک ڈرم دیوار کے ساتھ لگایا اور اپنے ایک ساتھی کے کاندھے پر سوار ہو کر دیوار پر چڑھ گیا۔ پہلے تو اس نے دوسری طرف کا جائزہ لیا اور اس کے بعد اس نے گیس پسٹل سے کئی کیپسول فائر کر دیئے۔

"پانچ چھ افراد ادھر سے ہی اس کوٹھی میں چلے جاؤ اور کوٹھی کا مین گیٹ بھی کھول دو۔ ہم مین گیٹ سے آ رہے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا تو پانچ چھ آدمی دیوار سے ہی دوسری طرف کود گئے جبکہ کرنل ڈیوڈ اور بلیکی اور دیگر افراد مین گیٹ پر آ گئے۔ کرنل ڈیوڈ کے ساتھی مین گیٹ کھول چکے تھے۔ مین گیٹ کے قریب ہی ایک حبشی بے ہوشی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔

"معلوم نہیں۔ کتنے حبشی عمران کے ساتھی ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اسے بھی اٹھا کر وین میں ڈال دو"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا تو اس کے دو ساتھیوں نے اس حبشی کو اٹھایا اور وین میں ڈال دیا۔ اس کے بعد کرنل ڈیوڈ کمروں کی طرف بڑھا۔ کمروں کی تلاشی کے دوران اسے ایک کمرے میں چار

افراد نظر آ گئے۔ چاروں ہی بے ہوش تھے۔ ان میں سے ایک کو دیکھ کر تو کرنل ڈیوڈ چونک پڑا کیونکہ کرنل ڈیوڈ اسے اچھی طرح جانتا تھا۔

"اوہ۔ یہ تو شیفرڈ ہے لارڈ میکالے کا پی اے اور اس پر تشدد بھی کیا گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس باس۔ یہ لوگ معصوم شیفرڈ صاحب پر تشدد کر رہے تھے اور تشدد کے بعد یقیناً انہوں نے شیفرڈ صاحب کا خاتمہ کر دینا تھا"...... بلیکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بلیکی۔ یہ عمران ہے۔ آج یہ میرے ہاتھ لگ گیا ہے۔ اب میں اس کے جسم کا قیمہ بناؤں گا اور اس کی ہلاکت پر کروڑوں ڈالرز کا انعام بھی ہے۔ وہ انعام بھی مجھے ملے گا"...... کرنل ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ آپ کی ذہانت، لیاقت اور تدبیر سے ہی تو عمران جیسا خطرناک سیکرٹ ایجنٹ آج چوہے کی مانند پھنس گیا ہے ورنہ لاکھ کوششوں کے باوجود بھی آج تک کوئی اسے گرفتار نہیں کر سکا تھا"...... بلیکی نے خوشامدی لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ میرا ہی کارنامہ ہے اور میرے اس کارنامے میں تم بھی میرے ساتھ شامل ہو۔ میں تم سب کو نہ صرف سروس میں ترقیاں دوں گا بلکہ حکومت کی جانب سے لاکھوں ڈالرز انعام بھی دلاؤں گا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''باس۔ آپ جیسا آفسر تو قسمت والے ماتحتوں کو ہی ملتا ہے۔ آپ کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے''...... بلیکی نے ایک بار پھر خوشامد کرتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ کا سینہ پھول گیا۔

''پارلے۔ تم انہیں بھی اٹھا کر وین میں ڈالو''...... بلیکی نے اس مرتبہ پارلے کو تحکمانہ لہجے میں کہا۔ ان کے چاروں ساتھیوں نے چاروں بے ہوش افراد کو اٹھا کر کاندھوں پر ڈالا اور پھر وہ سب کمرے سے باہر نکل آئے۔ کرنل ڈیوڈ اس طرح چل رہا تھا جیسے اس نے کوئی سلطنت فتح کر لی ہو۔

کمرے کا ملبہ گولوں اور برچھیوں کی طرح انہیں لگ رہا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ زخمی ہو گئے تھے۔ درد کی شدید لہریں ان کے جسموں میں دوڑ رہی تھیں۔ لیکن اگر وہ اس وقت ان زخموں کی پرواہ کرتے تو پھر یہ کمرہ ان کا مدفن بن سکتا تھا۔ لہٰذا وہ تیزی سے باتھ روم کی طرف بڑھے۔ قاسم کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی اور اس سے چلا نہیں جا رہا تھا۔ کرنل فریدی نے اس کا بازو پکڑ لیا۔

''قاسم۔ اگر تم نے یہاں سے بھاگنے میں ہمت نہ کی تو موت کا فرشتہ تمہیں یہیں دبوچ لے گا۔ لہٰذا ہمت کرو اور دوڑو''...... کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا تو قاسم کے جسم میں قوت سی بھر گئی۔ وہ کرنل فریدی کے ساتھ باتھ روم کی طرف دوڑا۔ ان کے باقی ساتھی اس دوران باتھ روم میں پہنچ چکے تھے۔ باتھ روم سے ایک خفیہ راستہ اس کوٹھی سے باہر جاتا تھا اور کرنل فریدی انہیں اس

راستے کے بارے میں بتا چکا تھا۔ کرنل فریدی اور قاسم جب تک باتھ روم میں پہنچے انہیں چند پتھر اور بھی آ لگے لیکن انہوں نے پرواہ نہ کی۔ ان کے ذہن میں صرف ایک ہی بات تھی کہ انہوں نے بھاگنا ہے اور اپنی جان بچانی ہے۔ کیپٹن حمید اور باقی افراد باتھ روم میں خفیہ راستے کا دروازہ اوپن کر کے نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں پھلانگ رہے تھے۔ کرنل فریدی نے قاسم کا بازو پکڑے سیڑھیوں پر قدم رکھ دیا۔ پھر اس نے دیوار کے قریب ہی ایک جگہ ہاتھ مارا تو دروازہ غائب ہو گیا اور سپاٹ دیوار نظر آنے لگی۔ وہ سیڑھیاں اترنے لگے۔ دروازے کے غائب ہونے کی وجہ سے سیڑھیوں میں اندھیرا ہو گیا تھا۔ کرنل فریدی نے جیب میں سے اپنا سیل فون نکال کر اس کی ٹارچ روشن کر دی سیڑھیوں کا اختتام سرنگ نما راستے پر ہوا۔ وہ اس راستے پر چلنے لگے۔ کچھ دیر تک چلتے رہنے کے بعد پھر سیڑھیاں آ گئیں اور وہ سیڑھیوں پر چڑھنے لگے۔ سیڑھیوں کے اختتام پر سپاٹ دیوار تھی اور یہاں بھی کیپٹن حمید نے دیوار پر مخصوص انداز میں ہاتھ پھیر کر دروازہ ظاہر کر لیا تھا۔ یہ دروازہ عبور کر کے وہ دوسری طرف آئے تو انہوں نے خود کو ایک وسیع و عریض کمرے میں پایا۔ جو گندم کے گودام کے طور پر استعمال ہو رہا تھا۔ کمرے میں فرش سے چھت تک گندم کی بوریاں رکھی ہوئی تھیں۔ کرنل فریدی نے دروازے سے باہر آنے کے بعد دروازے کے قریب ہی دیورا پر ایک مخصوص انداز میں ہاتھ پھیرا تو دروازہ

غائب ہو گیا اور وہاں دیوار نظر آنے لگی۔ وہ بوری کی قطاروں کے درمیان میں چلتے ہوئے اس وسیع و عریض کمرے سے باہر نکل آئے۔ باہر بہت بڑا صحن تھا اور صحن میں بھی گندم کی بوریاں رکھی ہوئی تھیں۔ کچھ فاصلے پر ایک بڑا سا گیٹ نظر آ رہا تھا۔ وہ سبھی گیٹ کی طرف بڑھے۔ گیٹ سے باہر نکلے تو انہوں نے خود کو ایک کشادہ گلی میں پایا۔ اس گلی میں اسی قسم کے بڑے بڑے گیٹ دکھائی دے رہے تھے۔ گلی ایک طرف سے بند تھی اور دوسری طرف سے چند قدموں کے فاصلے پر سڑک دکھائی دے رہی تھی۔ کرنل فریدی سڑک کی طرف چلنے لگا۔ سڑک کے قریب ہی گلی کے آغاز میں ایک درمیانے سائز کا گیٹ تھا۔ کرنل فریدی اس گیٹ پر رک گیا۔ اس گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا لیکن نصف منٹ بعد تالا کھل چکا تھا۔ تالا کھلنے پر وہ سب اس کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ یہ اس گلی میں واحد رہائشی کوٹھی تھی باقی تمام گودام تھے۔ وہ اس کوٹھی کے ڈرائنگ روم میں آ کر بیٹھ گئے۔

''سر۔ میں باہر کے حالات کا جائزہ لے آؤ''...... روزا نے اجازت طلب لہجے میں کرنل فریدی سے کہا۔

''ہوں''...... کرنل فریدی نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو روزا اٹھ کر باہر چلی گئی۔

''کرنیل صاحب۔ یہ مصبت وصیبت ہم پر اس سالے کپتان وپتان کی وجہ سے آئی ہے''...... قاسم نے کیپٹن حمید کو گھورتے

ہوئے کہا۔

''کیا۔ میری وجہ سے۔ تمہارا دماغ تو صحیح ہے''...... کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم ہمیشہ فل فلوٹیوں کے تعاقب میں رہتے ہو۔ ان کے ساتھ پارکوں وارکوں میں جاتے ہو۔ ہوٹل شوٹل میں کھانا وانا کھاتے ہو اور یہ پاپ واپ ہے۔ ایسے انسانوں کو اللہ میاں مصیبت وصیبت میں ڈال دیتے ہیں''...... قاسم نے کہا۔

''تم خود بھی تو فل فلوٹیوں کے چکر میں رہتے ہو اور اپنے والد سے ہنٹر بھی کھاتے ہو''...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''وہ تو چھپکلی بیگم میرے کھلاف چھازش مازش کرتی ہے۔ میری سکاتیں وکاتیں لگاتی رہتی ہے اس لئے میرے والد محترم مجھ پر ہنٹروں ونٹروں کی بارش وارش کرتے رہتے ہیں''...... قاسم نے کہا۔

''تو تم فل فلوٹیوں کے چکر میں نہیں رہتے''...... کیپٹن حمید نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''میں جس فل فلوٹی کو بھی دیکھتا ہوں۔ اس نیت میت سے دیکھتا ہوں کہ اس سے دوسری ساوی مادی کروں اور اس نیت میت سے دیکھنے سے پاپ واپ نہیں ہوتا''...... قاسم نے معصومیت سے کہا تو کرنل فریدی اور ریکھا کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تمہارا دوسری شادی کا خواب کبھی بھی پورا نہیں ہو گا''۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

''جس انسان کے دوست موست تم جیسے ہوں اسے کبھی بھی خوسی مسی نہیں مل سکتی''...... قاسم نے منہ بنا کر کہا تو ریکھا نے بے اختیار قہقہہ لگایا۔ جبکہ کرنل فریدی کی مسکراہٹ بڑھ گئی۔ دوسرے افراد بھی مسکرانے لگے۔

''بھئی۔ یہ بات تو قاسم نے بالکل درست کہی ہے''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ ہی نے اس کو سر پر چڑھایا ہوا ہے''...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''قاسم بھائی۔ آپ نے یہ بات کیوں کہی ہے۔ کیپٹن صاحب نے آخر ایسا کون سا کام کیا ہے''...... ریکھا نے ہنسی روکتے ہوئے کہا۔

''یہ سالا کپتان۔ میری جھوٹی سچی باتیں واتیں چھپکلی بیگم سے کہتا رہتا ہے اور وہ والد بزرگوار سے۔ میری دوسری سادی وادی کے کئی چانس وانس اس سالے کی وجہ سے کھراب ہوئے ہیں''۔ قاسم نے ایسے معصوم لہجے میں کہا کہ ریکھا ایک بار پھر ہنسنے لگی۔ کرنل فریدی کی مسکراہٹ میں بھی اضافہ ہو گیا۔

''ہنسو۔ خوب ہنسو۔ اس پاگل ہاتھی کی باتوں پر''...... کیپٹن حمید نے کہا تو ریکھا نے قہقہہ بلند کیا۔

''ارے کھبر دار۔ جو مجھے پاگل ہاتھی کہا تو۔ میں گردن وردن دبا دوں گا۔ ہاں''...... قاسم نے کیپٹن حمید سے کہا۔

"بس بھئی قاسم۔ اب تم کیپٹن حمید کو اور زچ مت کرو۔ آج نے اس بیچارے کی بہت کر دی ہے"...... کرنل فریدی نے مسکرا ہوئے کہا تو کیپٹن حمید کا منہ بگڑ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ کوئی ب کمرے کا دروازہ کھلا اور روزا اندار داخل ہوئی۔

"سر۔ وہ کوٹھی تو مکمل طور پر تباہ ہوگئی ہے۔ ایسا لگتا ہے جی وہاں آگ کا سیلاب آ گیا ہو۔ اگر ہم وہاں چند منٹ اور رہ جا تو ہماری ہڈیوں کا بھی سرمہ بن جانا تھا"...... روزا نے سنجیدہ ل میں کہا۔

"تو تم لوگوں کا کیا خیال ہے کہ انہوں نے ہمارے سات رعایت کرنی ہے" ... کرنل فریدی نے کہا۔

"فریدی بیٹے۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں واپس اپنے اص موضوع کی طرف آنا چاہئے۔ فضول باتوں میں ہم بہت سا وقت ضائع کر چکے ہیں"...... کافی دیر کی خاموشی کے بعد طارق صاح نے کہا۔

"انکل۔ آپ کی بات بالکل درست ہے کہ وقت بہت ضائ ہو گیا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ابھی تک یہ بات واضح نہیں ہور کہ یہ کارروائی کس نے کی ہے۔ میں ابھی تک اس بات میں الجھ ہوا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"بیٹے میرا مشورہ تو یہی ہے کہ تم پاکیشیا کے علی عمران کو فون ک لو۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں کوئی کام کی بات معلوم ہو ہی جائے"۔

طارق صاحب نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"وہ مسخرہ بھلا ہمیں کیا کام کی بات بتا سکتا ہے"...... کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اے سالے کپتان۔ میں اپنے بارے میں تو تمہاری باتیں برداست ورداست کر سکتا ہوں۔ مگر مریے کھالہ جاد کے بارے میں کوئی گلط ملط بات مت کرنا۔ ورنہ جبان کاٹ دوں گا"...... قاسم نے کیپٹن حمید کو دھمکی دیتے ہوئے کہا تو اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔

"آپ اپنے اس چہیتے کو سمجھالیں۔ ورنہ آج یہ ضائع ہو جائے گا"...... کیپٹن حمید نے کرنل فریدی سے کہا۔

"قاسم۔ اب تم نے خاموش رہنا ہے۔ اور تم بھی خود پر قابو رکھو"...... کرنل فریدی نے پہلے قاسم سے اور پھر کیپٹن حمید سے کہا۔ کیپٹن حمید سے بات کرتے ہوئے ان کا لہجہ کافی سخت ہو گیا تھا۔ کرنل فریدی کا موڈ دیکھ کر کیپٹن حمید بولا تو کچھ نہیں۔ البتہ اس نے اپنا منہ ضرور پھلا لیا۔

"آپ کہتے تو ٹھیک ہیں لیکن عمران سے اس کی مرضی کے خلاف اگلوانا ناممکن ہے۔ بہرحال میں اس سے بات کرتا ہوں"...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر اس نے اپنی جیب سے اپنا سیل فون نکال لیا۔ عمران کے مخصوص سیل فون نمبرز اسے زبانی یاد تھے اس لئے وہ نمبرز پریس کرنے لگا۔ آخری نمبر کے پریس ہونے کے چند سیکنڈ بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''لیں''...... دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی اور ایک محتاط نسوانی آواز سنائی دی۔ نسوانی آواز سن کر کرنل فریدی حیران ہوا۔ وہ جولیا کی آواز اچھی طرح پہچانتا تھا۔ یہ آواز جولیا کی نہیں تھی۔ پھر اچانک اس نے آواز پہچان لی۔ یہ آواز عمران کی کلاس فیلو اور دوست روشی کی تھی۔ روشی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ایکریمیا میں بلا معاوضہ خدمات سرانجام دیتی تھی۔ روشی کی آواز پہچانتے ہی کرنل فریدی فوراً اپنی جگہ سے اٹھا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے سامنے عمران سے تو بات کر لیتا تھا لیکن روشی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

''ہیلو۔ کون صاحب ہیں''...... چند لمحے گزر گئے اور کرنل فریدی نے کوئی بات نہ کی تو دوسری طرف سے روشی نے پوچھا۔

''مس روشی۔ میں کرنل فریدی بول رہا ہوں''...... کمرے سے باہر آنے اور کمرے کا دروازہ بند کرنے کے بعد کرنل فریدی نے آہستہ آواز میں کہا اور ساتھ ہی وہ لان کی طرف بڑھتا رہا۔

''اوہ کرنل صاحب آپ ہیں۔ خیریت''...... دوسری طرف سے روشی کی چونکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''میں نے عمران کے نمبرز پریس کئے تھے لیکن آواز آپ کی سن رہا ہوں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''کرنل صاحب۔ میں کچھ دیر پہلے ہی ایکریمیا سے اسرائیل پہنچی ہوں۔ جب میں عمران کے بتائے ہوئے ایڈریس پر پہنچی تو

کوٹھی خالی تھی اور آثار بتا رہے تھے کہ یہاں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو اغوا کیا گیا ہے۔ عمران کا یہ سیل فون مجھے ایک کمرے سے ملا ہے اور میں نے اردگرد سے جو معلومات حاصل کی ہیں اس سے معلوم ہوا ہے کہ عمران اور میرے دیگر ساتھیوں کو کرنل ڈیوڈ نے اغوا کیا ہے''...... روشی نے کہا۔

''کرنل ڈیوڈ لیکن یہ کام تو کرنل شمعون کے ذمے لگایا گیا تھا۔ بہرحال۔ اب آپ یہ بتائیں کہ کیا آپ کے پاس میک اپ بکس ہے''...... کرنل ڈیوڈ کا نام سن کر کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

''جی ہاں کرنل صاحب۔ میں نے یہاں آتے ہی میک اپ کر لیا تھا''...... دوسری طرف سے روشی نے کہا۔

''اوکے۔ تم سٹار کالونی میں آ جاؤ۔ اس کالونی میں گوڈان سٹریٹ کے نام سے ایک گلی ہے اس گلی میں کوٹھی نمبر ایک میں ہم موجود ہیں۔ تمہارا نام تو روشی ہی رہے گا لیکن تم میرے ساتھیوں کے سامنے میک اپ میں رہو گی۔ تم یہاں آؤ تو پھر کچھ سوچتے ہیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''کرنل صاحب۔ آپ کے ساتھی میرے نام سے واقف ہی ہیں لیکن شاید میری شکل سے واقف نہیں ہیں اس لئے آپ کہہ رہے ہیں کہ میں آپ کے ساتھیوں کے سامنے اپنی اصلی شکل میں نہ آؤں''...... روشی نے کہا۔

''جی ہاں۔ یہی بات ہے۔ ہم لوگ ایک دوسرے کے بارے

میں جتنا کم سے کم جانیں اتنا ہی بہتر ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''اوکے کرنل صاحب۔ میں کچھ ہی دیر میں آپ کے پاس پہنچ رہی ہوں''...... دوسری طرف سے روشی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ کرنل فریدی نے سیل فون جیب میں رکھا اور کمرے میں واپس آ گیا۔

''اب آپ ہم سے چھپ کر عمران سے باتیں کریں گے''۔ کیپٹن حمید نے شکایتی لہجے میں کہا۔

''عمران سے میری بات نہیں ہوئی اس کا سیل فون کسی اور کے پاس تھا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''کس کے پاس تھا۔ کیا ایکسٹو کے پاس تھا''...... کیپٹن حمید نے ایک ہی دم متجسس لہجے میں کہا۔

''بھلا ایکسٹو کو کیا ضرورت ہے کہ وہ عمران کا سیل فون اپنے پاس رکھے اور پھر ایکسٹو جیسی پراسرار شخصیت مجھ سے کیوں بات کرے گی''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''کمال ہے آپ بھی ایکسٹو سے اس قدر مرعوب ہیں''۔ کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں ہی کیا۔ ساری دنیا ہی اس سے مرعوب ہے''...... کرنل فریدی نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔

''کبھی میرے سامنے آئے گا تو پھر اسے پتا چلے گا کہ وہ کتنے

پانی میں ہے اور میں بھی اس سے پوچھوں گا کہ بول میری مچھلی کتنا پانی''...... کیپٹن حمید نے اس مرتبہ منہ بناتے ہوئے کہا۔

''بھئی میری تو یہی خواہش ہے کہ تم کوئی ایسا ہی کارنامہ سر انجام دو کہ ساری دنیا میں دھوم مچ جائے لیکن بزرگ کہتے ہیں کہ اللہ گنجے کو ناخن نہیں دیتا''...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جب آپ ہی میری حوصلہ شکنی کریں گے تو میں کام کیا خاک کروں گا''...... کیپٹن حمید نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔ انہیں اس طرح باتیں کرتے ہوئے تقریباً نصف گھنٹہ گزر گیا۔ پھر اچانک ہی ڈور بیل کی آواز سنائی دی۔

''روزا۔ گیٹ پر مس روشی آئی ہیں۔ آپ انہیں اندر لے آئیں''۔ کرنل فریدی نے کہا۔

''اوکے سر''...... روزا نے کہا اور اٹھ کر کمرے سے باہر چلی گئی۔ چند لمحوں بعد وہ واپس آئی تو اس کے ساتھ ایک ایکریمی لڑکی بھی تھی۔ یہ روشی تھی اور ایکریمی میک اپ میں تھی۔

''اسلام علیکم''...... اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بلند آواز میں سلام کیا۔

''وعلیکم اسلام''...... کرنل فریدی نے سلام کا جواب دیا اور اس کے استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اس کی وجہ سے باقی افراد بھی صوفوں سے کھڑا ہو گئے۔

''مس روشی۔ آپ غالباً میک اپ میں ہیں''...... کیپٹن حمید نے

روشی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اے سالے کپتان وپتان۔ تمہیں اتنا بھی پتا وتا نہیں کہ ہر فل فلوٹی میک اپ شیک اپ کرتی ہے''...... قاسم نے ہنستے ہوئے کہا تو کیپٹن حمید نے اسے غصے سے دیکھا۔

''اب تم جاہل ہو تو میں کیا کر سکتا ہوں''...... کیپٹن حمید نے غصے سے کہا۔

''میں مجاق کر رہا تھا۔ مجھے مالوم ہے کہ تم اس میک اپ شیک اپ کی بات رہے ہو جس سے انسان کی شکل ہی بدل جاتی ہے۔ ویسے آپش کی بات وات ہے۔ مس روسی جس سکل میں بھی آ جائیں۔ اچھی لگتی ہیں۔ ایک دم فشٹ کلاس فل فلوٹی''...... قاسم نے روشی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''قاسم بھائی۔ میری تو خواہش ہے کہ میری آپ سے شادی ہو جائے''...... روشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شادی کی خواہش بھی ہے اور مجھے بھائی بھی کہتی ہو''...... قاسم نے شکائتی لہجے میں کہا۔

''اس کی دو وجوہات ہیں۔ پہلی تو یہ ہے کہ شادی سے پہلے لڑکے بھائی ہی ہوتے ہیں''...... روشی نے کہا۔

''اور دوسری وجہ کیا ہے مس روشی''...... ریکھا نے مسکراتے ہوئے پوچھا وہ سب ہی قاسم کی باتوں سے محفوظ ہو رہے تھے۔

''دوسری وجہ ہے سر عاصم۔ ان کے ہاتھ ہر وقت ایک ہنٹر ہوتا

ہے۔ جس سے وہ قاسم بھائی کو شڑاپ شڑاپ مارتے رہتے ہیں۔ کیونکہ انہیں مسز قاسم بہت عزیز ہیں۔ اب اگر میں نے قاسم بھائی سے شادی کر لی تو پھر ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے بھی اس ہنٹر سے ماریں اور مجھے گن سے ڈر نہیں لگتا لیکن ہنٹر سے میں بہت ہی ڈرتی ہوں۔ کمر پر ایک بھی ہنٹر پڑ جائے تو کئی دنوں تک درد رہتا ہے۔ کیوں قاسم بھائی میں ٹھیک کہہ رہی ہوں نا''...... روشی نے فقرے کے آخر میں قاسم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مس روشی۔ تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو۔ اللہ تعالیٰ ایسا ظالم باپ کسی کو بھی نہ دے۔ جو نہ صرف اپنے اکلوتے بیٹے پر ہنٹر سے ظلم کرتا ہے بلکہ اس کی دوسری شادی میں بھی رکاوٹ ہے''۔ قاسم نے گلو گیر آواز میں کہا اور ساتھ ہی اس کا ہاتھ اپنی کمر پر بھی گیا۔ کمر پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس نے سسکی بھری۔ جیسے اب بھی اس کی کمر دکھ رہی ہو۔

''تمہارے غلط کاموں کی وجہ سے ہی سیٹھ عاصم تمہیں ہنٹر سے مارتے ہیں''...... کیپٹن حمید نے منہ منا کر کہا۔

''مجھ مجلوم کی دعا ہے اللہ تعالیٰ تمہیں سیٹھ عاصم جیسا والد بررگوار عطا کرے''...... قاسم نے دعائیہ انداز میں ہاتھ بلند کرتے ہوئے معصوم سے لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید کی شکل دیدنی ہو گئی۔ جبکہ روشی اور ریکھا اپنے قہقہے پر قابو نہ پا سکیں اور تو اور روزا جیسی سنجیدہ مزاج لڑکی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔ یہ دیکھ کر کیپٹن

حمید یکدم ہی اٹھا اور قاسم کی طرف بڑھا۔

''رک جاؤ حمید''...... کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید فوراً رک گیا۔

''تم لوگوں کی فضول باتوں کی وجہ سے بہت سا وقت ضائع ہو گیا ہے۔ جبکہ ہم یہاں ایک اہم مشن پر آئے ہیں''...... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید منہ بنا کر واپس صوفے پر بیٹھ گیا۔

''جی مس روشی۔ آپ عمران کے بارے میں کچھ بتا رہی تھیں''...... کرنل فریدی نے بدستور سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کرنل صاحب۔ مجھے معلوم ہوا کہ عمران اور دیگر ساتھی اسرائیل میں مشن پر آئے ہوئے ہیں تو میں نے عمران سے بات کی اور میں اسرائیل آ گئی۔ عمران نے مجھے جو ایڈریس دیا تھا میں وہاں پہنچی تو کوٹھی خالی تھی اور آثار بتا رہے تھے کہ یہاں کے مکینوں کو اغوا کیا گیا ہے۔ میں نے ارد گرد سے معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ اس کوٹھی پر جی پی فائیو کی وین اور جیپ دیکھی گئی ہے اور جیپ میں کرنل ڈیوڈ خود موجود تھا۔ ایک کمرے سے مجھے عمران کا یہ سیل فون بھی ملا اور میں ابھی سوچ ہی رہی تھی کہ کسی اور ساتھی سے رابطہ کرنے کی کوشش کروں کہ عمران کے سیل فون پر آپ کی کال آ گئی''...... روشی نے تفصیل سے گفتگو کرتے ہوئے کہا۔ اس طویل گفتگو میں اس نے یہ نہیں بتایا کہ وہ گمشدہ سائنس دانوں کا ایک

کلیو ملنے پر اسرائیل آئی ہے۔ یہ بات اس نے صرف عمران کو ہی بتانے کا فیصلہ کیا تھا۔ اس کے بعد عمران کی مرضی تھی کہ وہ جسے چاہتا بتا دیتا۔

''علی عمران اور اس کے ساتھیوں کو کرنل ڈیوڈ اٹھا کر لے گیا ہے تو وہ لوگ اس وقت خطرے میں ہوں گے''...... طارق صاحب نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ عمران اور دیگر ساتھی کرنل ڈیوڈ کے لئے تر نوالہ نہیں ہیں۔ اگر اس نے ان پر ہاتھ ڈالا ہے تو نقصان بھی اٹھائے گا''۔ روشی نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ بات کرنل ڈیوڈ سے بڑھ کر بھلا کون جانتا ہے کہ عمران ان کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔ اس لئے وہ جلد از جلد عمران کا خاتمہ کرنے کی کوشش کرے گا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''پھر آپ کا یہ خیال ہے کہ ہمیں جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر پر کارروائی کرنی چاہئے''...... روشی نے کہا۔

''ہاں۔ اور یہ کارروائی بھی فوری ہونی چاہئے''...... کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کھڑا ہو گیا۔ کرنل فریدی کو کھڑے ہوئے دیکھ کر اس کے ساتھی بھی اٹھنے لگے۔

''صرف ہریش اور روزا ہمارے ساتھ آئیں۔ باقی ابھی یہیں رہیں''...... کرنل فریدی نے کہا۔ چونکہ اس نے یہ بات حتمی لہجے میں کہی تھی۔ اس لئے کسی کو اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

کرنل فریدی دیوار میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھا۔ الماری میں میک اپ کا بکس، میڈیکل بکس، اسلحہ اور ان ضرورت کا دیگر تمام سامان موجود تھا۔ سائنس سیکورٹی سسٹم کو جام دینے والی ایم مشین بھی الماری میں موجود تھی۔ انہوں نے ضرورت کا سامان اٹھا کر اپنی جیبوں میں منتقل کیا۔ پھر روشی، رو ہرلیش اور کرنل فریدی کمرے سے باہر آ گئے۔ باہر لاؤنج میں کاریں کھڑی ہوئی تھیں ان کی چابیاں بھی اگنیشن میں موجود تھیں ایک کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر کرنل فریدی بیٹھ گیا۔ پچھلی سیٹ روزا اور روشی بیٹھ گئیں جبکہ ہرلیش گیٹ کھولنے کے لئے گیٹ طرف بڑھا گیا۔ پھر چند ہی لمحوں بعد کار سڑک پر آ گئی تھی۔ ہرلیش فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا اور کار تیز رفتاری سے جی پی فائیو ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تقریباً دس منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد وہ جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر پہنچ گئے۔ پھر جیسے ہی ان کی نظریں سامنے اٹھیں وہ چاروں ہی بری طرح چونک پڑے۔

حصہ اول ختم شد

25B
عمران سیریز نمبر
سلور جوبلی نمبر

ہاٹ لائن

حصہ دوم

ارشاد العصر جعفری

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ / پاک گیٹ ملتان

جملہ حقوق دائمی بحق ناشران محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز، مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

مصنف ---- ارشاد العصر جعفری

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی

---------- محمد علی قریشی

ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی

طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

"اتنی دیر سے آنکھیں بند کئے بیٹھے ہو کیا سوچ رہے ہو"۔ تمثیلہ نے کہا تو میجر پرمود نے آنکھیں کھول دیں۔

"بہت ہی الجھا ہوا مسئلہ ہے۔ ڈاکٹر مراد صاحب اور دیگر سائنس دانوں کی کوئی خبر نہیں مل رہی"...... میجر پرمود نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ میجر پرمود اپنے ساتھیوں سمیت دو گھنٹے قبل اسرائیل پہنچا تھا۔ وہ اپنے ساتھیوں کو لائٹ کالونی کی کوٹھی نمبر بیس میں چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ اس کی منگیتر تمثیلہ جو عرف عام میں لیڈی بلیک کہلاتی تھی۔ لاٹوش، آفتاب سعید جو کہ وائٹ شارک کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ کیپٹن نوازش اور کیپٹن توفیق اس کے ساتھ آئے تھے۔ میجر پرمود تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ غائب رہا تھا۔ واپس آ کر اس نے کافی کا ایک کپ پیا تھا اور اس کے بعد کرسی سے سر لگا کر آنکھیں بند کر لی تھیں۔

''تم خواہ مخواہ الجھ رہے ہو۔ حالانکہ یہ تو سیدھا سیدھا کیس ہے''۔تمثیلہ نے کہا۔

''کیسے''...... میجر پرمود نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ ساری شرارت اسرائیل کی ہے اور کرنل ڈیوڈ اس بارے میں سب کچھ جانتا ہو گا۔ لہٰذا اس کرنل ڈیوڈ کو پکڑا جائے۔ وہ خود ہی بتائے گا کہ سائنس دان کہاں ہیں''......تمثیلہ نے کہا۔

''لیڈی بلیک بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے میجر۔ ہمیں کرنل ڈیوڈ پر ہی ہاتھ ڈالنا ہو گا''......وائٹ شارک نے کہا۔

''لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم کنفرم ہوں کہ یہ کارروائی اسرائیل نے ہی کی ہے''...... لاٹوش نے کہا۔

''کرنل ڈی نے سلور لیبارٹری کے سیکورٹی سسٹم کے بارے میں جو تفصیلات بتائی تھیں۔ اس کے مطابق تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ کوئی اس لیبارٹری کو نقصان پہنچادے اور چونکہ سیکورٹی سسٹم اسرائیل کے کنٹرول میں تھا اس لئے صرف اسرائیل ہی اس میں کوئی گڑبڑ کر سکتا تھا۔ لہٰذا مجھے شک ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ یہ کارروائی صرف اور صرف اسرائیل نے ہی کی ہے''...... وائٹ شارک نے کہا۔

''اوکے۔ اگر تمہارا اور تمثیلہ کا خیال یہی ہے تو میں مان لیتا ہوں''...... میجر پرمود نے کہا۔

''تمہارے [illegible] کے لئے صرف تمثیلہ بھابھی کا کہہ دینا ہی

کافی ہوتا ہے''...... لاٹوش نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ شادی سے پہلے یہ حال ہے تو شادی کے بعد کیا حال ہو گا''...... وائٹ شارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ان کی باتیں سن کر بلیک لیڈی کے چہرے پر حیا آلود مسکراہٹ آ گئی اور اس نے نظریں جھکالیں۔ بلیک لیڈی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ مشرقی لڑکی بھی تھی اس لئے حیا اس کی فطرت میں شامل تھی۔

''تم لوگ ایجنڈے سے ہٹ چکے ہو''...... میجر پرمود نے انہیں اصل موضوع کی طرف لانے کے لئے کہا۔

''یہی حل ہے کہ کرنل ڈیوڈ کو ہی قابو میں کیا جائے اور اسی سے پوچھا جائے کہ سائنس دان کہاں ہیں''...... وائٹ شارک نے کہا۔

''کرنل ڈیوڈ اسرائیل کی طاقتور اور بااختیار سیکرٹ ایجنسی کا چیف ہے۔ اس کا اغوا کوئی آسان کام نہیں ہے''...... لاٹوش نے کہا۔

''اگر ہم نے آسان کام ہی کرنے ہیں تو بلگارنیہ میں اپنی گلی محلے میں کوئی دکان کھول کر نہ بیٹھ جائیں۔ ملک ملک کی خاک چھاننے کی کیا ضرورت ہے''...... لیڈی بلیک نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تمثیلہ بھابھی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ سیکرٹ فیلڈ میں ہمیں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر کام کرنا پڑتا ہے''...... وائٹ شارک نے منہ

بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ مجھے تو یہ بات معلوم ہی نہیں تھی''...... لاٹوش نے طنز لہجے میں کہا۔

''آپس میں لڑنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لہٰذا اپنی اپنی فقرہ بازی بند کرو''...... میجر پرمود نے کہا۔

''میجر۔ لائحہ عمل تو تم نے تیار کرنا ہے۔ ہم نے تو تمہارے پر سرِتسلیم خم کرنا ہے''...... لاٹوش نے میجر پرمود سے کہا۔ لاٹوش ا وائٹ شارک میجر پرمود کے دوست تھے۔ چونکہ دونوں باصلاحی سیکرٹ ایجنٹ تھے اس لئے میجر پرمود سے ان کی گہری دوستی تھ اور وہ میجر پرمود سے بے تکلفانہ لہجے میں بات کرتے تھے۔ می پرمود زیادہ تر اکیلا ہی مشنز پر جاتا تھا اور اس کا مزاج تنہا کام کر تھا لیکن ایسے مشن پر جہاں اسے ساتھیوں کی ضرورت پڑ سکتی تھی اپنے ساتھیوں کو ساتھ لے لیتا تھا۔ اس کے ساتھ عموماً اس کی منگیت تمثیلہ، لاٹوش، وائٹ شارک، کیپٹن توفیق اور کیپٹن نوازش ہو تھے۔ کیونکہ یہ کئی مشنز میں ایک ساتھ کام کر چکے تھے۔ اس لئے یہ ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھتے تھے۔

''اگر تم سب کا یہی خیال ہے کہ کرنل ڈیوڈ سے معلومات مل سکتی ہیں تو ہم جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر سے اسے اغوا کر لاتے ہیں''۔ میجر پرمود نے باری باری ان سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی راستہ بھی

نہیں ہے''...... لیڈی بلیک نے کہا۔

''اوکے۔ سب ماسک میک اپ کرلو۔ اس کوٹھی میں ہماری ضرورت کا تمام سامان بھی موجود ہے۔ ہم جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر پر ریڈ کر دیتے ہیں''...... میجر پرمود نے کہا۔

''لیکن اس سے پہلے یہ معلوم کر لینا چاہئے کہ کرنل ڈیوڈ وہاں موجود ہے بھی یا نہیں''...... وائٹ شارک نے کہا۔

''تم چلنے کی تیاری کرو۔ یہ میں راستے میں ہی معلوم کرلوں گا''۔ میجر پرمود نے کہا تو وہ سبھی کھڑے ہو گئے۔ پھر چند منٹوں بعد وہ سب افراد دو کاروں میں سوار ہو کر جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھ گئے تھے۔ جیسے ہی یہ جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر کے قریب پہنچے انہیں زبردست فائرنگ کی آواز سنائی دی اور وہ چونک پڑے۔

”خنجر مجھے دو۔ میں اس عمران کے ٹکڑے اپنے ہاتھوں سے کر کے اپنے دل میں بھڑکتی ہوئی آگ کو بجھاؤں گا“...... ہوش میں آتے ہوئے عمران کے کانوں میں یہ آواز پڑی تو اس کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ اس کے سامنے کرسی پر کرنل ڈیوڈ بیٹھا ہوا تھا۔ جس کی آنکھوں میں نفرت، انتقام اور فتح کے ملے جلے تاثرات تھے۔ عمران خود راڈز والی کرسی پر بندھا ہوا تھا۔ راڈز سے جکڑے ہونے کے باوجود اس کے ہاتھ پشت پر کر کے رسی سے باندھ دیئے گئے تھے۔ اس کے اردگرد اس کے تمام ساتھی اسی کی طرح بندھے ہوئے تھے اور وہ بے ہوش تھے۔

کرنل ڈیوڈ خود تو عمران کے سامنے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ اس کے دائیں بائیں چار مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔ ان چار کے علاوہ چھ مزید افراد بھی ایک دیوار کے ساتھ قطار میں کھڑے

ہوئے تھے اور ان کے ہاتھوں میں جدید ترین مشن گنیں موجود تھیں۔ ان سب کی نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں پر تھیں۔

”بھلا گوشت کے ٹکڑوں سے بھی آگ بجھتی ہے کرنل ڈیئر“۔ ایک ہی نظر میں اردگرد کا جائزہ لینے کے بعد عمران نے بڑے ہی محبت بھرے انداز میں کہا۔

”تمہارے جسم سے نکلتے ہوئے خون کا ایک ایک قطرہ میرے دل کی آگ پر پھوار بن کر برسے گا۔ جیسے جیسے تمہارا جسم سے خون نکلتا جائے گا۔ میرے دل کو قرار آتا جائے گا“...... کرنل ڈیوڈ نے خوفناک لہجے میں کہا۔

”اف۔ تمہیں اتنی نفرت ہے مجھ سے“...... عمران نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”صرف مجھے ہی نہیں عمران۔ اسرائیل کے بچے بچے کو تم سے نفرت ہے۔ تم نے اسرائیل کو اربوں ڈالرز کا نقصان پہنچایا ہے۔ سینکڑوں اسرائیلیوں کی گردنیں توڑی ہیں اور اسرائیل کے سینکڑوں پراجیکٹ مٹی میں ملا دیئے ہیں۔ تم عصر حاضر میں اسرائیل کے سب سے بڑے دشمن ہو اور ہر اسرائیلی تمہاری موت کا خواہاں ہے اور آج اسرائیلیوں کے سارے خواب پورے ہو جائیں گے۔ تمہاری موت کی ویڈیو بنے گی۔ اسرائیل کا بچہ بچہ تمہاری اذیت ناک موت کا نظارہ کرے گا اور پھر پورے اسرائیل میں تمہاری موت کا جشن ہو گا انسانی تاریخ کا سب سے شاندار جشن“۔ کرنل

ڈیوڈ نے عمران سے اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔
''میں نے جو تمہارے پراجیکٹ مٹی میں ملائے وہ عالم اسلام کے خلاف تھے اور آئندہ بھی تمہارا جو پراجیکٹ عالم اسلام کے خلاف ہو گا۔ میں اسے اسی طرح خاک میں ملادوں گا۔ اور سنو۔ جن اسرائیلیوں کی میں نے گردنیں توڑی ہیں وہ شیطان کے نمائندے تھے۔ وہ باطل طاقت بن کر حق کے خلاف میدان عمل میں آ گئے تھے اور تمہیں تو تاریخ کا پتا ہو گا کرنل ڈیوڈ کہ ازل سے لے کر آج تک باطل کے جو، جو نمائندے حق کے خلاف آئے ہیں۔ وہ خس وخاشاک کی طرح بہہ گئے ہیں اور آج تک نہیں بلکہ قیامت تک یہ عمل جاری رہے گا''...... عمران نے نہایت ہی سنجید لہجے میں کہا۔
''یہ تمہاری سوچ ہے جو کہ بکواس ہے۔ آج کے بعد تمہاری سوچ بھی ختم ہو جائے گی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔
''یہ تمہاری غلط فہمی ہے کرنل ڈیوڈ اور تم تاریخ سے آنکھیں پھ رہے ہو''...... عمران نے طنزاً کہا۔ کرنل ڈیوڈ نے اس کی بات کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ وہ اپنے ہاتھ میں موجود خنجر کو غور سے دیکھ لگا۔ خنجر کی چمک بہت تیز تھی۔ وہ چند لمحوں تک خنجر کو دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ آ گئی اور پھر وہ اپنی کرسی اٹھ کھڑا ہوا۔
اس دوران عمران اپنے ناخنوں میں مخصوص کیمیکل

بلیڈوں سے رسی کاٹ چکا تھا لیکن کرسی کے فولادی راڈز سے چھٹکارہ پانے کی کوئی صورت دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ عمران کو اس بات کا اچھی طرح احساس تھا کہ کرنل ڈیوڈ اس سے انتہائی نفرت کرتا ہے۔ اس نے عمران کے خلاف کوئی قدم اٹھانے میں ایک لمحہ کی تاخیر بھی نہیں کرنی لیکن اس وقت وہ جال میں پھنسے ہوئے شیر کی طرح بے بس تھا۔ اسے دیوار میں نصب بجلی کے بورڈ پر ایک قطار میں لگے بہت سے بٹن دکھائی دے رہے تھے اور اس کا خیال تھا کہ اس کرسی کے راڈز ان بٹنوں سے منسلک ہیں۔
''کرنل ڈیوڈ۔ مجھے لگتا ہے کہ میرا آخری وقت آن پہنچا ہے۔ کیونکہ اس وقت مجھے اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی''۔ عمران نے مایوس سے لہجے میں کہا۔
''ہاہاہا۔ اب تم مجھ سے زندگی کی بھیک مانگو گے''...... کرنل ڈیوڈ نے ایک طویل قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔
''نہیں۔ تم میری فطرت سے آگاہ ہو۔ میں مرجانا تو بہتر سمجھوں گا لیکن زندگی کی بھیک نہیں مانگوں گا۔ صرف تم سے ایک گزارش کرنی ہے اگر تم میری آخری خواہش سمجھ کر مان لو تو''۔ عمران نے کہا۔
''اچھا۔ بولو۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم''...... کرنل ڈیوڈ نے لہجے کو شاہانہ بناتے ہوئے کہا۔
''میں نے اس امریکن حبشی سے ایک نہایت اہم بات کرنی

ہے۔ تم کچھ دیر کے لئے اسے ہوش میں لے آؤ۔ میری بات کے بعد اسے دوبارہ بے ہوش کر دینا''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ان دونوں حبشیوں میں سے کسی کو بھی ہوش میں نہیں لایا جا سکتا''...... کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ اس کی بات کے جواب میں عمران اس سے کچھ کہتا کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل ڈیوڈ کی پی اے اندر داخل ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں کارڈلیس فون سیٹ تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

''باس۔ پی اے ٹو پریذیڈنٹ آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ کی پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ کرنل ڈیوڈ نے اس کے ہاتھ سے کارڈلیس فون سیٹ لیا اور کان سے لگا لیا

''یس۔ کرنل ڈیوڈ اسپیکنگ''...... کرنل ڈیوڈ نے نسبتاً نرم آواز میں کہا۔

''سر۔ آپ فوراً پریذیڈنٹ آفس پہنچیں۔ صدر مملکت نے آپ کو فوراً بلایا ہے''...... دوسری طرف سے صدر کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''او کے۔ میں آ رہا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس نے کارڈلیس سیٹ فون واپس اپنی پی اے کو دے دیا۔

''عمران۔ تمہاری قسمت نے تمہاری زندگی کی چند گھڑیاں بڑھا دی ہیں۔ مجھے فوری صدر مملکت سے ملنے جانا ہے۔ میں ان سے مل

آؤں تو پھر پروگرام کے مطابق تمہارے جسم کے ٹکڑے کروں گا''۔ کرنل ڈیوڈ نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے دروازے کی طرف قدم بڑھائے اور خنجر ایک طرف پھینک دیا۔ اگلے ہی لمحے وہ کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کی پی اے بھی اس کے پیچھے پیچھے چلی گئی تھی۔ جبکہ دیگر مسلح افراد وہیں رہ گئے تھے اور وہ سب عمران کی طرف دیکھ رہے تھے۔

''تم میں سے انچارج کون ہے''...... عمران نے مسلح افراد سے پوچھا۔

''میں ہوں۔ کیا کہنا ہے تم نے''...... ایک آدمی نے نہایت ہی کرخت لہجے میں کہا۔

''بھائی۔ تم پیار سے بھی بول سکتے ہو تمہاری مجھ سے کوئی دشمنی تو نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''شٹ اپ۔ ہمیں تم سے بولنے کی اجازت نہیں ہے''...... اس نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

''بیشک تم مجھ سے نہ بولو لیکن اپنا نام تو بتا دو''...... عمران نے میٹھے لہجے میں کہا۔

''میرا نام وائٹر ہے''...... انچارج نے کرخت لہجے میں ہی اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''وائٹر۔ یہ بڑا عجیب نام ہے۔ کس نے رکھا تھا تمہارا یہ نام''۔ عمران نے کہا۔

''شٹ اپ۔ اب اگر تم بولے تو میں تمہیں گولی مار دوں گا''۔ وائٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

''اگر تم میرا ایک کام کر دو تو پھر میں خاموش ہو جاؤں گا۔ ورنہ میں تو اسی طرح بولتا رہوں گا''...... عمران نے کہا۔

''میں کہہ رہا ہوں۔ میں تمہیں گولی مار دوں گا''...... وائٹر نے مشین گن کا رخ عمران کی طرف کرتے ہوئے کہا۔

''تم مجھے گولی مار ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ کرنل ڈیوڈ نے مجھے اپنے ہاتھوں سے مارنا ہے۔ مجھے اپنے ہاتھوں سے مار کر ہی اس کے انتقام کی آگ بجھے گی۔ ورنہ تو وہ ساری زندگی سلگتا رہے گا اور اگر تم نے مجھے گولی مار دی تو وہ تمہیں گولی مار دے گا اس کے غصے سے تو تم واقف ہی ہو''...... عمران نے شوخ لہجے میں کہا تو وائٹر ہونٹ کاٹنے لگا۔

''خاموش ہو جاؤ ورنہ زبان کاٹ دوں گا''...... وائٹر نے غصیلے لہجے میں کہا

''میں کہہ رہا ہوں کہ میرا ایک کام کر دو۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ اگر تم میرا کام کر دو گے تو پھر میں کرنل ڈیوڈ کے آنے تک خاموش رہوں گا''...... عمران نے کہا۔

''اچھا بتاؤ۔ کیا کام ہے تمہارا''...... وائٹر نے چند لمحوں تک سوچنے کے بعد کہا۔

''یہ جو دونوں حبشی ہیں ان کی گردن کی پشت پر خنجر کی نوک

چبھاؤ اس قدر کے چند خطرے خون کے نکل آئیں''...... عمران نے وائٹر سے کہا۔

''اس سے تمہیں کیا فائدہ ہو گا''...... وائٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ان کے خون کی قربانی سے اس بلڈنگ پر آنے والی آفت ٹل جائے گی۔ جس کی وجہ سے ہم بھی بچ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''حیرت ہے۔ تم ایشیائی لوگ ابھی تک توہم پرستی سے باہر نہیں نکلے''...... وائٹر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم اسے ہماری توہم پرستی سمجھ لو لیکن اگر تم آج میری بات ن لو تو تمہیں ایک نیا تجربہ ہو جائے گا۔ پھر تم کبھی بھی ایشیائی ندوں کو توہم پرست نہیں کہہ سکو گے''...... عمران نے کہا۔

''اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں یہ تجربہ کر کے دیکھ لیتا ہوں''...... وائٹر ے منہ بناتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اس طرف بڑھا جہاں خنجر گرا ہوا ۔ یہ خنجر کرنل ڈیوڈ نے کمرے سے باہر جاتے ہوئے پھینکا تھا۔ ا نے خنجر اٹھایا اور پھر وہ جوزف اور جوانا کی طرف بڑھا۔ عمران ، اسے ہدایت دی اور اس نے عمران کی ہدایت کے مطابق ف اور جوانا کی گردنوں کی پشت پر خنجر کی نوک چبھائی تو ان ں کی گردنوں سے خون نکلنے لگا۔ وائٹر نے طنزیہ نظروں سے ان کی طرف دیکھا تو عمران کے چہرے پر بھی طنزیہ مسکراہٹ آ

گئی۔

''سنا ہے کہ تم بہت پڑھے لکھے انسان ہو۔ اس کے باوجود میں اتنی توہم پرستی موجود ہے''...... وائٹر نے کہا۔

''میری بات پر عمل کر کے تم نے بھی توہم پرستی کا ثبوت د ہے''......عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہم اور توہم پرستی۔ یہ ممکن ہی نہیں''...... وائٹر نے نہای مضبوط لہجے میں کہا۔

''شعوری طور پر نہ سہی لاشعوری طور پر تم توہم پرست ہو'' عمران نے کہا۔ اس کے بعد عمران نے جوانا اور جوزف کی طرف دیکھا جو ہوش میں آ چکے تھے۔ ان کا ہوش میں آنا گردن پر ک لگنے کی وجہ سے تھا۔

''اوہ۔ انہیں خودبخود کیسے ہوش آ گیا۔ وائٹر نے جوزف اور جو کو ہوش میں دیکھ کر حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''اس میں حیران ہونے والی کون سی بات ہے۔ میں بھی خ بخود ہوش میں آ گیا تھا''......عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم باس کی موجودگی میں ہوش میں آ گئے تھے۔ لہٰذا تمہار ہوش میں آنے کی ذمہ داری ہم پر عائد نہیں ہوتی۔ جبکہ ا دونوں حبشیوں کے ہوش میں آنے کی ذمہ داری ہم پر ڈال د جائے گی اور باس ہم سب کو گولی مار دے گا''...... وائٹر نے پریشا لہجے میں کہا۔

''پھر اب تم کیا کرو گے''......عمران نے کہا۔

''میں انہیں دوبارہ بے ہوشی کا انجکشن لگا کر بے ہوش کر دیتا ہوں''...... وائٹر نے کہا اور اس کے بعد وہ ایک دیوار کی طرف بڑھا۔ اس دیوار میں ایک الماری بنی ہوئی تھی۔

''تم دونوں نے رسیاں کاٹ لی ہیں''......عمران نے جوزف اور جوانا سے پاکیشیائی زبان میں پوچھا۔

''یس باس۔ یس ماسٹر''...... جوزف اور جوانا نے بیک وقت آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں نے کرسیوں کے راڈز بھی توڑنے ہیں''......عمران نے بدستور پاکیشیائی زبان میں کہا۔

''یس باس۔ یس ماسٹر''...... اس بار بھی ان دونوں نے ایک ہی وقت میں جواب دیا۔ وائٹر نے الماری میں سے میڈیکل بکس نکال کر بے ہوشی کے دو انجکشن تیار کیے اور واپس مڑا۔

''یہ لو۔ تم اس حبشی کو انجکشن لگاؤ۔ میں اس حبشی کو لگاتا ہوں''...... وائٹر نے ایک انجکشن اپنے ایک ساتھی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جوانا کی طرف اشارہ بھی کیا۔ اس کا ساتھی انجکشن لے کر جوانا کی طرف بڑھا جبکہ وہ خود جوزف کی قریب آ گیا۔

جیسے ہی وہ دونوں جوزف اور جوانا کے قریب آئے۔ جوزف اور جوانا نے پوری قوت کرسیوں کے راڈز پر صرف کر دی۔ وائٹر اور

اس کا ساتھی حیرت سے جوزف اور جوانا کو دیکھنے لگے لیکن انہیں حیران ہونے کا بھی زیادہ موقع نہ ملا۔ فولادی راڈز ٹوٹے اور پلک جھپکتے ہی جوزف اور جوانا نے وائٹر اور اس کے ساتھی کو اٹھا کر دیگر مسلح افراد پر اچھال دیا۔ کرنل ڈیوڈ کے ساتھیوں کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ کوئی انسان کرسیوں کے فولادی راڈز بھی توڑ سکتا ہے۔ اس لئے وہ اپنی جگہ اطمینان سے کھڑے ہوئے تھے۔ لہٰذا اپنے ساتھیوں سے ٹکرا کر وہ فرش پر گرتے چلے گئے۔

جوزف اور جوانا بھاری بھرکم ہونے کے باوجود پرندوں کی طرح اڑتے ہوئے ان افراد پر جا گرے جو وائٹر اور اس کے دوسرے ساتھی کی زد میں نہیں آئے تھے اور اس غیر متوقع صورت حال کی وجہ سے بت بن کر رہ گئے تھے۔ جوزف اور جوانا نے ان کے ہاتھوں سے مشین گنیں چھینیں اور اگلے ہی لمحے کمرہ فائرنگ کی تیز آواز سے گونج اٹھا۔ کرنل ڈیوڈ کے ساتھی موت کے رقص میں مصروف ہو گئے۔ ان کی دلخراش چیخیں بلند ہوئیں اور وہ گھومنے لگے۔ گھومتے گھومتے وہ فرش پر گرتے اور تڑپنے لگتے۔ جب کمرے میں موجود تمام افراد ہٹ ہو گئے تو جوانا بجلی کے بورڈ کی طرف بڑھا۔ اس نے بٹن دبانے شروع کئے تو کٹاک کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی راڈز کھلتے چلے گئے۔

عمران کی کرسی کے راڈز غائب ہوئے تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور الماری کی طرف بڑھا۔ اگلے ہی لمحے میڈیکل بکس اس کے

ہاتھ میں تھا اس نے میڈیکل بکس میں نظر دوڑائی تو اسے اینٹی گیس انجکشن نظر آ گئے۔ اس نے ایک انجکشن تیار کیا اور تھوڑا تھوڑا اپنے تمام ساتھیوں کو لگا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ سب ہوش میں آ چکے تھے۔

''عمران۔ ہم کہاں ہیں''...... جولیا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمیں ہونا تو وہاں چاہئے تھا جہاں کی ہمیں خبر ہی نہ ہوتی لیکن ہائے میں کیا کروں تمہارا بھائی تمہارا سایہ بن کر تمہارے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ گویا اسے تم پر اعتماد ہی نہ ہو''...... عمران نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''بکواس بند کرو اور صحیح صحیح بتاؤ کہ ہم کہاں ہیں اور اب کیا کرنا ہے''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ہم اس وقت جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر میں ہیں۔ کرنل ڈیوڈ کو صدر نے فوری طور پر طلب کیا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمیں کچھ مہلت مل گئی۔ ورنہ کرنل ڈیوڈ اب تک ہمیں لاشوں میں تبدیل کر چکا ہوتا اور ہماری لاشوں کا قیمہ بھی بنا چکا ہوتا۔ اب ہم نے اس کے آنے سے پہلے جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر سے نکلنا ہے''۔ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''کیا ضرورت ہے ہمیں یہاں سے نکلنے کی۔ ہم کرنل ڈیوڈ کا انتظار کرتے ہیں اور جیسے ہی وہ آئے گا اسے قابو کر کے اس کے

حلق سے ساری معلومات اگلوا لیں گے“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کرنل ڈیوڈ کو کچھ معلوم نہیں ہے۔ جبکہ ہمیں معلوم ہونے والا ہے۔ تم اسلحے پر قبضہ کرو اور یہاں سے نکل چلو“...... عمران نے اس مرتبہ تحکمانہ لہجے میں کہا۔ عمران کو اس لہجے میں بات کرتے دیکھ کر تنویر کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ کوئی اور بات کرتا۔ لہٰذا اس نے فرش پر گری ہوئی ایک مشین گن اٹھالی۔ دیگر ساتھیوں نے بھی اسلحہ اپنے قبضے میں لے لیا۔

”میرے سامنے جو بھی آیا۔ میں اسے اڑادوں گا۔ چاہے کرنل ڈیوڈ ہی کیوں نہ ہو“...... تنویر نے ایسے لہجے میں کہا کہ عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

پھر وہ سب ٹارچر روم سے باہر آ گئے۔ باہر برآمدہ تھا۔ برآمدے کی چھت پر کئی کیمرے لگے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ عمران نے اپنی مشین گن کا رخ ان کیمروں کی طرف کر کے ٹریگر دبادیا۔ فائرنگ کی تیز آواز برآمدے میں گونجی اور سارے کیمرے اڑ گئے۔ ساتھ ہی انہوں نے بہت سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں۔

چند سیکنڈ بعد انہیں برآمدے کے آغاز میں آٹھ دس افراد دکھائی دیئے۔ وہ سب مشین گنوں سے مسلح تھے لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائرنگ کرتے ر چوہان نے ان پر فائرنگ کردی۔ مشین گنوں

کی گولیوں نے ان کے سینوں میں سوراخ کر دیئے اور چونکہ وہ تیز رفتاری سے بھاگتے ہوئے آ رہے تھے اس لئے سینوں پر گولیاں کھانے کے باوجود بھی وہ کئی قدم آگے بڑھ آئے۔ اس دوران ان کی دردناک چیخیں بھی بلند ہوئیں۔ پھر وہ فرش پر گر گئے اور تڑپنے لگے۔ ان کے جسموں سے نکلنے والا خون فرش کو رنگین کرنے لگا۔ عمران اور دیگر ساتھی ان تڑپتے ہوئے افراد سے بچتے بچاتے برآمدے سے نکل آئے۔ جیسے ہی وہ برآمدے سے نکلے ان پر گولیوں کی بوچھار ہوئی۔ وہ برق رفتاری سے زمین پر گر گئے اور رولنگ کرنے لگے۔ ان پر فائرنگ صحن میں کھڑے افراد نے کی تھی۔

ان پر بھی تنویر اور جوانا نے ہی فائرنگ کی اور وہ اچھل اچھل کر زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ اسی دوران ان پر چھت سے فائرنگ ہونے لگی۔ عمران کو ٹارچر روم کی الماری میں سے ہینڈگرنیڈ بھی ملے تھے۔ عمران نے دو ہینڈگرنیڈ اٹھا لئے تھے۔ اب عمران نے ایک ہینڈگرنیڈ کی پین کھینچی پھر وہ رولنگ کرتے کرتے یکدم ہی فضاء میں بلند ہوا اس کا ہاتھ حرکت میں آیا اور اگلے ہی لمحے چھت پر دھماکا ہوا اس دھماکے میں انسانی چیخوں کی آوازیں بھی شامل تھیں۔ اسی لمحے ایک طرف سے تقریباً دس بارہ افراد آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہ دوڑتے ہوئے فائرنگ بھی کر رہے تھے۔ ان پر جوزف اور جوانا نے فائرنگ کی اور ان کا انجام بھی اپنے دیگر

ساتھیوں جیسا ہوا۔

''نکل چلو اب''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور وہ مین گ
کی طرف بڑھے۔ مین گیٹ پر موجود افراد بھی اندر گئے تھے
مارے گئے تھے۔ انہوں نے مین گیٹ کھولا اور باہر نکل آئے ل
باہر نکلتے وہ اچھل پڑے۔

''جی پی سیون کے چیف کرنل شمعون صاحب اپنے کئی ساتھیوں سمیت مارے جا چکے ہیں''...... اسرائیلی صدر نے اپنی بھاری آواز میں کرنل ڈیوڈ سے کہا جو صدر صاحب کے سامنے سر جھکائے بیٹھا تھا۔ وہ چند لمحے پہلے ہی صدر صاحب کے آفس پہنچا تھا اور مؤدبانہ انداز میں سلام کرنے کے بعد سر جھکائے بیٹھ گیا تھا۔

''صدر محترم۔ کرنل شمعون کو عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہلاک کیا ہے اور وہ سب اس وقت میری قید میں ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو اسرائیلی صدر بری طرح چونک پڑا۔

''اوہ۔ عمران تمہاری قید میں ہے''...... صدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ عمران اور اس کے ساتھی اس وقت جی پی فائیو کی لاک اپ میں ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''آپ کے پاس ثبوت ہے کہ کرنل شمعون کو عمران نے ہلاک کیا ہے''...... صدر صاحب نے پوچھا۔

''یس سر۔ میرے پاس ٹھوس ثبوت موجود ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ آپ وہ ثبوت اور عمران کو اس کے ساتھیوں سمیت انٹیلی جنس کے حوالے کر دیں۔ کل صبح ان کے خلاف مقدمے کی سماعت ہو گی اور کل ہی ہمارے ججز انہیں سزائے موت سنائیں گے اور اس سزا پر کل ہی عمل ہو گا اور اس ساری کارروائی کو دنیا بھر کے ٹی وی چینلز پر براہ راست دکھایا جائے گا''...... صدر صاحب نے کہا۔

''یس سر۔ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو انٹیلی جنس کے حوالے کر دیتا ہوں اور آرمی کے ایک دستے کو ان کی نگرانی کے لئے بلوا لیتا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یہ بہتر رہے گا۔ اب میں اس موضوع پر بات کرتا ہوں۔ جس کے لئے میں نے آپ کو فوری طلب کیا ہے''...... اسرائیلی صدر نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ ہمہ تن گوش ہو گیا۔

''ہمیں ایکریمی اعلیٰ افسران نے براہ راست اطلاع دی ہے کہ ایک ایکریمی ایجنسی کو ایک فلیٹ سے لاش ملی ہے یہ لاش ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم کے کارکن کی ہے اس کے فلیٹ میں ایجنسی نے

ریکارڈنگ سسٹم فٹ کیا ہوا تھا کیونکہ وہ شخص مشکوک تھا اور ایک ایکریمی ایجنسی اس کے خلاف خفیہ انکوائری کر رہی تھی۔ مجرم تنظیم کے اس کارکن کو کسی لڑکی نے ہلاک کیا ہے اور اس سے معلومات حاصل کی ہیں۔ یہ معلومات ہمارے سلور پراجیکٹ کے متعلق تھیں''...... صدر صاحب نے اتنا کہا اور خاموش ہو گئے۔ جبکہ کرنل ڈیوڈ آخری بات سن کر بری طرح چونکا۔

''ہمارے سلور پراجیکٹ سے متعلق معلومات''...... کرنل ڈیوڈ نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ مجرم تنظیم کے اس کارکن کے مطابق سلور لیبارٹری کے سائنس دانوں کو افریقی ملک لیراونی میں لے جایا گیا ہے''۔ اسرائیلی صدر نے کہا۔

''اوہ۔ سر کیا سائنس دانوں کو اس مجرم تنظیم نے اغوا کیا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''یہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ ایکریمی اعلیٰ افسر نے وہ ریکارڈنگ ہمیں بھجوائی ہے۔ آپ میرے پی اے سے وہ ریکارڈنگ لے لیں۔ اس ریکارڈنگ سے آپ کو بہت سی معلومات مل جائیں گی''...... اسرائیلی صدر نے کہا۔

''اوکے سر۔ میں ابھی وہ ریکارنگ حاصل کر لیتا ہوں سر۔ اس کے بعد میرے لئے کیا حکم ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''آپ ٹیم لے کر لیراونی جائیں گے اور ان سائنسی دانوں کو

واپس لائیں گے''...... صدر صاحب نے کہا۔

''اوکے۔ سر۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی''...... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جس طرح یہ خبر ہم تک پہنچ گئی ہے اس طرح کافرستان بلگارنیہ اور پاکیشیا وغیرہ تک بھی پہنچ سکتی ہے اور وہ لوگ بھی سائنس دانوں کے حصول کے لئے لیراونی جا سکتے ہیں''...... اسرائیلی صدر نے کہا۔

''یس سر۔ اس بات کا امکان تو ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ان سائنس دانوں سے ہمارا مفاد وابستہ ہے۔ ہمارا پراجیکٹ تباہ ہوگیا ہے لیکن ہم نے دوبارہ اس پراجیکٹ پر کام کرنا ہے۔ لہٰذا آپ کے راستے میں جو بھی مشکل آئے آپ نے اس مشکل کا خاتمہ کرنا ہے اور ہر صورت میں ہر حال میں ان سب سائنس دانوں کو اسرائیل میں لانا ہے''...... صدر نے کہا۔

''سر۔ میں جانتا ہوں کہ ہمارے پراجیکٹ کے لئے یہ سائنس دان بہت ضروری ہیں۔ اس لئے میں انہیں ہر حال میں واپس لاؤں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''اوکے۔ آپ عمران اور اس کے ساتھیوں کو انٹیلی جنس کے حوالے کریں اور فوری طور پر لیراونی روانہ ہو جائیں اس سلسلے میں معمولی سی تاخیر ہمارے مقصد کی موت کا سبب بن سکتی ہے''۔

اسرائیلی صدر نے کہا تو کرنل ڈیوڈ کرسی سے کھڑا ہوگیا اس نے صدر کو زور دار سیلوٹ کیا اور اس کے بعد وہ صدر کے آفس سے باہر آ گیا۔ اس نے صدر کے پی اے سے ریکارڈنگ لی اور پھر اس کی مخصوص کار جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھنے لگی۔ ہیڈکوارٹر کے مین گیٹ پر پہنچ کر اس نے کار کا ہارن بجایا لیکن گیٹ نہ کھلا تو اسے غصہ آ گیا اور اس نے غصے کے عالم میں دوبارہ ہارن بجایا لیکن اب بھی گیٹ نہ کھلا تو اس کا غصہ عروج پر پہنچ گیا اس نے ایک جھٹکے سے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر گیٹ کی طرف بڑھا۔

''ایڈیٹ۔ نانسنس۔ تمہیں میری گاڑی کا ہارن سنائی نہیں دیا۔ میں تم سب کو گولی مار دوں گا''...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے گیٹ پر دباؤ ڈالا تو گیٹ کھل گیا گیٹ کے قریب کوئی بھی نہیں تھا اسے بڑی حیرت ہوئی۔ پھر اس کی نظر سامنے اٹھی اور وہ نہ صرف اچھل پڑا۔ بلکہ اس کی آنکھیں بھی حیرت سے پھٹنے لگیں۔ کچھ ہی فاصلے پر اس کے آدمی زمین پر ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کے اردگرد زمین پر خون بکھرا ہوا تھا اور ان کی حالت سے صاف عیاں ہو رہا تھا کہ وہ سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ کرنل ڈیوڈ نے اپنے ہونٹ بھینچے اور آگے بڑھا۔ کچھ آگے مزید لاشیں بکھری پڑی تھیں۔ وہ برآمدے میں داخل ہوا تو اسے برآمدے میں بھی لاشیں ہی لاشیں دکھائی

دیں۔

"عمران۔ میں تجھے ایسی موت ماروں گا کہ تیری روح قیامت تک چیختی رہے گی"...... کرنل ڈیوڈ نے درندوں کی طرح غراتے ہوئے کہا۔ اسے یقین تھا کہ یہ ساری کارروائی عمران اور اس کے ساتھیوں نے ہی کی ہے۔ وہ لوگ نہ صرف یہ کہ جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر سے فرار ہو گئے تھے بلکہ انہوں نے ہیڈکوارٹر کے تمام افراد کا خاتمہ بھی کر دیا تھا۔ کرنل ڈیوڈ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنے کمرے میں آ گیا۔ اپنی کرسی پر بیٹھنے کے بعد اس نے چند گہرے سانس لئے پھر اس نے سفید رنگ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگایا۔ رسیور میں ٹون موجود تھی۔ وہ تیزی سے نمبرز پریس کرنے لگا۔

"یس کیپٹن رمزے اسپیکنگ"...... کال رسیور ہونے پر دوسری طرف سے جی پی فائیو کے ایک سب آفس کے انچارج کی آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ اسپیکنگ"...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ حکم باس"...... دوسری طرف سے کیپٹن رمزے کا لہجہ انتہائی مؤدبانہ ہو گیا۔

"کیپٹن رمزے۔ تم فوراً ہیڈکوارٹر آ جاؤ۔ اپنے تمام ساتھیوں کو ساتھ لے آؤ۔ ہیڈکوارٹر میں جی پی فائیو کے افراد کی لاشیں پڑی

ہوئی ہیں۔ تم ان لاشوں کو یہاں سے اٹھواؤ اور جی پی فائیو کی سیکورٹی کا انتظام سنبھالو"...... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جی پی فائیو کے افراد کی لاشیں۔ سرانہیں کس نے ہلاک کیا ہے"...... کیپٹن رمزے کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"ایڈیٹ۔ نانسنس۔ بلڈی فول۔ تم میری جواب طلبی کرو گے"...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

"نن۔ نن۔ نو۔ سس۔ سر۔ سس۔ سس۔ سوری۔ سوری سر"۔ کیپٹن رمزے کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"تمہیں جو حکم دیا گیا ہے۔ اس پر عمل کرو۔ فوراً"...... کرنل ڈیوڈ نے بدستور چیختے ہوئے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ ایک بار پھر اس نے دو تین گہرے گہرے سانس لئے اور سرخ رنگ کے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر نمبرز پریس کرنے لگا۔

"یس پریذیڈنٹ آفس"...... رابطہ ملنے پر دوسری طرف سے پی اے ٹو صدر کی آواز سنائی دی۔

"کرنل ڈیوڈ اسپیکنگ"...... کرنل ڈیوڈ نے اس مرتبہ نسبتاً نرم لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ فرمائیے"...... دوسری طرف سے صدر کے پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مجھے فوری طور پر صدر صاحب سے بات کرنی ہے۔ اٹ از ٹاپ ایمرجنسی"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

’’اوکے سر۔ ہولڈ کیجیے۔ میں جناب صدر سے بات کرتا ہوں‘‘..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

’’ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر موجود ہیں‘‘..... تقریباً ایک منٹ کے بعد پی اے کی آواز سنائی دی۔

’’یس‘‘..... کرنل ڈیوڈ نے مختصراً کہا۔

’’سر۔ جناب صدر سے بات کیجیے‘‘..... پی اے ٹو صدر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

’’یس۔ پریذیڈنٹ آف اسرائیل اسپیکنگ‘‘..... چند لمحوں بعد اسرائیلی صدر کی آواز سنائی دی۔

’’سر۔ میں کرنل ڈیوڈ عرض کر رہا ہوں‘‘..... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’یس کرنل صاحب۔ کیا کہنا ہے آپ کو‘‘..... دوسری طرف سے اسرائیلی صدر نے پوچھا۔

’’سر۔ فلسطینیوں کے گروپس نے مل کر جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر پر ریڈ کیا ہے اور مجرموں کو چھڑا کر لے گئے ہیں‘‘۔ کرنل ڈیوڈ نے دھیمے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

’’کیا جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر پر ریڈ‘‘..... دوسری طرف سے صدر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

’’سر۔ میں تو آپ کی خدمت میں حاضر تھا۔ جبکہ تمام ایکشن

گروپس بھی اس وقت ہیڈکوارٹر میں موجود نہیں تھے۔ ہیڈکوارٹر میں صرف دفتری عملہ اور چند سیکورٹی گارڈز موجود تھے اور اس بات کا فائدہ فلسطینی گروپس نے اٹھایا ہے‘‘..... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’کرنل ڈیوڈ صاحب۔ یہ بہت برا ہے۔ ہماری ٹاپ سیکرٹ ایجنسی، جس کے پاس طاقت، وسائل اور اختیارات کی کمی نہیں۔ اس کے ہیڈکوارٹر پر اس طرح کا ریڈ۔ ویری ویری سیڈ مسٹر کرنل ڈیوڈ‘‘..... دوسری طرف سے اسرائیلی صدر کی افسوس بھری آواز سنائی دی۔

’’سر۔ میں ابھی عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرتا ہوں اور انہیں عبرت ناک سزا سے ہمکنار کرتا ہوں‘‘..... کرنل ڈیوڈ نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

’’نہیں۔ آپ نے کوئی لمحہ ضائع کئے بغیر لیراونی روانہ ہونا ہے۔ کیونکہ وہ سائنس دان ہمارے لئے زیادہ اہم ہیں۔ ہم کرنل شومارک کو جی پی سیون کا نیا چیف بنا رہے ہیں۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کارروائی کر لیں گے اور آپ فوراً روانہ ہو جائیں‘‘..... دوسری طرف سے صدر نے کہا۔

’’اوکے سر۔ میں ابھی اپنی ٹیم کے ساتھ لیراونی روانہ ہو رہا ہوں‘‘..... کرنل ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’اوکے۔ وش یو گڈ لک‘‘..... دوسری طرف سے صدر صاحب

کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کال منقطع ہو گئی۔ کرنل ڈیوڈ نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا رسیور رکھنے کے بعد وہ چند لمحوں تک کچھ سوچتا رہا پھر اس نے سفید رنگ کے ٹیلی فون کا رسیوا اٹھایا اور نمبرز پریس کرنے لگا۔

''یس لیڈی ٹینا اسپیکنگ''...... کال رسیو ہونے پر دوسری طرف سے نسوانی آواز سنائی دی۔

''کرنل ڈیوڈ اسپیکنگ''...... کرنل ڈیوڈ نے اپنے مخصوص سخت لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ چیف آپ۔ فرمائیے''...... دوسری طرف سے لیڈی ٹینا کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا۔

''میں ٹیم کے ساتھ بیرون ملک مشن پر جا رہا ہوں۔ لہٰذا تم تیار ہو کر فوراً ہیڈکوارٹر آ جاؤ''...... کرنل ڈیوڈ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے باس۔ میں چند منٹوں میں آپ کے پاس پہنچ رہی ہوں''...... دوسری طرف سے لیڈی ٹینا نے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے کریڈل پر انگلی رکھ کر ہٹائی۔ ٹون آنے پر وہ ایک بار پھر نمبرز پریس کرنے لگا۔ یہ مشن بہت اہمیت کا حامل تھا اور وہ صرف ٹاپ ایجنٹ ساتھ لے جانا چاہتا تھا۔

عمران اور اس کے ساتھی جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر سے جیسے ہی باہر نکلے تو اس کی نظر باہر کھڑے افراد پر پڑی۔ جن میں دو لڑکیاں اور دو مرد تھے۔ ایک مرد کے قد و قامت اور انداز سے عمران نے پہچان لیا کہ وہ کرنل فریدی تھا۔ اسی طرح دو لڑکیوں میں سے روشی کو بھی عمران نے پہچان لیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھتے۔ وہاں ایک اور گروپ بھی آ گیا۔ عمران اور کرنل فریدی اس گروپ کو دیکھ کر چونکے۔ کیونکہ اس گروپ میں انہوں نے میجر پرمود کو پہچان لیا تھا۔

''یہاں سرعام سب کا سلام دعا کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس طرف سائیڈ گلی میں ایک کولڈ سٹوریج ہے۔ سب ایک ایک دو دو کی صورت میں وہاں پہنچ جائیں''...... میجر پرمود نے ان کے قریب سے گزرتے ہوئے کہا۔ عمران اور کرنل فریدی نے ایک دوسرے کو

پہچان تو لیا تھا لیکن وہ ایک دوسرے کی طرف بڑھے نہیں تھے۔ اور چونکہ میجر پرمود نے ٹھیک کہا تھا لہٰذا وہ اجنبیوں کی طرح ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے گئے۔ تقریباً پانچ منٹ بعد وہ سب کولڈ سٹوریج میں پہنچ چکے تھے۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو نگرانی پر مامور کر دیا۔

”کرنل صاحب۔ لگتا ہے کہ آپ ابھی تک سائنس دانوں کو ٹریس کرنے میں ناکام رہے ہیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس وقت تک تو تمہیں بھی معلوم نہیں ہے۔ البتہ چند لمحوں بعد کی بات اور ہے“...... کرنل فریدی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”چند لمحوں بعد عمران صاحب کو معلوم ہو جائے گا“...... لیڈی بلیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ کرنل فریدی کی بات سن کر سب کو حیرت ہوئی تھی۔

”ہاں۔ ایکریمیا سے مس روشی کوئی خاص اطلاع لے کر آئی ہیں“...... کرنل فریدی نے کہا۔

”سر۔ مجھے تو معلوم ہوا کہ عمران اور میرے دیگر ساتھی اسرائیل میں ہیں تو میں بھی یہاں آ گئی“...... روشی نے کہا۔

”اگر آپ مجھ سے معلومات چھپانا چاہیں تو اور بات ہے“۔ کرنل فریدی نے دوبارہ مسکراتے ہوئے کہا۔

”روشی۔ کرنل صاحب میرے پیر و مرشد ہیں اور مرشد صاحب

کو کم از کم چہرہ پڑھنے کے فن سے تو آگاہ ہونا چاہئے“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو روشی کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی اور اس کے بعد اس نے تفصیل بھی بتا دی۔

”عمران اور پرمود۔ تم دونوں کو میرا مشورہ ہے کہ تم واپس چلے جاؤ۔ میں سائنس دانوں کو ٹریس کروں گا۔ اس کے بعد یہ سب معزز سائنس دان کافرستان میں ہی سلور پراجیکٹ مکمل کریں گے اس کے بعد میں ان سائنس دانوں کو بحفاظت ان کے ملک پہنچا دوں گا“...... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ کرنل فریدی کی بات سن کر عمران اور میجر پرمود تو پرسکون بیٹھے رہے۔ جبکہ دیگر افراد نے چونک کر اور حیرت بھری نظروں سے کرنل فریدی کی طرف دیکھا۔ جس کے چہرے پر پتھروں جیسی سختی دکھائی دے رہی تھی۔

”یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کرنل صاحب۔ اگر میں آپ کو یہ نہ بتاتی کہ سائنس دان افریقہ کے ملک لیراونی میں ہیں تو پھر آپ کیسے ان کی تلاش میں افریقہ جاتے“...... روشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مس روشی۔ ان سائنس دانوں کے بارے میں ایک نہ ایک دن تو معلوم ہونا ہی تھا۔ آپ کی زبانی نہ سہی کسی اور کے ذریعے سے معلوم ہو جاتا۔ تو یہ اتنی بڑی بات نہیں ہے کہ اسے مدنظر رکھ کر میں کافرستان کے مفاد کو نظر انداز کر دوں“...... کرنل فریدی نے کہا۔

''کافرستان نے یہ پراجیکٹ مکمل کر کے مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنا ہے''...... لیڈی بلیک نے کہا۔

''تمثیلہ بھابھی۔ لگتا ہے کہ آپ کو اس پراجیکٹ کے بارے میں تفصیلات معلوم ہی نہیں ہیں۔ یہ پراجیکٹ انسانوں کی فلاح کے لئے بنایا جا رہا ہے۔ انسانوں کے خلاف یہ ہرگز استعمال نہیں ہوسکتا''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''اگر ہم سب مل کر اس سلور مشن پر کام کریں تو زیادہ بہتر رہے گا۔ کیونکہ یہ ہمارے سائنس دانوں کا بھی مسئلہ ہے''...... لیڈی بلیک نے کرنل فریدی سے کہا اور میجر پرمود کی طرف دیکھا جو نہایت سنجیدہ دکھائی دے رہا تھا۔

''نہیں۔ پہلے یہ پراجیکٹ اسرائیل کا تھا لیکن اسرائیل نے اس میں گڑبڑ کر کے سب کے اعتماد کو نقصان پہنچایا ہے اب کافرستان اس پراجیکٹ کو مکمل کرے گا۔ یہ کافرستان کے بہترین مفاد میں ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''اسرائیل نے تو اس پراجیکٹ میں گڑبڑ نہیں کی۔ سائنس دانوں کا اغوا ہو کر افریقہ پہنچ جانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ کسی اور پارٹی کا کام ہے''...... وائٹ شارک نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

''اس میں اسرائیل کا ہاتھ بھی ہوسکتا ہے۔ بہرحال اس بات کا فیصلہ تو بعد میں ہوگا۔ فی الحال تو آپ لوگوں نے میری بات پر عمل کرنا ہے کہ دونوں پارٹیوں نے واپس جانا ہے''...... کرنل

فریدی نے کہا۔

''کرنل صاحب۔ یہی ہدایت میں آپ کو دے رہا ہوں کہ آپ کافرستان واپس چلے جائیں۔ ہم سائنس دانوں کو واپس بھی لائیں گے اور بلگارنیہ اس پراجیکٹ کو مکمل بھی کرے گا''...... میجر پرمود نے کہا۔

''بلگارنیہ کے پاس ایسی لیبارٹری موجود نہیں ہے کہ وہ اس پراجیکٹ پر کام کر سکے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''یہ آپ کا خام خیال ہے کہ سائنس ترقی پر صرف آپ ہی کا حق ہے۔ بلگارنیہ اب سائنس ترقی میں بہت آگے نکل چکا ہے''۔ میجر پرمود نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''سوچ لو میجر پرمود۔ اگر کہیں ہمارا ٹکراؤ ہوگیا تو میں نے کافرستان کے مفاد کو پیش نظر رکھنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ سیکرٹ فیلڈ ایک اچھے ایجنٹ سے محروم ہو جائے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''جس طرح آپ کو کافرستان کا مفاد عزیز ہے۔ اسی طرح ہمیں بھی بلگارنیہ کا مفاد عزیز ہے اور اگر اس مفاد کے راستے میں ایک کرنل فریدی کیا دس کرنل فریدی بھی آئے تو وہ فنا ہو جائیں گے''۔ میجر پرمود نے کرخت لہجے میں کہا میجر پرمود کی بات سنتے ہی کرنل فریدی کے ساتھیوں کے چہرے غصے سے سرخ ہو گئے اور ان سب کے ہاتھ فوراً ہی اپنی جیبوں میں چلے گئے لیکن کرنل فریدی نے ہاتھ کا اشارہ کر کے انہیں منع کیا۔ میجر پرمود کے ساتھی بھی غصے

میں تھے۔ کرنل فریدی کے ساتھیوں کو جیبوں میں ہاتھ ڈالتے دیکھ کر ان کے ہاتھ بھی اپنی اپنی جیبوں میں چلے گئے۔ لیکن انہیں میجر پرمود نے منع کیا۔ ماحول میں تناؤ پیدا ہو گیا تھا۔ چند لمحے پہلے جو دوست دکھائی دے رہے تھے۔ اب لگ رہا تھا کہ وہ ایک دوسرے کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔

''عمران۔ تمہارا کیا پروگرام ہے''...... کرنل فریدی نے اس مرتبہ عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مرشد۔ میں تو آپ کا مرید ہوں۔ آپ کے نقشِ قدم پر چلوں گا''...... عمران نے انکساری سے کہا۔

''او کے۔ کوشش کرنا کہ تمہارا اور میرا آمنا سامنا نہ ہو۔ ورنہ مرنے سے کوئی تمہیں بچا نہیں سکے گا۔ منع میں تمہیں اس لئے نہیں کر رہا کہ میں جانتا ہوں کہ تم نے میرے کہنے کے باوجود رکنا نہیں ہے''...... کرنل فریدی نے کہا۔ جیسے ہی کرنل فریدی کی بات مکمل ہوئی اسے انتہائی تیزی سے جمپ لگانا پڑ گیا۔ زبردست دھماکا ہوا تھا لیکن کرنل فریدی گولی سے بچ گیا تھا اس کی بات سن کر تنویر نے پلک جھپکنے سے قبل ہی ریوالور جیب سے نکال کر اس پر فائر کر دیا تھا اور یہ کرنل فریدی کی پھرتی ہی تھی کہ وہ بچ گیا تھا۔ ورنہ تنویر کے پختہ نشانے سے بچنا کسی عام انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔ ایک فائر کے بعد دوسرا فائر ہوا۔ یہ فائر بھی تنویر نے ہی کیا تھا لیکن کرنل فریدی اس فائر سے بھی بچ گیا۔ کرنل فریدی کے تمام ساتھیوں نے

اپنا اپنا اسلحہ نکال لیا۔

''رک جاؤ تنویر''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا لیکن تنویر نہ رکا اور اس نے تیسرا فائر بھی کرنا چاہا لیکن عمران تیزی سے حرکت میں آیا اور اس نے تنویر کے ہاتھ سے ریوالور چھین لیا جبکہ دوسری طرف کرنل فریدی کے ساتھیوں کے اسلحہ کا رخ تنویر کی طرف ہو گیا تھا۔

''کوئی بھی فائر نہیں کرے گا''...... کرنل فریدی کا حکم سن کر اس کے ساتھیوں کی انگلیاں ٹریگر پر نرم ہو گئیں یہ ساری کارروائی صرف ایک دو سیکنڈ میں ہی ہو گئی تھی۔

کرنل فریدی کی دھمکی سن کر عمران کے تمام ساتھیوں کو غصہ آ گیا تھا لیکن وہ جانتے تھے کہ اس وقت کرنل فریدی کے خلاف کوئی حرکت عمران کو ناگوار گزرے گی۔ اس لئے سوائے تنویر کے کسی نے بھی کوئی ایکشن نہ لیا۔ جوزف بھی غصے میں تو آیا لیکن سوائے نتھنے پھلانے کے اس نے کوئی اور حرکت نہ کی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران، کرنل فریدی کا بہت احترام کرتا ہے اور جب تک ملکی مفاد کا مسئلہ درپیش نہیں ہوگا عمران کرنل فریدی کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لے گا۔ اس لئے وہ بھی ایکشن میں نہیں آیا تھا۔ تنویر اپنی جذباتی کیفیت پر قابو نہیں رکھ سکا تھا اور وہ فوراً ہی حرکت میں آ گیا تھا۔

''او کے۔ عمران اینڈ میجر پرمود۔ میری بات ذہن میں رکھنا''۔ کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ وہاں سے جانے لگا۔

''میں دعا کروں گی مسٹر تنویر کہ ہمارا اور تمہارا آمنا سامنا ہو۔ کرنل صاحب پر چلائی ہوئی گولیوں کا میں نے تم سے حساب لینا ہے''...... روزا نے کرخت لہجے میں تنویر سے کہا اور پھر آگے بڑھ گئی۔ تنویر کا سرخ چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا تھا لیکن جولیا نے ہاتھ کے اشارے سے اسے خاموش رہنے کو کہا۔ جس کے بعد تنویر کا کھلا ہوا منہ بند ہو گیا۔

''عمران صاحب۔ میں آپ کو واپس جانے کو نہیں کہوں گا۔ البتہ یہ مشورہ ضرور دوں گا کہ اگر کہیں ہمارا اور آپ کا آمنا سامنا ہونے لگے تو آپ اپنا راستہ بدل لیجئے گا۔ کیونکہ ہم نے بھی ہر حال میں اپنے مفاد کو پیش نظر رکھنا ہے اور راستے کی ہر دیوار کو گرانا ہے''...... میجر پرمود نے سنجیدہ لہجے میں عمران سے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران جواب دیتا میجر پرمود ایک جھٹکے سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کی تقلید کی۔

''آؤ بھئی۔ اب ہم بھی یہاں سے نکل چلیں''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور وہ بھی گیٹ کی طرف بڑھا۔

کرنل زید اس وقت اسرائیل کے دارالحکومت میں شار کالونی کی کوٹھی نمبر بیس میں بیٹھا ہوا تھا۔ ڈاگر، نیتو، مائرہ، پولیس کمشنر سائم اور ایگل گروپ کے پہلے پانچ ممبر اس کے ساتھ تھے۔ ایگل گروپ کے ممبران کو ناموں کی بجائے نمبروں سے پکارا جاتا تھا۔

انہیں اسرائیل پہنچے تقریباً نصف گھنٹہ ہوا تھا اور وہ دس منٹ سے اس کوٹھی میں موجود تھے۔ ایئر پورٹ پر ایک آدمی نے انہیں رسیو کیا تھا اور اس کوٹھی میں پہنچا کر چلا گیا تھا۔ کرنل زید نے ایگل فور اور ایگل فائیو کی ڈیوٹی گیٹ پر لگا دی تھی۔ مائرہ نے سب کے لئے کافی تیار کی تھی اور ابھی وہ کافی پی کر فارغ ہوئے تھے۔

''سر۔ کیا یہ آدمی سپیشل ایجنسی کا ایجنٹ تھا''...... کافی پینے کے بعد مائرہ نے زید سے پوچھا۔

''نہیں۔ یہ سپیشل ایجنسی کا آدمی نہیں ہے۔ اس کا نام صالح ہے

اور یہ ایک جہادی گروپ سے تعلق رکھتا ہے۔ میرے اس سے بہت پرانے مراسم ہیں''...... کرنل زید نے کہا۔

''سر۔ کہیں یہ ہماری مخبری نہ کر دے''...... کمشنر صائم نے خدشے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تم چونکہ پولیس آفیسر ہو اور پولیس ہر بندے پر شک کرتی ہے اس لئے تمہیں صالح بھی مشکوک نظر آ رہا ہے۔ صالح ایک بااعتماد نوجوان ہے۔ فلسطینی کاز کے لئے اس نے بے شمار قربانیاں دی ہیں۔ اس کا ایک بھائی اور ایک بھتیجا اسرائیلی فوجیوں کے ہاتھوں شہید ہو چکے ہیں، اس کی ایک سسٹر بھی اسرائیلی فوجیوں کے ہاتھوں بے حرمتی کا شکار ہونے کے بعد شہید ہو چکی ہے''...... کرنل زید نے کہا تو کمشنر صائم کے چہرے پر شرمساری کے تاثرات ابھر آئے۔

''سوری سر۔ میں اپنے الفاظ پر شرمندہ ہوں''...... کمشنر صائم نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''میں نے کہا نا کہ چونکہ تم پولیس آفیسر ہو اس لئے سب پر شک کرتے ہو اس میں تمہارا قصور نہیں ہے''...... کرنل زید نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔ صائم کرنل زید کی ٹیم کا باقاعدہ حصہ نہیں تھا۔ وہ اراڈان کے ایک شہر میں پولیس کمشنر تھا۔ کالج کے زمانے میں وہ کرنل زید کا کلاس فیلو تھا اور اسی وجہ سے اس کی کرنل زید سے دوستی تھی۔ کرنل زید اس مشن پر روانہ ہونے ہی والا تھا کہ صائم

اتفاقاً وہاں آ گیا تھا اور جب اسے معلوم ہوا کہ کرنل زید ایک مشن پر اسرائیل جا رہا ہے تو اس نے ساتھ چلنے کے ضد کی اور اسی وقت اپنے محکمے سے طویل رخصت بھی لے لی۔ کرنل زید سے دوستی کی وجہ سے اسے طویل رخصت لینے میں کوئی دشواری بھی نہیں ہوئی تھی۔

''سر۔ میں کوشش کروں گا کہ ہر کسی پر شک نہ کروں''...... صائم نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''صائم۔ کرنل زید کا دوست تھا لیکن اس کے باوجود وہ کرنل زید سے بے تکلفانہ لہجے میں بات نہیں کرتا تھا۔ کالج کے دور سے ہی وہ کرنل زید کو آپ، جناب جیسے الفاظ سے مخاطب کرتا تھا۔ کیونکہ کرنل زید شاہی خاندان کا فرد تھا اور کالج میں تمام اسٹوڈنٹس اور اساتذہ بھی اس کی اس حیثیت کو مدنظر رکھتے تھے، اب بھی کرنل زید اراڈان کی سپیشل ایجنسی کا چیف تھا اور سپیشل ایجنسی وسیع اختیارات کی حامل ایجنسی تھی۔

''سر۔ کیا آپ کو معلومات مل چکی ہیں کہ ہماری معزز سائنس دان مادام آبیلا کہاں ہیں''...... مائرہ نے کرنل زید سے پوچھا اور اسی وقت اس کی نظر پولیس کمشنر صائم کی طرف اٹھی۔ یہ اتفاق ہی تھا کہ صائم نے بھی اسی لمحے اس کی طرف دیکھا تھا۔ دونوں کی نظریں ٹکرائیں تو مائرہ کے دل کی دھڑکن ہی تیز ہوگئی۔ اس نے فوراً ہی اپنی نظریں جھکالیں۔

"نہیں۔ ابھی یہ معلومات نہیں ملیں لیکن اگر اس کارروائی میں اسرائیل ملوث ہے تو پھر جلد ہی ہمیں معلوم ہو جائے گا۔ جہادی گروپس کا ایک وسیع نیٹ ورک یہاں موجود ہے۔ جو اسرائیلی حکومت کے راز حاصل کرتا رہتا ہے"...... کرنل زید نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا لیکن اس کی تو نظریں ہی جھکی ہوئی تھیں۔

"جی۔ جی سر۔ جی"...... مائرہ نے جھکی جھکی نظروں کے ساتھ اور گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مائرہ۔ تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نا"...... اس کے بولنے کے انداز کو دیکھ کر کرنل زید نے پوچھا۔ ڈاگر نے بھی چونک کر مائرہ کی طرف دیکھا۔ کیونکہ مائرہ اس کی بھتیجی تھی اور اسے سیکرٹ فیلڈ کے لئے تیار بھی اسی نے کیا تھا۔ خود ہی ٹریننگ دی تھی اور ایکریمیا سے مختلف اداروں سے طویل اور کٹھن ٹریننگ دلوائی تھی۔ مائرہ اب سپیشل ایجنسی کی اہم اور ٹاپ ایجنٹ تھی۔

"سر۔ میں ٹھیک ہوں۔ بالکل ٹھیک ہوں۔ بس ایک خیال میرے ذہن کو پریشان کر گیا تھا"...... مائرہ نے کہا۔

"کیا خیال آ گیا تھا تمہارے ذہن میں"...... کرنل زید نے کہا۔

"سر۔ میں بتانا نہیں چاہتی اور آپ کے سامنے جھوٹ بھی نہیں بولنا چاہتی۔ اب بتائیں میں کیا کروں"...... مائرہ نے کہا۔

"مجھے خوشی ہوئی ہے کہ تم جھوٹ بولنے سے پرہیز کر رہی ہو۔ او کے۔ تم مت بتاؤ"...... کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سر۔ آپ صالح کی واپسی کا انتظار کر رہے ہیں"...... صائم نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ مائرہ کی کیفیت کو وہ سمجھ چکا تھا۔ اس کے اپنے دل کی بھی وہی حالت تھی جو مائرہ کے دل کی ہوئی تھی لیکن چونکہ وہ مرد تھا اور پولیس جیسے شعبے سے اس کا تعلق تھا اس لئے اس کی تمام کیفیات دل میں رہیں۔

"جی ہاں۔ صالح اب اسی مقصد کے لئے گیا ہوا ہے"...... کرنل زید نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اسی طرح باتیں کرتے ہوئے انہیں مزید آدھا گھنٹہ گزر گیا اور پھر کمرے کا دروازہ کھلا اور صالح کمرے میں داخل ہوا۔

"جی صالح صاحب۔ کوئی معلومات ملیں"...... وہ ایک صوفے پر بیٹھ چکا تو کرنل زید نے اس سے پوچھا۔

"سر۔ بہت ہی اہم معلومات ملی ہیں"...... صالح نے کہا تو سب نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا۔

"سر۔ حتمی اطلاع تو یہ ہے کہ عالم اسلام کے عظیم فرزند علی عمران اپنے ساتھیوں سمیت اسرائیل میں موجود ہیں۔ ان کے علاوہ کافرستان کے کرنل فریدی بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آئے ہوئے ہیں۔ جی پی سیون کا سربراہ کرنل شمعون اپنے بہت سے ساتھیوں کے ساتھ مارا جا چکا ہے اور یہ کارنامہ بھی غالباً عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کا ہے۔ عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں کو جی پی فائیو کے سربراہ کرنل ڈیوڈ نے گرفتار کر لیا تھا لیکن

وہ لوگ جی پی فائیو کے ہیڈکوارٹر میں موجود تمام افراد کا خاتمہ کر کے وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے“...... صالح نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا کرنل ڈیوڈ بھی مارا جا چکا ہے“...... کرنل زید نے جوشیلے لہجے میں پوچھا۔

”نو سر۔ یہ اس کی خوش قسمتی ہے کہ جب عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں نے یہ کارروائی کی اس وقت کرنل ڈیوڈ اسرائیلی صدر سے ایک اہم میٹنگ میں مصروف تھا“...... صالح نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ اور یہ میٹنگ اس سلور پراجیکٹ کے بارے میں تھی“۔ کرنل زید نے سوالیہ انداز میں کہا۔

”یس سر۔ ہم نے اس میٹنگ کی تفصیل حاصل کی ہے۔ اسرائیلی صدر کو ایکریمیا کی ایک سیکرٹ ایجنسی نے خبر دی ہے کہ سلور لیبارٹری سے اغوا ہونے والے سائنس دان افریقہ کے ایک ملک لیراونی میں موجود ہیں“...... صالح نے کہا تو کرنل زید اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سائنس دانوں کے اغوا میں اسرائیل کا ہاتھ نہیں ہے“...... صائم نے کہا۔

”اسرائیل کی یہ ایک چال بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اسرائیلی صدر نے کرنل ڈیوڈ کو حکم دیا ہے کہ وہ فوری طور پر افریقہ روانہ ہو جائے

اور ہر حال میں ان سائنس دانوں کو بازیاب کرے اور واپس اسرائیل لے آئے اور اس سلسلے میں اگر کوئی رکاوٹ پیش آئے تو ہر صورت میں اس رکاوٹ کو دور کر دیا جائے۔ کیونکہ اسرائیل ہر حال میں یہ پراجیکٹ مکمل کرنا چاہتا ہے“...... صالح نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو کرنل زید سوچ میں ڈوب گیا۔

”ہونہہ۔ یہ کسی اور گروپ کی کارروائی ہو سکتی ہے۔ مزید کیا معلوم ہوا ہے۔ سائنس دان لیراونی میں کس جگہ موجود ہیں“۔ چند لمحوں تک سوچتے رہنے کے بعد کرنل زید نے صالح سے پوچھا۔

”سر۔ مزید معلومات نہیں مل سکیں“...... صالح نے انکار کی صورت میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”نو پرابلم۔ ہم لیراونی جا کر مزید معلومات حاصل کر لیں گے۔ آپ یہ بتائیں کہ کرنل ڈیوڈ افریقہ کے لئے روانہ ہو گیا ہے“۔ کرنل زید نے کہا۔

”یس سر۔ کرنل ڈیوڈ اپنے ساتھیوں کے ساتھ افریقہ روانہ ہو چکا ہے“...... صالح نے کہا۔

”عمران صاحب اور کرنل فریدی ان کے بارے میں کوئی خبر ہے۔ وہ اسرائیل میں موجود ہیں یا غائب ہو چکے ہیں“...... کرنل زید نے پوچھا۔

”نو سر۔ ان کے بارے میں تازہ ترین کوئی اطلاع نہیں ہے۔ جی پی سیون کا نیا چیف انہیں تلاش کر رہا ہے“...... صالح نے کہا۔

''صائم۔ ہمیں فوری طور پر افریقہ پہنچنا ہے۔ جس طرح اسرائیلی حکومت کو اطلاع مل چکی ہے کہ سائنس دان افریقہ میں موجود ہیں۔ اس طرح عمران صاحب اور دیگر گروپس کو بھی اطلاع مل گئی ہو گی۔ ہم نے کرنل ڈیوڈ اور دیگر گروپس سے پہلے ان سائنس دانوں تک پہنچنا ہے''...... کرنل زید نے صائم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوکے سر۔ ہم بالکل تیار ہیں''...... صائم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ افریقہ میں آپ نے کرنل ڈیوڈ سے ہوشیار رہنا ہے۔ وہ نہیں چاہے گا کہ اس کے علاوہ کوئی اور سائنس دانوں تک پہنچے''۔ صالح نے کہا۔

''ہم بھی نہیں چاہیں گے کہ کرنل ڈیوڈ ہم سے پہلے سائنس دانوں تک پہنچ جائے''...... کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں آپ کے لئے ٹکٹوں کا انتظام کروں''...... صالح نے کرنل زید سے پوچھا۔

''جی ہاں۔ آپ ہمارے لئے ٹکٹوں کا بندوبست کر دیں''۔ کرنل زید نے کہا۔

''اوکے سر۔ میں کچھ ہی دیر میں حاضر ہوتا ہوں''...... صالح نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

''سر۔ کیا ہم نے کرنل ڈیوڈ سے پہلے سائنس دانوں تک پہنچنا

ہے''...... صائم نے کرنل زید کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ہم نے سب سے پہلے سائنس دانوں تک پہنچنا ہے اور اگر ہم سے پہلے کوئی اور ان تک پہنچ جاتا ہے تو ہم نے ان سے سائنس دانوں کو حاصل کرنا ہے اس کے لئے چاہے ہمیں کچھ بھی کیوں نہ کرنا پڑے''...... کرنل زید نے کہا۔

''سر۔ اگر ہمارے راستے میں عمران صاحب آ گئے تو پھر''۔ مائرہ نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

''کرنل فریدی اور عمران صاحب کا نام میں نے صالح کے سامنے اس لئے نہیں لیا کہ فلسطین کے تمام جہادی گروپس عمران صاحب سے گہری عقیدت رکھتے ہیں۔ اگر میں اس کے سامنے عمران صاحب کے خلاف کوئی بات کہہ دیتا تو انہوں نے لازماً ہمارے خلاف کارروائی کر دینی تھی لیکن چونکہ معاملہ ملکی مفاد کا ہے اور ملکی مفاد کے سامنے شخصیات کوئی حیثیت نہیں رکھتیں۔ ملکی مفاد کی خاطر اگر تم لوگوں کو مجھے بھی گولی مارنی پڑ جائے تو ایک لمحے کے لئے بھی تمہارے ہاتھوں میں لرزش پیدا نہیں ہونی چاہئے۔ اسی طرح ملکی مفاد کی خاطر اگر مجھے تم میں سے کسی کو گولی مارنی پڑی تو میں ایک لمحے کی تاخیر بھی نہیں کروں گا۔ اراڈان کی بہتری کے لئے اگر میں اپنی جان، تمہاری جان، اپنی منگیتر، کزن اور محبت ڈاکٹر آبیلا کی جان قربان کر سکتا ہوں تو وہاں عمران صاحب کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے''...... کرنل زید نے جذباتی اور کافی طویل گفتگو

کرتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن کیا ہمارے پاس ایسی لیبارٹری ہے کہ ہم اس پراجیکٹ پر کام کر سکیں''...... مائرہ نے کہا۔

''شاہ معظم نے فرمایا ہے کہ وہ تمام وسائل لیبارٹری قائم کرنے میں خرچ کر دیں گے اور اگر ہماری عوام کو ایک مہینہ بھی بھوکا رہنا پڑا تو ہماری عوام بھوکی رہے گی لیکن پراجیکٹ اب ہم بنائیں گے''...... کرنل زید نے کہا۔

''انشاء اللہ۔ سر ایسا ہی ہوگا۔ یہ پراجیکٹ ہم ہی بنائیں گے۔ مائرہ آپ کو عمران سے کچھ زیادہ ہی ہمدردی ہو رہی ہے''...... صائم نے پہلے کرنل زید سے اور پھر مائرہ سے کہا۔ مائرہ سے بات کرتے ہوئے اس کی لہجے میں طنز بھی آ گیا تھا، جسے مائرہ نے بری طرح محسوس کیا۔

''صائم صاحب۔ آپ علی عمران صاحب کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ آپ نے سنا ہوگا کہ صالح نے انہیں عالم اسلام کا عظیم فرزند قرار دیا ہے اور یہ مبالغہ آرائی نہیں ہے۔ بیشک عمران صاحب عالم اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک تحفہ ہیں۔ اسرائیل، ایکریمیا، کافرستان، روسیاہ وغیرہ یہ نام سنتے ہی تھر تھر کانپنے لگتے ہیں، اخلاص، ہمدردی اور مسلم دنیا سے محبت کا سمندر ان کے اندر مرجزن ہے اور ان کے اندر صلاحتیں کس قدر ہیں۔ یہ میں نہیں بلکہ کرنل صاحب بہتر طور پر بتا سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ عمران صاحب کو

مجھ سے زیادہ جانتے ہیں''...... مائرہ نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا تو صائم نے کرنل زید کی طرف دیکھا۔

''میں نے ابھی کہا تھا کہ فلسطین کے تمام جہادی گروپس عمران صاحب سے گہری عقیدت رکھتے ہیں اور وہ عمران صاحب کی خاطر ہمارے خلاف کارروائی بھی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ عمران صاحب میں بہت سی خصوصیات ہیں جس کی وجہ سے وہ اتنے مقبول ہیں۔ میں بھی دلی طور پر ان سے عقیدت رکھتا ہوں۔ ان سے محبت کرتا ہوں لیکن بات وہی ہے کہ جہاں میرے ملک کا مفاد ہوگا میں وہاں صرف عمران صاحب کو ہی نہیں بلکہ اپنے سگے باپ کو بھی میں قربان کر دوں گا''...... کرنل زید نے کہا۔

''مادام مائرہ۔ کیا آپ بھی عمران صاحب سے اتنی ہی محبت کرتی ہیں''...... صائم نے کہا۔

''جس طرح ایک بہن اپنے بھائی سے محبت کرتی ہے۔ اسی طرح میں بھی عمران صاحب سے محبت کرتی ہوں لیکن کرنل صاحب کی طرح میں بھی محب وطن ہوں۔ ملکی مفاد کے خاطر اگر مجھے عمران صاحب کو گولی مارنی پڑی تو میرے ہاتھوں میں لرزش نہیں آئے گی اور نہ ہی ایک لمحے کی تاخیر ہوگی۔ یہ الگ بات ہے کہ بعد میں کئی دنوں تک میں روتی رہوں گی''...... مائرنے کہا۔ مائرہ کے جواب سے صائم کے دل کو تسلی مل گئی۔ ورنہ تو اس کے دل میں یہ خیال آ گیا تھا کہ مائرہ عمران سے محبت کرتی ہے۔ اس خیال سے وہ دکھی

اور پریشان ہو گیا تھا۔ کیونکہ اس کے دل میں کچھ دیر پہلے ہی مائرہ کے لئے محبت کی شمع روشن ہوئی تھی اور وہ اپنے دل میں اس کی تڑپ سی محسوس کرنے لگا تھا۔ اس نے مائرہ کی طرف دیکھا جو اس کی طرف متوجہ تھی۔ دونوں کی نظریں ایک بار پھر ملیں تو مائرہ نے فوراً ہی نظریں جھکا لیں۔ اس بار کرنل زید بھی ان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ دونوں کی آنکھوں میں جلتے ہوئے محبت کے دیپ کی روشنی کو اس نے محسوس کر لیا۔ اس کے ہونٹوں پر دبی دبی مسکراہٹ آ گئی اور پھر اس نے ڈاگبر کی طرف دیکھا۔ ڈاگبر بھی تجربہ کار اور جہاندیدہ انسان تھا۔ اب اس نے بھی اپنی بھتیجی اور صائم کی دلی کیفیت کا اندازہ ان کے چہروں سے لگا لیا تھا اس نے بھی کرنل زید کو دیکھا اور آہستگی سے اثبات کے انداز میں اپنے سر کو ہلا دیا۔

یہ ایک وسیع و عریض اور کشادہ کمرہ تھا۔ کمرے کے وسط میں ایک ٹیبل رکھی ہوئی تھی۔ ٹیبل کی صرف ایک سائیڈ پر چار کرسیاں رکھی ہوئی تھی۔ ان کرسیوں کے سامنے ٹیبل کی دوسری طرف دیوار کے قریب ایک اور آفس ٹیبل رکھی ہوئی تھی اور اس ٹیبل کی دوسری طرف ریوالونگ چیئر بھی موجود تھی۔ کمرے کا صرف یہ حصہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا جبکہ باقی کمرہ روشن تھا۔ اس فرنیچر کے علاوہ کمرے میں کوئی اور چیز دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ اچانک ہی کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک پتلا اور طویل القامت آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ ادھیڑ عمر کے اس آدمی کی آنکھوں میں تیز چمک موجود تھی۔ وہ کمرے میں آ کر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا، چھت پر سے اس پر سرخ رنگ کی روشنی پڑی۔ چند لمحوں تک وہ اس روشنی میں ڈوبا رہا اور پھر روشنی غائب ہو گئی۔ اس

شخص کو کرسی پر بیٹھے ابھی ایک منٹ ہی ہوا تھا کہ دروازہ ایک بار پھر کھلا اس مرتبہ ایک نوجوان کمرے میں داخل ہوا۔ یہ نوجوان بھی دراز قد کا تھا لیکن اس کا جسم نہایت ہی مضبوط اور گٹھا ہوا تھا اس کے سرخ گھنگریالے بال اس کی شخصیت کو نکھار رہے تھے۔ جب وہ کرسی پر آ کر بیٹھا تو اس پر بھی سرخ روشنی پھوار کی طرح پڑی اور وہ اس روشنی میں نہا سا گیا۔ چند لمحوں بعد روشنی غائب ہو گئی اس نوجوان کے آنے کے ایک منٹ بعد دروازہ ایک بار پھر کھلا اور اس مرتبہ ایک نوجوان اور انتہائی خوبصورت لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔ اس نے بغیر بازوؤں کی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ جس کی وجہ سے اس کے بازو مکمل طور پر عریاں تھے۔ اس کے بازو، گردن اور چہرہ آئینہ کی طرح چمک رہے تھے۔ بڑی بڑی نیلی آنکھوں میں جھیل کی سی گہرائی محسوس ہو رہی تھی۔ سیاہ ترشیدہ بال اُس کے کندھوں پر آ رہے تھے۔ وہ کمرے میں داخل ہونے کے بعد تیسری کرسی کی طرف بڑھی۔ جب وہ کرسی پر بیٹھ گئی تو اس پر بھی سرخ روشنی پڑی تو ایسے محسوس ہونے لگا جیسے سنگ مرمر سے تراشی ہوئی مورتی کو آگ میں ڈال دیا گیا ہو۔ اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے دونوں افراد کے لئے یہ منظر دلفریب تھا اور اس لمحے ان کے دل میں خواہش نے جنم لیا کہ کاش یہ منظر ان کی آنکھوں سے کبھی اوجھل نہ ہو لیکن چند ہی لمحوں بعد روشنی غائب ہو گئی اور لڑکی نے ساتھ بیٹھے ہوئے دونوں افراد کے چہروں پر نظر دوڑائی اور اس کے

ہونٹوں پر دبی دبی مسکراہٹ آ گئی اسے اپنے حسن پر جو ناز تھا اس میں اضافہ ہو گیا۔

اس لڑکی کے کمرے میں آنے کے ایک منٹ بعد پھر دروازہ کھلا اور اس مرتبہ ایک چھوٹے قد اور کالی رنگت والا آدمی کمرے میں داخل ہوا۔ چھوٹے قد اور پھیلی ہوئی جسامت کی وجہ سے وہ فٹ بال کی طرح دکھائی دے رہا تھا۔ وہ بھی اس عمل سے گزرا جس عمل سے پہلے تین افراد گزر چکے تھے۔ اس ٹیبل پر چار ہی کرسیاں تھیں اور چار افراد کمرے میں آ چکے تھے۔ اب ان چاروں کی نظریں اندھیرے کی طرف تھیں۔ وہ جب سے کمرے میں آئے تھے خاموش ہی تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ایک دوسرے سے واقف ہی نہ ہوں۔

انہیں کمرے میں آئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کمرے کے اندھیرے والے حصہ میں انہیں یوں محسوس ہوا جیسے دیوار میں ایک خلاء پیدا ہو گیا ہو۔ انہوں نے گھور گھور کر دیوار کی طرف دیکھا۔ دیوار میں ایک خفیف سا خلاء کا نشان محسوس ہوا۔ اس خلاء کو محسوس کرتے ہی وہ چاروں اپنی اپنی کرسیوں سے کھڑے ہو گئے۔ ان کے چہروں پر احترام کے ساتھ ساتھ خوف کے تاثرات بھی دکھائی دینے لگے۔ انہیں اپنی جگہوں پر کھڑے ہوئے تقریباً ڈیڑھ منٹ گزرا ہو گا کہ انہیں خلاء میں سے ایک سایہ آتے ہوئے دکھائی دیا۔

''ہم بلیک چیف کی خدمت میں حاضر ہیں''...... ان چاروں نے بیک آواز اور مؤدبانہ لہجے میں کہا ساتھ ہی انہوں نے اپنی گردنوں کو بھی خم دیا۔ یہ بلیک چیف تھا جو اندھیرے کا ایک حصہ معلوم ہو رہا تھا۔ وہ سایہ ریوالونگ چیئر کے قریب پہنچا اور اس پر بیٹھ گیا۔ کمرے میں گہرا سکوت طاری ہو گیا تھا۔

''وان، بون، فرگی اینڈ روڈو تمہیں اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے''...... کمرے میں ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔ وہ چاروں ہی اس آواز سے واقف تھے یہ آواز ان کے بلیک چیف کی تھی۔ بلیک چیف کا حکم ملنے پر وہ ایک بار پھر کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''تم لوگ جانتے ہو کہ ہماری تنظیم ہاٹ لائن انتہائی خفیہ تنظیم ہے اور ہمارا ہر پراجیکٹ اتنا خفیہ ہوتا ہے کہ کسی کو ہمارے پراجیکٹ کی بھنک تک نہیں پڑتی''...... بلیک چیف کی مخصوص کرخت آواز سنائی دی۔

''یس بلیک چیف۔ ہم انتہائی خفیہ رہ کر کام کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ دنیا ہمارے نام سے واقف نہیں ہے''...... تیسری کرسی پر بیٹھی ہوئی فرگی نے اٹھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر واپس کرسی پر بیٹھ گئی۔

''کچھ عرصہ پہلے ہمیں اطلاع ملی تھی کہ اسرائیل میں ایک عظیم الشان پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے اور یہ ایسا پراجیکٹ تھا کہ جس کے

لئے مختلف نظریات رکھنے والے اور ایک دوسرے کے دشمن ممالک بھی اکٹھے ہو گئے تھے اور اسی بات نے ہمیں اس پراجیکٹ کی طرف متوجہ بھی کیا۔ ہم نے معلومات حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ واقعی یہ ایک عظیم پراجیکٹ ہے۔ جسے مکمل کر کے ہاٹ لائن نہ صرف کھربوں ڈالرز سالانہ کما سکتی ہے بلکہ دنیا پر اپنی اجارہ داری بھی قائم کر سکتی ہے۔ سو اس پراجیکٹ پر کام کرنے والے سائنس دانوں کو اسرائیل سے اغوا کر کے لیراونی پہنچا دیا گیا۔ کیونکہ لیراونی کے ایک جنگل میں ہاٹ لائن کی ایک انتہائی خفیہ اور محفوظ ترین عمارت موجود ہے۔ اس عمارت تک پہنچنا کسی بھی انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ وہاں تک کسی انسان کا پہنچنا کیوں ممکن نہیں ہے اس پر ہم بعد میں بات کریں گے پہلے ہم اس پراجیکٹ پر بات کر لیں جسے اسرائیل نے سلور پراجیکٹ کا نام دیا تھا۔ سائنس دانوں کو اغوا کر کے اس عمارت جسے ہاٹ بلڈنگ کہا جاتا ہے پہنچا دیا گیا۔ اور سائنس مشینری بھی وہاں پہنچا دی گئی۔ جس کی وجہ سے ہاٹ بلڈنگ لیبارٹری میں تبدیل ہو گئی''...... بلیک چیف نے طویل گفتگو کی۔ اس کے بعد وہ خاموش ہوا۔ ان چاروں نے دیکھا کہ اس سائے نے میز کی طرف ہاتھ بڑھایا میز پر رکھی ہوئی شراب کی بوتل بھی انہیں دھندلی سی نظر آ رہی تھی۔ بلیک چیف نے شراب کی بوتل اٹھا کر چند گھونٹ پیئے اور پھر بوتل واپس رکھ دی۔

''ہاٹ لائن کا یہ پراجیکٹ اتنا خفیہ تھا کہ تم لوگوں کو بھی اس

سے بے خبر رکھا گیا۔ حالانکہ تم لوگ ہاٹ لائن کے انچارج چیفس ہو لیکن لیراونی کے ایک مقامی جوڑے، جس نے اس پراجیکٹ پر کچھ کام کیا تھا، کی وجہ سے ہمارا یہ پراجیکٹ آؤٹ ہو گیا۔ یہ خبر ایکریمیا پہنچی اور ایکریمیا سے ہوتی ہوئی ان تمام ممالک تک جا پہنچی جو اس سلور پراجیکٹ میں شامل تھے''...... بلیک چیف اتنا کہہ کر ایک بار پھر خاموش ہو گیا۔

''بلیک چیف۔ کیا اس جوڑے کو سزا دی گئی ہے''...... وان نے کھڑے ہو کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے انہیں معاف کر دیا گیا ہے اور انہیں تعریفی اسناد دی گئی ہیں''...... بلیک چیف نے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا تو وان کا جسم کپکپانے لگا۔

''سس۔ سس۔ سوری۔ بب۔ بلیک چیف''...... وان نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''اس بار تو تمہیں معافی دی جا رہی ہے۔ لیکن آئندہ ایسی بات کی تو تمہیں ریڈریز کی سزا دی جائے گی''...... بلیک چیف نے بدستور غراتے ہوئے کہا تو وان نے اپنے ماتھے پر آیا پسینہ صاف کیا اور طویل سانس لیا۔

''شش۔ شش۔ شکریہ بلیک چیف''...... وان نے بلیک چیف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''او کے بیٹھ جاؤ اپنی کرسی پر''...... بلیک چیف نے کرخت لہجے

میں کہا تو وان فوراً ہی بیٹھ گیا۔

''ہمیں ہاٹ بلڈنگ کی سیکورٹی پر مکمل بھروسہ ہے۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ وہاں تک پہنچنا ممکن نہیں ہے اور ویسے بھی کوئی نہیں جانتا کہ ہاٹ بلڈنگ کہاں ہے۔ یہ صرف مجھے معلوم ہے اور یہ بات تم بھی جانتے ہو کہ مجھ تک پہنچنا بھی کسی کے بس کی بات نہیں ہے لیکن اس کے باوجود ہاٹ لائن کے خلاف کوئی گروپ یا ایجنسی کام کرے یہ ہمیں پسند نہیں ہے۔ لہٰذا تم چاروں اپنے اپنے سیکشن کے ساتھ لیراونی کے ہر حصے پر پھیل جاؤ۔ آپس میں میٹنگ کر کے علاقے تقسیم کر لو۔ جیسے ہی کوئی مشکوک آدمی یا گروپ نظر آئے اس کا خاتمہ کر دو۔ ہم ہاٹ لائن کا نام بھی دنیا کے سامنے نہیں لانا چاہتے''...... بلیک چیف نے ایک بار پھر طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا اور گفتگو کے آخری حصے میں اس کے لہجے میں غراہٹ شامل ہو گئی۔

''بلیک چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ اگر لیراونی میں ہاٹ لائن کا کوئی دشمن آیا تو میں اس کے جسم کے ٹکڑے کر کے وحشی قبائل تک پہنچا دوں گا اور لیراونی کے جنگلات میں ایسے وحشی قبائل بھی موجود ہیں جو انسانی ہڈیاں تک چبا جاتے ہیں اور کچھ قبائل ایسے ہیں جو انسانی ہڈیوں کا سوپ بڑے شوق سے پیتے ہیں''...... روڈو نے بڑے ہی خوفناک لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا تو فریگی نے اسے ستائشی نظروں سے دیکھا۔

"اوکے۔ آج کی میٹنگ کا اختتام ہوتا ہے۔ اب تم لوگ جا سکتے ہو"...... بلیک چیف نے کہا تو وہ چاروں ایک ساتھ کرسیوں سے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے گردن کو خم دیکر بلیک چیف کو سلام کیا اور اس کے بعد کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

جب وہ چاروں کمرے سے باہر جا چکے تو بلیک چیف بھی اپنی کرسی سے کھڑا ہوا۔ دیوار میں پیدا ہونے والا خلاء ابھی تک موجود تھا۔ وہ اس خلاء سے دوسری طرف آ گیا۔ دوسری طرف بھی ایک کمرہ تھا جیسے ہی وہ اس کمرے میں آیا اس کے پیچھے خلاء بند ہو گیا۔ وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے دیوار پر تین بار بوٹ کی نوک ماری اور پھر پیچھے ہٹ گیا۔ تقریباً دس سیکنڈ بعد دروازے کی دائیں طرف دیوار کا ایک حصہ غائب ہو گیا اور وہاں خلاء بن گیا۔ بلیک چیف نے اس خلاء میں قدم رکھے۔ دوسری طرف سیڑھیاں تھیں۔ جو نیچے جا رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اترنے لگا۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک طویل و عریض تہہ خانے پر ہوا۔ اس تہہ خانے میں ایک طرف دروازہ نظر آ رہا تھا۔ بلیک چیف اس دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازہ کھول کر وہ دوسری طرف آ گیا۔ دوسری طرف ایک تنگ سا راستہ تھا۔ وہ اس راستے پر تیز قدموں سے چلنے لگا۔ وہ کافی دیر تک چلتا رہا پھر اس کے سامنے سیڑھیاں آ گئیں تو وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ آخری سیڑھی پر پہنچ کر اس نے دیوار پر تین بار بوٹ کی ٹھوکر ماری تو اس دیوار میں

بھی ایک خلاء پیدا ہو گیا اور وہ اس خلاء کو عبور کرتا ہوا دوسری طرف آ گیا۔ یہ ایک درمیانے سائز کا کمرہ تھا۔ جو آفس کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ سجاوٹ میں نفاست نظر آ رہی تھی۔ یہاں پہنچنے کے بعد بلیک چیف نے اپنے چہرے پر ہاتھ مارا اور ناخنوں سے اپنی جلد کھینچنے لگا۔ اس کے چہرے سے ماسک اترنے لگا۔ ماسک اتارنے کے بعد اس نے اپنا کالا کوٹ بھی اتار کر ایک طرف رکھ دیا۔ اس کے بعد اس کے قدم باتھ روم کی طرف اٹھے ہی تھے کہ کمرے میں مترنم سی بیل بجنے لگی۔ اس بیل کو سنتے ہی بلیک چیف اچھل پڑا اور تیزی سے کرسی کی طرف بڑھا۔ کرسی پر بیٹھنے کے بعد اس نے ٹیبل پر رکھے ہوئے کمپیوٹر کے مانیٹر کی ایک کیبل سی پی یو سے نکال کر ٹیبل پر رکھے ہوئے سوئچ بورڈ میں لگا دی جیسے ہی کیبل سوئچ بورڈ میں لگی بیل کی آواز بند ہو گئی۔ بلیک چیف نے ایک سوئچ دبایا تو فوراً ہی مانیٹر کی سکرین روشن ہو گئی۔ سکرین پر ایک روبوٹ دکھائی دیا جس کے ماتھے پر سپر باس لکھا ہوا تھا۔

"بلیک چیف اپنے سپر باس کی خدمت میں حاضر ہے"۔ بلیک چیف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بلیک چیف۔ اپنا کوڈ دہراؤ"...... سکرین پر روبوٹ کا منہ ہلتا ہوا دکھائی دیا لیکن مشینی آواز کی بجائے انسانی آواز سنائی دی۔

"ایچ ایل زیرو زیرو نائن زیرو"...... بلیک چیف نے اپنا کوڈ بتاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب یہ بتاؤ کہ کیا تم نے اپنے انچارج چیفس سے میٹنگ کر لی ہے''...... مانیٹر سے سپر باس کی آواز سنائی دی۔

''یس سپر باس۔ میں نے انہیں ہوشیار رہنے کی ہدایت دے دی ہیں۔ اب لیراونی میں ہمارا کوئی بھی دشمن ہماری نظروں میں آئے بغیر داخل نہیں ہو سکتا۔ جیسے ہی ہمارا کوئی دشمن یہاں آئے گا اس کا فوری خاتمہ کر دیا جائے گا''...... بلیک چیف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سنو بلیک چیف۔ یہاں آنے والے ہمارے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ وہ مختلف گروپس کی صورت میں لیراونی آ رہے ہیں اور وہ سب کے سب انتہائی خطرناک اور ذہین لوگ ہیں۔ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو چوبیس گھنٹے ہوشیار رہنا ہو گا۔ اگر تم ایک لمحے کے لئے بھی ان کی طرف سے غافل ہوئے تو پھر نہ صرف تم مارے جاؤ گے بلکہ پوری تنظیم کا بھی خاتمہ ہو جائے گا۔ میں نے اس لئے تم سے دوبارہ رابطہ کیا ہے تاکہ تمہیں احساس ہو جائے اور تم خود کو طاقتور اور انہیں کمزور سمجھ کر مار نہ کھا جاؤ''۔ سپر باس کی آواز سنائی دی۔

''مجھے احساس ہو رہا ہے سپر باس۔ جن افراد کو آپ خطرناک کہہ رہے ہیں۔ وہ یقیناً خطرناک ہی ہوں گے۔ ورنہ تو آپ کسی کو بھی مکھی، مچھر سے زیادہ اہمیت ہی نہیں دیتے''...... بلیک چیف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ تمہاری یہ بات سن کر میں مطمئن ہو گیا ہوں کہ تم اب لاپرواہی کا مظاہرہ نہیں کرو گے اور طاقتور دشمنوں کو طاقتور سمجھ کر نہایت ہی ذہانت سے ان کا قلع قمع کرو گے اور ہر وقت اپنے ساتھیوں کو واچ کرو گے اور جس طرح میں نے تمہیں ان دشمنوں کے خطرناک ہونے کا احساس دلایا ہے تم یہ احساس اپنے ساتھیوں کو دلاؤ گے''...... سپر باس کی آواز سنائی دی۔

''سپر باس۔ آپ کے ہر حکم کی تعمیل ہو گی''...... بلیک چیف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اگر تمہیں کوئی مسئلہ در پیش ہو جائے تو تم نے فوراً ہیڈکوارٹر سے رابطہ کرنا ہے''...... سپر باس نے ہدایت دی۔

''اوکے سپر باس''...... بلیک چیف نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وش یو گڈ لک''...... سپر باس کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی سکرین سے روبوٹ غائب ہو گیا۔ بلیک چیف نے مانیٹر آف کر کے سوئچ بورڈ سے کیبل نکال کر سی پی یو میں لگا دی۔ اس کے بعد اس نے بٹن دبایا تو کمپیوٹر آن ہو گیا۔ اس نے کی بورڈ کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ انٹرکام کی بیل بجنے لگی۔

''یس''...... اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آج ہوٹل میرونا کی نیلامی ہے اور میڈم میرونا نے آپ

کے لئے میسج دیا کہ آپ اس نیلامی میں ضرور حصہ لیں''...... دوسری طرف سے اس کی پی اے کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

''آپ ایسا کریں کہ میڈم سیرونا کو فون کریں اور اس سے کہیں کہ پرنس بشام کے پاس اتنی دولت ہے کہ وہ میرونا ہوٹل کی منہ مانگی قیمت دے سکتا ہے۔ لہٰذا وہ نیلامی کینسل کریں اور ہمیں ہوٹل کی قیمت بتادیں۔ ہم فوراً ہی قیمت ادا کر دیں گے''...... بلیک چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ عام زندگی میں وہ پرنس بشام کے نام سے جانا جاتا تھا۔ افریقہ کے کئی ممالک میں اس کے ہوٹل تھے۔ لیراونی میں بھی اس کا پرنس بشام ہوٹل بہت معروف تھا اور اس وقت وہ جس کمرے میں بیٹھا ہوا تھا وہ اس کے پرنس بشام ہوٹل کا آفس تھا۔ وہ اپنے ملازمین سے بہت ہی نرم لہجے میں بات کرتا تھا۔ اسی کمرے سے وہ ہاٹ لائن کے ہیڈکوارٹر میں جاتا تھا اور جب وہ ہاٹ لائن کے ہیڈکوارٹر جاتا تھا تو اس کمرے کو سیلڈ کر دیتا تھا۔ جب اس کا کمرہ سیل ہو جاتا تھا تو اس کی پی اے سمجھتی تھی کہ وہ ریٹائرنگ روم میں ریسٹ کر رہا ہے۔ ہوٹل کے ملازمین میں سے کوئی بھی اس کی بلیک چیف کی حیثیت کو نہیں جانتا تھا۔

جیسے ہی بلیک چیف نے انٹرکام کا رسیور رکھا ٹیبل کی دراز میں سے بیل کی آواز آنے لگی۔ یہ اس کے سیل فون کی آواز تھی۔ یہ سیل فون ایکریمیا کی ایک کمپنی کا تھا۔ جو صارفین کو ہر طرح کی راز

داری کی ضمانت دیتی تھی۔ اگر اس کمپنی کا سیل فون ایکریمیا کے قومی مفاد کے خلاف استعمال ہوتا تو پھر کمپنی ایکریمی ایجنسیوں کے کہنے پر اس نمبر کی کالز کا ریکارڈ تیار کرتی تھی اور وہ ریکارڈ سیکرٹ ایجنسی کو مہیا کرتی تھی۔ دوسری صورت میں کمپنی اپنے جاری کردہ نمبرز کا ریکارڈ کسی کو مہیا نہیں کرتی تھی اس لئے اس کمپنی کے جاری کردہ سیل فون محفوظ ترین تھے اور دنیا بھر میں کہیں بھی استعمال ہو سکتے تھے۔

اس نے دراز میں سے سیل فون نکالا اور کال اوکے کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگا لیا۔

''بلیک چیف اسپیکنگ''...... اس نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں فریگی بول رہی ہوں۔ میں نے دو مشکوک افراد کو گرفتار کیا ہے''...... دوسری طرف سے فریگی کی آواز سنائی دی۔

''دو افراد لیکن ہمارے تو بہت سے دشمنوں نے یہاں آنا ہے''۔ بلیک چیف نے کرخت لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں نے انہیں بے ہوش کر کے گرفتار کیا ہے۔ اگر آپ حکم دیں تو میں انہیں ہوش میں لا کر ان سے ان کے دوسرے ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کروں''...... فریگی کی آواز سنائی دی۔

''یہ بہت ضروری ہے فریگی۔ تم ان سے ان کے باقی ساتھیوں

کے بارے میں پوچھو۔ جب یہ سب افراد پکڑے جائیں تو پھر ان کا خاتمہ کر کے ان کی لاشوں کو روڈو کے حوالے کر دینا۔ وہ انہیں کسی آدم خور قبیلے کے حوالے کر دے گا''...... بلیک چیف نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوکے باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی''...... دوسری طرف سے فریگی کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو بلیک چیف نے کال منقطع کر کے سیل فون جیب میں رکھ لیا۔

''سپر باس تو انہیں انتہائی خطرناک کہہ رہے تھے لیکن یہ تو بہت آسانی سے پکڑے گئے اور جب یہ اتنی آسانی سے پکڑے گئے ہیں تو ان کا خاتمہ بھی نہایت آسانی سے ہو جائے گا''...... بلیک چیف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ سپر باس کے فون سے وہ کچھ پریشان ہو گیا تھا جبکہ فریگی کے فون نے اسے مطمئن کر دیا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ فریگی بظاہر جتنی خوبصورت، معصوم اور بھولی نظر آتی ہے۔ حقیقت میں وہ انتہائی خونخوار، سفاک اور تشدد پسند لڑکی ہے۔ بلیک چیف کو یقین تھا کہ پکڑے جانے والے دونوں افراد اس کے سامنے زبان کھولنے میں دیر نہیں لگائیں گے۔

''عمران صاحب۔ اگر سارے گروپس مل کر مشن پر کام کرتے تو کیا یہ بہتر نہیں تھا''...... نعمانی نے کہا۔ وہ سب اس وقت باغون سٹی کے ہوٹل پیراڈائز کے ایک کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لیراونی، باغون سے تقریباً ایک سو کلو میٹر کے فاصلے پر تھا۔ یہاں پہنچتے ہی عمران نے جوزف اور جوانا کو چند ہدایت دے کر لیراونی روانہ کر دیا تھا اور باقی ساتھیوں کے ساتھ اس ہوٹل میں آ گیا تھا۔ کافی پینے کے بعد ان کی گفتگو شروع ہو گئی تھی۔

''نہیں۔ ہم سب لوگوں کے کام کرنے کا انداز مختلف ہے۔ اس لئے ہم سب ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ ہم لوگ الگ رہ کر ہی بہتر انداز میں کام کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود نے تو انتہائی خود غرضی کا مظاہرہ کیا ہے۔ حالانکہ متعدد بار آپ نے ان کی مدد کی

ہے۔ نہ صرف مدد کی ہے بلکہ آپ نے تو کئی بار ان کے لئے جان کی بازی تک لگائی ہے''...... چوہان نے کہا۔

''وہ دونوں بھی کئی موقعوں پر میری مدد کر چکے ہیں لیکن جہاں بات ہو اپنے اپنے ملکی مفاد کی تو پھر صرف قومی مفاد ہی پیش نظر ہوتا ہے۔ کرنل فریدی اور میجر پرمود کو ہدایت دی گئی ہے کہ وہ ان سائنس دانوں کو اپنے ملک پہنچائیں۔ اب دلچسپ بات یہ ہے کہ کرنل زید کو بھی اس کی حکومت نے یہی ہدایت کی ہے اور وہ بھی یہی مقصد لئے لیراونی کی جانب گامزن ہے۔ اگر ہم کرنل زید کے راستے کی دیوار بھی بنے تو وہ یہ دیوار گرا دے گا''...... عمران نے فقرے کے آخر میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران کیا تمہیں بھی کوئی ہدایت دی گئی ہے''...... جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا پردہ نشین چیف ان حالات سے آگاہ ہے۔ کرنل زید کی خبر اسی نے مجھے دی ہے اور چونکہ اس پراجیکٹ میں اب ہر کوئی اپنے اپنے مفاد کو پیش نظر رکھ رہا ہے تو پھر پاکیشیا اپنے مفاد کو کیوں نظر انداز کرے۔ ہماری بھی خواہش ہے کہ ہماری آنے والی نسلیں خوشحال ہوں۔ بیماریوں سے محفوظ ہوں۔ مضبوط اور طاقتور ہوں اور معاشی طور پر اتنی مستحکم ہوں کہ دوسری قوموں کی مدد کریں اور اگر یہ پراجیکٹ پاکیشیا بنا لیتا ہے تو ہمارا خواب شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ کرنل ڈیوڈ ہمارے ہاتھوں سے ایک بار پھر بچ گیا ہے لیکن اس وقت اس کی حالت پاگل کتے جیسی ہو گی۔ ہماری تلاش میں وہ کبھی ادھر بھاگ رہا ہو گا اور کبھی اُدھر۔ کاش میں اس وقت اسرائیل میں ہوتا اور اس کی یہ حالت اپنی آنکھوں سے دیکھتا''۔ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے۔ کرنل ڈیوڈ بھی سائنس دانوں کی تلاش میں لیراونی کے لئے روانہ ہو چکا ہے اور اس دوران اگر اس کی نظر ہم پر پڑ گئی تو اس نے ایک لمحہ ضائع کئے بغیر ہم پر بموں کی بارش کر دینی ہے''...... عمران نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اسے بھی اطلاع مل گئی ہے کہ سائنس دان لیراونی میں ہیں''...... روشی نے کہا۔

''وہ بھی ایک سیکرٹ ایجنسی کا چیف ہے کوئی کنویں کا مینڈک تو نہیں کہ اسے دنیا کے حالات کا علم ہی نہ ہو''...... عمران نے کہا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''تم اسے کنویں کے مینڈک سے تشبیہ دے رہے ہو۔ تنویر نے اسے پاگل کتا کہا ہے۔ کیوں بیچارے کی اتنی بے عزتی کر رہے ہو''...... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''او۔ ہو۔ یہ کرنل ڈیوڈ کی نہیں بلکہ کنویں کے مینڈک اور پاگل کتے کی بے عزتی ہے''...... عمران نے کہا تو ان سب کے قہقہے بلند ہوئے۔

''عمران صاحب۔ اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔ کیا ہمارا یہاں قیام کافی طویل ہے''...... قہقہے تھمنے کے بعد صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ یہاں ہمارا قیام مختصر سا ہے۔ ہم نے یہاں افریقی میک اپ کرنا ہے اور اس کے بعد بسوں پر بیٹھ کر لیراونی روانہ ہو جانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''افریقی میک اپ''...... تنویر نے سوالیہ انداز میں کہا۔

''جن لوگوں نے سلور لیبارٹری جیسی جدید اور سیکورٹی کے لحاظ سے ناقابل شکست لیبارٹری سے سائنس دانوں کو اس طرح غائب کیا ہے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ تو وہ کوئی عام لوگ یا عام مجرم نہیں ہوں گے۔ انہوں نے یقیناً ہمارے لئے جال پھیلا رکھے ہوں گے اور اگر ہم یونہی اندھا دھند لیراونی جائیں گے تو سیدھے ان کے جال میں جا پھنسیں گے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ان لوگوں کے بارے میں معلوم نہیں ہوا کہ یہ کون لوگ ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''ابھی تک تو معلوم نہیں ہو سکا۔ یہاں تک کہ تمہارا چیف بھی اس کوشش میں مصروف ہے۔ شاید اسے معلوم ہو جائے لیکن فی الحال معلوم نہیں''...... عمران نے کہا۔

''اگر میک اپ کرنا ہے تو پھر باتوں میں وقت کیوں ضائع کیا جا رہا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''سفر کی تھکاوٹ اتاری جا رہی تھی اب چونکہ سب فریش ہو

چکے ہو لہٰذا میک اپ شروع کر دو''...... عمران نے کہا تو وہ سب میک اپ کرنے میں مصروف ہو گئے۔ عمران نے یہاں اس لئے قیام کیا تھا کہ ایک تو مقامی میک اپ کرنا تھا اور دوسرا اس نے جوزف اور جوانا کو پہلے روانہ کر دیا تھا۔ جوزف نے لیبروانی میں کچھ انتظامات کرنے تھے۔ تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ سب مقامی میک اپ کر چکے تھے۔

''تنویر۔ تم اس میک اپ میں کتنے حسین نظر آ رہے ہو۔ کسی وحشی قبیلے کی شہزادی تمہیں دیکھ لے تو فوراً ہی دل تمہارے قدموں میں نچھاور کر دے''...... عمران نے تنویر کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''تم بھی اس میک اپ میں بہت خوبصورت لگ رہے ہو۔ کسی وحشی قبیلے کے جلاد کی طرح''...... تنویر نے عمران کی چوٹ کا جواب دیتے ہوئے کہا تو ان سب نے قہقہہ لگایا۔ عمران کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''تنویر۔ تم عمران کی باتوں پر غصے کرنے کی بجائے اسی طرح جواب دیا کرو''...... جولیا نے کہا۔

''جب تم عمران کی باتوں پر غصے ہوتے ہو تو سب پریشان ہوتے ہیں لیکن اب دیکھو سب نے تمہاری بات کو انجوائے کیا ہے اور خوش دکھائی دے رہے ہیں''...... صفدر نے تنویر کو سمجھانے والے انداز میں کہا۔

’’ہاں۔ میں کوشش کروں گا کہ عمران کو فقروں کی مار ماروں۔ غصے میں آ کر تو میں اپنا ہی خون جلاتا ہوں۔ عمران کا بھلا کیا جاتا ہے‘‘...... تنویر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

’’ہاں۔ یہ ہوئی نا بات اور اب ملاؤ ہاتھ‘‘...... عمران نے اس کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

’’عمران صاحب۔ اب ہم نے یہاں سے نکلنا بھی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ویٹر ہمارے کمرے میں آ جائے‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’ویٹر اگر آ گیا تو پھر کیا ہو گا‘‘...... روشی نے پوچھا۔

’’وہ بیچارہ حیرت کے مارے مر جائے گا‘‘...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’حیرت سے مر جائے گا لیکن کیوں‘‘...... روشی نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

’’وہ اتنے سارے گورے افراد کو یہاں چھوڑ گیا تھا اور اب وہ گوروں کی جگہ کالوں کو دیکھے گا تو اس نے مرنا ہی ہے‘‘۔ صفدر نے بدستور مسکراتے ہوئے کہا تو باقی افراد بھی مسکرانے لگے۔

’’ہم نے اس ہوٹل کے ایمرجنسی ڈور سے باہر جانا ہے لیکن ایک ساتھ نہیں۔ ایک ایک یا دو کی صورت میں اس کے بعد ہم نے بس اسٹینڈ تک پہنچنا ہے اور ایک ہی بس میں لیراونی جانا ہے لیکن بس میں ہمیں اجنبی بن کر رہنا ہے‘‘...... عمران نے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔ عمران کی ہدایت کے مطابق وہ آدھ گھنٹے میں بس اسٹینڈ

پر پہنچ چکے تھے۔ عمران اور جولیا ساتھ تھے اور وہ سب سے آخر میں پہنچے تھے۔ بس نے سوا گھنٹے میں لیراونی پہنچنا تھا اور جب بس لیراونی سے تقریباً پندرہ منٹ کی مسافت پر رہ گئی تو عمران نے جیب میں سے سیل فون نکالا اور پھر اس نے جوزف کے نمبرز پریس کر دیئے۔

’’جوزف دی گریٹ اسپیکنگ‘‘...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

’’جوزو۔ ہم پہنچنے والے ہیں‘‘...... عمران نے افریقی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

’’باس۔ میں نے یہاں تین کوٹھیاں حاصل کر لی ہیں۔ جن میں تہہ خانے بھی ہیں اور ضرورت کا تمام سامان بھی میں نے خرید لیا ہے‘‘...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

’’یہ تم نے بہت اچھا کیا ہے جوزو۔ مہمانوں کی خدمت کرنی چاہئے۔ یہ بتاؤ کہ ہم کہاں پہنچیں‘‘...... عمران نے بدستور افریقی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

’’باس۔ یہاں ریڈ کالونی ہے۔ آپ اس کی کوٹھی نمبر ڈی فور میں آ جائیں‘‘...... جوزف نے کہا۔

’’ٹھیک ہے جوزو۔ ہم پہنچ رہے ہیں‘‘...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کال منقطع کر دی۔ اس کے بعد وہ میسج آپشن میں گیا اور اس نے جوزف کا بتایا ہوا ایڈریس لکھ کر اپنے تمام ساتھیوں کو میسج

فارورڈ کر دیا اور پھر سیل فون واپس جیب میں رکھ لیا۔ لیراونی پہنچ کر وہ سب بس سے نیچے اترے اور الگ الگ ہی رہے اور اسی طرح وہ ریڈ کالونی کوٹھی ڈی فور میں پہنچ گئے۔ وہ سب ایک کمرے میں بیٹھ چکے تو جوزف نے انہیں قہوہ پیش کیا۔

''جوزف۔ تم نے واز تنظیم کے مقامی انچارج رواڈو کو چیک کر لیا ہے''...... قہوہ پینے کے دوران عمران نے پوچھا۔

''باس۔ رواڈو مارا جا چکا ہے اور واز کا دفتر ختم کر دیا گیا ہے''۔ جوزف نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ انہیں کیسے پتا چلا کہ ہم نے یہاں رواڈو پر ہاتھ ڈالنا ہے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ باقی ساتھیوں کو بھی اس بات پر حیرت ہو رہی تھی۔

''ایکریمیا میں روشی نے جس فلیٹ میں جونی سے پوچھ گچھ کی ہے۔ اس فلیٹ میں ریکارڈنگ سسٹم نصب تھا۔ کیونکہ جونی ایکریمی ایجنسیوں کی نظر میں مشکوک ہو چکا تھا اور اس کی نگرانی ہو رہی تھی۔ روشی اور جونی کی بات چیت ہی اسرائیل تک پہنچی اور انہیں معلوم ہوا کہ سائنس دان لیراونی میں ہیں۔ روشی اور جونی کی یہی بات چیت یہاں مجرم تنظیم کے پاس بھی پہنچ گئی ہو گی اور انہوں نے رواڈو کو ختم کر دیا''...... عمران نے حالات کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا تو باقی افراد نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''عمران۔ ہم تو اب بھی اندھیرے میں ہیں۔ ہمیں مجرم تنظیم کا

نام نہیں معلوم۔ ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ سائنس دانوں کو کس جگہ رکھا گیا ہے''...... تنویر نے کہا۔

''تو تمہارا کیا خیال ہے کہ ہمیں علم نجوم سیکھ کر یہاں آنا چاہئے تھا۔ تاکہ ہم یہاں آتے اور چھا جاتے''...... عمران نے کہا۔ عمران کی بات سن کر تنویر کو غصہ تو بہت آیا لیکن وہ خاموش رہا۔

''تنویر۔ ہم یہاں کام کریں گے تو ہمیں معلومات بھی ملیں گی''...... جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ میں نے واقعی ایک غلط بات کہہ دی تھی''۔ تنویر نے اپنی فطرت کے مطابق اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ نے کچھ سوچا تو ہو گا کہ کام کہاں سے اور کیسے شروع کرنا ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''ہمارا ٹکراؤ ایک مجرم تنظیم سے ہے۔ اس لئے اس تنظیم کا کوئی نہ کوئی آدمی انڈرورلڈ سے تعلق رکھتا ہو گا اس کے علاوہ یہاں کے ہوٹلوں اور نائٹ کلبوں سے بھی مجرم تنظیم کا کوئی آدمی لازماً وابستہ ہو گا اب ایسے آدمی کو تلاش کرنا ہمارا کام ہے۔ ٹائیگر انڈرورلڈ کو چیک کرے اور باقی افراد ہوٹلوں اور کلبوں کی خاک چھانیں''۔ عمران نے کہا۔

''باس۔ میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں''...... عمران کی بات سنتے ہی ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ تم روانہ ہو جاؤ۔ تم نے لیراونی زبان کی پریکٹس کی تھی

نا''...... عمران نے ٹائیگر سے پوچھا۔

''یس باس۔ اسرائیل سے باغون تک آتے ہوئے جوزف نے مجھے کافی پریکٹس کرائی ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''او کے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر اٹھا اور کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں تو افریقہ کی کوئی زبان نہیں آتی''۔ چوہان نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم میں سے ہر کسی کو چند افریقی لفظ تو آتے ہی ہیں۔ بس انہی سے گزارہ کر لینا یا ان سے ملتے جلتے الفاظ بھی بول لینا۔ افریقہ اتنا بڑا ہے۔ جنگلات میں سینکڑوں قبیلے ہیں ان کی زبانیں مختلف ہی ہیں اور افریقہ میں رہنے والا ہر آدمی یہ سب زبانیں نہیں جانتا۔ تم بھی ایسے ہی اڑم بڑم شڑم کرو گے تو سننے والا یہی سوچے گا کہ تم کسی ایسے علاقے سے تعلق رکھتے ہو۔ جس کی زبان وہ نہیں جانتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی مسکرانے لگے۔

''عمران۔ ہمیں دو دو کے گروپس کی صورت میں کام کرنا چاہئے''...... روشی نے کہا۔

''تم دونوں تو اس وقت بلیک بیوٹی بن کر غضب ڈھا رہی ہو۔ اگر کسی وچ ڈاکٹر کی نظر تم پر پڑ گئی تو اس نے اپنے سحر میں اضافہ کے لئے تم دونوں کو اغوا کر لینا ہے اور پھر تم سے شادی کا تقاضا بھی کرنا ہے۔ اب میرے پاس تو عمرو کی زنبیل بھی نہیں ہے کہ میں

ہر جادو کا توڑ کر لوں۔ لہٰذا تم دونوں یہیں رہو گی''۔ عمران نے کہا۔

''تمہارا جو دماغ ہے یہ عمرو کی زنبیل سے کم تو نہیں''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''سب ساتھی کام پر جائیں اور ہم یہاں فارغ بیٹھ جائیں۔ یہ ہم سے نہیں ہو گا۔ لہٰذا ہم بھی فیلڈ میں جائیں گی اور دیکھنا کامیاب بھی ہم ہی لوٹیں گی''...... روشی نے کہا۔

''او کے۔ تم دونوں بھی چلی جاؤ''...... عمران نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تو وہ دونوں بھی اٹھ کر چلی گئیں۔

''صفدر اور چوہان چلے جائیں۔ تنویر اور نعمانی۔ جوانا تم یہیں رہو گے۔ جبکہ میں اور جوزف واز تنظیم کے مرحوم مقامی انچارج رواڈو کے گھر چکر لگا کر آتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''او کے۔ ماسٹر۔ میں گیٹ پر کرسی ڈال کر بیٹھ جاتا ہوں''۔ جوانا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کھڑا ہو گیا۔ اس کے کمرے سے باہر چلے جانے کے بعد صفدر، تنویر، چوہان اور نعمانی بھی کمرے سے نکلتے چلے گئے۔

''تم نے رواڈو کے گھر کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں''...... عمران نے جوزف سے پوچھا۔

''یس باس۔ رواڈو شراب کا کاروبار کرتا تھا۔ بلیک روڈ پر مکان نمبر ایک سو نوے میں اس کا شراب کا گودام تھا اور اسی روڈ پر مکان نمبر ایک سو اسی میں وہ رہتا تھا اس کے گھر میں اس کی بیوی اور

تین بجے رہتے ہیں۔ رواڈو پیدل ہی اپنے گھر سے آفس جا رہا تھا کہ کسی نے اسے گولی مار دی۔ پولیس نے پرچہ تو درج کر لیا ہے لیکن ابھی تک مجرم پکڑے نہیں گئے''...... جوزف نے عمران کی بات کا تفصیل سے جواب دیا۔

''آؤ۔ ہم اس کی بیوی سے مل آئیں''...... عمران اٹھتے ہوئے بولا اور پھر وہ کمرے سے باہر آ گیا۔ جوزف بھی اس کے ساتھ ہی کمرے سے باہر آ گیا۔ باہر برآمدے میں ایک کار موجود تھی۔ عمران اور جوزف اس کار کی طرف بڑھے۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ جوزف نے سنبھالی۔ جبکہ عمران اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد جوزف نے کار ایک درمیانے درجے کے مکان کے دروازے پر روک دی۔ پھر وہ کار سے اترا اور اس نے دروازے پر دستک دی۔ اس دوران عمران بھی کار سے نیچے اتر آیا۔ دستک کے جواب میں ایک حبشی عورت نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔

''کیا بات ہے''...... اس نے جوزف اور عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرا نام جوزو ہے اور یہ میرے صاحب ہیں۔ خفیہ پولیس افسر ہیں۔ یہ تمہارے شوہر رواڈو کے قتل کی تحقیقات کر رہے ہیں''۔ جوزف نے افریقی زبان میں اپنا اور عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''تو کرتے رہو تحقیقات۔ میں نے روکا ہے کیا''...... اس حبشی عورت نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ تم سے بھی چند سوال پوچھنے آئے ہیں۔ آخر انہوں نے تیرے شوہر کے قاتل کو گرفتار کرنا ہے''...... جوزف نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ اندر آ جاؤ''...... حبشی عورت نے چند لمحے سوچا اور پھر ایک طرف ہٹتے ہوئے بولی تو وہ گھر میں داخل ہو گئے۔ مسز رواڈو انہیں ایک کمرے میں لے آئی جو خوبصورت فرنیچر سے مزین تھا۔ وہ صوفوں پر بیٹھ گئے۔

''تم میرے شوہر کے قتل کی تحقیقات کر رہے ہو اور قاتل کو گرفتار بھی کرو گے تو پھر کیوں نہ میں تمہیں شراب پلاؤں''...... جبشن نے کہا اور پھر وہ واپس مڑنے لگی۔

''نہیں نہیں مسز رواڈو۔ ہم ڈیوٹی کے دوران شراب نہیں پیتے۔ تم نے آفر کی تمہارا شکریہ۔ تم ہمارے سامنے بیٹھ جاؤ اور ہمارے چند سوالوں کے جواب دے دو''...... عمران نے اسے شراب لانے سے منع کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہیں شراب کی آفر کی ہے۔ تم نے پی تو نہیں کہ تم میرا شکریہ ادا کرنے لگ گئے ہو''...... جبشن نے کہا اور اس کی بات سن کر جوزف کا سیاہ چہرہ مزید سیاہ ہو گیا۔ کیونکہ اسے غصہ آ گیا تھا۔

''یہ عورت پاگل سی ہے اس کی بات کا برا مت مانو''...... عمران نے جوزف سے پاکیشیائی زبان میں کہا۔

''اے۔ یہ تم کیا گٹ مٹ گٹ مٹ کرتا ہے''...... مسز رواڈو نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

'' میں نے تمہاری تعریف کی ہے۔ تم بہت اچھی عورت ہو''۔ عمران نے کہا۔

'' تم دونوں بھی مجھے اچھے انسان لگتے ہو۔ اس لئے پوچھو کیا پوچھنا ہے تم نے''...... حبشن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''شکریہ۔ سب سے پہلے تو ہمیں رواڈو کے ایسے دوست کا نام بتاؤ جو اس کا بہت ہی قریبی اور خاص دوست ہو''...... عمران نے جلدی سے سوال کیا کہ کہیں یہ عورت پھر نہ بہک جائے۔

اساڈو اس کا بہت ہی خاص دوست تھا۔ میں نے دونوں کو کئی بار آپس میں باتیں کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ نجانے وہ کیا باتیں کرتے تھے۔ رواڈو نے مجھے کبھی بھی ان باتوں کے بارے میں نہیں بتایا تھا''...... حبشن نے کہا۔

''یہ اساڈو کہا رہتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اسی علاقے میں۔ مکان نمبر دوسو پانچ میں رہتا ہے''...... حبشن نے عمران کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بب۔ باس''...... اچانک ہی جوزف نے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہا تو عمران نے اس کی طرف دیکھا۔ اسی لمحے وہ خالی ہوتی

ہوئی ریت کی بوری کی طرح زمین پر گرتا چلا گیا جبکہ عمران کو اپنا سر بھی پنکھے کی طرح گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ حبشن عورت بھی کرسی پر گر چکی تھی۔ عمران کی آنکھوں میں تاریکی پھیلتی چلی گئی اور وہ بھی بے ہوش ہو کر کرسی پر ہی گر گیا۔

وان، بون، فریگی اور روڈو نے لیبراونی سٹی کو چار حصوں ؛
تقسیم کر کے اپنے اپنے سیکشنز کو پھیلا دیا تھا۔ ان کے آدمی انہ
پل پل کی خبریں دے رہے تھے۔ بون اس وقت اپنے آفس ؛
بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا آفس ایک چھوٹے سائز کی کوٹھی پر مشتمل تھا
گیٹ پر ونی وڈ انٹرنیشنل کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ ونی وڈ انٹرنیشنل دنیا
میں لکڑی کا بزنس کرتی تھی۔ بون اس کمپنی کا ڈائریکٹر تھا۔

بون اس وقت بلیک چیف کے بارے میں سوچ رہا تھا جہ
نے اس مرتبہ معمول سے زیادہ سخت ہدایات دی تھیں۔ ویسے تو بلیک
چیف تھا ہی سخت مزاج کا اس نے کبھی بھی ان سے نرم لہجے م
بات نہیں کی لیکن اس مرتبہ اس کا لہجہ زیادہ کرخت اور سخت تھا
شاید آنے والے دشمن زیادہ خطرناک تھے لیکن انہیں اس بات ک
پرواہ کب تھی۔ ہاٹ لائن انتہائی باوسائل اور خفیہ تنظیم تھی اس۔

اپنے خونی پنجے نہ صرف لیبراونی کے شہری علاقوں میں گاڑ رکھے
تے بلکہ جنگلات پر بھی ان کا کنٹرول تھا۔ روڈو ایک وحشی آدم خور
قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ کسی زمانے میں اپنے قبیلے کا سردار تھا
لیکن اب وہ ہاٹ لائن کا سیکشن باس تھا۔ اس کے تعلقات بہت
ے جنگلی قبائل سے تھے۔ ہاٹ لائن کے تمام افراد بھیڑیئے سے
زیادہ سفاک تھے۔ وہ انتہائی معمولی بات پر انسان کی گردن کاٹ
دیتے تھے۔ خنجر، تیر اور نیزا چلانے کی تربیت انہیں روڈو دیتا تھا
کیونکہ وہ ان فنون میں مہارت رکھتا تھا۔ جدید اسلحے کی ٹریننگ وہ
جدید خطوط پر ہی حاصل کرتے تھے یہی وجہ تھی کہ آج تک ہاٹ
لائن کے کسی بھی آدمی کو کبھی معمولی سا نقصان بھی نہیں پہنچا تھا اس
کے باوجود بلیک چیف کی طرف سے اس قدر سخت ہدایات اور آنے
والے دشمنوں کو بار بار خطرناک کہنا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔

''شاید بلیک چیف اب بوڑھا ہو گیا ہے اسی لئے دوسرے ملکوں
سے آنے والے دشمنوں سے خوفزدہ ہے''...... بون نے سوچا اور پھر
وہ کافی دیر تک انہی سوچوں میں ڈوبا رہا۔ اس کی سوچ کے سلسلے کو
انٹرکام کی بیل نے توڑا۔ انٹرکام کی بیل بجی تو وہ چونکا اور پھر اس
نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیں''...... اس نے رسیور کان سے لگانے کے بعد انتہائی سخت
لہجے میں کہا۔

''باس۔ آپ فوراً کمپیوٹر روم میں آ جائیں''...... دوسری طرف

سے کمپیوٹر آپریٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

ویسے تو کسی کو یہ جرأت نہیں تھی کہ وہ بون کو اس طرح بلاتا لیکن کمپیوٹر آپریٹر کو اس نے ہدایات دی ہوئی تھیں کہ اگر چیکنگ میں کوئی اہم واقعہ سامنے آئے تو وہ فوراً بون کو کمپیوٹر روم میں بلا لے۔ انہوں نے کئی مقامات پر خفیہ کیمرے لگائے ہوئے تھے جو انہیں وہاں کے مناظر دکھاتے تھے اور اب بھی یقیناً کوئی ایسا منظر دیکھ کر ہی کمپیوٹر آپریٹر نے اسے بلایا تھا۔

اس نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمپیوٹر روم میں پہنچ گیا۔ کمپیوٹر روم میں ایک بڑی ٹیبل پر چھ کمپیوٹر رکھے ہوئے تھے اور وہ سب اس وقت آن تھے۔ کمپیوٹر آپریٹر ایک کمپیوٹر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔

"ہاں۔ کیا بات ہے"...... بون نے کمپیوٹر روم میں داخل ہوتے ہی سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ یہ دیکھیں۔ یہ رواڈو کی بیوہ ہے اور پولیس والے رواڈو کے قتل کی تحقیقات کے لئے اس کے پاس پہنچے ہوئے ہیں حالانکہ آپ نے محکمے کو ایک بڑی رقم دی تھی کہ محکمہ اس کیس پر کام نہیں کرے گا"...... کمپیوٹر آپریٹر نے کہا تو بون کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ گیا اور غور سے اسکرین کو دیکھنے لگا۔

"لیراونی سٹی کے تمام پولیس اسٹیشن کے تمام ملازمین کا ریکارڈ ہمارے پاس موجود ہے۔ مجھے لگتا ہے یہ دو ہمارے ریکارڈ میں نہیں

ہیں"...... بون نے اسکرین کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اسکرین پر ایک کمرے کا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ منظر میں ایک حبشن اور دو حبشی بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔

"باس۔ آپ کی یادداشت بہت اچھی ہے۔ اگر آپ کو یقین ہے کہ یہ پولیس ملازمین نہیں ہیں تو پھر یقیناً ایسا ہی ہو گا"۔ کمپیوٹر آپریٹر نے کہا۔ بون نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا بلکہ وہ توجہ سے ان کی باتیں سننے لگا۔ وہ تینوں لیبراونی کی زبان میں ہی باتیں کر رہے تھے۔ باتیں کرتے کرتے اچانک دونوں مردوں میں سے ایک مرد نے کسی اور زبان میں اپنے ساتھی سے کوئی بات کہی تو بون چونک اٹھا کیونکہ یہ زبان اس کے لئے اجنبی تھی۔ پورے افریقہ میں یہ زبان کہیں بھی نہیں بولی جاتی تھی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ اس نے کس زبان میں بات کی ہے"...... بون نے کمپیوٹر آپریٹر سے پوچھا۔

"باس۔ میں یہ زبان نہیں جانتا۔ نجانے کس ملک کی ہے"۔ کمپیوٹر آپریٹر نے کہا۔

"ان کی اس گفتگو کو سٹل کرو اور کمپیوٹر سے پوچھو کہ یہ کون سی زبان ہے"...... بون نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... کمپیوٹر آپریٹر نے کہا اور پھر وہ کی بورڈ پر انگلیاں چلانے لگا۔

چند ہی سیکنڈ میں کمپیوٹر نے ان کے سوال کا جواب دے دیا۔

کمپیوٹر نے بتایا کہ یہ جملہ پاکیشیائی زبان میں بولا گیا ہے اور پاکیشیا براعظم ایشیا کا ایک ملک ہے۔

''اوہ۔ لگتا ہے یہ تو وہی دشمن ہیں جن سے بلیک چیف نے ہمیں خبردار کیا ہے۔ اوہ، یہ میک اپ کے اس قدر ماہر ہیں کہ یہ بالکل افریقی لگ رہے ہیں۔ یہاں تک کہ لیبراونی کی زبان بھی بول رہے ہیں''...... بون نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''واقعی باس۔ بہت حیرت کی بات ہے۔ کمال ہے''...... کمپیوٹر آپریٹر نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اتفاق سے ہمیں ان کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے۔ اگر یہ اتفاق نہ ہوتا تو ہم کبھی بھی ان تک نہ پہنچ سکتے تھے''...... بون نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے اپنی جیب سے سیل فون نکال لیا۔ یہ فون اسے ہاٹ لائن کی جانب سے دیا گیا تھا اور یہ محفوظ ترین سیل فون تھا۔ سیل فون نکال کر اس نے جلدی سے نمبرز پریس کئے تو دوسری طرف بیل جانے لگی۔ بون کرسی سے اٹھا اور کمپیوٹر روم سے باہر آ کر پارکنگ کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ بہت ہی تیز قدموں سے چل رہا تھا۔

''یس۔ روڈک اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے اس کے اسسٹنٹ کی آواز سنائی دی۔ اس دوران بون اپنی کار میں بیٹھ چکا تھا۔

''روڈک۔ تم بلیک روڈ پر ہی ہو نا''...... بون نے کار آگے

بڑھتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بلیک روڈ پر ہی ہوں''...... دوسری طرف سے روڈک کی آواز سنائی دی۔ اس دوران بون کی کار سڑک پر آ چکی تھی۔ سڑک پر آتے ہی اس نے رفتار بہت تیز کر دی تھی۔

''تم نے پچھلے دنوں رواڈو کا خاتمہ کیا تھا۔ اب تم اس کے گھر کے قریب پہنچ جاؤ۔ میں تین چار منٹ میں وہاں پہنچ رہا ہوں وہاں ہمارے دشمن موجود ہیں۔ ہم نے انہیں وہاں سے اغوا کرنا ہے''...... بون نے تیز لہجے میں کہا اور اس نے کال منقطع کر دی اور کار کی رفتار مزید بڑھا دی۔ تقریباً چار منٹ کے بعد وہ بلیک روڈ پر پہنچ گیا۔ مکان نمبر ایک سو اسی سے کچھ پہلے فٹ پاتھ کے قریب ایک ایمبولینس کھڑی ہوئی تھی اس ایمبولینس کو دیکھ کر بون نے مطمئن انداز میں سر ہلایا۔ پھر اس نے ایمبولینس سے کچھ پہلے اپنی کار روک دی۔ جیسے ہی اس کی کار رکی روڈک اس کی کار کے قریب آ گیا۔

''تمہارے پاس گیس پسٹل موجود ہے نا''...... جیسے ہی روڈک قریب آیا بون نے اس سے پوچھا۔

''یس باس۔ ہر قسم کا اسلحہ ہر وقت ہمارے پاس موجود رہتا ہے''...... روڈک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم گھر کی عقبی طرف جاؤ اور اندر تین چار کیپسول فائر کر

دو''...... بون نے اسے ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے باس''...... روڈک نے کہا اور پھر وہ ایک طرف بڑھ گیا۔ بون نے ایمبولینس کی طرف دیکھا۔ ایمبولینس میں ڈرائیور کے علاوہ اسے دو آدمی اور بھی دکھائی دیئے۔ ایمبولینس کا جائزہ لینے کے بعد بون نے روڈ کا جائزہ لیا۔ روڈ پر روٹین کی ٹریفک جاری تھی اور کوئی بھی خاص طور پر ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ بون کی نظریں اس وقت تک چاروں اطراف میں گردش کرتی رہیں جب تک کہ روڈک واپس نہ آ گیا۔

''باس۔ میں نے چار گیس کیپسول اندر فائر کر دیئے ہیں''۔ روڈک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اب اندر کا جائزہ لے کر آؤ''...... بون نے کہا تو روڈک مکان نمبر ایک سو اسی کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد اس کی شکل دکھائی دی اس نے گھر کا مین گیٹ کھول دیا تھا مین گیٹ کھلتے دیکھ کر ایمبولینس اور بون کی کار حرکت میں آئیں۔ دونوں گاڑیاں رواڈو کے مکان میں داخل ہوئیں تو روڈک نے گیٹ اندر سے بند کر دیا۔

''باس۔ ایک کمرے میں دو آدمی اور رواڈو کی بیوہ بے ہوش پڑے ہیں اور دوسرے کمرے میں بچے بے ہوش پڑے ہوئے ہیں''...... روڈک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو بون نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ پھر روڈک کے ساتھ وہ اس کمرے کی طرف

بڑھا جس میں وہ دونوں افراد موجود تھے۔ روڈک نے ایمبولینس میں بیٹھے ہوئے اپنے ساتھیوں کو بھی اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ کمرے میں داخل ہو کر بون نے کمرے کا جائزہ لیا۔ بھاری جسامت اور طویل القامت آدمی تو فرش پر گرا ہوا تھا۔ جبکہ دوسرا آدمی کرسی پر بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو گیا۔ رواڈو کی بیوہ بھی کرسی پر بیٹھے بیٹھے بے ہوش ہو گئی تھی۔

''ان دونوں آدمیوں کو اٹھا کر ایمبولینس میں ڈال دو''۔ روڈک نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو اس کے تینوں ساتھی بے ہوش افراد کی طرف بڑھے۔ دونوں نے بھاری جسامت والے کو اٹھانا چاہا لیکن وہ دونوں اسے نہ اٹھا سکے تو تیسرا جو کہ کرسی والے آدمی کی طرف بڑھا تھا وہ بھی ان کی ساتھ شامل ہو گیا ان تینوں نے بمشکل اس بھاری جسامت والے کو اٹھایا۔ جبکہ روڈک نے کرسی پر پڑے ہوئے نوجوان کو اٹھا لیا اور پھر وہ ایمبولینس میں پہنچ گئے۔ روڈک نے ہی ایک بار پھر مکان کا گیٹ کھولا اور وہ دونوں گاڑیاں مکان سے باہر آ گئیں۔ اب انہوں نے مکان کا گیٹ کھلا رہنے دیا تھا۔ سیکشن آفس پہنچ کر انہوں نے بے ہوش افراد کو ٹارچر روم میں پہنچا دیا۔

''انہیں راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دو''...... بون نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو بے ہوش افراد کو راڈز والی کرسیوں پر جکڑ دیا گیا۔

''میک اپ واشر لا کر ان کے میک اپ صاف کرو''...... بون

نے روڈک کو ایک اور حکم دیا۔

''یس باس''...... روڈک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ الماری سے وہ ایک جدید میک اپ واشر نکال لایا لیکن جیسے ہی وہ بے ہوش افراد کے قریب پہنچا وہ چونک پڑا۔

''باس۔ اسے تو ہوش آ رہا ہے''...... روڈک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ دونوں بے ہوش افراد میں سے ایک کو ہوش آ رہا تھا اور یہ ان کے لئے حیرت کی بات تھی کیونکہ یہ دونوں گیس سے بے ہوش ہوئے تھے اور جب تک انہیں انٹی گیس انجکشن نہ لگتے انہیں ہوش میں نہیں آنا چاہئے تھا۔

''انٹی گیس انجکشن لگے بغیر یہ کیسے ہوش میں آ رہا ہے''۔ بون نے بھی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''باس۔ اسی بات پر تو مجھے بھی حیرت ہو رہی ہے''...... روڈک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ تھوڑی ہی دیر میں سمارٹ سا نوجوان ہوش میں آ گیا۔ جبکہ طویل القامت اور گرانڈیل افریقی بدستور بے ہوش تھا۔

''روڈک۔ پہلے تو تم اس کا میک اپ واش کرو۔ گپ شپ ہم اس سے بعد میں کریں گے''...... بون نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو روڈک نے میک اپ واشر ہوش میں آنے والے نوجوان کے چہرے پر لگا کر بٹن پریس کر دیا۔ میک اپ واشر سے گھوں گھوں کی

آوازیں آنے لگیں۔ تقریباً نصف منٹ بعد روڈک نے واشر ہٹایا تو وہ دونوں ہی حیرت سے اچھل پڑے۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو میک اپ میں بھی نہیں ہے''...... بون نے نوجوان کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب ہے۔ کیا میں عورت ہوں جو میک اپ کروں گی۔ نہیں۔ کروں گا۔ کروں گی یا کروں گا۔ او ہو۔ یہ بات کہہ کر تم نے مجھے کس الجھن میں ڈال دیا ہے۔ نانسنس۔ تم کون ہو اور تم نے مجھے اس طرح کیوں باندھا ہوا ہے۔ تم شاید مجھے جانتے نہیں میں خفیہ پولیس میں اے ایس پی ہوں۔ میں نے تمہیں جیل میں ڈال دیا تو تمہاری ساری عمر جیل میں گزر جائے گی''...... اس نوجوان نے جو کہ عمران تھا پہلے تو الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر اس نے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔ بون کو اس کی دھمکی کی تو پراوہ تھی ہی نہیں۔ وہ پولیس والوں کو یا تو خرید لیتے تھے یا پھر اس طرح غائب کر دیتے تھے کہ ان کا نام و نشان تک نہیں ملتا تھا۔ اسے تو صرف حیرت ہو رہی تھی۔ ان دونوں نے انہیں کئی بار حیرت سے دوچار کیا تھا۔ وہ انہیں غیر ملکی سمجھ کر لائے تھے لیکن یہ افریقی ہی تھے۔

''مسٹر۔ کیا نام ہے تمہارا''...... بون نے کرخت لہجے میں عمران سے کہا۔

''میرا نام بانڈے ہے اور میں لاشا قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں۔ یہ جوزو ہے لاشا قبیلے کا پرنس''...... عمران نے اپنا تعارف کرایا اور

پھر جوزف کا بھی تعارف کرا دیا۔

''تم جو کوئی بھی ہو۔ ہمیں اس سے غرض نہیں ہے۔ تم صرف یہ ذہن میں رکھو کہ اس وقت تم انتہائی خطرناک جگہ پر قید ہو۔ یہاں سے تمہاری روح تو فرار ہو سکتی ہے لیکن تم نہیں۔ ہم وہ لوگ ہیں جو اپنے دشمنوں کو قیمے میں بدل دیتے ہیں اور پھر یہ قیمہ آدم خور قبائل میں پہنچا دیتے ہیں''...... بون نے خوفناک لہجے میں کہا۔

''ہمارا لاشا قبیلہ بھی آدم خور قبیلہ ہے لیکن ہم کئی سال پہلے اپنے قبیلے کو چھوڑ کر جدید دنیا کے ایک آدمی کے ساتھ جدید دنیا میں آ گئے تھے اور ہم نے آدم خوری بھی چھوڑ دی تھی۔ لہٰذا تم ہمیں آدم خور وحشیوں سے نہ ڈراؤ''...... عمران نے اس مرتبہ منہ بناتے ہوئے کہا تو بون کی آنکھوں میں الجھن کے تاثرات ابھر آئے۔

''دیکھو اپنے بارے میں سچ سچ بتا دو کہ تم کون ہو۔ ورنہ ابھی تمہاری روح بھی چیختی چلاتی ہوئی دکھائی دے گی''...... بون نے اس مرتبہ نہایت ہی کرخت لہجے میں کہا۔

''پہلے تو تم اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''روڈک۔ اسے ہوش میں لے آؤ''...... بون نے تحکمانہ لہجے میں روڈک سے کہا۔

''اوکے باس''...... روڈک نے کہا اور ایک مرتبہ پھر الماری کی طرف بڑھ گیا اس مرتبہ وہ ایک انجکشن تیار کر کے لایا اور اس نے

وہ انجکشن جوزف کو لگا دیا۔

''اسے ابھی ہوش آ جائے گا۔ تم میرے سوالوں کا جواب دو''...... بون نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''میں نے تمہیں اپنے اور جوزو کی بارے میں سچ بتایا ہے۔ آخر تمہیں یقین کیوں نہیں آ رہا''...... عمران نے اس مرتبہ احتجاجی انداز میں کہا۔

''تم نے بیوہ رواڈو کے گھر اپنے ساتھی سے پاکیشیائی زبان میں بات کی تھی''...... بون نے کہا۔

''ہاں۔ ہم دونوں کبھی کبھی اس زبان میں بات کر لیتے ہیں اس میں حرج ہی کیا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جوزف کی طرف دیکھا وہ اب ہوش میں آ رہا تھا۔

''تمہیں کیسے آتی ہے یہ زبان''...... بون نے اس مرتبہ گرجتے ہوئے کہا۔

''ایک پاکیشیائی باشندہ چھ ماہ تک ہماری قید میں رہا ہے۔ ہم نے اس سے یہ زبان سیکھی تھی اور اب ہم کبھی کبھی اس زبان میں بات کر لیتے ہیں کیونکہ یہ زبان ہمیں بہت اچھی لگتی ہے''...... عمران نے کہا۔ اس دوران جوزف مکمل طور پر ہوش میں آ گیا اور اردگرد کے ماحول کا جائزہ لینے لگا۔

''اس کا مطلب تم ہمیں سیدھی طرح نہیں بتاؤ گے۔ ہمیں تشدد کرنا ہی پڑے گا''...... بون نے کرخت لہجے میں کہا۔

"روڈک۔ خاردار تار سے بنا ہوا کوڑا لاؤ اور ان دونوں کے جسموں پر اتنے کوڑے برساؤ کہ ان کے جسم قیمے میں تبدیل ہو جائیں"...... بون نے تحکمانہ لہجے میں روڈک سے کہا۔

"اوکے باس۔ یہ جواب نہیں دینا چاہتے تو نہ دیں۔ جب ان کے جسم قیمے میں تبدیل ہو چکے ہوں گے تو پھر ان کے گوشت کے ذرے ہمارے سوالوں کے جواب دیں گے"...... روڈک نے کہا اور ایک بار پھر وہ الماری کی طرف بڑھ گیا اور الماری سے ایک کوڑا نکال لایا جو خاردار تار سے بنا ہوا تھا۔

"بانڈے۔ اب بھی وقت ہے۔ اپنے بارے میں سچ سچ بتا دو۔ ورنہ چھلنی ہو جاؤں گے"...... بون نے کرخت لہجے میں کہا۔

"مجھے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی کہ آخر تم ہمیں کس شک کی بناء پر اغوا کر کے لے آئے ہو"...... عمران نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ اب بات چیت کا وقت گزر گیا۔ اب تشدد کا وقت آ گیا ہے۔ اب تمہاری چیخیں اس کمرے میں گونجیں گی اور تم ہاتھ باندھ کر اپنے بارے میں بتانا چاہو گے لیکن اب تمہاری کوئی بات نہیں سنی جائے گی"...... بون نے اس مرتبہ غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مسٹر باس۔ پھر ہمارے ہاتھ تو کھول دو"...... عمران نے بون کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیوں"...... بون نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہمارے ہاتھ کھلے ہوں گے تو ہم تمہارے سامنے ہاتھ باندھ سکیں گے نا"...... عمران نے کہا۔

"روڈک۔ پہلے اس پر کوڑے برساؤ۔ یہ بہت شوخیاں دکھا رہا ہے"...... بون نے کہا۔

"یس باس"...... روڈک نے کہا اور پھر کوڑا لہراتا ہوا عمران کی طرف بڑھا۔

"ٹھہرو۔ رک جاؤ مسٹر روڈک"...... جوزف نے ایسے انداز میں کہا کہ روڈک کے بڑھتے ہوئے قدم خود بخود رک گئے۔

"جو کچھ مجھے معلوم ہے وہ اسے معلوم نہیں ہے"...... لہٰذا تم نے جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھ لو"...... جوزف نے سخت لہجے میں کہا اور بون کو گھورنے لگا۔

"تم بتا دو کہ تم کون ہو"...... بون نے جوزف سے کہا۔

"اگر تمہیں افریقی اور غیر افریقی میں فرق نظر نہیں آتا تو سنو میں جوزف دی گریٹ ہوں۔ پرنس آف افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کا پسندیدہ نوجوان۔ اگر میری بات پر تمہیں یقین نہ آئے تو میں چند قبیلوں کے نام بتا دیتا ہوں وہاں کے وچ ڈاکٹروں کو بلا کر میرے بارے میں تصدیق کر لو"...... جوزف نے بارعب لہجے میں کہا۔ اس نے جس اعتماد سے بات کی تھی بون نے اسے دوبارہ الجھن میں ڈال دیا۔

"کیا تم نے اپنا قبیلہ چھوڑ دیا ہے"...... بون نے پوچھا۔

"ہاں۔ کئی سال پہلے میں نے اپنا قبیلہ چھوڑ دیا تھا"۔ جوزف نے اقرار کرتے ہوئے کہا۔

"اپنا قبیلہ چھوڑنے کے بعد اب تم کیا کر رہے ہو"...... بون نے ایک اور سوال پوچھا۔

"میں پرنس آف افریقہ۔ وچ ڈاکٹروں کا پسندیدہ نوجوان۔ صرف وحشی انسان ہی نہیں، وحشی جانور بھی مجھے دیکھ کر راستہ بدل لیتے تھے۔ میں اس شخص کا غلام ہوں اور یہ میرا آقا ہے۔ یہ جو حکم دیتا ہے میں اس پر عمل کرتا ہوں کیونکہ یہ بہت گریٹ ہے"۔ جوزف نے کہا تو بون نے منہ بنا لیا۔ جس طرح جوزف نے اس کے سوالوں کے جواب دینے شروع کئے تھے بون کو امید تھی کہ وہ کوئی کام کی بات بتائے گا لیکن جوزف سے اسے کام کی کوئی بات معلوم نہیں ہوئی تھی۔

"روڈک۔ یہ واقعی افریقی ہیں۔ ہم سے غلطی ہوئی ہے اور ہم نے ان پر بہت وقت ضائع کر دیا ہے۔ تم ان پر ہنٹر برسانے کی بجائے انہیں گولیاں مار دو اور ان کی لاشوں کو کسی فٹ پاتھ پر پھینک دینا۔ اگر یہ واقعی خفیہ پولیس کے آدمی ہیں تو خفیہ پولیس انہیں اٹھا کر لے جائے گی"...... بون نے بیزار سے لہجے میں کہا

روڈک نے ہنٹر اپنے ایک ساتھی کی طرف اچھال دیا اور پھر اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اس کا رخ عمران اور جوزف کی طرف کرتا جوزف نے فولادی راڈز

پوری قوت صرف کر دی اور راڈز کرسیوں سے الگ ہو گئے۔ یہ منظر بون، روڈک اور اس کے ساتھیوں کے لئے حیران کن تھا۔ حیرت نے انہیں پتھر کا مجسمہ بنا دیا۔ جوزف ایک جھٹکے سے کرسی سے اٹھا اور پھر اس نے روڈک پر چھلانگ لگا دی کیونکہ روڈک واحد آدمی تھا جس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا۔ حیرت کے جھٹکے سے نکل کر وہ کسی بھی لمحے ان پر فائر کر سکتا تھا۔ لہذا اس سے پہلے اسے قابو کرنا ضروری تھا۔ جوزف چھلانگ لگا کر روڈک پر جا گرا تو وہ دونوں فرش پر گر گئے۔ بون، روڈک کے قریب ہی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس لئے جوزف نے گرتے گرتے اس پر بھی ٹانگ چلا دی۔ وہ کرسی سمیت الٹ کر فرش پر گرا۔ نیچے گرتے گرتے جوزف نے روڈک کے ہاتھ سے مشین پسٹل بھی چھین لیا۔ یہ ساری کارروائی محض پلک جھپکنے میں ہی ہو گئی۔ روڈک جوزف کے نیچے آ گیا اور اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے وہ پہاڑ کے نیچے آ گیا ہو۔

بون اور روڈک نیچے گرے تو کمرے میں موجود ان کے دیگر ساتھیوں کو ہوش آ گیا وہ تیزی سے جوزف کی طرف بڑھے۔ ان کا اس طرح جوزف کی طرف بڑھنا لاشعوری تھا وہ تعداد میں تین تھے اور جوزف کے قریب آ کر اسے پکڑنا چاہتے تھے۔ ان تینوں کے جیبوں میں مشین پسٹلز موجود تھے لیکن اس وقت ان کا دماغ اس طرح سن ہو گیا تھا کہ انہیں کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا کریں

اور کیا نہ کریں۔ جیسے ہی وہ قریب آئے جوزف کا مکا ایمبولینس کے ڈرائیور کے سینے پر پڑا اور اسے یوں لگا جیسے اس کے سینے پر بھاری پتھر آ لگا ہو۔ مکا کھا کر وہ اچھلا اور اپنے ساتھیوں سے ٹکرا گیا۔ اس کے نتیجے میں وہ تینوں ایک دوسرے سے الجھ کر فرش پر گر گئے۔ اس دوران بون کھڑا ہو گیا اس نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پسٹل نکال لیا اور پھر اس نے مشن پسٹل کا رخ جوزف کی طرف کیا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتا جوزف نے روڈک کو اٹھا کر اس کی طرف پھینک دیا۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر گر گئے۔ مشین پسٹل تو جوزف کے ہاتھ میں آ گیا تھا اور وہ بون کا بآسانی نشانہ بنا سکتا تھا لیکن اس نے اس خیال کے تحت کہ عمران نے اس سے معلومات حاصل کرنی ہوں گی اس پر گولی نہیں چلائی تھی۔ بون اور روڈک ایک دوسرے سے ٹکرا کر فرش پر گرے تو دوسری طرف ان کے ساتھی کھڑے ہو گئے۔ جوزف نے مشین پسٹل کا رخ ان کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ بیک وقت ان تینوں کی چیخیں بلند ہوئیں اور وہ گر کر تڑپنے لگے۔ اس کے بعد جوزف نے مشین پسٹل کا رخ بون اور روڈک کی طرف کیا۔ اب اس کا ارادہ روڈک کو نشانہ بنانے کا تھا لیکن پھر اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دباتا کمرے میں سفید روشنی کا ایک جھماکا سا ہوا۔ اور جوزف کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ پتھر کا بت بن گیا ہو۔ سوائے آنکھوں کے اس کے باقی تمام اعضا سن ہو کر رہ گئے تھے۔

کرنل ڈیوڈ کی ٹیم میں ایکشن گروپ کے آٹھ افراد شامل تھے۔ ایکشن گروپ کے فائٹرز کی خصوصی تربیت ایکریمیا اور کافرستان میں ہوئی تھی۔ ایکشن گروپ کے علاوہ اس ٹیم میں کرنل ڈیوڈ خود اور لیڈی ٹینا بھی شامل تھی۔ وہ اس وقت لیراونی کی ڈان کالونی کی کوٹھی نمبر پچپن کے ایک کمرے میں موجود تھے۔ کرنل ڈیوڈ اور ٹینا صوفوں پر بیٹھے ہوئے تھے جبکہ فائٹرز ان کے قریب ہی کھڑے تھے۔

''اسرائیل میں بھی ہم نے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ہمیں سائنسدانوں کے بارے میں کوئی بات معلوم نہیں ہو سکی۔ لیراونی میں بھی میں نے یہ کوشش کی ہے لیکن اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا''...... کرنل ڈیوڈ نے اپنی عادت کے خلاف نرم لہجے میں ٹینا سے کہا۔

''باس۔ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں ایک رائے دوں''۔ ٹینا نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

''تم جی پی فائیو کی ٹاپ ایجنٹ ہو۔ اسرائیل کا اثاثہ ہو۔ میں ہمیشہ تمہاری رائے کو اہمیت دیتا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے بدستور نرم لہجے میں کہا تو ٹینا دل ہی دل میں حیران رہ گئی کیونکہ آج سے پہلے اس نے کرنل ڈیوڈ کو کوئی رائے دی ہی نہیں تھی اور نہ ہی وہ اتنی جرأت کر سکتی تھی۔ کرنل ڈیوڈ کے تو سامنے آنا بھی موت کے سامنے آنا تھا۔

''باس۔ جہاں آپ دشمنوں کے لئے چٹان کی طرح سخت ہیں وہاں آپ اپنے ماتحتوں کے لئے انتہائی شفیق اور مہربان ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے تمام ماتحت نہ صرف آپ کی عزت کرتے ہیں بلکہ دل سے آپ سے محبت بھی کرتے ہیں''...... ٹینا نے خوشامد بھرے لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ کا سینہ فخر سے پھول گیا۔

''یہ تو تم نے ٹھیک کہا ہے۔ ہاں تم کوئی رائے دے رہی تھیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''باس۔ جس مجرم تنظیم نے سائنس دانوں کو اغوا کیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اسے ہماری آمد کی اطلاع بھی مل گئی ہو اس لئے میری رائے ہے کہ ہم میں سے دو افراد اپنے اصل حلیئے میں یہاں کے ہوٹلوں اور کلبوں میں جائیں اور وہاں بیٹھ کر لیبارٹری اور سائنس دانوں کے بارے میں باتیں کریں۔ اس طرح وہ جلد ہی مجرم تنظیم

کی نظروں میں آ جائیں گے اور مجرم انہیں اغوا کر لیں گے''۔ ٹینا نے رائے دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ ویری گڈ۔ تم بہت ہی ذہین ایجنٹ ہو اس لئے تمہارے کارناموں کی فہرست بھی کافی طویل ہے۔ فائٹر گروپ کے دو آدمی تمہاری رائے کے مطابق ہوٹلوں اور کلبوں میں جائیں گے۔ تم افریقی میک اپ کر کے ان پر نظر رکھو گی اور میں بھی افریقی میک اپ میں تم تینوں کو کور کروں گا۔ اس طرح ہم یقینی طور پر ان مجرموں تک پہنچ جائیں گے جنہوں نے سائنس دانوں کو اغوا کیا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے ٹینا کی رائے پر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ جب ہم مجرموں تک پہنچ جائیں گے تو پھر ان کا عبرتناک خاتمہ آپ کے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہو گا۔ آپ نے تو سینکڑوں مجرم تنظیموں کا خاتمہ کیا ہے''...... ٹینا نے ایک بار پھر خوشامدی لہجے میں کہا کیونکہ کرنل ڈیوڈ خوشامد سے خوش ہوتا تھا اور یہ بات اس کے تمام ماتحت جانتے تھے اس لئے موقع ملتے ہی وہ اس کی خوشامد کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے تھے۔

''ہاں۔ مجھے بھی لگتا ہے کہ یہ کوئی معمولی سی مجرم تنظیم ہو گی اور میں نے تو بڑی بڑی مجرم تنظیموں کا نام و نشان تک مٹا دیا ہے''۔ کرنل ڈیوڈ نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ پورا اسرائیل آپ کے گن گاتا ہے''...... ٹینا نے

مزید خوشامد کرتے ہوئے کہا۔

"نیلسن اور جیکب۔ تم نے مادام ٹینا کی تجویز سن لی ہے"۔ کر ڈیوڈ نے کھڑے ہوئے افراد سے کہا۔

"یس باس"...... دو افراد نے اپنے سر کو خم دیتے ہوئے مؤدبا لہجے میں کہا۔

"تم دونوں اپنے میک اپ صاف کر کے ہوٹلوں اور کلبوں م جاؤ اور وہاں جا کر سلور لیبارٹری اور سائنس دانوں کے بارے م گفتگو کرو"...... کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں نیلسن اور جیکب کہا۔

"اوکے باس۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی"...... دونوں مؤدبانہ اور بیک آواز میں کہا۔

"یہاں ہمارے پاس دو ہی کاریں ہیں۔ ٹینا ایک تمہار استعمال میں رہے گی اور دوسری میرے استعمال میں۔ یہ لو ٹیکسیاں استعمال کریں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے ٹینا سے مخاط ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... ٹینا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ جو پلان تیار کیا گیا ہے اس پر فوراً عمل شروع کر جائے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو ٹینا فوراً ہی صوفے سے اٹھ کھڑ ہوئی۔ نیلسن اور جیکب کمرے سے باہر نکل گئے۔

"تم ادھر ہی رہو گے اور نہایت چوکنا رہو گے۔ جب تمہا

ضرورت محسوس ہوئی ہم تمہیں طلب کر لیں گے"...... کرنل ڈیوڈ نے ایکشن گروپ کے دیگر افراد سے کہا۔ ایک آدمی اس نے پہلے ہی گیٹ پر بٹھا دیا تھا۔

"یس باس"...... ان میں سے ایک نے کہا تو کرنل ڈیوڈ بھی کمرے سے باہر آ گیا۔ باہر آ کر اس نے دیکھا نیلسن اور جیکب گیٹ کے قریب پہنچ چکے تھے جبکہ ٹینا ایک کار کا دروازہ کھول رہی تھی۔ وہ بھی کار کی طرف بڑھا۔ ٹینا کی کار گیٹ سے باہر نکلی تو اس نے بھی اپنی کار آگے بڑھائی۔ سڑک پر آنے کے بعد اس نے دیکھا نیلسن اور جیکب ٹیکسی میں بیٹھ رہے تھے۔ ٹینا کی کار ان سے کچھ فاصلے پر تھی اور بہت سست تھی۔ نیلسن اور جیکب ٹیکسی میں بیٹھ چکے اور ٹیکسی آگے بڑھی تو ٹینا نے بھی کار کی رفتار بڑھا دی۔ کرنل ڈیوڈ کافی فاصلہ دے کر ٹینا کی کار کا تعاقب کرنے لگا۔ کچھ دیر کے تعاقب کے بعد وہ گرین پیس ہوٹل پہنچ گئے۔ کرنل ڈیوڈ جب ہال میں پہنچا تو نیلسن اور جیکب ایک میز پر بیٹھ چکے تھے جبکہ ٹینا بھی ایک میز کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ٹینا تو نیلسن اور جیکب کی میز کے قریب خالی میز کی طرف بڑھ رہی تھی جبکہ کرنل ڈیوڈ دوسرے کونے کی طرف بڑھ گیا۔ پھر جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا ویٹر اس کے قریب آ گیا۔

"یس سر"...... ویٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وسکی"...... کرنل ڈیوڈ نے مختصراً کہا۔ اس نے اور ٹینا نے

افریقی زبان کے چند لفظ سیکھ لئے تھے۔

ویٹر اس کا آرڈر سن کر واپس چلا گیا تو اس نے سرسری انداز میں نیلسن، جیکب اور ٹینا کی طرف دیکھا۔ ویٹر ان سے بھی آرڈر لے رہے تھے۔ انہیں دیکھنے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے ان کے اردگرد بھی نظر دوڑائی لیکن کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ ویسے بھی ان کے کام کی ابتدا تھی اور اتنی جلدی کسی کا ان کی طرف متوجہ ہو جانا ممکن نہیں تھا۔ جلد ہی اس کی میز پر وسکی کا ایک پیگ پہنچا دیا گیا۔ وہ پیگ اٹھا کر سپ کرنے لگا۔ نیلسن، جیکب اور ٹینا کی میزوں پر بھی کافی سرو کی گئی تھی۔ وہ کافی پی رہے تھے۔ ٹینا تو خاموش بیٹھی ہوئی دکھائی دے رہی تھی لیکن نیلسن اور جیکب کے ہونٹ مسلسل ہل رہے تھے جس کا مطلب تھا کہ وہ باتیں کر رہے تھے۔ کرنل ڈیوڈ مطمئن ہو گیا اس کی ہدایت کے مطابق عمل ہو رہا تھا وہ کافی دیر تک اس ہوٹل میں بیٹھے رہے لیکن کوئی بھی مشکوک آدمی دکھائی نہ دیا۔ پھر نیلسن اور جیکب اٹھے اور ہال کے دروازے کی طرف بڑھے۔ جب وہ ہال سے باہر نکل گئے تو ٹینا بھی اپنی جگہ سے اٹھی اور باہر چلی گئی اس کے باہر جانے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے ایک نوٹ گلاس کے نیچے رکھا اور پھر وہ بھی ہال سے باہر آ گیا ٹینا کی کار مین گیٹ سے باہر نکل رہی تھی۔ کرنل ڈیوڈ اپنی کار کی طرف بڑھا۔ وہ سڑک پر آیا تو اسے کچھ فاصلے پر ٹینا کی کار دکھائی دی وہ ایک بار پھر ٹینا کا تعاقب کرنے لگا۔ تقریباً دس منٹ کی

ڈرائیو کے بعد وہ ایک اور ہوٹل میں پہنچ گئے۔ اس ہوٹل کا نام بلیو سکائی تھا۔ اب چونکہ کھانے کا وقت ہو چکا تھا اس لئے نیلسن، جیکب اور ٹینا کی میزوں پر کھانا سرو کیا جا رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے بھی کھانے کا آرڈر دے دیا۔ کھانے کے بعد جیکب اٹھ کر باتھ روم کی طرف گیا۔ غالباً وہ ہاتھ دھونے گیا تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے کھانے کے بعد چائے کا آرڈر دے دیا۔ اسے چائے سرو کر دی گئی لیکن جیکب ابھی تک واپس نہیں آیا۔ کرنل ڈیوڈ نے دیکھا کہ نیلسن ریسٹ واچ میں وقت دیکھ رہا تھا۔ پھر وہ بھی اٹھ کر باتھ روم کی طرف گیا۔ کرنل ڈیوڈ نے چائے کا کپ اٹھا کر منہ سے لگایا۔ نیلسن کو بھی باتھ روم کی طرف گئے پانچ منٹ ہو گئے اور وہ بھی واپس نہ آیا۔ کرنل ڈیوڈ نے ٹینا کی طرف دیکھا۔ ٹینا کی آنکھوں میں تشویش کے تاثرات اسے دور سے ہی نظر آ گئے۔ پھر مزید ایک دو منٹ گزرنے کے بعد ٹینا بھی اٹھ کر باتھ روم کی طرف گئی۔ وہ دو منٹ بعد ہی واپس آ گئی لیکن نیلسن اور جیکب ابھی تک واپس نہیں آئے تھے۔

''ہونہہ۔ اس ہوٹل کا تعلق مجرموں سے ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے سوچا اور پھر اسے یقین ہو گیا۔ اس نے ٹینا کی طرف دیکھا تو وہ اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ کرنل ڈیوڈ نے اسے باہر چلنے کا اشارہ کیا۔ اس اشارے کے بعد ٹینا نے ویٹر کو بلایا۔ کرنل ڈیوڈ نے بھی ویٹر کو بل لانے کا اشارہ کیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس ہوٹل

سے باہر آ چکے تھے۔ کچھ دور جا کر انہوں نے فٹ پاتھ کے قریب کاریں روک لیں۔ دونوں نے ہی اپنے اردگرد کا جائزہ لیا۔ کوئی بھی ان کی طرف متوجہ نہیں تھا۔ ٹینا اپنی کار سے اتر کر کرنل ڈیوڈ کی کار میں آ گئی۔

''باس۔ مجھے یقین ہے کہ بلیو سکائی کا مجرموں سے گہرا تعلق ہے اور ہمارے ساتھی اغوا ہو چکے ہیں''...... ٹینا نے کہا۔

''وہ تو نظر آ رہا ہے۔ اب ہمیں اس ہوٹل کے کسی ملازم کو اغوا کر کے اس سے معلومات حاصل کرنی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

یس باس۔ آپ جو حکم دیں''...... ٹینا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم یورپین ماسک میک اپ کر کے دوبارہ اسی ہوٹل میں جاؤ۔ میں بھی میک اپ کر کے وہاں جا رہا ہوں۔ اب تم مجھ پر نظر رکھو گی''...... کرنل ڈیوڈ نے ٹینا کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ آپ نے بالکل درست فیصلہ کیا ہے''...... ٹینا نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے بعد وہ کرنل ڈیوڈ کی کار سے اتر کر اپنی کار میں آ بیٹھی۔ کار میں بیٹھ کر وہ ماسک میک اپ کرنے لگی۔ جب وہ میک اپ سے فارغ ہوئی تو اس نے کرنل ڈیوڈ کی کار کی طرف دیکھا۔ کرنل ڈیوڈ کی کار آگے بڑھ رہی تھی۔ جب کرنل ڈیوڈ کی کار کافی آگے بڑھ گئی تو ٹینا نے بھی کار آگے بڑھا دی۔ ہوٹل بلیو سکائی کی پارکنگ میں پہنچ کر کرنل ڈیوڈ نے کار روکی تو پارکنگ بوائے تیزی سے بھاگتا ہوا اس کی کار کے قریب آ

گیا اس نے ایک کارڈ کرنل ڈیوڈ کی طرف بڑھایا۔

''یہ بتاؤ کہ اس ہوٹل کے مینجر کا کیا نام ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے یورپین زبان میں پارکنگ بوائے سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نوٹ بھی اس کی طرف بڑھایا۔ پارکنگ بوائے نے فوراً ہی نوٹ جھپٹ کر جیب میں ڈال لیا۔

''مسٹر ایشلے اس ہوٹل کے مینجر بھی ہیں اور مالک بھی''۔ پارکنگ بوائے نے کہا۔

''مسٹر ایشلے اس وقت اپنے آفس میں ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے پارکنگ بوائے سے دوسرا سوال پوچھا۔

''نو سر۔ وہ دیر سے ہوٹل آتے ہیں اس وقت تو وہ اپنے بنگلے پر ہوں گے''...... پارکنگ بوائے نے کہا۔

''اوہ۔ میں نے تو ان سے فوری ملنا ہے۔ بہت ہی ضروری کام ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور ساتھ ہی ایک نوٹ اور بھی اس کی طرف بڑھایا۔

''سر۔ ان کا بنگلہ ساؤتھ کالونی میں ہے نمبر ہے الیون''۔ پارکنگ بوائے نے بتایا۔

''تھینک یو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس نے کارڈ پارکنگ بوائے کو واپس کر کے کار کو بیک کیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار دوبارہ سڑک پر آ گئی تھی۔ یہاں آتے ہی اس نے لیراونی سٹی کا تفصیلی نقشہ غور سے دیکھ لیا تھا اور یہ نقشہ اس کے ذہن میں نقش ہو

گیا تھا۔ ساؤتھ کالونی، ساؤتھ روڈ پر تھی۔ پانچ منٹ بعد وہ ساؤتھ روڈ پر آ گیا۔ اس دوران اس نے کئی بار پیچھے نظر ڈالی تھی۔ ٹینا کی کار برابر اس کے تعاقب میں تھی۔ مزید دو منٹ بعد وہ ساؤتھ کالونی پہنچ گیا۔ ساؤتھ کالونی میں بڑے اور جدید بنگلے تھے۔ اس کالونی میں زیادہ تر غیر ملکی افراد رہتے تھے۔ مقامی آبادی میں زیادہ تعداد متوسط اور غریب طبقے کی تھی۔ تقریباً بیس فیصد مقامی آبادی امیروں کی تھی۔ باقی امراء کا تعلق غیر ممالک سے تھا لیراونی میں زیادہ کاروبار لکڑی کا تھا۔ اس کے علاوہ لیراونی کے پہاڑوں میں سونے کی کانیں بھی تھیں سونے کی کانوں کے علاوہ قیمتی پتھروں کی کانیں بھی لیراونی میں موجود تھیں لیکن اس کے باوجود لیراونی کی مقامی آبادی کا زیادہ حصہ غربت کی زندگی گزار رہا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ امیر طبقے نے تمام وسائل پر قبضہ کیا ہوا تھا۔ لکڑی، سونے اور قیمتی پتھروں کے بزنس کی وجہ سے غیر ملکی افراد کی تعداد بھی لیراونی میں بہت زیادہ تھی۔

کوٹھی نمبر الیون کو ٹریس کرنے میں اسے زیادہ وقت نہ لگا اس نے بنگلے کے گیٹ پر کار روکی اور نیچے اتر کر کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھی تو چند لمحوں بعد گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک مسلح افریقی کی شکل دکھائی دی۔

''یس سر''...... افریقی نے کرنل ڈیوڈ کو غور سے دیکھتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرا نام لارڈ جیکسن ہے اور میں ہوٹل ٹاپ ہلز کا مالک ہوں مجھے مسٹر ایشلے سے ملنا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے اپنا فرضی نام بتاتے ہوئے کہا۔

''او کے سر۔ میں انہیں اطلاع کرتا ہوں۔ آپ انتظار کریں''۔ افریقی نے کہا اور وہ واپس چلا گیا کرنل ڈیوڈ وہیں کھڑا رہا۔ اس طرح انتظار کرنا اور اس لہجے میں بات کرنا اس کی فطرت کے خلاف تھا لیکن اس وقت چونکہ وہ مشن پر تھا اس لئے اس نے خود کو تبدیل کر لیا تھا۔ اسے انتظار کرتے ہوئے تقریباً تین منٹ گزر گئے تو افریقی واپس آ گیا۔

''تشریف لائیں سر''...... افریقی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گیٹ کھول دیا۔ کرنل ڈیوڈ کار میں واپس بیٹھا اور پھر وہ بنگلے میں داخل ہو گیا۔ گیٹ کے قریب تین آدمی اور بھی دکھائی دیئے لیکن یہ تینوں یورپین تھے اور تینوں مشین گنوں سے مسلح تھے۔

''سر۔ اگر آپ کے پاس اسلحہ ہے تو یہاں جمع کرا دیجئے واپسی پر لے لیجئے گا''...... ایک یورپین نے کہا۔ کرنل ڈیوڈ نے ایک دو لمحوں کے لئے کچھ سوچا اور پھر اس نے جیب میں سے مشین پسٹل نکال کر اسے دے دیا۔

''تھینک یو سر۔ ٹائیگر۔ سر کو ڈرائنگ روم تک چھوڑ آؤ''۔ اس یورپین نے پہلے کرنل ڈیوڈ سے پھر اپنے ساتھی سے کہا۔

"اوکے سر۔ آیئے سر"...... ٹائیگر نے بھی پہلے اپنے ساتھی سے اور پھر کرنل ڈیوڈ سے کہا اور آگے بڑھا۔ کرنل ڈیوڈ اس کے ساتھ چلنے لگا۔ چند لمحوں بعد کرنل ڈیوڈ خوبصورت انداز میں سجے ہوئے ڈرائنگ روم میں پہنچ گیا۔

"سر۔ تشریف رکھئے۔ باس ابھی آتے ہیں"...... ٹائیگر نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ صوفے پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر مڑا۔ مڑتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور مشین گن کا بٹ کرنل ڈیوڈ کے سر پر پڑا تو کرنل ڈیوڈ کی آنکھوں میں اندھیرا سا پھیل گیا۔ دوسری ضرب نے اسے مکمل طور پر دنیا سے بے گانہ کر دیا۔

ایشلے فریگی سیکشن کا سیکنڈ چیف تھا۔ مادام فریگی نے بلیک چیف ے ملنے والی ہدایت اپنے سیکشن تک پہنچا دی تھیں اور سب کے زمے ان کی ڈیوٹیاں بھی لگا دی تھیں۔ بلیو سکائی ہوٹل۔ بلیک ڈریم نائٹ کلب۔ ہاٹ لائن کی ملکیت تھے لیکن ایشلے کو ان کا مالک سمجھا جاتا تھا۔ ایشلے اپنے ہوٹل کے آفس میں بیٹھ کر ہی تنظیمی معاملات کی دیَھ بھال کرتا ہے۔ ہوٹل کے کئی ملازمین ہاٹ لائن کے رکن تھے لیکن عام گاہک اور عام افراد ہاٹ لائن کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔ ایشلے عموماً سہ پہر کے بعد اپنے آفس جاتا تھا اور پھر تقریباً صبح کے وقت وہ اپنے بنگلے پر واپس آتا تھا۔ آج دوپہر بھی.ہ کھانا کھا رہا تھا کہ اس کے سیل فون کی گھنٹی بجی اور اسے بتایا گیاغا کہ دو مشکوک اسرائیلی باشندے ہوٹل میں کھانا کھا رہے ہیں اس نے اپنے سپروائزر کو ہدایت دی کہ موقع ملتے ہی انہیں اغوا کر

لیا جائے اور اگر موقع نہ ملے تو پھر ان کا تعاقب کیا جائے۔ کچھ دیر بعد سپروائزر نے اسے پھر اطلاع دی تھی کہ موقع مل گیا تھا ا اس نے دونوں اسرائیلیوں کو اغوا کرلیا ہے۔ ایشلے نے اسے ہدای دی کہ وہ ان دونوں اسرائیلیوں کو بلیک پوائنٹ پر پہنچا دے۔ بلی ڈریم نائٹ کلب کا تہہ خانہ فریگی سیکشن کا بلیک پوائنٹ تھا۔

سپروائزر سے ملنے والی رپورٹ اس نے مادام فریگی کو بھی د دی تھی۔ جس پر مادام فریگی نے اس کی کارکردگی کو سراہنے کے ب مزید محتاط رہنے کی بھی ہدایت کی تھی۔ مادام فریگی سے بات ک اسے تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ سپروائزر نے دوبارہ فون کیا ا رپورٹ دی کہ ایک یورپین شخص نے پارکنگ بوائے سے اس ک بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ اس رپورٹ کے ملتے ہی ا نے اپنے سیکورٹی گارڈز کو ہدایات دی تھیں اور اب اسے گیٹ س بتایا گیا تھا کہ اسے ملنے کے لئے ایک یورپین آدمی جو کہ اپنا نا لارڈ جیکسن بتاتا ہے آیا ہوا ہے۔ ایشلے نے سیکورٹی گارڈز جو ا ہاٹ لائن کے تربیت یافتہ تھے، کو ہدایت دی کہ وہ اس لارڈ جیکس کو ڈرائنگ روم میں لاکر بے ہوش کر دیں۔ اب وہ ٹائیگر ک رپورٹ کا انتظار کر رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اس ک کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

''یس کم ان''...... اس نے سخت لہجے میں کہا تو کمرے ک دروازہ کھلا اور ٹائیگر کمرے میں داخل ہوا۔

''باس۔ آنے والا آدمی ڈرائنگ روم میں بے ہوش ہو چکا ہے''...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اسے رسی سے باندھ دیا گیا ہے''...... ایشلے نے سخت لہجے میں پوچھا۔

''نن۔ نن۔ نو۔ بب۔ باس''...... ٹائیگر نے ہکلاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس کے چہرے کی رنگت بھی اڑ گئی۔

''ایڈیٹ۔ نانسنس۔ تمہیں معلوم ہے کہ تمہیں اس غفلت کی کیا سزا مل سکتی ہے''...... ایشلے نے کرخت لہجے میں کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری۔ بب۔ باس۔ مم۔ معاف کر دیں''۔ ٹائیگر نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اب جاؤ اور اسے باندھ دو اس سے پہلے کہ وہ ہوش میں آ کر فرار ہونے کی کوشش کرے''...... ایشلے نے کہا۔

''یس۔ یس باس۔ اوکے باس''...... ٹائیگر نے کہا اور پھر وہ تیزی سے مڑا۔

''سنو''...... جیسے ہی وہ مڑا۔ ایشلے نے اسے آواز دی تو وہ رک گیا اور اس نے ایشلے کی طرف دیکھا۔

''میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں''...... ایشلے نے کہا اور پھر وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔

''لارڈ جیکسن۔ یقیناً یہ اس کا فرضی نام ہے لیکن کوئی بات نہیں بلیک پوائنٹ پر یہ سب کچھ سچ سچ بتائے گا''...... ایشلے نے

ڈرنگ روم میں آ کر بے ہوش آدمی کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے ڈرنگ روم میں موجود ایک میز کی دراز کھول کر رسی کا ایک بنڈل نکالا اور بے ہوش آدمی کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے۔

''تم اسے بلیک پوائنٹ پر پہنچاؤ۔ اس کے دو ساتھی پہلے بھی بلیک پوائنٹ پر پہنچ چکے ہیں۔ میں مادام فریگی کو رپورٹ کرتا ہوں''...... ایشلے نے ٹائیگر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا اور پھر وہ ڈرائنگ روم سے نکل کر واپس اپنے بیڈ روم میں آ گیا۔ بیڈ روم میں آ کر اس نے سیل فون پر مادام کے نمبرز پریس کئے تو دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس فریگی اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد مادام فریگی کی آواز سنائی دی۔

''مادام۔ ہم نے ایک اور مشکوک آدمی کو گرفتار کیا ہے''۔ ایشلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیسے۔ تفصیلی رپورٹ دو''...... دوسری طرف سے مادام فریگی کی سخت آواز سنائی دی۔

''مادام۔ یہ شخص ہوٹل سے اغوا کئے جانے والے افراد کا ساتھی ہے کیونکہ ان آدمیوں کے اغوا ہونے کے بعد یہ ہوٹل کے پارکنگ بوائے سے میرے بارے میں پوچھ گچھ کر رہا تھا۔ مجھے رپورٹ ملی تو میں نے اسے بھی اغوا کرا لیا اور اب میں نے اسے بھی بلیک

پوائنٹ پر بھیج دیا ہے''...... ایشلے نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ایشلے جان بوجھ کر یہ بات چھپا گیا تھا کہ پکڑا جانے والا آدمی اس کے بنگلے تک پہنچ گیا تھا۔ اگر وہ یہ بات مادام فریگی کو بتا دیتا تو وہ لازماً ناراض ہوتی۔

''جتنی آسانی سے یہ افراد پکڑا جا رہے ہیں۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عام سے لوگ ہیں''...... بلیک چیف نے خوامخواہ ہی ان کی تعریف کر دی ہے''...... دوسری طرف سے مادام فریگی کی آواز سنائی دی۔

''مادام۔ آپ کی رائے بالکل درست ہے۔ جس قدر آسانی سے یہ پکڑے گئے ہیں اتنی آسانی سے تو چوہے بھی نہیں پکڑے جاتے''...... ایشلے نے مادام فریگی کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ پھر تم ایسا کرو کہ بلیک پوائنٹ پر چلے جاؤ اور ان سے ان کے دیگر ساتھیوں کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔ جب یہ اپنے تمام ساتھیوں کے بارے میں تفصیل بتا دیں تو گرینڈ آپریشن کر کے ان کے تمام ساتھیوں کو گرفتار کر لو۔ پھر مجھے رپورٹ کرنا۔ میں اپنے ہاتھوں سے انہیں گولیاں ماروں گی اور ان کی لاشوں کا تحفہ روڈو کو دوں گی''...... دوسری طرف سے مادم فریگی کی مطمئن آواز سنائی دی۔

''اوکے مادام۔ میں کچھ ہی دیر بعد آپ کو رپورٹ کرتا ہوں''...... ایشلے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری

طرف سے کال منقطع ہو گئی تو اس نے سیل فون جیب میں رکھا اور پھر وہ کمرے سے باہر آ گیا تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ بلیک ڈریم نائٹ کلب پہنچ چکا تھا۔ یہاں بھی اس کا آفس تھا لیکن یہاں وہ ہفتے میں ایک یا دو بار ہی آتا تھا۔

بلیک پوائنٹ کلب کے تہہ خانوں میں تھا اور تہہ خانوں کو دو راستے جاتے تھے۔ ایک راستہ اس کے آفس سے اور دوسرا کلب کی عقبی گلی سے جاتا تھا اس عقبی گلی میں جتنے بھی گھر تھے وہ سب کلب کے ملازمین کے تھے۔ اس لئے گلی میں کوئی غیر متعلقہ آدمی داخل ہی نہیں ہوتا تھا۔ گلی کے آغاز پر ایک سیکورٹی گارڈ ہر وقت موجود رہتا تھا اور وہ کسی بھی غیر متعلقہ آدمی کو گلی میں داخل نہیں ہونے دیتا تھا۔

ایشلے اپنے آفس کے راستے سے ہی بلیک پوائنٹ پر پہنچا۔ کلب کے چار مسلح آدمی اس کے ساتھ تھے۔ جبکہ ٹائیگر بھی اپنے ایک ساتھی کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ ٹارچر روم میں تین کرسیوں پر تین آدمی بندھے ہوئے تھے ان میں سے ایک تو ایشلے نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا وہ اس وقت ہوش میں تھا۔ ایشلے نے باقی دو افراد کو بھی غور سے دیکھا وہ ابھی تک بے ہوش تھے۔

''اباڈا۔ یہ ہوش میں نہیں آئے''...... ایشلے نے کلب کے ایک آدمی سے پوچھا جو کہ بلیک پوائنٹ کا انچارج بھی تھا۔

''باس۔ انہیں گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا اس لئے یہ انڑ

ں انجکشن لگنے کے بعد ہی ہوش میں آئیں گے''...... اباڈا نے بانہ لہجے میں کہا۔

''اگاؤ انہیں انٹی گیس انجکشن''...... ایشلے نے اباڈا سے کہا اور اس نے اپنے بنگلے سے گرفتار ہونے والے آدمی کی طرف ھا۔ وہ بھی ایشلے کو غور سے دیکھ رہا تھا۔

''تو تمہارا نام لارڈ جیکن ہے''...... ایشلے نے اس کی آنکھوں ں دیکھتے ہوئے کہا۔

''تم لوگ مہمانوں سے یہی سلوک کرتے ہو''...... لارڈ جیکن جو ۔کرنل ڈیوڈ تھا، نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مہمان۔ ہاہاہا۔ یہ بھی تم نے خوب کہی۔ مہمان ہاہاہا''۔ ایشلے نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''تو تم میرے بارے میں کیا جانتے ہو۔ کون ہوں میں''۔ کرنل یوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کرنل ڈیوڈ سیکرٹ فیلڈ کا تجربہ کار ایجنٹ تھا۔ وہ اپنے ہی ندا ز میں ایشلے سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔

''میں اتنا ہی جانتا ہوں کہ تم ہمارے دشمن ہو''...... ایشلے نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ وہ بھی ایک خفیہ تنظیم سے تعلق رکھتا تھا۔ بیوقوف نہیں تھا کہ اقرار کر لیتا کہ وہ سائنس دانوں کی وجہ سے یہاں آیا ہے۔ اتنا تو وہ بھی جانتا تھا کہ اس کے سامنے والا اسرائیل کی کسی خفیہ ایجنسی کا ایجنٹ ہے۔

"میں تمہارا دشمن ہوں لیکن کیوں"...... کرنل ڈیوڈ نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

کرنل ڈیوڈ کے ساتھیوں کو، جو کہ نیلسن اور جیکب تھے۔ ان گیس انجکشن لگ چکے تھے۔ اس دوران وہ بھی ہوش میں آ گئے تھے۔

"اباڈا۔ ایشلے نے کرنل ڈیوڈ کے سوال کا جواب دینے کی بجائے اپنے ساتھی کو پکارا۔

"یس باس"...... اباڈا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس کی گفتگو سے اور اس کے انداز سے مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ یہ آسانی سے زبان نہیں کھولے گا"...... ایشلے نے اباڈا کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ دیکھ وہ کرنل ڈیوڈ کی آنکھوں میں رہا تھا۔

"حکم باس"...... اباڈا نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اباڈا۔ کوئی ایسی چیز لے آؤ کہ اس کی روح بھی تکلیف سے چیخنے چلانے لگے۔ تم تو جانتے ہو کہ انسانوں کی چیخیں سن کر مجھے سکون ملتا ہے"...... ایشلے نے اس مرتبہ بھی اباڈا کی طرف بغیر دیکھے کہا۔

"باس۔ میں کٹر مشین لے آتا ہوں"...... اباڈا نے ایک بار پھر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کٹر مشین۔ ہاں تم نے صحیح انتخاب کیا ہے۔ کٹر مشین پہلے اس کے پاؤں کا قیمہ بنائے گی پھر پوری لات کا۔ اس کے بعد دوسرے

پاؤں اور لات کی باری آئے گی۔ اس کے بعد ہاتھوں اور بازوؤں کی۔ آہستہ آہستہ اس کا پورا جسم قیمے میں تبدیل ہو جائے گا اور اس دوران اس کی چیخوں کی جو رومانٹک آوازیں مجھے سنائی دیں گی اس سے میرے دل کو چین آئے گا"...... ایشلے نے خوفناک لہجے میں کہا۔

ایشلے کے سامنے اگر کرنل ڈیوڈ کی جگہ کوئی عام انسان ہوتا تو وہ اس کے لہجے سے ہی خوفزدہ ہو جاتا۔ مگر کرنل ڈیوڈ تو اس طرح کی دھمکیاں دوسروں کو دیتا تھا اس لئے اس پر ایشلے کے لہجے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ البتہ اس کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی۔

"باس۔ میں کٹر مشین ابھی لے کر آتا ہوں"...... اباڈا نے کہا اور پھر وہ ایک دیوار کی طرف بڑھا۔ اس دیوار میں الماری نظر آ رہی تھی۔ اس نے الماری کھولی اور جوسر مشین جیسی ایک مشین نکال لی۔

"اباڈا۔ اس لارڈ جیکن کی اکڑی ہوئی گردن مجھے بتا رہی ہے کہ یہ اپنی ایجنسی میں کسی اہم عہدے پر فائز ہے اور اس کے یہ دو ساتھی ماتحت ٹائپ کی چیزیں ہیں۔ تم ایسا کرو۔ پہلے اس کٹر مشین کی کارکردگی اس لارڈ جیکن کو دیکھا دو اس کے بعد اگر اس نے میرے سوالوں کے جواب دینے چاہے تو ٹھیک اور نہ دینے چاہے تو پھر اسے بھی اس انجام سے دو چار کر دیا جائے گا۔ جس انجام کا شکار اس کا ساتھی ہوا ہو گا"...... ایشلے نے کہا۔

''او کے باس''...... اباڈا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ نیلسن کے قریب پہنچ گیا۔ وہ تینوں اس بری طرح سے بندھے ہوئے تھے کہ معمولی سی حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ ایشلے کی گفتگو نے انہیں پریشان کر دیا تھا۔ وہ جی پی فائیو کے سیکرٹ ایجنٹ تھے۔ انہوں نے درجنوں افراد کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ مرتے ہوئے انسان کی چیخیں انہیں بھی بھلی لگتی تھیں لیکن اب جبکہ موت ان کے اپنے سروں پر آ گئی تھی تو وہ پریشان ہو گئے تھے۔ خاص طور پر نیلسن کا چہرہ تو زرد ہو گیا تھا کیونکہ اباڈا اس کے قریب آ کر بیٹھ گیا تھا۔

جی پی فائیو نے ان کی تربیت کا خاص خیال رکھا تھا اور انہیں خاص طور پر ہدایت کی گئی تھی کہ کسی بھی مشکل صورت حال وہ حوصلہ نہ ہاریں۔ آخری وقت تک زندگی کی امید رکھیں اور زندگی بچانے کی کوشش کرتے رہیں لیکن ان کی ساری کوششیں رائیگاں جا رہی تھیں ساری تربیت دھری کی دھری رہ گئی تھی اور خوف ان کی آنکھوں میں اُمڈ آیا تھا۔ نیلسن کی کرسی کے قریب بیٹھ کر اباڈا نے کرسی کے نیچے ہاتھ ڈالا تو کٹاک کی آواز کے ساتھ راڈز نمودار ہوئے اور نیلسن مزید جکڑا گیا اس کے بعد اباڈا نے نیلسن کا جوتا اتار کر ایک طرف پھینک دیا اور اس کا پاؤں کٹر مشین میں ڈال دیا۔ پھر جیسے ہی نے کٹر مشین کا بٹن دبایا نیلسن کی دلخراش چیخوں سے تہہ خانہ گونجنے لگا کٹر مشین کا اوپری حصہ جگ کی طرح شفاف تھا۔ وہ شفاف حصہ خون سے بھرنے لگا اور اس خون میں گوشت

کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بھی دکھائی دے رہے تھے۔

''یہ۔ یہ ہمارا باس ہے اس کا نام کرنل ڈیوڈ ہے''...... نیلسن نے چیخیں مارتے ہوئے کہا۔

''ہوتا رہے باس۔ مجھے اس سے کیا فرق پڑتا ہے''...... ایشلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اسے۔ اسے سب معلوم ہو گا۔ یہ۔ یہ تمہارے سوال کا جواب دے گا''...... نیلسن نے بدستور چیختے ہوئے کہا۔

''تمہارا باس کٹر مشین کی کارکردگی تو دیکھ لے۔ پھر اسے ہٹائیں گے''...... ایشلے نے طنزیہ لہجے میں کہا۔ اسی لمحے نیلسن چیخیں مارتے ہوئے بے ہوش ہو گیا جبکہ کٹر مشین کا جگ والا حصہ خون اور گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں سے بھر چکا تھا۔ ایشلے کے چہرے پر وحشت اور بربریت جبکہ کرنل ڈیوڈ کے چہرے پر غصے کے تاثرات تھے۔ کرنل ڈیوڈ نے اپنی زندگی میں سینکڑوں افراد پر تشدد کیا تھا لیکن اس طرح کسی انسان کو قیمے میں تبدیل نہیں کیا تھا۔

''ایشلے۔ تمہارا انجام بہت ہی بھیانک ہو گا۔ لوگ تمہاری موت کو دیکھ کر لرز اٹھیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''لارڈ جیکن یا کرنل ڈیوڈ جو بھی تمہارا نام ہے۔ میرے انجام کی نہیں اپنے انجام کی پرواہ کرو ایڈیٹ۔ جو بالکل قریب ہے''۔ ایشلے نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم جیسے گھٹیا، کمینے اور نچلے درجے کے مجرم میرے جوتے کے تلوے تو چاٹ سکتے ہیں لیکن میری موت کا سبب نہیں بن سکتے"۔ اس مرتبہ کرنل ڈیوڈ نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم اسرائیل سے تعلق رکھتے ہو نا مسٹر کرنل ڈیوڈ"...... ایشلے نے غصہ کئے بغیر کہا۔

"کون کرنل ڈیوڈ اور کون سا اسرائیل۔ اس کمینے نے بکواس کی ہے۔ میں تو اسے جانتا ہی نہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے پہلے تو ایشلے کا سوال کا درست جواب دینا چاہتا تھا لیکن پھر فوراً ہی اسے خیال آ گیا کہ اس نے اپنی شناخت ظاہر نہیں کرنی۔

"تم نے مجھے گھٹیا، کمینہ اور مجرم کہا ہے۔ حالانکہ اسرائیلیوں سے بڑھ کر گھٹیا، کمینہ اور نچلے درجے کا مجرم اور کوئی نہیں۔ اسرائیل اس دنیا کا سب سے بڑا مجرم ملک ہے"...... ایشلے نے طنزیہ لہجے میں کہا تو کرنل ڈیوڈ کا سرخ چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا۔

"بکواس بند کرو ایڈیٹ۔ نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"اباڈا۔ اس کے غصے نے یہ تو ثابت کر دیا ہے کہ یہ اسرائیلی ہے لیکن یہ ڈھیٹ مٹی سے بنا ہوا ہے۔ ابھی یہ میرے سوالوں کے جواب دینے پر آمادہ نہیں ہوا۔ اب ایسا کرو کہ یہ کٹر مشین اس کے پیر پر فٹ کر دو۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس کرنل ڈیوڈ کی قوتِ برداشت کس قدر ہے"...... ایشلے نے مسکراتے ہوئے کہا اس نے

کرنل ڈیوڈ کو غصہ دلا کر یہ معلوم کر لیا تھا کہ یہ تینوں اسرائیلی ہی ہیں۔

"او کے باس"...... اباڈا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ اباڈا اپنی شکل وصورت سے کسی وحشی قبیلے کا دکھائی دے رہا تھا اور اس وقت اس کے چہرے پر موجود وحشیانہ چمک اسے خونخوار بنا رہی تھی۔ اس نے وحشیانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کرنل ڈیوڈ کی طرف دیکھا تو کرنل ڈیوڈ کے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ تشدد کے دوران اس کے ہاتھوں بے شمار لوگ مارے گئے تھے اس وقت اسے احساس نہیں ہوتا تھا کہ موت ہے کیا چیز۔ اب موت اس کے سر پر آ گئی تھی تو اسے محسوس ہو رہا تھا کہ موت تو انتہائی ظالم چیز ہے جو انسان کو زندگی جیسی حسین چیز سے محروم کر دیتی ہے۔ اس کے دل میں ابھی جینے کی تمنا تھی لیکن وہ ان مجرموں کے سامنے جھکنا نہیں چاہتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ انہوں نے ہر حال میں اس کا خاتمہ کرنا ہے۔ لہٰذا اس نے اپنا آخری فیصلہ یہی کیا کہ وہ کسی بھی صورت اپنی زبان نہیں کھولے گا۔

اباڈا نے اس کا بھی ایک جوتا اتار کر دور پھینک دیا اور پھر کٹر مشین اس کے پاؤں میں فٹ کر دی کیونکہ اس کا پاؤں بھی رسی سے بندھا ہوا تھا اس لئے وہ اپنے پاؤں کو حرکت دینے سے قاصر تھا۔ کرنل ڈیوڈ، اباڈا کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اباڈا نے کرنل ڈیوڈ کا پاؤں کٹر مشین میں فٹ کرنے کے بعد وحشیانہ نظروں سے کرنل

ڈیوڈ کی طرف دیکھا اور پھر اس نے اپنا ہاتھ کٹر مشین کے بٹن کی طرف بڑھایا۔ اسی لمحے کرنل ڈیوڈ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ بالکل اس کبوتر کی طرح جو بلی کو دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ موت اس کے سر سے ٹل جائے گئی ہے۔

''زیر زمین دنیا افریقہ کی ہو، یورپ کی ہو، ایکریمیا کی ہو یا ایشیا کی۔ ٹائیگر کی حیثیت ہر جگہ ٹائیگر کی سی ہی رہتی ہے''۔ ٹائیگر نے فخریہ انداز میں کہا۔ وہ اس وقت جوسو کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ جوسو کا تعلق لیراونی کی زیر زمین دنیا سے تھا۔ ٹائیگر کو اس کے بارے میں پتا چلا تو وہ اسے ڈھونڈتا ہوا شارپ کلب پہنچ گیا تھا۔ جوسو نہایت ہی اکھڑ مزاج تھا اس کی ٹائیگر سے زبردست فائٹ ہوئی اور ٹائیگر نے اسے منٹوں میں شکست دے دی اور جوسو ایسے لوگوں کی فطرت کے عین مطابق ٹائیگر کا گرویدہ ہو گیا اور اس نے ٹائیگر کو اپنا دوست مان لیا۔

''ہاں۔ مجھے تم میں یہ خوبی نظر آ رہی ہے۔ اسی لئے تو میں نے تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے۔ ورنہ میں تو کسی سے سیدھے منہ بات کرنا پسند ہی نہیں کرتا''...... جوسو نے کہا۔

''جوسو۔ میں تو یہاں اس لئے آیا تھا کہ یہاں بہت ہی خطرناک مجرم ہوں گے۔ مجرموں کی تنظیمیں ہوں گی اور مجھے یہاں بڑے بڑے کام ملیں گے لیکن مجھے تو لیراونی میں کوئی ایسی بات نظر نہیں آئی''...... ٹائیگر نے کہا۔

''نہیں ایسی بات نہیں ہے ٹائیگر۔ یہاں بھی ہر وہ دھندہ ہوتا ہے جو دنیا کے اور بڑے شہروں میں ہوتا ہے۔ میں تمہیں ایک آدمی کی ٹپ دیتا ہوں جو کسی خفیہ مجرم تنظیم سے تعلق رکھتا ہے لیکن دیکھو میرا نام درمیان میں مت آئے کیونکہ ایسی تنظیمیں تالاب میں مگرمچھ کی سی حیثیت رکھتی ہیں اور ان کے سامنے ہم جیسے بدمعاش مینڈک سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے''...... جوسو نے کہا تو اس کی مثال پر ٹائیگر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''شاید۔ تم مجھے سمجھ نہیں پائے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مجھے یقین ہے کہ تم میرا نام درمیان میں نہیں لاؤ گے۔ میں نے احتیاطاً یہ بات کہی تھی''...... جوسو نے کہا اور پھر اس نے اردگرد نظر دوڑائی۔ اسے کوئی بھی ایسا آدمی نظر نہ آیا جو ان کی طرف متوجہ ہو۔

''لیراونی میں ایک ہوٹل ہے بلیو سکائی اس کے سپروائزر کا نام بانڈے ہے اس بانڈے کا تعلق کسی مجرم تنظیم سے ہے۔ ہوٹل کا مالک اور مینجر ایشلے ہے اور شاید ایشلے کا تعلق بھی اسی تنظیم سے ہو''۔ جوسو نے دھیمی آواز میں کہا۔

''اس مجرم تنظیم کا نام کیا ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''تنظیم انتہائی خفیہ ہے۔ میں اس کے نام سے واقف نہیں ہوں''۔ جوسو نے کہا۔

''نہیں۔ تنظیم خفیہ نہیں ہونی چاہئے۔ کوئی ایسی تنظیم ہو جو سرعام کام کرتی ہو۔ سرعام کام کرنے والی تنظیمیں ہم جیسے افراد کو بھی کام دے دیتی ہیں لیکن خفیہ تنظیمیں تو ہم جیسے افراد کو قتل کر دیتی ہیں۔ بس خفیہ تنظیموں سے ٹکرانے سے پرہیز کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے فوراً ہی پینترا بدلتے ہوئے کہا۔

''تم ٹارگٹ کلنگ کر سکتے ہو''...... جوسو نے پوچھا۔

''ٹائیگر دنیا کا ہر جرم کر سکتا ہے۔ بس رقم ٹھیک ٹھاک ملنی چاہئے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہاں پیشہ ور قاتلوں کا گروپ ہے جس کا نام ڈیتھ اینڈ ڈیتھ ہے۔ تم ان سے مل لو''...... جوسو نے کہا۔

''اوکے۔ مجھے ان کا ایڈریس بتاؤ''...... ٹائیگر نے کہا تو جوسو نے ایڈریس بھی بتایا لیکن ٹائیگر نے اس ایڈریس پر زیادہ توجہ ہی نہ دی۔ یہ تو اس نے جوسو کے اطمینان کے لئے کیا تھا۔

''جوسو۔ اب مجھے اجازت دو۔ تمہاری اور میری ملاقات آئندہ بھی ہوتی رہے گی۔ میں کل پرسوں ہی ڈیتھ اینڈ ڈیتھ گروپ سے ملتا ہوں''...... ٹائیگر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تھینک یو''...... جوسو نے بھی کرسی سے اٹھتے ہوئے

کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ ٹائیگر کی طرف بڑھایا۔ ٹائیگر نے اس سے مصافحہ کیا اور پھر وہ ہال سے باہر آ گیا۔ پارکنگ۔ میں اس کی کار موجود تھی ان سب نے ہی لیراونی کا تفصیلی نقشہ غور سے دیکھا تھا۔ نقشہ دیکھ کر ہی انہیں کسی بھی شہر کے راستے اور اہم مقامات یاد ہو جاتے تھے۔ اس کے علاوہ اس نے لیراونی سٹی کا تفصیلی چکر بھی لگایا تھا۔ بلیو سکائی ہوٹل اس کی نظروں سے گزرا تھا اس لئے اس کی کار اب بلیو سکائی ہوٹل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تقریباً بارہ منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ بلیو سکائی ہوٹل پہنچ گیا۔

''میں بانڈے کا کزن ہوں۔ نیبان سٹی سے آیا ہوں''...... ٹائیگر نے کاؤنٹر گرل سے کہا۔

''بانڈے صاحب تو کچھ دیر پہلے اپنے گھر گئے ہیں۔ اب دو گھنٹے بعد آئیں گے''...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

''اوہ۔ مادام میں لیراونی سٹی پہلی بار آیا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم کہ بانڈے کا گھر کہاں ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''بلیو روڈ پر سی فور زیرو فور''...... کاؤنٹر گرل نے سپر وائزر بانڈے کا ایڈریس بتاتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو مادام''...... ٹائیگر نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ ہال سے باہر آ گیا۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد وہ سی فور زیرو فور کے گیٹ پر پہنچ چکا تھا کار اس نے اس گھر سے کچھ پہلے فٹ پاتھ

اتھ کھڑی کر دی تھی۔ اس نے بیل بجائی تو چند لمحوں بعد گیٹ لی کھڑکی کھلی اور ایک مسلح حبشی کی شکل دکھائی دی۔

'جی جناب''...... مسلح آدمی نے ٹائیگر کو غور سے دیکھتے ہوئے

'بانڈے صاحب کا گھر یہی ہے نا۔ جو بلیو سکائی ہوٹل میں ئزر ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

'ہاں۔ یہی گھر ہے۔ کیوں''...... مسلح آدمی نے اس مرتبہ ت لہجے میں کہا۔

'یار۔ تم میرے بڑے بھائی جیسے ہو۔ بات دراصل یہ ہے کہ نے سپروائزر کا کورس کیا ہے۔ غریب آدمی ہوں۔ اگر ے صاحب کہیں میری نوکری لگوادیں تو مجھ پر احسان ہو گا''۔ ر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''چلو۔ بھاگ جاؤ صاحب یہ کام نہیں کرتے''...... مسلح آدمی ٹائیگر کو جھڑکتے ہوئے کہا۔

''بھائی۔ اگر تم کہو گے تو بانڈے صاحب میری سفارش کر دیں ۔ میری نوکری لگ گئی تو میں پہلے چھ مہینوں تک اپنی تنخواہ تمہیں رہوں گا۔ بیشک تم مجھ سے لکھوا لو''...... ٹائیگر نے مسکین لہجے کہا۔

''کیا لکھ کر دو گے مجھے''...... اس مسلح آدمی نے سوچتے ہوئے

ا۔

”تم مجھ سے لکھوا لینا کہ تم نے مجھے کچھ رقم ادھار دی ہے اور میں تمہیں وہ رقم چھ مہینوں میں واپس کرنے کا پابند ہوں“...... ٹائیگر نے کہا۔ اس کا پھینکا ہوا دانہ کام کر گیا تھا۔

”لیکن میں بانڈے صاحب کو کیا کہوں گا“...... مسلح آدمی نے کہا۔

”یار۔ میں تمہارا کزن ہوں،تمہارا دوست ہوں۔ محلے دار ہوں۔ تم مجھ سے کوئی بھی رشتہ جوڑ سکتے ہو“...... ٹائیگر نے کہا تو مسلح آدمی نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ اندر آ جاؤ“...... مسلح آدمی نے کہا تو ٹائیگر اندر داخل ہو گیا۔ گیٹ کے قریب ہی ایک بنچ پڑا تھا۔ گیٹ کے قریب راستہ چھوڑ کر مہندی کی باڑ لگی ہوئی تھی۔

”تم یہاں بیٹھو۔ میں بانڈے صاحب سے بات کر کے دیکھتا ہوں“...... مسلح آدمی نے بنچ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”سنو بھائی۔ اگر تم بانڈے صاحب کی بیوی کی منت کر لو تو پھر سمجھو کہ میری نوکری پکی ہے“...... ٹائیگر نے کہا۔

”صاحب نے تو ابھی شادی ہی نہیں کی“...... مسلح آدمی نے کہا اور پھر وہ مڑا۔ ٹائیگر نے یہ بات یہی معلوم کرنے کے لئے کی تھی اس سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ بانڈے گھر میں صرف ایک دو ملازمین کے ساتھ رہتا ہے۔ پھر جیسے ہی وہ آدمی اندر جانے کے لئے مڑا ٹائیگر چیتے کی سی تیزی سے حرکت میں آیا مسلح آدمی کی

کنپٹی پر ایک دھماکا ہوا اور وہ نیچے گر گیا۔ نیچے گر کر اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو ٹائیگر کے بوٹ کی نوک اس کی کنپٹی پر لگی اور اس اور اس آدمی کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ ٹائیگر نے اسے اٹھا کر مہندی کی باڑ کے پیچھے پھینک دیا اور پھر اس کی نبض چیک کی۔ نبض کے مطابق وہ کم از کم آدھ گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا تھا ٹائیگر نے اس کی تلاشی لی تو اس کی جیب سے چھوٹی موٹی چیزوں کے علاوہ ہاتھ کا ایک رومال بھی برآمد ہوا۔ یہ رومال اتنا تھا کہ ٹائیگر اس آدمی کے ہاتھ باندھ سکتا تھا اور اس کا ارادہ بھی یہی تھا کہ وہ اس مسلح آدمی کے ہاتھ باندھ دے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ بدلا۔ اسے یاد آ گیا کہ یہ لوگ بہت بڑے مجرم ہیں اور کسی رعایت کے مستحق نہیں ہیں۔ لہٰذا یہ خیال آتے ہی اس نے اس مسلح آدمی کی گردن پکڑی اور مخصوص انداز سے جھٹکا دے دیا ہڈی ٹوٹنے کی آواز ٹائیگر نے خود ہی سنی اور وہ مسلح آدمی تڑپنے لگا۔ اس کے بعد ٹائیگر وہاں سے اٹھا اور کمروں کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ نہایت ہی محتاط انداز سے چل رہا تھا اور اس کا ایک ہاتھ جیب میں تھا۔ جیب میں سائیلنسر ڈ لگا مشین پسٹل تھا۔ جو ایک لمحے سے بھی کم وقت میں جیب سے باہر آ سکتا تھا۔ ٹائیگر چاروں طرف نظریں گھماتا ہوا کمروں تک پہنچ گیا۔ ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے اس سیکورٹی گارڈ کے علاوہ اور کوئی ملازم اس گھر میں نہ ہو۔

ٹائیگر نے ایک کمرے کا دروازہ کھول کر کمرے میں نظر دوڑا یہ کمرہ خالی تھا اس نے دوسرے کمرے میں جھانکا اور پھر اس آنکھیں چمکنے لگیں اس کمرے میں ایک آدمی بیڈ پر آنکھیں بند بیٹھا تھا اس کے چہرے کے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ کسی سو میں ڈوبا ہوا ہے اسے دروازہ کھلنے کا بھی احساس نہیں ہوا تھا۔ ٹائ بلی کی طرح چلتا ہوا کمرے میں داخل ہو گیا ٹائیگر اس شخص قریب پہنچا تو اس شخص نے چونک کر آنکھیں کھول دیں اور ٹائیگر کو وہ اپنے سامنے دیکھ کر اچھل پڑا۔

''کک۔ کک کون ہو تم''...... اس نے حیرت کی شدت ہکلاتے ہوئے کہا۔

''تمہارا نام بانڈے ہے اور تم بلیو سکائی ہوٹل میں سپروائ ہو''...... ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس جیب میں سے مشین پسٹل نکال لیا۔

''ہاں۔ میرا نام بانڈے ہے لیکن تم کون ہو''...... بانڈے ٹائیگر کے مشین پسٹل کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''میرا نام ڈیتھ اینڈ ڈیتھ۔ مطلب تو تم سمجھتے ہو۔ یعنی موت اور موت''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوہ۔ تمہارا تعلق ڈیتھ اینڈ ڈیتھ سے ہے لیکن تمہیں یہاں کس نے بھیجا ہے''...... بانڈے نے حیران ہو کر کہا۔

''ہمارے پیشے میں کلائنٹ کا نام خفیہ رکھا جاتا ہے۔ جس طرح

نے اپنی تنظیم کو خفیہ رکھا ہوا ہے''...... ٹائیگر نے اس کی آنکھوں دیکھتے ہوئے کہا تو بانڈے ایک بار پھر حیرت زدہ ہو گیا لیکن لے ہی لمحے اس نے خود پر قابو پا لیا۔

''میری تنظیم۔ میری تنظیم کون سی ہے''...... بانڈے نے ایک بار دھیمے لہجے میں کہا۔ پھر اس کا ہاتھ غیر محسوس طریقے سے اپنی ب میں گیا اور پلک جھپکنے میں اس کی جیب سے ریوالور باہر نکل یا لیکن ٹائیگر بھی اس کی طرف سے غافل نہیں تھا اس لئے جیسے بانڈے کا ریوالور والا ہاتھ سیدھا ہوا ٹائیگر نے اس کے ہاتھ پر ئرنگ کر دی۔ بانڈے کے منہ سے کربناک چیخ بلند ہوئی اس کی ین انگلیاں اڑ گئی تھیں اور انگلیوں کے ساتھ ہی ریوالور بھی دور جا گرا۔

''تم نے دیکھ لیا کہ میرا نشانہ کس قدر پختہ ہے اس لئے اگر تم نے اب کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو پھر تمہارے ماتھے میں سوراخ ہو جائے گا''۔ ٹائیگر نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔ بانڈے اسے کینہ توز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ ٹائیگر اس کے قریب آ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ بانڈے کچھ کہتا ٹائیگر نے اس کے سر کے پچھلے حصے پر مشین پسٹل کا بٹ مار دیا اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی اور وہ تڑپ کر زمین پر گر گیا۔ جیسے ہی وہ زمین پر گرا۔ ٹائیگر نے اس کی کنپٹی پر مشین پسٹل کا دستہ مار دیا۔ اس کے ساتھ ہی بانڈے کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔ ٹائیگر نے اس کمرے کی

تلاشی لی تو میز کی دراز میں سے اسے رسی کا ایک چھوٹا سا بنڈل مل گیا اس نے بانڈے کے ہاتھ پشت پر کر کے رسی سے باندھ دیئے اس کے بعد اس نے بانڈے کے منہ پر تھپڑ مارنے شروع کر دیئے۔ چوتھے یا پانچویں تھپڑ پر اس کی چیخ بلند ہوئی اور وہ ایک جھٹکے سے ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ نہ اٹھ سکا۔ ٹائیگر نے اس کے گھٹنے پر ٹھوکر مار دی تو اس کی ایک اور چیخ بلند ہوئی۔

''ہاں۔ تو تمہاری تنظیم کا خوبصورت سا نام کیا ہے''...... ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''دیکھو۔ تمہیں جس نے بھی بھیجا ہے۔ کسی غلط فہمی کی بنا پر بھیجا ہے۔ میرا کسی بھی تنظیم سے کوئی تعلق نہیں''...... بانڈے نے مضبوط سے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم میں کس قدر قوتِ برداشت ہے''...... ٹائیگر نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے بعد اس نے جیب سے ایک لمبے پھل والا چاقو نکال لیا۔

''تمہارا تعلق ڈیتھ اینڈ ڈیتھ سے تو نہیں ہے''...... بانڈے نے کہا۔

''یہ بات تم کس طرح کہہ سکتے ہو''...... ٹائیگر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''ڈیتھ اینڈ ڈیتھ پیشہ ور قاتلوں کی تنظیم ہے۔ ان کا کام صرف کلنگ ہے اس طرح پوچھ گچھ وہ نہیں کرتے''...... بانڈے نے کہا تو ٹائیگر کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''بانڈے۔ تم ایک ذہین آدمی ہو اور میں نہیں چاہتا کہ ایک ذہین آدمی میرے ہاتھوں ہلاک ہو جائے اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم میرے سوالوں کے جواب دے دو''...... ٹائیگر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''مسٹر۔ تم ایسے سوال کر رہے ہو جو میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ اب میں ان کے کیا جواب دوں''...... بانڈے نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ اور پھر اس کا خنجر والا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا۔ اگلے ہی لمحے کمرہ بانڈے کی دلخراش چیخ سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر کے چلائے ہوئے خنجر نے بانڈے کی ایک آنکھ نکال کر فرش پر پھینک دی تھی۔ بانڈے بندھا ہونے کے باوجود تڑپنے لگا۔ ٹائیگر نے ایک ہاتھ اس کے سینے پر رکھا اور دوسرا ہاتھ کا انگوٹھا اس کی زخمی آنکھ پر رکھ کر دباؤ ڈالا۔ بانڈے کو ایسے محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے زبردستی روح کھینچی جا رہی ہو۔ ایسی تکلیف اسے زندگی میں پہلے کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ درد اس قدر شدید ہو گیا کہ بے اختیار اس کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں۔ ٹائیگر نے اس کے سینے سے ہاتھ ہٹا کر بانڈے کے ماتھے پر ابھر آنے والی رگ پر ہلکی سی انگلی ماری تو اس کی درد

ناک چیخوں میں مزید اضافہ ہو گیا۔

اگر تم نے میرے سوالوں کے جواب نہ دیئے تو پھر میں تمہاری دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا اور جو عذاب تم اب بھگت رہے ہو اس میں دوگنا اضافہ ہو جائے گا۔ بولو۔ دو گے میرے سوالوں کا جواب''...... ٹائیگر نے کرخت لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ پوچھو۔ پوچھو''...... بانڈے نے لاشعوری انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

''تم کس تنظیم کے لئے کام کرتے ہو''...... ٹائیگر نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

''ہاٹ لائن''...... بانڈے نے اپنی تنظیم کا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''ہاٹ لائن۔ اس کے متعلق تفصیلات بتاؤ''...... ٹائیگر نے اس کی آنکھ پر انگوٹھے کا دباؤ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یہ انتہائی خفیہ تنظیم ہے جس کی جڑیں ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں اس تنظیم کا کام حکومتوں کے راز چرانا، حکومتیں ختم کرنا، دہشت گردی کی کارروائیاں کرنا، سمگلنگ کرنا اور اس کے علاوہ جو بھی بڑا کام ہو یہ تنظیم انتہائی خفیہ طریقے سے سر انجام دے دیتی ہے''۔ بانڈے نے لاشعوری انداز میں بولتے ہوئے کہا۔

''اس تنظیم کی تفصیلات اور ہیڈکوارٹر وغیرہ کی تفصیلات بھی بتاؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہمیں ایشلے کنٹرول کرتا ہے۔ جو کہ بلیو سکائی کا منیجر ہے۔ ایشلے پر مادام فرگی حکم چلاتی ہے اور مادام فرگی کسی بلیک چیف کی ماتحت ہے۔ بلیک چیف کے بارے میں کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے۔ وہی ہاٹ لائن کا اصل باس ہے اور تنظیم کے تمام افراد اس کا نام ہی سن کر لرز جاتے ہیں۔ بلیو سکائی ہوٹل کے علاوہ بلیک ڈریم نائٹ کلب بھی ہاٹ لائن کی ملکیت ہے اس نائٹ کلب کے تہہ خانوں میں ہاٹ لائن نے اپنا ٹارچر سیل بنایا ہوا ہے۔ جہاں ہاٹ لائن کے دشمنوں اور ایسے افراد کو جنہیں ہاٹ لائن کے متعلق کچھ معلوم ہو جائے اذیتیں دے کر ہلاک کر دیا جاتا ہے اس وقت بھی ہاٹ لائن کے تین دشمن وہاں پہنچائے گئے ہیں۔ باس ایشلے ان سے پوچھ گچھ کے لئے گیا ہے۔ پوچھ گچھ کے بعد ان دشمنوں کو بھی اذیت ناک طریقے سے ختم کر دیا جائے گا''...... بانڈے نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''ان تین افراد کی ہاٹ لائن سے کیا دشمنی ہے''...... ٹائیگر نے اس سے پوچھا۔

''بلیک چیف نے بتایا ہے کہ بہت سے دشمن لیراونی آ رہے ہیں۔ دشمنی کی وجہ بلیک چیف نے بھی نہیں بتائی اس لئے کسی کو بھی یہ معلوم نہیں ہے کہ ان افراد کی ہاٹ لائن سے کیا دشمنی ہے''۔ بانڈے نے کہا۔

''بلیک ڈریم نائٹ کلب کا راستہ کہاں ہے''...... ٹائیگر نے اس

سے پوچھا۔

''دو راستے ہیں۔ ایک تو باس ایشلے کی آفس سے جاتا ہے ا دوسرا کلب کے ساتھ والی گلی سے جاتا ہے۔ اس گلی میں تمام رہائ مکان کلب ملازمین کے ہیں اور ان ملازمین کا تنظیم سے بھی تعل ہے''...... بانڈے نے کہا اور اس کے بعد اس نے راستوں تفصیل بھی بتا دی۔ ٹائیگر نے محسوس کیا کہ وہ بانڈے سے جو پوچھ سکتا تھا۔ پوچھ چکا ہے۔ اب اس کا ٹارگٹ ایشلے تھا اور ایش تک جلد از جلد پہنچنا بھی ضروری تھا کیونکہ نجانے کون سے ت افراد اس کی قید میں تھے۔ اس لئے خنجر اس نے بانڈے کے کپڑ سے صاف کر کے جیب میں رکھ لیا اور پھر اس کے ہاتھ میں مشی پسٹل نظر آیا۔ اگلے ہی لمحے کمرے میں فائرنگ کی آواز گونجی ا بانڈے کی چیخ بلند ہوئی۔ گولیاں اس کے دل میں جا لگی تھیں بانڈے بندھا ہونے کے باوجود تڑپنے لگا لیکن اب ٹائیگر کے پا اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ اس کے مرنے کا نظارہ کرتا۔ وہ تیزی ۔ اس کمرے سے باہر آ گیا۔ نصف منٹ سے بھی کم وقت میں اپنی کار تک پہنچا اور پھر اس کی کار تیز رفتاری سے بلیک ڈریم نا کلب کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ڈرائیونگ کی دوران ہی اس نے ماسک میک اپ بھی بدل لیا تھا۔ وہ نائٹ کلب پہنچا تو اس وق ہال میں بہت ہی کم لوگ موجود تھے کیونکہ یہ نائٹ کلب تھا ا لئے یہاں رات کو ہی رونق دکھائی دیتی تھی۔

''یس سر''...... ٹائیگر کاؤنٹر پر پہنچا تو کاؤنٹر گرل نے کاروباری نداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے اپنے اردگرد نظر ڈالی۔

''مجھے بلیک چیف نے بھیجا ہے۔ مجھے فوری طور پر ایشلے سے ملنا ہے اور بلیک چیف کا انتہائی خفیہ اور اہم پیغام دینا ہے اور ہاں کسی اور کو یہ بات معلوم نہیں ہونی چاہئے کہ میں ایشلے سے ملنے آیا ہوں''...... ٹائیگر نے انتہائی پراسرار انداز میں کہا تو کاؤنٹر گرل پریشان ہو گئی۔

''لیکن سر''...... کاؤنٹر گرل نے کچھ کہنا چاہا لیکن ٹائیگر نے اس کی بات کاٹ دی۔

''بلیک چیف کو معلوم ہے کہ ایشلے اس وقت اس پوائنٹ پر موجود ہے اور بلیک چیف نے مجھے تہہ خانے کا راستہ بھی سمجھا دیا ہے جو ایشلے کے آفس سے جاتا ہے''...... ٹائیگر نے جلدی سے کہا۔

''اوکے سر۔ میں آپ کو باس کے آفس میں بھجوا دیتی ہوں''۔ کاؤنٹر گرل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے کونے میں کھڑے ہوئے ایک مسلح آدمی کو اشارے سے قریب بلایا۔

''یہ باس کے خاص مہمان ہیں۔ انہوں نے باس کے آفس میں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنا ہے۔ تم انہیں باس کے آفس میں پہنچا آؤ''...... کاؤنٹر گرل نے مسلح آدمی سے کہا۔

''یس مس۔ آیئے سر''...... مسلح آدمی نے پہلے کاؤنٹر گرل سے

اور پھر ٹائیگر سے کہا۔

حالات کے مطابق اس نے ایک بات بنا لی تھی جس کی وجہ سے وہ ایشلے کے کمرے تک آسانی سے پہنچ رہا تھا۔ ورنہ اس کمرے تک پہنچنے کے لئے اسے کئی افراد کو موت کے گھاٹ اتارنا پڑتا۔ مسلح آدمی کے ساتھ چلتا ہوا وہ ایک کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا۔ دروازے کے قریب ہی ایک گرانڈیل افریقی بیٹھا تھا جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اس نے دونوں کو گھور کر دیکھا۔

''روشو۔ یہ باس کے مہمان ہیں اور انہوں نے باس کا انتظار کرنا ہے''...... ٹائیگر کے ساتھ آنے والے نے کہا۔

''لیکن باس نے تو آج آفس نہیں آنا''...... روشو نے اکھڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم جاؤ میں روشو سے بات کرتا ہوں''...... ٹائیگر نے اپنے ساتھ آنے والے سے کہا۔

''اوکے سر''...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ واپس مڑ گیا۔

''سنو۔ میں بلیک چیف کا آدمی ہوں اور بلیک چیف کا ایک ایسا پیغام لایا ہوں جس کے بارے میں مادام فریگی کو بھی نہیں بتایا گیا۔ اب اگر تم نے ایک لفظ بھی بولنے کی کوشش کی تو اپنے انجام کے بارے میں تم خود سوچ سکتے ہو''...... ٹائیگر نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا تو روشو خوفزدہ سا ہو گیا۔ بانڈے نے اسے بتایا تھا کہ اس

کلب کے تقریباً تمام ملازمین ہی ہاٹ لائن سے تعلق رکھتے تھے۔

''اوکے سر۔ اوکے۔ آپ اندر تشریف لے جائیں''...... روشو نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''کسی کو یہ بات معلوم نہیں ہونی چاہئے کہ بلیک چیف کا کوئی آدمی یہاں آیا ہوا ہے''...... ٹائیگر نے سخت لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ اوکے سر۔ مجھے معلوم ہے سر''...... روشو نے سر، سر کی تکرار کرتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے مؤدبانہ انداز میں کمرے کا دروازہ بھی کھول دیا۔ ٹائیگر کمرے میں داخل ہو گیا اس نے دروازہ اندر سے ہی بند کر لیا اس طرح کرنے سے اب کسی کے بھی اس کمرے میں آنے کا امکان نہیں رہا تھا کیونکہ یہ باس کا کمرہ تھا اس لئے کوئی کمرے کے دروازے کو توڑنے کی جرأت بھی نہیں کر سکتا تھا۔ دروازہ بند کرنے کے بعد ٹائیگر آفس ٹیبل کی طرف بڑھا۔ آفس ٹیبل پر ہی بجلی کا ایک بورڈ نصب تھا۔ اس بورڈ پر دو سفید رنگ کے اور دو سبز رنگ کے بٹن تھے۔ ٹائیگر نے سبز رنگ کے دونوں بٹنوں کو بیک وقت پریس کیا تو بیس سیکنڈ بعد ایک دیوار کے ساتھ لگی ہوئی قد آدم الماری ایک طرف کھسک گئی اور دیوار میں ایک خلاء نظر آنے لگا۔ ٹائیگر اس خلاء کی طرف بڑھا خلاء کی دوسری طرف سیڑھیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ ٹائیگر سیڑھیاں نیچے اترنے لگا۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک گیلری میں ہوا۔ گیلری کے دونوں جانب دروازے دکھائی دے رہے تھے۔ جبکہ گیلری آگے جا رہی تھی۔

ٹائیگر آگے بڑھا۔ چند قدم چلنے کے بعد ٹائیگر ایک دروازے پر رک گیا۔ پھر اس نے اس دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھل گیا اور وہ اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک بڑے سائز کا کمرہ تھا کمرے کے ایک کونے میں بہت سی کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ جن میں سے تین کرسیوں پر تین افراد موجود تھے جو کہ ان کرسیوں سے جکڑے ہوئے تھے۔ ان میں سے دو افراد بے ہوش تھے جبکہ ایک ہوش میں دکھائی دیتا تھا لیکن اس نے اپنی آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔ بے ہوش افراد میں سے ایک کی ٹانگ کٹی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ دونوں بے ہوش آدمی اسرائیلی دکھائی دے رہے تھے اور ان تین افراد کے علاوہ ایشلے بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں موجود تھا۔ ایشلے کا تفصیلی حلیہ اسے بانڈے نے بتایا تھا۔ اس لئے ٹائیگر نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔

اسرائیلیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی کے بارے میں ٹائیگر کا دل گواہی دے رہا تھا کہ وہ کرنل ڈیوڈ ہے اس آدمی کے قدموں میں بھی ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جس نے جوسر ٹائپ کی ایک مشین کو اس آدمی کے پیر سے لگایا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے ایک نظر میں ہی اس سارے منظر کا جائزہ لے لیا تھا۔ وہاں موجود سب افراد ٹائیگر کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے تھے۔

''کون ہو تم''...... ایشلے نے حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''تم یقیناً ایشلے ہو''...... ٹائیگر نے اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں لیکن تم کون ہو''...... ایشلے نے ٹائیگر کے سوال کا جواب دیا اور ساتھ اپنے سوال کو بھی دہرایا۔

''مجھے رہنے دو۔ یہ بتاؤ کہ یہ کون ہیں''...... ٹائیگر نے اس آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کے پاؤں میں جوسر جیسی مشین فٹ تھی۔ جس نے پہلے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں لیکن اب وہ آنکھیں کھول کر حیرت سے ٹائیگر کو دیکھ رہا تھا۔

''اس کا نام کرنل ڈیوڈ ہے اور یہ اسرائیلی کسی ایجنسی سے تعلق رکھتا ہے لیکن تم کون ہوں''...... ایشلے نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا اس کا خیال درست ثابت ہوا تھا۔

''سوال جواب بھی کر لیں گے اتنی جلدی کیا ہے''...... ٹائیگر نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ ایشلے اس کی بات کا جواب دیتا۔ کمرے کا دروازے دھماکے سے کھلا اور کمرہ تیز فائرنگ سے گونج اٹھا۔ ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے اوپر کی جانب چھلانگ لگائی۔ جس کی وجہ سے گولیاں اس کے نیچے سے نکل گئیں۔ فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہی اس نے چیخوں کی آوازیں بھی سنی تھیں۔ یہ آوازیں ایشلے کے دو ساتھیوں کی تھیں جو فائرنگ کی زد میں آ گئے تھے۔ ایک تو وہ آدمی تھا جو کرنل ڈیوڈ کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا۔ ٹائیگر نے بلند ہوتے ہی کمرے میں داخل

ہونے والوں پر نظر ڈالی کمرے میں ایک سمارٹ اور چست سی لڑکی داخل ہوئی تھی اس لڑکی کے علاوہ چار مرد اور بھی تھے اور وہ سب جدید اسلحے سے مسلح تھے۔ چونکہ انہوں نے کرنل ڈیوڈ کے قدموں میں بیٹھے ہوئے آدمی کو ہٹ کیا تھا اس لئے ٹائیگر کے اندازے کے مطابق یہ کرنل ڈیوڈ کے ساتھی تھے۔ پھر اگلے ہی لمحے ٹائیگر کے اس خیال کی بھی تصدیق ہوگئی کیونکہ ایشلے اور اس کے ساتھیوں نے آنے والوں پر فائر کھول دیا لیکن وہ سب برق رفتاری سے فرش پر گر گئے اور گرتے ہی رولنگ کرنے لگے۔ پھر اسی لمحے کیے بعد دیگرے تین دھماکے ہوئے اور کمرہ دھوئیں سے بھر گیا۔ ٹائیگر جو چھلانگ لگانے کے بعد واپس ایک کونے میں آ گرا تھا اور دونوں گروپس کی لڑائی دیکھ رہا تھا کو اس دھوئیں میں اپنے دم گھٹتا ہوا محسوس ہوا اس نے سانس روکنے کی کوشش کی لیکن اسے دیر ہو چکی تھی کیونکہ اندھیرا اس کے دماغ پر حاوی ہو گیا تھا اور پھر اس کی آنکھیں بند ہوتی چلی گئی تھیں۔

کرنل ڈیوڈ، ایشلے کی کوٹھی کے گیٹ پر رک گیا تھا جبکہ ٹینا کار گے بڑھاتی چلی گئی۔ کافی دور آگے جانے کے بعد اس نے کار بس موڑی۔ اب کرنل ڈیوڈ گیٹ پر موجود نہیں تھا۔ جس کا مطلب کہ وہ اندر جا چکا ہے۔ ٹینا نے اس کوٹھی سے کچھ فاصلے پر کار ک دی۔ اب اس کی نظریں گیٹ پر لگی ہوئی تھیں۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آیا اور وہ چونک پڑی۔

''ہمیں ایکشن گروپ کی ضرورت پڑ سکتی ہے''...... اس نے نے آپ سے کہا اور پھر اس نے اپنا سیل فون نکالا اور تیزی سے ز پریس کرنے لگی۔

''یس پیٹر اسپیکنگ''...... رابطہ ہونے کے بعد دوسری طرف ے آواز سنائی دی۔

''پیٹر۔ میں ٹینا بول رہی ہوں''...... ٹینا نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس مادام''...... دوسری طرف سے پیٹر کا لہجہ مؤدبانہ ہو گیا تھا۔

''پیٹر۔ میں اس وقت ساؤتھ کالونی کی کوٹھی نمبر الیون کے قریب موجود ہوں جبکہ باس اندر گئے ہوئے ہیں۔ ہمیں تمہاری ضرورت پڑ سکتی ہے اس لئے تم ٹونی اور مارکل کو ساتھ لے کر یہاں پہنچ جاؤ اور ہاں مکمل تیاری کے ساتھ آنا''...... ٹینا نے پیٹر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے مادام۔ ہم چند منٹوں میں ساؤتھ کالونی پہنچ رہے ہیں''...... دوسری طرف سے پیٹر نے کہا۔

''اوکے''...... ٹینا نے کہا اور کال کاٹ دی اور سیٹ واپس جیب میں رکھ لیا کرنل ڈیوڈ اندر گیا ہوا تھا اور ٹینا بے چینی محسوس کر رہی تھی۔ اس کی نظریں بار بار اپنی رسٹ واچ پر جا رہی تھیں۔ پھر اسے پیٹر، ٹونی اور مارکل نظر آئے۔ وہ پیدل چلتے ہوئے آ رہے تھے۔ کالونی تک وہ ٹیکسی میں آئے تھے اور ٹیکسی سے اترنے کے بعد ٹینا کی کار کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھ رہے تھے۔ قریب آنے پر تینوں نے ٹینا کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا اور پھر ٹینا کے اشارے پر وہ کار میں بیٹھ گئے۔

''باس کو اس کوٹھی کے اندر گئے کافی دیر ہو گئی ہے۔ ہم نے اس کوٹھی میں داخل ہونا ہے۔ کیا تم مکمل تیاری کر کے آئے ہو''۔ ٹینا نے پیٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔ ہم مکمل تیاری کر کے آئے ہیں''...... پیٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ ٹینا نے کار آگے بڑھائی اور کوٹھی نمبر الیون کی سائیڈ گلی میں آ گئی سائیڈ گلی میں کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ سائیڈ گلی میں کچھ فاصلے پر عقبی گلی بھی تھی۔ ٹینا نے کار اس عقبی گلی سے کچھ پہلے روک دی۔ پھر وہ چاروں عقبی گلی میں داخل ہوئے۔ یہ کوٹھیوں کی بیک سائیڈ تھی۔ یہاں دیواریں کافی بلند تھیں۔ کوٹھی نمبر الیون کی دیوار پر تو خاردار تار بھی لگی ہوئی تھی اور انہیں یقین تھا کہ اس میں سے برقی رو بھی گزر رہی ہو گی۔ دیوار پر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر لوہے کے پول لگے ہوئے تھے۔ جن میں سے یہ خاردار تار گزر رہی تھی۔

''رسی ہے نا تمہارے پاس''...... ٹینا نے پیٹر سے پوچھا۔

''یس مادام، رسی آنکڑا، دستانے اور کٹر سب کچھ ہے''۔ پیٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''گڈ۔ اب تم دیوار پر چڑھ کر خاردار تار کاٹ دو''...... ٹینا نے کہا تو پیٹر نے ٹونی کی طرف دیکھا۔ ٹونی نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور رسی کا ایک بنڈل نکال کر اسے دے دیا۔ اس کے بعد اس نے لوہے کا ایک آنکڑا بھی پیٹر کو دیا۔ پیٹر نے رسی کے ایک سرے کے ساتھ آنکڑا باندھ دیا۔ اس کے بعد ایک پول کے نیچے آ کر اس نے ماہرانہ انداز میں رسی کو اوپر کی طرف اچھالا۔ آنکڑا اڑتا ہوا پول میں جا پھنسا۔ پیٹر نے داد طلب نظروں سے ٹینا

کی طرف دیکھا۔

"گڈ"...... ٹینا نے پیٹر کی خواہش کے مطابق اسے داد دیتے ہوئے کہا تو وہ خوش ہو گیا اس کے بعد اس نے جیب میں سے دستانے نکال کر پہنے اور پھر رسی پکڑ کر بندر کی طرح اوپر چڑھنے لگا۔ خار دار تار کے قریب پہنچ کر وہ رکا اس نے دوسری جانب کا جائزہ لیا۔ وہاں کوئی بھی نظر نہیں آیا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ سے رسی چھوڑ کر جیب میں ہاتھ ڈال کر کٹر نکالا اور ہاتھ بڑھا کر خار دار تار کاٹ دی کٹی ہوئی تار کا ایک حصہ ایک پول سے اور دوسرا حصہ دوسرے پول سے باندھ دیا پھر اس نے نیچے والوں کو اشارہ کیا تو وہ بھی ایک ایک کر کے اوپر آ گئے۔ ان سب نے ہی دوسری طرف کا جائزہ لیا اور رسی کھینچ کر دوسری طرف لٹکا دی اور پھر وہ نیچے اتر آئے۔ اب ان سب نے مشین پسٹل نکال لئے۔ ان کے مشین پسٹل پر سائیلنسر بھی فٹ تھا اور وہ محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے وہ درختوں اور پودوں کی آڑ لے کر چل رہے تھے۔ چند قدم چلنے کے بعد انہیں مین گیٹ دکھائی دیا۔ مین گیٹ پر چند مسلح افراد نظر آ رہے تھے۔ ٹینا نے پیٹر کی طرف دیکھا اور وہ باڑ کے پیچھے دبک کر بیٹھ گئے۔

"ان پر گیس کیپسول فائر کرو"...... ٹینا نے دھیمی آواز میں پیٹر سے کہا تو اس نے گیس پسٹل نکال لیا۔ پھر اس نے گیس پسٹل کا رخ گیٹ کی طرف کر کے ٹریگر پر دباؤ ڈالا تو ان سب نے اپنے

سانس روک لئے۔ سٹک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی انہوں نے دیکھا کہ گیٹ پر کھڑے ہوئے آدمی یکے بعد دیگرے نیچے گرتے چلے گئے۔ ٹینا اور اس کے ساتھی تقریباً ڈیڑھ منٹ تک سانس روک کر بیٹھے رہے۔ پھر انہوں نے آہستہ آہستہ سانس لئے اور کھڑے ہو گئے۔ انہیں یقین تھا کہ گیس کی وجہ سے اس گھر میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو چکے ہوں گے لیکن اس کے باوجود بھی وہ محتاط تھے۔ وہ گیٹ پر موجود افراد کو نظر انداز کر کے کمروں تک پہنچے اور کمروں کی تلاشی لینے لگے۔ انہوں نے تمام کمرے دیکھ لئے لیکن کسی بھی کمرے میں انہیں کوئی آدمی نہیں ملا۔

"یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔ گیٹ والے افراد سے ہی پوچھنا پڑے گا"...... ٹینا نے پریشان لہجے میں کہا کیونکہ کرنل ڈیوڈ کو کمروں میں سے کسی میں لازماً ہونا چاہئے تھا اور پھر سب گیٹ پر آ گئے۔ گیٹ کے قریب چار افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ٹینا نے چاروں کو غور سے دیکھا۔

"ایک کو یہاں پڑے رہنے دو اور باقی تین کو اندر کمرے میں لے چلو"...... ٹینا نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو ان تینوں نے ایک ایک آدمی کو اٹھا لیا اور پھر وہ ایک کمرے میں آ گئے۔ انہوں نے تینوں افراد کو فرش پر پٹخ دیا۔

"پہلے اس آدمی کو ہوش میں لے آؤ"...... ٹینا نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''یس مادام''...... پیٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی شیشی نکال لی جو کہ پرفیوم کی بوتل جیسی تھی۔ پیٹر نے اس شیشی کا ڈھکن کھول کر شیشی اس آدمی کی ناک سے لگائی۔ دس سکینڈ بعد اس نے شیشی ہٹا کر جیب میں رکھ لی۔ اس کے تقریباً بیس پچیس سکینڈ بعد اس آدمی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی۔ ایک منٹ بعد وہ مکمل طور پر ہوش میں آ چکا تھا۔

''کیا نام ہے تمہارا''...... ٹینا نے کرخت لہجے میں ہوش میں آنے والے سے کہا لیکن اس نے ٹینا کے سوال کا کوئی جواب نہ دیا تو ٹینا نے مشین پسٹل کا دستہ اس کی ناک پر مارا۔ اس کی چیخ بلند ہو گئی۔

''اگر تم نے اب بکواس نہ کی تو اس مشین پسٹل کی گولیاں تمہاری کھوپڑی کے پرخچے اڑا دیں گی''...... ٹینا نے درندوں کی طرح غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کی نال اس کے منہ میں ڈال دی وہ آدمی خوفزدہ نظر آنے لگا۔

''میرا نام وائٹ ہے''...... اس نے خوفزدہ آواز میں اپنا نام بتاتے ہوئے کہا۔

''ایشلے کو ایک آدمی ملنے آیا تھا، وہ آدمی اور ایشلے کہاں گئے''۔ ٹینا نے سخت لہجے میں کہا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ یہ ٹائیگر ہے اسے معلوم ہو گا کیونکہ یہ باس ایشلے کا خاص آدمی ہے۔ باس کی تمام مصروفیات کا اسے علم ہوتا

ہے''...... وائٹ نے ایک اور آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اسے ہوش میں لاؤ''...... ٹینا نے پیٹر سے کہا تو پیٹر نے اس کے ساتھ بھی وہی عمل دہرایا جو اس نے وائٹ کے ساتھ کیا تھا۔ تقریباً ایک منٹ بعد وہ بھی ہوش میں آ گیا۔

''ٹائیگر۔ جو ہمارے سوالوں کے جواب نہیں دیتا۔ تمہیں معلوم ہے اس کے ساتھ ہم کیا کرتے ہیں''...... ٹینا نے سخت لہجے میں کہا لیکن ٹائیگر نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ ٹینا نے زور دار تھپڑ وائٹ کے منہ پر مارا تو وائٹ کی چیخ بلند ہوئی۔ چیخ کی وجہ سے جیسے ہی اس کا منہ کھلا ٹینا نے مشین پسٹل کی نال اس کے منہ میں ڈال کر ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں اس کے حلق کو چیرتی ہوئی اس کے گردن کی عقبی طرف سے نکل گئیں۔ اس کی دردناک چیخ بلند ہوئی اور وہ ذبح کئے گئے مرغے کی طرح تڑپنے لگا۔ ٹینا کا یہ انتہائی سفاک عمل تھا اور ٹائیگر کے لئے ایک نفسیاتی حربہ بھی۔ ٹائیگر اس حربے سے قدرے خوفزدہ ہو گیا۔

''کچھ دیر پہلے تمہارے باس ایشلے کو ایک آدمی ملنے آیا تھا''۔ ٹینا نے سرد لہجے میں کہا۔

''لارڈ جیکسن''...... ٹائیگر نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

ہاں لارڈ جیکسن۔ یہ بتاؤ کہ ایشلے اور لارڈ جیکسن اس وقت کہاں ہیں''...... ٹینا نے کہا۔

''باس۔ اس مہمان کو ساتھ لے کر کہیں چلا گیا ہے۔ مجھے اس نے نہیں بتایا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ وہ کسی ہوٹل کے سودے کی بات کر رہے تھے۔ شاید اسی سلسلے میں کہیں گئے ہوں''...... ٹائیگر نے خود پر قابو پا کر انجان بنتے ہوئے کہا۔

''نو پرابلم۔ اگر تمہیں نہیں معلوم تو ابھی معلوم ہو جائے گا''۔ ٹینا نے زہریلی ہنسی ہنستے ہوئے کہا۔

''ٹونی اور مارکل۔ تم دونوں اسے قابو کر لو''...... ٹینا نے اس مرتبہ اپنے ساتھیوں سے کہا اس کے ساتھیوں کو معلوم تھا کہ اب ٹائیگر کے ساتھ کیا کارروائی ہونے والی ہے۔ لہٰذا ٹونی نے ٹائیگر کی گردن پکڑ لی جبکہ مارکل نے اس کا بازو پکڑنا چاہا لیکن ٹائیگر نے تیزی سے اس کے سینے میں کہنی مار دی یہ ضرب بہت ہی شدید تھی مارکل کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی اور وہ پیچھے الٹ گیا اس کے ساتھ ہی اس نے گھوم کر ٹونی کو بھی مکا مارنا چاہا لیکن ٹونی نے اس کی گردن کو ایک جھٹکا دے دیا۔ اس جھٹکے سے ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن ٹوٹ گئی ہو اور اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔ درد کی تیز لہریں اس کے سارے جسم میں دوڑتی چلی گئیں۔ ٹینا نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر تھپڑ مارا اس کے تھپڑ نے ٹائیگر کے ایک دو دانت ہلا دیئے۔ تھپڑا مارنے کے بعد ٹینا نے مشین پسٹل کا دستہ اس کے کان کے نیچے مارا ٹائیگر کی ایک اور چیخ بلند ہوئی مارکل نے اس کا ایک بازو پکڑ لیا

ٹینا نے اس کا دوسرا ہاتھ پکڑنا چاہا تو اس نے ٹینا کے پیٹ میں مکا مار دیا۔ ٹینا لڑکھڑا کر ایک دو قدم پیچھے ہٹ گئی اور اس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں ٹونی نے اس کے بال کھینچ کر اس کے سر کو جھٹکا دیا تو اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات ابھر آئے۔ ٹینا نے ایک بار پھر آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسی لمحے ٹائیگر کی چیخ بلند ہوئی کیونکہ ٹینا نے اس کی ایک انگلی توڑ دی تھی۔ ایک کے بعد اس نے ٹائیگر کی دوسری انگلی بھی توڑ دی تو ٹائیگر کی ایک اور چیخ بلند ہوئی۔

''ایشلے اور لارڈ جیکن کہاں گئے ہیں۔ جلدی سے بتا دو۔ جیسے جیسے دیر ہوتی جائے گی ویسے ویسے تمہاری انگلیاں ٹوٹتی جائیں گی۔ انگلیوں کے بعد تمہاری ہڈیاں اور پسلیاں کی باری آ جائے گی''۔ ٹینا نے درندوں کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم تو مادام فریگی کی طرح سفاک اور ظالم عورت ہو''...... ٹائیگر نے کراہتے ہوئے کہا۔

''بولو۔ کہاں گیا ہے تمہارا باس ایشلے''...... ٹینا نے سخت لہجے میں کہا۔

''باس لارڈ جیکن کو لے کر بلیک پوائنٹ پر چلا گیا ہے''۔ ٹائیگر نے بدستور کراہتے ہوئے کہا۔

''تمہارا باس ایشلے اس کوٹھی سے باہر نہیں نکلا میں باہر موجود تھی''...... ٹینا نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

''اس نے عقبی دروازہ استعمال کیا تھا۔ اسی خطرے کے پیش نظر کہ کہیں لارڈ جیکن کے ساتھی باہر موجود نہ ہوں''...... ٹائیگر نے کہا تو ٹینا نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''اوکے۔ اب یہ بتاؤ کہ بلیک پوائنٹ کہاں ہے''...... ٹینا نے اس کے جواب سے مطمئن ہوتے ہوئے کہا۔

''بلیک ڈریم نائٹ کلب کے تہہ خانے بلیک پوائنٹ کہلاتے ہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ان تہہ خانوں کا راستہ کہاں سے ہے''...... ٹینا نے اس سے پوچھا۔

''ان تہہ خانوں میں دو راستے جاتے ہیں۔ ایک راستہ باس ایشلے کے آفس سے جاتا ہے جبکہ دوسرا راستہ کلب کی سائیڈ والی گلی سے جاتا ہے۔ اس گلی میں تمام گھر کلب ملازمین کے ہیں۔ گلی میں دائیں طرف چوتھا گھر اسسٹنٹ منیجر پارکر کا ہے۔ پارکر کے بیڈ روم سے دوسرا راستہ تہہ خانے کو جاتا ہے''...... ٹائیگر نے بلیک پوائنٹ کے راستوں کے متعلق بتاتے ہوئے کہا۔

''راستہ اوپن کیسے ہوتا ہے''...... ٹینا نے پوچھا تو ٹائیگر نے راستہ اوپن کرنے کا طریقہ بھی بتا دیا۔

''کیا پارکر اس وقت اپنے گھر میں ہو گا''...... ٹینا نے ٹائیگر سے پوچھا۔

''ہاں۔ جب تک باس بلیک پوائنٹ پر رہتا ہے پارکر اپنے بیڈ

روم میں ہی رہتا ہے۔ جبکہ پانچ چھ ملازم بھی پارکر کے گھر میں موجود رہتے ہیں۔ ایک سیکورٹی گارڈ بھی گلی کے آغاز میں ہی موجود ہوتا ہے اور وہ کسی غیر متعلقہ آدمی کو گلی میں نہیں جانے دیتا''۔ ٹائیگر نے کہا۔

''ہم کوئی غیر متعلقہ افراد تو نہیں ہیں۔ ہم تو باس ایشلے کے خاص دوست ہیں''...... ٹینا نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے مشین پسٹل کا رخ تیسرے آدمی کی طرف کیا جو کہ ابھی تک بے ہوش تھا اس کے چہرے پر سفاکانہ مسکراہٹ آئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ وہ آدمی بے ہوشی کے عالم میں ہی اچھلا اور پھر تڑپنے لگا۔

''ٹائیگر۔ اپنے دشمنوں کا شکار کھیلنے میں جو مزہ ہے وہ مزہ کسی اور چیز میں نہیں ہے''...... ٹینا نے اس مرتبہ بڑے دلکش انداز میں مسکراتے ہوئے ٹائیگر سے کہا تو اس کے چہرے پر موت کی زردی چھا گئی کیونکہ اتنا تو وہ بھی سمجھ چکا تھا کہ سوال و جواب مکمل ہو چکے ہیں اور اب اس کی موت یقینی ہے۔ موت کے خوف نے اس کا چہرہ اور حلق خشک کر دیا تھا۔ اس نے کچھ بولنے کی کوشش بھی کی لیکن اس کے حلق سے آواز ہی نہ نکلی۔ ٹینا نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اس کی مسکراہٹ گہری ہوگئی۔ پھر اس نے مشین پسٹل کا رخ ٹائیگر کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ بے آواز گولیاں نکلیں اور ٹائیگر کی پسلیوں کو توڑتی ہوئی دل میں اتر گئیں۔ حلق خشک ہونے

کے باوجود ٹائیگر کے حلق سے ایک دلخراش چیخ بلند ہوئی اور سینے میں ہونے والے سوراخوں سے خون جاری ہو گیا۔ ٹونی اور مارکل نے اسے چھوڑ دیا اور وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگا۔ صرف ایک لمحے کے لئے ٹینا نے ٹائیگر کے مرنے کا نظارہ کیا اور اس کے بعد اس کا رخ دروازے کی طرف ہو گیا۔

''چلو''...... ٹینا نے اپنے ساتھیوں سے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر آ گئے۔ اس کے ساتھی بھی اس کے ساتھ تھے۔ گیٹ کے قریب چوتھا بے ہوش آدمی پڑا ہوا تھا۔ ٹینا نے مشین پسٹل کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبایا تو اس کے سر میں کئی سوراخ ہو گئے اور وہ بھی تڑپنے لگا۔ پھر تھوڑی دیر کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ بلیک ڈریم نائٹ کلب پہنچ گئے۔ کلب سے چند قدم آگے ٹینا نے اپنے ساتھیوں کو کار سے نیچے اتار دیا۔

''جیسے ہی مجھے تمہاری ضرورت محسوس ہوگی میں تمہیں کال کر لوں گی''...... ٹینا نے ان سے کہا اور پھر اس نے کار آگے بڑھائی۔ کچھ دور جا کر اس نے کار واپس موڑی اور پھر وہ کلب کی سائیڈ والی گلی میں آ گئی۔ مین روڈ پر تو ٹریفک رواں دواں تھی لیکن یہاں کوئی بھی گاڑی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ ٹینا کی کار گلی میں داخل ہونے لگی تو کرسی پر بیٹھا ہوا باوردی آدمی اٹھ کر اس کے سامنے آ گیا اس کی وردی پر سیکورٹی گارڈ کا ٹیگ لگا ہوا تھا اس نے کار کو رکنے کا اشارہ کیا ٹینا نے اس کے قریب پہنچ کر کار روکی تو وہ

ڈرائیونگ سائیڈ پر آ گیا۔

''یس مادام''...... اس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرا نام سلونیہ ہے۔ میں ڈانسر ہوں۔ پارکر صاحب نے مجھے ملازمت کی آفر کی تھی اور ٹیسٹ کے لئے مجھے اپنے گھر بلایا تھا۔ میں انہیں ٹیسٹ دینے کے لئے آئی ہوں''...... ٹینا نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ اس وقت تو پارکر صاحب بہت مصروف ہیں۔ وہ آپ کو وقت نہیں دے سکیں گے''...... سیکورٹی گارڈ نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں تو دوسرے شہر ویرونا سے آئی ہوں اور ویرونا یہاں سے چار گھنٹے کی ڈرائیو پر ہے''...... ٹینا نے کہا۔

''مادام۔ بس اچانک ہی وہ ایک کام میں مصروف ہو گئے ورنہ آج تو وہ فارغ ہی تھے''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

''اوکے۔ میں ان کے فارغ ہونے کا انتظار کر لیتی ہوں۔ جب وہ فارغ ہوں گے تو پھر میں ان سے مل لوں گی''...... ٹینا نے کہا اور اس کے بعد وہ کار سے نیچے اتر آئی۔

''آپ کلب کے ہال میں بیٹھ کر ان کا انتظار کر لیں۔ یہاں کلب کے مالک آئے ہوئے ہیں اور وہ پسند نہیں کرتے کہ کوئی غیر متعلقہ آدمی یہاں آئے''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

''کمال ہے۔ کیسے کیسے لوگ اس دنیا میں موجود ہیں''...... ٹینا

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ وہ باس ہیں اور باس تو جو چاہے حکم دے سکتا ہے''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

''اوکے۔ میں کلب کے ہال میں ہی بیٹھ جاتی ہوں''...... ٹینا نے کہا اور پھر وہ مڑنے لگی۔ مڑتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ گئی۔ اس نے جیب میں سے مشین پسٹل نکال کر سیکورٹی گارڈ کی کنپٹی پر رسید کر دیا۔ سیکورٹی گارڈ کی ہلکی سی چیخ بلند ہوئی اور وہ زمین پر گرتا چلا گیا۔ ٹینا کی ایک ہی ضرب نے اسے ہوش سے بے گانہ کر دیا تھا۔ ٹینا نے اس کی کنپٹی پر بوٹ کی ٹوہ ماری اور پھر اسے گھسیٹ کر کار کی پچھلی سیٹ پر ڈالا اور سیل فون نکال کر پیٹر کے نمبرز پریس کئے۔ جلد ہی دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''یس مادام''...... جلد ہی دوسری طرف سے پیٹر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تم تینوں گلی میں آ جاؤ۔ جلدی کرو''...... ٹینا نے کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔ نصف منٹ سے بھی پہلے اس کے ساتھی اس کے پاس پہنچ گئے۔

''یہ سیکورٹی گارڈ۔ مارکل کے قدو قامت کا ہے۔ مارکل اس کی یونیفارم پہن کر کرسی پر بیٹھ جائے اور پیٹر تم گاڑی لے کر کچھ آگے چلے جاؤ اور میری کال کے منتظر رہو''...... ٹینا نے اپنے ساتھیوں کو

ہدایات دیتے ہوئے کہا اور اس کے بعد وہ گلی میں آگے بڑھی۔ دائیں ہاتھ کے چوتھے مکان پر پہنچ کر وہ رک گئی۔ اس مکان کا گیٹ کافی بڑا تھا۔ گیٹ پر پارکر کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ ٹینا نے مڑ کر گلی کے آغاز میں دیکھا اور اس کے بعد اس نے گیٹ پر دستک دی۔ فوراً ہی گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک مسلح آدمی دکھائی دیا۔ اس نے ٹینا کو غور سے دیکھا اور گلی کے دونوں جانب بھی نظر دوڑائی۔

''یس مادام''...... اس نے بھی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم مجھے نہیں جانتے۔ میں پارکر کی چھوٹی بہن ہوں''...... ٹینا نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ لیکن مادام۔ آپ اس وقت گھر میں داخل نہیں ہو سکتیں کیونکہ باس آئے ہوئے ہیں''...... اس آدمی نے کہا۔

''ارے۔ باس ایشلے آئے ہیں۔ وہ تو مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں اور اسی گھر میں میری ان سے کئی ملاقاتیں ہوئی ہیں اور تم مجھے اندر آنے سے منع کر رہے ہو۔ کہاں ہے باس ایشلے۔ میں ان سے تمہاری شکایت کرتی ہوں۔ ایڈیٹ''...... ٹینا نے بلند آواز میں کہا تاکہ اگر دوسرے مسلح آدمی بھی قریب ہوں تو وہ بھی اس کی بات سن لیں۔ ٹینا کی بات سن کر وہ مسلح آدمی پریشان ہو گیا تھا۔ ٹینا اسے ایک طرف ہٹاتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ اس کا اندازہ درست تھا۔ مزید چار مسلح افراد گیٹ کے بالکل قریب کھڑے تھے انہوں

نے ٹینا اور اپنے ساتھی کی گفتگو سن لی تھی وہ بھی تذبذب کا شکار ہو گئے تھے۔

"تم نے دیکھا یہ کس طرح مجھے یہاں آنے سے روک رہا تھا۔ اگر میں نے باس ایشلے سے اس کی شکایت کر دی تو وہ اسے نوکری سے ہی نکال دیں گے"...... ٹینا نے ایک اور آدمی سے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر چاکلیٹ کا ایک پیکٹ نکال لیا۔ چاکلیٹ کے پیکٹ کے ساتھ ہی اس کی انگلیوں میں ایک کیپسول بھی آ گیا۔ اس نے چاکلیٹ کا ریپر پھاڑتے ہوئے کیپسول کو بھی انگلیوں میں دبایا اور اپنا سانس روک کر کیپسول کو زمین پر گرا دیا جبکہ چاکلیٹ منہ میں ڈال لیا۔

"مادام۔ دراصل ہم نے آپ کو پہلے کبھی دیکھا نہیں اس لئے یہ آپ کو روک رہا تھا۔ سوری"...... ایک مسلح آدمی نے ٹینا سے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ ان میں سے کسی نے بھی کیپسول کو زمین پر گرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اس آدمی کی بات مکمل ہونے کے بعد دوسرے نے بھی کچھ کہنا چاہا لیکن جیسے ہی اس نے بولنے کے لئے منہ کھولا وہ لہرایا اور ریت کی خالی بوری کی طرح زمین پر گرتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ دوسرے آدمی بھی زمین پر گرتے چلے گئے۔ ٹینا کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ آ گئی اس نے جیب میں سے سیل فون نکال لیا۔ چونکہ اس نے ابھی اپنا سانس روکا ہوا تھا اس لئے وہ بات نہیں کر سکتی تھی اس لئے اس نے میسج ٹائپ کیا "آ جاؤ" اور پیٹر

کے نمبر پر سینڈ کر دیا۔ پھر ایک منٹ کے بعد اس نے آہستگی سے سانس لیا۔ گیس کا اثر زائل ہو چکا تھا۔ اس نے بے ہوش افراد کی طرف دیکھا پھر اس نے جیب میں سے مشین پسٹل نکال کر ان پر فائرنگ کر دی۔ وہ سب ہی تڑپنے لگے۔ وہ دلچسپ نظروں سے ان کے تڑپنے کا نظارہ کرنے لگی۔ یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ مرتے ہوئے انسانوں کو دیکھنے کی بجائے کوئی دلچسپ تماشہ دیکھ رہی ہو۔ پھر وہ چونکی اور اس کے مشین پسٹل کا رخ گیٹ کی طرف ہوا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتی اس کی نظر اندر داخل ہونے والوں پر پڑی۔ وہ پیٹر اور ٹونی تھے۔ انہیں دیکھتے ہی اس کی انگلی ٹریگر سے ہٹ گئی۔

"تھینک گاڈ۔ مادام آپ نے ہمیں دیکھ لیا۔ ورنہ اگر آپ فائر کر دیتیں تو اس وقت ہماری بھی لاشیں تڑپ رہی ہوتیں"...... پیٹر نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پیٹر۔ ہم لوگ ایک لمحے سے بھی کم وقت میں نہ صرف پورے ماحول کا جائزہ لے لیتے ہیں بلکہ فیصلہ بھی کر لیتے ہیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے"...... ٹینا نے سخت لہجے میں کہا اور پھر کمروں کی طرف بڑھی تھوڑی ہی دیر میں وہ پارکر کے بیڈ روم میں پہنچ چکے تھے۔ ایک دیوار پر پارکر کی تصویر کا فریم لٹکا ہوا تھا۔ ٹینا نے فریم اتار لیا۔ فریم دو کیلوں پر لٹکا ہوا تھا۔ ٹینا نے دونوں کیلوں کو باری باری دو بار دبایا تو دیوار میں ایک بڑا سا خلاء پیدا ہو گیا۔ خلاء کی

دوسری طرف سیڑھیاں دکھائی دے رہی تھیں۔ ٹینا اس خلاء کی طرف بڑھی۔ پھر وہ تینوں سیڑھیاں اترنے لگے۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک سرنگ نما راستے پر ہوا۔ وہ اس راستے پر آگے بڑھنے لگے۔ چند قدم چلنے کے بعد یہ راستہ گیلری میں تبدیل ہو گیا۔ گیلری کے دونوں جانب دروازے دکھائی دے رہے تھے۔ ان تینوں کے مشین پسٹل ان کے ہاتھوں میں تھے۔ ٹینا نے پیٹر کی طرف دیکھا تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی سی بوتل نکال لی۔ بوتل نکالنے کے بعد اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی سرنج نکال کر بوتل میں موجود سرخ سیال سرنج میں بھرا۔ پھر اس نے تمام دروازوں کے ''کی ہول'' میں تھوڑا تھوڑا سیال ڈال دیا۔ اس کارروائی کے دوران ان تینوں نے اپنے سانس روک لئے تھے۔ اس بوتل میں بی این سیال تھا۔ جس کی خوشبو بھی ایک ڈیڑھ منٹ کے عرصے میں ہی پھیل کر زائل ہو جاتی تھی۔ پیٹر کی کارروائی کے دو منٹ بعد تک انہوں نے اپنے اپنے سانس روکے رکھے۔ دو منٹ بعد انہوں نے آہستگی سے سانس لئے اور پھر وہ کمروں کے دروازے کھول کر دیکھنے لگے۔ تین کمروں میں تو انہیں کوئی آدمی دکھائی نہ دیا لیکن جیسے ہی وہ چوتھے کمرے میں داخل ہوئے انہیں کرنل ڈیوڈ کے ساتھ ساتھ دیگر افراد بھی نظر آ گئے۔ کرنل ڈیوڈ، نیلسن اور جیکب کرسیوں پر جکڑے ہوئے تھے۔ جبکہ باقی افراد بے ہوش ہو کر فرش پر گرے ہوئے تھے۔ کرنل ڈیوڈ

کے ایک پاؤں کے ساتھ ایک جوسر مشین جیسی کوئی مشین فٹ تھی۔ ٹینا ان کے قریب آ گئی۔ نیلسن کی حالت دیکھ کر وہ بری طرح چونک پڑی کیونکہ نیلسن کی ایک ٹانگ آدھی سے زیادہ غائب تھی اور اس کے چہرے کی حالت بتا رہی تھی کہ اس دنیا سے اس کا تعلق ٹوٹ چکا ہے۔

''نیلسن کو تشدد کا نشانہ بنا کر انہوں نے ہلاک کر دیا ہے''۔ ٹینا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ اور اب یہ باس پر تشدد کرنے والے تھے''۔ پیٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اس گستاخی کی سزا موت کے علاوہ تو اور کچھ نہیں ہے''۔ ٹینا نے غراتے ہوئے کہا۔

''یس مادام۔ نیلسن کی موت کے بدلے ہمیں ان سب کو مارنا چاہئے''...... پیٹر نے کہا۔

''تم باس کو اور جیکب کو کھولو۔ میں انہیں گولیاں مارتی ہوں''۔ ٹینا نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا رخ بے ہوش پڑے افراد کی طرف کیا اور فائرنگ شروع کر دی۔

"قاسم بھائی۔ یہ تو بتائیں کہ کیا آپ نے لو میرج کی ہوئی ہے"...... ریکھا نے لہجے کو سنجیدہ بناتے ہوئے کہا۔

"ریکھا جی۔ میں آپ سے سکت ناراض واراض ہوں"۔ قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے ارے کیوں۔ میں نے کیا کیا ہے"...... ریکھا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بھائی وائی بھی کہتی ہو اور پوچھتی بھی ہو کہ میں نے کیا کیا ہے"...... قاسم نے بدستور منہ بناتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ ویری سوری۔ اب میں آپ کو بھائی نہیں کہوں گی بلکہ قاسم جی کہوں گی۔ اب تو آپ خوش ہیں نا"...... ریکھا نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اب میں آپ سے بہت خوش وش ہوں۔ اب آپ

پوچھیں وں چھیں"...... قاسم نے کہا۔ انہیں لیراونی آئے ہوئے آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا۔ ساؤتھ کالونی کی کوٹھی نمبر ستر ان کے لئے پہلے سے ہی مخصوص تھی۔ کرنل فریدی، طارق صاحب کے ساتھ کہیں گئے ہوئے تھے اور باقی افراد فارغ بیٹھ کر بوریت محسوس کر رہے تھے۔ اس لئے ریکھا نے قاسم سے بات چیت شروع کر دی اس کی باتوں سے وقت بہت اچھا گزرتا تھا۔

"میں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ آپ اتنے بڑے سیٹھ کے بیٹے ہیں۔ آپ نے تو لازماً لومیرج کی ہو گی"...... ریکھا نے کہا۔ وہ سب جانتے تھے کہ قاسم کی شادی کسی محبت بھرے افسانے کا نتیجہ نہیں تھی۔ بلکہ یہ شادی قاسم کے والد کی مرضی سے ہوئی تھی۔

ریکھا کی بات سن کر قاسم کھی کھی کر کے ہنسنے لگا۔ اس کے ہنسنے سے اس کا ہاتھی جیسا جسم ہلنے لگا۔

"ریکھا جی۔ شاید تم نے میری بیوی چھپکلی بیگم کو کبھی دیکھا ویکھا نہیں۔ کوئی بھی انشان ونشان اسے دیکھ کر تو لو نہیں کر سکتا"۔ قاسم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اسی لئے تو کسی بھی انسان نے اس سے شادی نہیں کی۔ کیوں قاسم بھائی۔ میں سچ کہہ رہا ہوں نا"...... کیپٹن حمید نے قاسم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہاں"...... قاسم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا تو ان سب کے چہروں پر مسکراہٹ آ گئی قاسم نے ان کی مسکراہٹ کو

محسوس کر لیا۔

"میں نے کوئی گلط ملط بات کہہ دی ہے"...... قاسم نے معصول سے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ بالکل نہیں۔ آپ تو بہت ہی اچھی باتیں کرتے ہیں"۔ ریکھا نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کوئی گڑبڑ گٹولا ہے۔ اس لئے تم سب ہنس منس رہے ہو اس سالے کپتان وپتان نے کوئی ایسی ویسی بات کی ہے"۔ قاسم نے کہا اور اس نے کیپٹن حمید کو گھور کر دیکھا۔

"لو جی۔ میں نے اس کی حمایت کی ہے اور یہ مجھے آنکھیں دکھا رہا ہے"...... کیپٹن حمید نے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"قاسم جی۔ آپ کیپٹن حمید کی بات کو چھوڑیں۔ میرا دل چاہ رہا ہے کہ آج میں آپ سے باتیں کروں اور کرتی رہوں"...... ریکھا نے کہا۔

"اچھا۔ واہ واہ۔ اسے کہتے ہیں محبوت۔ لو۔ آپ کریں باتیں۔ مجھے بہت خوسی ہو رہی ہے"...... قاسم نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

"قاسم جی۔ آپ اتنے خوبصورت، ہینڈسم، طاقتور اور سارٹ ہونے کے ساتھ ساتھ ارب پتی نوجوان ہیں۔ آپ پر تو سینکڑوں لڑکیاں مرتی ہوں گی"...... ریکھا نے کہا تو قاسم اور زیادہ خوش ہو گیا۔

"جی ہاں۔ جی ہاں۔ آپ بالکل ٹھیک میک کہہ رہی ہیں۔ میری پرشنیلٹی پر سینکڑوں مینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں فل فلوٹیاں مرتلی ورتی ہیں"...... قاسم نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر آپ اپنی بیگم کو چھوڑ کر دوسری شادی کیوں نہیں کر لیتے"...... ریکھا نے کہا۔

"آپ کو مالوم تو ہے کہ یہ میری بہوت بڑی خواہش ہے لیکن میرا باپ سیٹھ عاصم۔ توبہ توبہ۔ بہوت ظالم والم ہے۔ اس کے ہاتھ میں ہر وقت چابک ہوتا ہے اور وہ اس چابک سے میری کمر یا کو زخمی کرتا رہتا ہے۔ خدا کسی دشمن کو بھی ایسا باپ نہ دے"...... قاسم نے کہا۔

"آپ اپنے والد کو نہ بتائیں۔ چوری چوری شادی کرلیں"۔ ریکھا نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

"میرے والد نے، میرے پیچھے جاسوس ماسوس لگائے ہوئے ہیں۔ جو میرے ایک ایک منٹ کی خبر میرے والد کو دیتے ہیں"۔ قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس نے کیپٹن حمید کی طرف بھی دیکھا۔

"اوہ۔ ویری سیڈ۔ یہ تو بہت ہی افسوس ناک بات ہے"۔ ریکھا نے افسوس کرتے ہوئے کہا۔

"اس میں زیادہ افسوس مسوس کی بات یہ ہے کہ ان جاسوسوں میں کچھ میرے کھاس دوست بھی شامل ہیں"...... قاسم نے ایک بار

پھر کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تم اگر الٹی سیدھی حرکتیں کروگے تو سیٹھ عاصم کو اس کی رپورٹ ملے گی ہی"...... کیپٹن حمید نے کہا۔

"تم نے کبھی اپنی روبوٹ بھی کسی کو دی ہے۔ ہر وقت فل فلوٹیوں کے ساتھ دیکھے جاتے ہو"...... قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کرنل صاحب نے کافی دیر لگا دی ہے"...... روزا نے ریسٹ واچ میں وقت دیکھتے ہوئے کہا۔ کیپٹن حمید اور قاسم کی یہ بے کار کی باتیں جاری رہنی تھیں اس لئے روزا نے گفتگو کا موضوع بدلنے کے لئے یہ بات کہی تھی۔

"سر۔ کسی اہم کام میں مصروف ہوں گے ورنہ اس طرح جانا ان کی عادت تو نہیں ہے"...... ہریش نے کہا۔

"اگر تم میرے کھالہ جاد عمران سے مدد لیتے تو اس طرح مارے مارے نہ پھرتے"...... قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہارا خالہ زاد۔ ہونہہ۔ خود مارا مارا پھر رہا ہے"...... عمران کے نام پر کیپٹن حمید چڑ گیا۔

"دیکھا۔ کیسی آگ واگ لگ گئی میرے کھالہ جاد کے نام سے"...... قاسم نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"قاسم بھائی۔ میں بات کرنا چاہتی ہوں آپ کی شادی کی اور آپ ہیں کہ بات کو دوسری طرف لے جاتے ہیں"...... ریکھا نے

کہا۔

"میں کہاں بات وات دوسری طرف لے جاتا ہوں۔ یہ حرکت تو سالا کپتان وپتان کرتا ہے کیونکہ میری شادی وادی کے ذکر پر اس کے بدن ودن میں آگ لگ جاتی ہے"...... قاسم نے کیپٹن حمید کو گھورتے ہوئے کہا اس مرتبہ اس نے ریکھا کے بھائی کہنے کا نوٹس نہیں لیا تھا۔

"آگ لگے تمہارے اس ہاتھی جیسے بدن میں۔ میرے بدن میں کیوں لگے"...... کیپٹن حمید آگ بگولہ ہو کر بولا۔

"دیکھا۔ دیکھا۔ کس کے بدن ودن میں آگ واگ لگی ہے"۔ قاسم نے زور زور سے ہنستے ہوئے کہا۔

کیپٹن حمید کوئی بات کہنا ہی چاہتا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل فریدی کمرے میں داخل ہوا۔

"تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم اس طرح سے کیوں ہل رہے ہو"۔ کرنل فریدی نے قاسم کو ہنستے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"کرنل صاحب۔ اس سالے والے کپتان کا منہ دیکھ لو۔ آپ بھی ہنسو گے"...... قاسم نے کیپٹن حمید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کا چہرہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہو چکا تھا۔

"حمید۔ کیا ہوا ہے تمہیں"...... کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ بس گلے میں پڑا ہوا ڈھول بجا رہا ہوں"۔ کیپٹن

حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’ہائیں۔ تمہارے گلے والے میں ڈھول پڑا ہے لیکن مجھے تو نظر وظر نہیں آ رہا‘‘...... قاسم نے آنکھیں پھیلاتے ہوئے کہا۔

’’تمہارے جھگڑے بھی کبھی ختم نہیں ہوتے‘‘...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا وہ سمجھ گئے تھے کہ قاسم اور کیپٹن حمید میں جھڑپ ہوئی ہے۔

’’یہ کہتا ہے کہ اگر ہم عمران سے مدد لیتے تو مارے مارے نہ پھرتے‘‘...... کیپٹن حمید نے شکایت کرتے ہوئے کہا۔

’’او ہو ہو۔ میرے کھالہ جاد کے ذکر سے تمہیں آگ واگ لگتی ہے نا۔ اسی لئے میں نے یہ بات کی تھی۔ قاسم نے ایک مرتبہ پھر زور زور سے ہنستے ہوئے کہا اور اس طرح ہنسنے کی وجہ سے اس کا سارا جسم ہلنے لگا۔

’’قاسم۔ تم فضول باتیں مت کیا کرو۔ اگر اب تم نے کوئی فضول بات کی تو پھر میں سیٹھ عاصم کو بلا لوں گا اور وہ اپنے ہنٹر سے تمہاری کمر لال کر دیں گے‘‘...... کرنل فریدی نے کہا تو قاسم کا ہاتھ بے اختیار اپنی کمر پر چلا گیا اور ساتھ ہی اس کے منہ سے سسکی بھی نکلی جیسے ہنٹر اس کی کمر پر لگا ہو۔

’’ویسے عمران بہت ہی باخبر انسان ہے لیکن اس بار میرا خیال ہے کہ وہ بھی ابھی تک اندھیرے میں ہے۔ مکمل کوشش کے باوجود بھی ہمیں سائنس دانوں کے بارے میں کوئی معلومات نہیں مل

سکیں‘‘...... کرنل فریدی نے کہا۔

’’سر۔ اگر آپ بھی مایوسی کا شکار ہو گئے تو پھر ایک قدم بھی آگے بڑھنا ناممکن ہے‘‘...... روزا نے کہا۔

’’مایوسی تو گناہ ہے۔ اس لئے میں مایوس نہیں ہوں اور ہماری فیلڈ میں مایوسی موت سے ہمکنار کر دیتی ہے۔ ایک سیکرٹ ایجنٹ کو آخری سانس تک مایوس نہیں ہونا چاہئے‘‘...... کرنل فریدی نے کہا۔

’’سر اغوا ہونے والے سائنس دان لیراونی آئے بھی ہیں یا نہیں‘‘...... ہریش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

’’ہاں۔ یہ اطلاعات تو پکی ہیں کہ سائنس دانوں کو لیراونی لایا گیا ہے لیکن اس سے آگے کی معلومات نہیں مل رہیں‘‘...... کرنل فریدی نے کہا۔

’’سر۔ ہم سب اس شہر میں پھیل جاتے ہیں اور معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں‘‘...... روزا نے کہا۔

’’ہاں۔ ایسا کرنا پڑے گا لیکن فی الحال مجھے ایک فون کا انتظار ہے۔ فون آ جائے تو اس کے بعد لائحہ عمل بناتے ہیں‘‘...... کرنل فریدی نے ریسٹ واچ پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے طارق صاحب کی طرف دیکھا۔ جو اس کے ساتھ ہی واپس آ گئے تھے۔

’’فون بھی بس آنے ہی والا ہوگا‘‘...... طارق صاحب نے بھی ریسٹ واچ پر نظریں دوڑاتے ہوئے کہا۔ پھر ابھی ان کی بات مکمل

ہوئی ہی تھی کہ کرنل فریدی کے سیل فون کی بیل بجنے لگی۔

"لیس۔ مسٹر رائل اسپیکنگ"...... کرنل فریدی نے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا اور پھر وہ دوسری طرف کی بات سننے لگے۔

"اوکے۔ تھینکس"...... کچھ دیر تک باتیں کرنے کے بعد کرنل فریدی نے کہا اور کال کاٹ دی۔

"کیا رپورٹ ہے بھتیجے"...... کرنل فریدی نے سیل فون جیب میں رکھ لیا تو طارق صاحب نے پوچھا۔

"ایک وحشی کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ اس کا تعلق کسی خفیہ تنظیم سے ہے۔ یہ پہلے کسی آدم خور قبیلے سے تعلق رکھتا تھا۔ پھر یہ جدید دنیا میں آگیا۔ اس کا تعلق اپنے قبیلے سے ختم بھی نہیں ہوا اور یہ مہذب زندگی بھی گزار رہا ہے"...... کرنل فریدی نے طارق صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں جب پچھلی بار لیراونی آیا تھا تو مجھے اس کے بارے میں سن گن ملی تھی اس لئے میں نے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی۔ بھتیجے۔ میرا دل کہتا ہے کہ ہمیں اس سے مفید معلومات مل سکتی ہیں"...... طارق صاحب نے کہا۔

"آفیسرز روڈ پر اس کا گندم کا گودام ہے۔ میں اور ہریش جا کر اسے لے آتے ہیں۔ یہیں اس سے معلومات حاصل کر لیں گے"...... کرنل فریدی نے طارق صاحب سے کہا۔

"یہ تو تم ہی بہتر جانتے ہو بھتیجے"...... طارق صاحب نے

کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ آؤ ہریش"...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھا ہریش بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ پھر چند ہی منٹوں بعد ان کی کار آفیسرز روڈ کی طرف بڑھ رہی تھی۔ تقریباً بیس منٹ کے بعد وہ آفیسرز روڈ پہنچ گئے۔ انہیں گودام کی تلاش کرنے میں مزید تین منٹ لگ گئے۔ گودام کا مین گیٹ بہت بڑا تھا جو اس وقت کھلا ہوا تھا۔ کرنل فریدی نے کار گیٹ کے قریب روک لی۔ گیٹ کے قریب تین مسلح آدمی کھڑے ہوئے تھے۔ چند قدم کے فاصلے پر ایک کیبن بنا ہوا تھا۔ گودام کافی وسیع رقبے پر پھیلا ہوا تھا۔ ایک طرف کمرے بھی بنے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ یہاں گندم کا بہت بڑا ذخیرہ نظر آ رہا تھا۔ کرنل فریدی نے ایک ہی نظر میں مکمل کا جائزہ لے لیا۔ گیٹ پر جو مسلح افراد دکھائی دے رہے تھے وہ افریقی نہیں تھے اور ان کے سینوں پر سیکورٹی گارڈ کے بیج لگے ہوئے تھے۔ کرنل فریدی کی کار رکی تو ایک سیکورٹی گارڈ اس کے قریب آگیا۔

"لیس سر۔ آپ کو کس سے ملنا ہے"...... سیکورٹی گارڈ نے لیراونی زبان میں پوچھا لیکن اس کے الفاظ ٹوٹے پھوٹے تھے کیونکہ کرنل فریدی اور ہریش مقامی میک اپ میں تھے اس لئے سیکورٹی گارڈ نے لیراونی میں بولی جانے والی زبان بولنے کی کوشش کی تھی۔

"اگر تم ایکریمی زبان جانتے ہو تو مجھ سے اس زبان میں بات

کر سکتے ہو کیونکہ میں نے ایکریمیا میں ہی تعلیم حاصل کی ہے“۔ کرنل فریدی نے نہایت ہی نرم لہجے میں کہا۔

”تھینک یو سر۔ میں نے آپ سے یہ پوچھا تھا کہ آپ کو کس سے ملنا ہے“...... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

”آپ کی بات میری سمجھ میں آ گئی تھی۔ میں اس گودام کے مالک سے ملنے آیا ہوں۔ میرا نام شکابو ہے اور میں فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا ڈائریکٹر ہوں“...... کرنل فریدی نے اس بار بھی نرم لہجے میں کہا۔

”سر۔ آپ ہمارے انچارج سے بات کر لیں۔ وہ آپ کی ملاقات مالک سے کرا دیں گے“...... سیکورٹی گارڈ نے کہا۔

”او کے۔ میں تمہارے انچارج سے مل لیتا ہوں“...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر اس نے کار چند فٹ آگے بڑھا کر ایک سائیڈ پر روک لی۔ اس کے بعد وہ اور ہریش کار سے نیچے اترے اور کیبن کی طرف بڑھے۔ کیبن میں کرسی پر ایک سیکورٹی گارڈ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے میز پر دفتری سامان کے ساتھ ساتھ ایک ٹیلی فون سیٹ اور ایک انٹرکام سیٹ بھی رکھا ہوا تھا۔ کرنل فریدی اور ہریش کو کیبن میں داخل ہوتے دیکھ کر سیکورٹی انچارج کرسی سے کھڑا ہو گیا اور اس نے ان دونوں سے ہاتھ ملایا۔ کرنل فریدی نے اپنی بات دہرا دی۔

”سر۔ میں مالک سے بات کرتا ہوں“...... سیکورٹی انچارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ان سے ہماری ملاقات کراؤ۔ ہم نے ان سے چند باتیں بھی کرنی ہیں اور گندم بھی چیک کرنی ہے“...... اس مرتبہ کرنل فریدی نے بارعب لہجے میں کہا۔

”او کے سر۔ میں انہیں بتاتا ہوں“...... سیکورٹی انچارج نے کہا اور پھر اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

”آپ کے مالک کا نام کیا ہے“...... کرنل فریدی نے سیکورٹی انچارج سے پوچھا۔

”سر۔ ان کا نام مسٹر روڈو ہے“...... سیکورٹی انچارج نے نمبرز پریس کرتے ہوئے کہا۔

”سر۔ مسٹر شکابو آئے ہیں جو کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر ہیں اور وہ آپ سے ملنے کے خواہش مند ہیں“...... رابطہ ہونے پر سیکورٹی انچارج نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”او کے سر۔ او کے“...... دوسری طرف سے بات سننے کے بعد سیکورٹی انچارج نے کہا اور پھر اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”سر کو باس کے آفس تک چھوڑ آؤ“...... سیکورٹی انچارج نے اپنے ساتھی سے کہا۔

”آیئے سر“...... سیکورٹی گارڈ نے کرنل فریدی سے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کیبن سے باہر آ کر کمروں کی طرف بڑھنے لگے۔ کمروں کے قریب پہنچ کر سیکورٹی گارڈ ایک کمرے کے دروازے تک پہنچ گیا۔ سیکورٹی گارڈ نے دروازے پر دستک دی اور اس کے

بعد اس نے دروازہ کھول دیا۔ وہ دونوں کمروں میں داخل ہوئے جبکہ سیکورٹی گارڈ واپس چلا گیا۔ یہ ایک درمیانے سائز کا کمرہ تھا جسے آفس کے انداز میں نہایت ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ ٹیبل پر آفس میں استعمال ہونے والا تقریباً تمام سامان موجود تھا۔ ریوالونگ چیئر پر ایک افریقی آدمی بیٹھا ہوا تھا جس کی آنکھیں سانپ کی آنکھوں کی مانند چمک رہی تھیں۔

”تشریف رکھیئے۔ میرا نام روڈو ہے“...... جیسے ہی کرنل فریدی اور ہریش اندر داخل ہوئے روڈو نے اپنے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو“...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ ایک کرسی پر بیٹھ بھی گیا۔ کرنل فریدی کے اشارے پر ہریش بھی اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”آپ کیا اس محکمے میں نئے آئے ہیں“...... روڈو نے کرنل فریدی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”محکمے میں تو نیا نہیں ہوں البتہ اس شہر میں نیا ضرور ہوں“۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے ہوئے کہا۔ اسے اندازہ ہو گیا کہ روڈو محکمہ فوڈ کے لوگوں سے واقف ہے۔

”اسی لئے میں نے آپ کو پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔ بہرحال فرمایئے، کیسے آنا ہوا“...... روڈو نے کہا۔

”حکومت نے فوڈ بزنس کے لئے کچھ نئی ہدایات دی ہیں۔ وہ

آپ تک پہنچانی تھیں۔ میں نے سوچا کہ یہ ہدایات آپ تک خود پہنچا دوں اس طرح آپ سے تعارف بھی ہو جائے گا“...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ نے تکلیف کی۔ تعارف کے لئے آپ مجھے پیغام بھجوا دیتے میں خود حاضر ہو جاتا“...... روڈو نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ لیڈر روڈو صاحب کو دے دو“...... کرنل فریدی نے جیب میں سے ایک تہہ شدہ کاغذ نکال کر ہریش کو دیتے ہوئے کہا۔

”یس سر“...... ہریش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرنل فریدی نے کاغذ لیکر روڈو کی طرف بڑھا۔ روڈو نے اس سے کاغذ لیا اور اپنے سامنے میز پر رکھنے لگا۔ ابھی اس نے وہ کاغذ میز پر رکھا ہی تھا کہ اس کے سر پر قیامت ٹوٹ پڑی کیونکہ ہریش کا مکا اس کے سر کے عقبی حصے میں کسی پتھر کی طرح لگا تھا۔ روڈو کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ہریش نے اسے اٹھنے نہ دیا۔ ہریش کے دوسرے مکے نے روڈو کو ہوش و حواس سے بے گانہ کر دیا۔

”یہ بے ہوش ہو گیا ہے۔ تم اس کے ساتھیوں کو دیکھو، میں اسے باندھتا ہوں“...... کرنل فریدی نے ہریش سے کہا۔

”اوکے سر“...... ہریش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے بعد وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

کرنل فریدی کرسی سے اٹھ کر روڈو کے قریب آیا۔ اس نے

روڈو کی نبض چیک کی تو اسے اندازہ ہوا کہ روڈو آدھ گھنٹہ سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا۔ اس کی نبض چیک کرنے کے بعد کرنل فریدی نے میز کی دراز کھولی۔ دراز میں اسے رسی کا ایک چھوٹا سا بنڈل نظر آ گیا۔ کرنل فریدی نے وہ بنڈل اٹھا لیا۔ پھر وہ دراز میں موجود دوسری چیزوں کو دیکھنے لگا لیکن اس دراز میں اسے کام کی کوئی چیز نہ ملی۔ دوسری دراز پر تالا لگا ہوا تھا۔ کرنل فریدی نے روڈو کی جیبوں کی تلاشی لی لیکن اسے چابی نہ ملی۔ میز پر مختلف سائز کی پنیں موجود تھیں۔ کرنل فریدی نے ایک بڑی پن اٹھائی اور تالے پر زور آزمائی کرنے لگا۔ اسے اس طرح تالا کھولنے میں مہارت حاصل تھی اس لئے معمولی سی کوشش کے بعد تالا کھل گیا۔ کرنل فریدی نے تالا ایک طرف پھینکا اور دراز کھول کر اندر موجود سامان کو دیکھنے لگا۔ سامان دیکھتے دیکھتے اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔ ہرلیش کو دیکھ کر وہ مطمئن ہو گیا۔

''سر۔ اس بلڈنگ میں موجود تمام افراد فنش ہو چکے ہیں''۔ ہرلیش نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اس روڈو کو باندھ کر کار کی پچھلی سیٹ پر ڈال دو''۔ کرنل فریدی نے کہا تو ہرلیش نے میز پر رکھی ہوئی رسی کا بنڈل اٹھایا اور روڈو کو کرسی سے اٹھا کر فرش پر لٹا دیا جبکہ کرنل فریدی دوبارہ دراز کی تلاشی لینے لگا۔ دراز میں اسے ایک سگریٹ کیس دکھائی دیا۔ کرنل فریدی نے وہ کیس اٹھا کر کھولا تو اس میں سگریٹ

موجود نہیں تھے البتہ ایک چھوٹا سا کارڈ اس میں رکھا ہوا تھا۔ کرنل فریدی نے وہ کارڈ اٹھا کر دیکھا۔ کارڈ پر تحریر کوئی نہیں تھی البتہ آگ کا ایک شعلہ مخصوص انداز میں بنا ہوا تھا۔ کرنل فریدی نے آگ کے اس شعلے پر غور کیا تو شعلہ انگریزی کے حرف ایچ ایل بنا رہا تھا۔

''ایل ایچ''...... کرنل فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا پھر اس نے وہ کارڈ جیب میں رکھ لیا اور ہرلیش کی طرف دیکھا جو روڈو کو اٹھا کر کمرے سے باہر نکل رہا تھا۔ کرنل فریدی نے کمرے کی مکمل تلاشی لی لیکن اسے کام کی کوئی بھی چیز نہ ملی۔ مکمل تلاشی کے بعد وہ کمرے سے باہر آ گیا۔

گودام کا گیٹ ہرلیش نے بند کیا ہوا تھا اور کار گیٹ کے قریب کھڑی تھی جبکہ ہرلیش کار کے قریب کھڑا ہوا تھا۔ کرنل فریدی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کار کے قریب پہنچا۔ وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھنے لگا تو ہرلیش گیٹ کی طرف بڑھا۔ اس نے گیٹ کھولا اور کار گودام سے باہر آ گئی۔ ہرلیش کار میں بیٹھا تو کرنل فریدی نے کار آگے بڑھا دی پھر جلد ہی وہ ساؤتھ کالونی میں اپنی رہائشی کوٹھی میں پہنچ گئے۔ قاسم اور کیپٹن حمید کی نوک جھونک ابھی تک جاری تھی۔ کرنل فریدی کو دیکھ کر وہ دونوں خاموش ہو گئے۔ روزا اور ریکھا کمرے میں دکھائی نہیں دے رہی تھیں۔ کمرے میں پہنچتے ہی ہرلیش نے روڈو کو فرش پر پٹخ دیا۔

''ریکھا اور روزا کہاں ہیں''...... کرنل فریدی نے کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''خواتین ہیں۔ بے چاریاں شاپنگ کے بغیر تو نہیں رہ سکتیں۔ بس تھوڑی دیر کے لئے مارکیٹ گئی ہیں''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''ہریش۔ اسے کرسی پر بٹھاؤ اور کرسی سے جکڑنے کے بعد ہوش میں لے آؤ''...... کرنل فریدی نے اس مرتبہ ہریش کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو ہریش نے روڈو کو اٹھا کر کرسی پر بٹھا دیا۔ رسی کے بنڈل میں ابھی رسی بچی ہوئی تھی۔ اس نے بچی ہوئی رسی سے روڈو کو کرسی سے باندھ دیا پھر اس نے ایک زوردار تھپڑ روڈو کے منہ پر مارا۔ اس تھپڑ کی آواز کمرے میں گونج کر رہ گئی جبکہ روڈو کا پورا جسم ہل کر رہ گیا۔

''اف اللہ۔ یہ ہریش مریش تو بہوت جور سے مارتا''...... قاسم نے کہا تو کرنل فریدی نے غصے سے اس کی طرف دیکھا۔ قاسم نے گھبرا کر نظریں جھکا لیں۔

ہریش نے روڈو کو دوسرا تھپڑ مارا تو اس کے جسم میں حرکت کے آثار پیدا ہو گئے پھر اگلے ہی لمحے اس کی آنکھیں بھی کھل گئیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن چونکہ وہ بندھا ہوا تھا اس لئے اٹھنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

''گک۔ گک۔ کون ہو تم اور تم نے مجھے اس طرح باندھا ہوا کیوں ہے''...... چند لمحوں کے بعد روڈو نے سخت لہجے میں کہا تو

ہریش نے اس کے منہ پر ایک اور تھپڑ مار دیا۔ اس تھپڑ نے روڈو کے ایک دو دانت بھی ہلا دیئے جس کے نتیجے میں روڈو کے منہ سے خون کے چند قطرے نکل آئے۔

''سرکاری حلقوں میں میرے تعلقات بہت وسیع ہیں اس کے علاوہ میں آدم خور قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں۔ یہ تھپڑ تمہیں اتنا مہنگا پڑے گا جس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ طویل عرصہ ہوا میں نے آدم خوری چھوڑی ہوئی ہے لیکن مسٹر شکابو تمہیں اور تمہارے اس ماتحت کو میں خود کھاؤں گا تم دونوں کا قیمہ بنا کر''...... تھپڑ کی وجہ سے روڈو کا سیاہ چہرہ مزید سیاہ ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں اور اس کے لہجے میں درندوں کی سی غراہٹ آ گئی۔

''وہ تھپڑ تو ہمیں مہنگا پڑے گا اور یہ تھپڑ''...... کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس نے بھی ایک تھپڑ اسے مار دیا۔ اس تھپڑ سے اس کے ہونٹ پھٹ گئے اور اس کا غصہ انتہا کو پہنچ گیا۔ اس نے رسی توڑنے کے لئے زور لگانا شروع کر دیا۔ کرنل فریدی اسے غور سے دیکھنے لگا۔ کچھ دیر تک کوشش کرتے رہنے کے بعد اس نے کوشش ترک کر دی۔

''بس۔ اتنی سی طاقت ہے تم میں۔ یہ معمولی سی رسی نہیں توڑ سکے۔ اسے دیکھ رہے ہو تم''...... کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر قاسم کی طرف اشارہ کیا۔

''اس کا نام قاسم ہے۔ اگر یہ تمہاری جگہ ہوتا تو اس رسی سے

کہیں مضبوط رسی کو توڑ دیتا''...... کرنل فریدی نے اپنی بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

''تم مجھے کیوں اٹھا کر لائے ہو''...... روڈو نے کرنل فریدی کی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''تمہارا تعلق ایچ ایل سے ہے''...... کرنل فریدی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو وہ بری طرح چونکا۔ اگر وہ کرسی سے بندھا ہوا نہ ہوتا تو یقیناً کئی فٹ اوپر اچھل پڑتا۔

''ایچ ایل۔ کیا مطلب ہے ایچ ایل کا''...... اگلے ہی لمحے اس نے سنبھلتے ہوئے کہا۔

''ہاٹ لائن۔ ایک عالمی خفیہ مجرم تنظیم''...... کرنل فریدی نے بدستور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''نجانے تم کیا بکواس کر رہے ہو۔ میں تو ایک وحشی قبیلے کا فرد ہوں۔ کئی سال پہلے میں نے قبیلہ چھوڑ کر شہری زندگی اپنا لی اور اب اپنا بزنس کرتا ہوں۔ میرا کسی مجرم تنظیم سے کیا تعلق''...... روڈو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''روڈو۔ تمہارے چہرے سے لگ رہا ہے کہ تم لاتوں کے بھوت ہو۔ ٹھیک ہے اگر تم لاتوں سے سمجھنا چاہتے ہو تو ایسے ہی سہی''...... کرنل فریدی نے کرخت لہجے میں کہا۔

''سر۔ اسے سمجھانے کی اجازت تو مجھے دیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس میں کتنا دم ہے''...... کیپٹن حمید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ کتنے منٹ میں زبان کھولے گا''...... کرنل فریدی نے اس سے پوچھا۔

''یہ سیکنڈوں میں زبان کھولے گا۔ منٹوں کی بات ہی نہیں ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا اور پھر وہ ایک کونے میں رکھی ہوئی میز کی طرف بڑھا۔ میز پر بجلی کی تار رکھی ہوئی تھی۔ کیپٹن حمید نے وہ تار اٹھا لی۔

''مجھے پہلے ہی اندازہ تھا کہ ایک لاتوں کا بھوت آ رہا ہے لہٰذا میں نے پہلے ہی انتظام کر لیا تھا''...... کیپٹن حمید نے بجلی کی تار بورڈ میں لگاتے ہوئے کہا۔ تار بورڈ میں لگانے کے بعد وہ روڈو کی طرف بڑھا۔

''اب میرا عہد ہے کہ تم سب موت کے لئے ترسو گے لیکن موت تمہارے قریب نہیں آئے گی۔ پھر تم چلا چلا کر مجھ سے موت کی بھیک مانگو گے لیکن میں تمہیں یہ بھیک نہیں دوں گا۔ تمہارا حشر ایسا ہو جائے گا کہ انسان تو انسان کتے بھی تمہیں دیکھ کر ڈر جائیں گے''...... روڈو نے غراتے ہوئے کہا۔

کیپٹن حمید نے پہلے تو اس کے منہ پر تھپڑ مارا پھر اسے گالی سے بھی نوازا۔ اس کے بعد اس نے تار روڈو کے سینے سے لگا دی۔ روڈو کے جسم کو جھٹکے لگنے لگے لیکن اس نے اپنا منہ مضبوطی سے بند کر لیا۔ چند سیکنڈ بعد کیپٹن حمید نے تار اس کے سینے سے ہٹا کر اس کے رخسار سے لگا دی۔ اب پھر اس کے جسم کو جھٹکے لگنے لگے لیکن

اس کا منہ بدستور مضبوطی سے بند رہا۔ چند ہی سیکنڈ بعد گوشت کے جلنے کی بُو محسوس ہوئی۔ روڈو کا رخسار جل گیا تھا پھر بے اختیار روڈو کی چیخ بلند ہوگئی۔ کیپٹن حمید نے تار اس کے منہ سے بھی ہٹا لی اور اس کے بعد اس کے بالوں کو پکڑ کر زور دار جھٹکا دیا۔

’’بولو کہ تمہارا ہاٹ لائن نامی تنظیم سے تعلق ہے‘‘...... کیپٹن حمید نے بھی غراتے ہوئے کہا۔

’’نہیں۔ میں کسی ہاٹ لائن کو نہیں جانتا‘‘...... روڈو نے انکار کی صورت میں گردن ہلاتے ہوئے کہا۔

’’تم ایسے نہیں مانو گے۔ نہ مانو، بھگتو‘‘...... کیپٹن حمید نے کرخت لہجے میں کہا اور اس نے ایک بار پھر تار روڈو کے جسم سے لگا دی لیکن اسی وقت اسے ایسے محسوس ہوا جیسے روڈو کرسی سمیت گھوم رہا ہو لیکن یہ روڈو نہیں گھوم رہا تھا بلکہ اس کا اپنا سر چکرا رہا تھا اور یہ چکر اتنے تیز تھے کہ اگلے ہی لمحے تار اس کے ہاتھ سے نیچے گر گئی اور ایک آدھے سیکنڈ بعد وہ بھی لہراتا ہوا فرش پر گر گیا۔ کیپٹن حمید کے باقی ساتھی بھی بے ہوش ہو کر گر چکے تھے۔ بے ہوش ہونے والوں میں سب سے آخری نمبر کرنل فریدی کا تھا۔

ایشلے نے بتایا تھا کہ وہ بلیک پوائنٹ پر جا رہا ہے تاکہ پکڑے جانے والے افراد سے معلومات حاصل کر سکے اس لئے فریگی مطمئن ہو گئی تھی۔ ایشلے نے پکڑے جانے والے افراد سے معلومات حاصل کرنے کے بعد ان افراد کے باقی ساتھیوں کو بھی ٹریس کر کے ختم کر دینا تھا۔ یوں ہاٹ لائن کے دشمنوں کا خاتمہ ہو جانا تھا۔ مطمئن ہوتے ہی اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے آنکھیں کھولیں پھر وہ اٹھ کر فریج کی طرف بڑھی۔ فریج کھول کر اس نے وہسکی کی بوتل اٹھا لی اور واپس اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گئی۔ اس نے بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل کو منہ لگا لیا۔ دو تین گھونٹ پینے کے بعد اس نے بوتل میز پر رکھی اور ٹشو اٹھا کر اپنے ہونٹ خشک کئے۔ چند لمحوں کے بعد اس نے ایک بار پھر بوتل کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن اس سے

پہلے کہ اس کا ہاتھ بوتل تک پہنچتا، ٹیلی فون کی بیل بجنے لگی۔ بوتل کی طرف بڑھتا ہوا اس کا ہاتھ رک گیا اور پھر وہ ہاتھ ٹیلی فون کے رسیور کی طرف بڑھا۔

''یس۔ فریگی اسپیکنگ''..... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔ لہجہ تحکمانہ ہی تھا۔

''مادام۔ میں ونی وڈ کا کمپیوٹر آپریٹر بول رہا ہوں''..... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی تو فریگی حیران رہ گئی۔ ونی وڈ بون کا سیکشن ہیڈکوارٹر تھا اور وہاں سے کال بون کو کرنی چاہئے تھی۔ ایک کمپیوٹر آپریٹر کو کیسے جرأت ہوئی تھی کہ وہ اسے کال کرے۔

''بون کہاں ہے اور تم نے مجھے فون کرنے کی جرأت کیسے کی ہے''..... فریگی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''مادام۔ آپ کو فون کرنے کی معذرت چاہتا ہوں لیکن مسئلہ ایسا درپیش آ گیا ہے کہ مجبوراً آپ کو فون کرنا پڑا کیونکہ باس اس وقت حرکت کرنے سے قاصر ہیں''..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''حرکت کرنے سے قاصر ہیں۔ کیا مطلب۔ یہ تم کیسی پہیلیاں بجھوا رہے ہو نانسنس''..... فریگی کی حیرت میں اور زیادہ اضافہ ہو گیا تو اس نے حیرت اور غصے کے ملے جلے تاثرات کے ساتھ کہا۔

''مادام۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں۔ دو مشکوک آدمی ٹریس ہوئے تو باس انہیں اٹھا کر لے آئے۔ باس کو شک تھا کہ وہ غیر

افریقی ہیں اور انہوں نے مقامی میک اپ کئے ہوئے ہیں۔ باس نے ان کا میک اپ صاف کرنے کی کوشش کی لیکن ان کے میک اپ صاف نہ ہوئے پھر باس انہیں ہوش میں لا کر ان سے باتیں کرنے لگے۔ باتوں کے دوران ثابت ہو گیا کہ وہ افریقی ہیں۔ ان میں سے ایک جس کا نام جوزو ہے وہ تو باقاعدہ ایک وحشی قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ جب باس کو یقین ہو گیا کہ یہ دونوں افریقی ہیں تو باس نے حکم دیا کہ انہیں گولی مار دی جائے لہٰذا باس کے ایک آدمی نے ان پر مشین پسٹل سے فائر کرنا چاہا لیکن اس سے پہلے کہ ہمارا آدمی ٹریگر دباتا وحشی افریقی نے کرسی کے راڈز توڑ دیئے اور اس نے ایک سیکنڈ سے بھی پہلے حالات کا پانسہ پلٹ دیا۔ ہمارے کچھ آدمی اس کی فائرنگ کی زد میں آ کر ہلاک ہو گئے۔ وہ باس پر بھی گولی چلانا چاہتا تھا لیکن میں نے تیزی سے ٹارچر روم میں جے ریز فائر کر دی جس کی وجہ سے کمرے میں موجود تمام افراد بے حس ہو گئے ہیں اور میں آپ کو رپورٹ کر رہا ہوں''۔ دوسری طرف سے بون سیکشن کے کمپیوٹر آپریٹر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تم نے مجبوری کی حالت میں مجھے فون کیا ہے۔ میں بلیک چیف کو رپورٹ کر کے ہدایات لیتی ہوں اس کے بعد تمہیں فون کرتی ہوں''..... دوسری طرف سے رپورٹ سننے کے بعد چند لمحوں تک تو فریگی حیرت سے سن ہو کر بیٹھی رہی پھر جلد ہی اس

نے اپنی حیرت پر قابو پایا اور نارمل لہجے میں کمپیوٹر آپریٹر سے بات کی اور اس کے بعد اس نے کریڈل پر انگلی مار کر کال منقطع کر دی۔ دوبارہ ٹون آنے پر اس نے بلیک چیف کے نمبرز پریس کئے تو دوسری طرف بیل جانے لگی۔

''بلیک چیف اسپیکنگ''...... چند لمحوں کے بعد کال رسیو ہوئی اور بلیک چیف کی آواز سنائی دی۔

''چیف۔ فریگی بول رہی ہوں''..... فریگی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس۔ کس لئے فون کیا ہے''...... دوسری طرف سے بلیک چیف کی سرد آواز سنائی دی۔

''چیف۔ بون سیکشن کے کمپیوٹر آپریٹر نے مجھے تشویش ناک رپورٹ دی ہے۔ میں وہ رپورٹ آپ کو دینا چاہتی ہوں''۔ فریگی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے بولو''...... دوسری طرف سے بلیک چیف نے کہا تو فریگی نے کمپیوٹر آپریٹر کی دی ہوئی رپورٹ بلیک چیف کو دے دی۔

''ہونہہ۔ یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ یہ افریقی کون ہیں۔ تم انہیں اپنے ہیڈکوارٹر لے آؤ اور ان سے پوچھ گچھ کرو۔ بون نے لاپرواہی، سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کیا ہے جس کی بون کو سزا بھی دی جائے گی لیکن پہلے ان افریقیوں سے پوچھ گچھ کی جائے''۔ دوسری طرف سے بلیک چیف نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... فریگی نے کہا تو دوسری طرف سے کال منقطع ہو گئی۔

فریگی نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا اور پھر میز پر رکھی ہوئی وہسکی کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگا لی۔ ابھی اس نے تین چار گھونٹ ہی لئے تھے کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور اس کے سیکشن کا ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے کمرے میں داخل ہوتے ہی فریگی کو سلام کیا۔

''جیفرے۔ تم اپنے تین ساتھیوں کے ساتھ ویگن میں بیٹھو۔ میں آ رہی ہوں''..... فریگی نے آنے والے سے کہا۔

''اوکے مادام''...... جیفرے نے کہا اور پھر وہ واپس مڑ گیا جبکہ فریگی نے وہسکی کی بوتل ایک بار پھر منہ سے لگا لی اور اس بار اس نے بوتل اس وقت منہ سے ہٹائی جب بوتل میں موجود ساری شراب ختم ہو گئی۔ اس نے خالی بوتل میز پر رکھی اور پھر وہ کمرے سے باہر آ گئی۔ پارکنگ میں جیفرے ایک ویگن کے ساتھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ویگن کے قریب پہنچی اور فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی جبکہ جیفرے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا پھر ویگن ایک جھٹکے سے آگے بڑھی اور گیٹ کراس کرتی ہوئی سڑک پر آ گئی۔

''مادام۔ کس طرف جانا ہے''...... سڑک پر آتے ہی جیفرے نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''تم نے بون سیکشن کا ہیڈکوارٹر دیکھا ہوا ہے''..... فریگی نے

پوچھا۔

''یس مادام۔ کئی بار وہاں جانے کا اتفاق ہوا ہے''...... جیفرے نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''بون کے ہیڈکوارٹر چلو لیکن جلدی''...... فریگی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے مادام''...... جیفرے نے کہا اور پھر اس نے ویگن کی رفتار بڑھا دی۔ کچھ ہی دیر میں وہ بون کے ہیڈکوارٹر پہنچ گئے۔ گیٹ پر ونی وڈ انٹرنیشنل کا بورڈ لگا ہوا تھا۔ فریگی نے چونکہ کمپیوٹر آپریٹر کو راستے میں فون کر دیا تھا اس لئے وہ اس وقت گیٹ پر کھڑا ہوا تھا۔ ویگن گیٹ کراس کر کے ایک جگہ رکی تو فریگی اور اس کے چاروں ساتھی ویگن سے نیچے اتر آئے۔ کمپیوٹر آپریٹر بھی ان کے قریب آیا اور اس نے مؤدبانہ انداز میں فریگی کو سلام کیا۔

''مادام۔ اگر میں بروقت جے ریز فائر نہ کرتا تو ان خطرناک آدمیوں نے باس سمیت یہاں موجود تمام افراد کا خاتمہ کر دینا تھا''...... کمپیوٹر آپریٹر نے اپنی کارکردگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے بہت اچھا کام کیا ہے۔ میں تمہیں انعام دلاؤں گی۔ اب یہ بتاؤ کہ وہ افریقی کہاں ہیں''...... فریگی نے بیزار سے لہجے میں کمپیوٹر آپریٹر سے کہا۔

''مادام۔ وہ دونوں ابھی تک ٹارچر روم میں ہیں۔ آیئے''۔ کمپیوٹر آپریٹر نے کہا تو فریگی اور اس کے ساتھی کمپیوٹر آپریٹر کے

ساتھ ٹارچر روم میں آ گئے۔

''ہونہہ۔ تو یہ ہیں وہ دونوں افریقی''...... فریگی نے دونوں افراد کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس مادام''...... کمپیوٹر آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''جیفرے۔ ان دونوں کو اٹھا کر ویگن میں ڈال دو''...... فریگی نے جیفرے سے کہا تو اس نے اور اس کے ساتھیوں نے ان دونوں کو اٹھایا اور کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ ایک طویل القامت، جسیم اور بھاری جسم کا تھا۔ اسے تو ان تینوں نے مل کر اٹھایا جبکہ دوسرا آدمی سمارٹ سا نوجوان افریقی تھا۔ جیفرے نے اس سمارٹ نوجوان کو اٹھا کر کندھے پر ڈال لیا اور پھر وہ بھی کمرے سے باہر آ گئے۔

''تمہارا باس ان سے مار کھا گیا ہے اور اب شاید اس کے ڈیتھ وارنٹ جاری کر دیئے جائیں''...... فریگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ تو بڑوں کا فیصلہ ہے مادام۔ لیکن آپ ضرور سفارش کریں کہ آئندہ کبھی ایسا نہیں ہو گا''...... کمپیوٹر آپریٹر نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ میں کوشش کروں گی''...... فریگی نے کہا اور پھر وہ ویگن کے قریب آ گئی۔

''ٹارچر روم میں جو حالات درپیش آئے ہیں تم نے ان کی فلم

بنائی ہے''...... مادام فریگی نے کہا۔

''مادام۔ فلم تو کمپیوٹر میں خود بخود بنتی ہے''...... کمپیوٹر آپریٹر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اس کی ایک کاپی مجھے بھجوا دینا''...... مادام فریگی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ ویگن کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھتے ہی ویگن آگے بڑھی اور تھوڑی دیر بعد وہ اپنے ہیڈکوارٹر پہنچ گئی۔

''جیفرے۔ ان دونوں کو ٹارچر روم میں ڈال دو لیکن انہیں کرسیوں پر جکڑنا بے کار ہے۔ یہ جسیم افریقی تو راڈز توڑ لیتا ہے''...... مادام فریگی نے بھاری جسامت والے افریقی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ جو حکم دیں مادام''...... جیفرے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم ایسا کرو کہ انہیں راڈز سے جکڑنے کے بعد لوہے کی زنجیر سے بھی باندھ دو۔ اس کے علاوہ تین چار افراد ان کی کرسیوں کے پیچھے کھڑے کر دو۔ بے شک یہ بے ہوش ہیں لیکن وہ ان کی طرف سے غافل نہ رہیں''...... مادام فریگی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے مادام''...... جیفرے نے کہا تو مادام فریگی اپنے آفس میں آ گئی۔ اس نے بلیک چیف کو فون کرنے کے لئے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

''یس۔ فریگی اسپیکنگ''...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ مادام۔ یہاں بلیک پوائنٹ پر تباہی پھیلی ہوئی ہے۔ باس ایشلے سمیت یہاں بہت سی لاشیں بکھری پڑی ہیں''...... دوسری طرف سے ایک بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔ بوکھلاہٹ میں بولنے والے نے اپنا نام بھی نہیں بتایا تھا۔

''تم کون بول رہے ہو اور یہ کیا بکواس کر رہے ہو''...... مادام فریگی نے سخت لہجے میں کہا۔

''مادام۔ میرا نام مارٹن ہے۔ میں بلیک ڈریم کلب کا سپروائزر ہوں۔ میں ابھی بلیک پوائنٹ پر آیا ہوں تو مجھے یہاں کے حالات کا علم ہوا ہے''...... دوسری طرف سے بدستور بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''ہونہہ۔ میں خود آ رہی ہوں''...... مادام فریگی نے درندوں کی طرح غراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور کرسی سے اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد اس کی کار نہایت تیز رفتاری سے بلیک ڈریم نائٹ کلب کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ایشلے کی موت اس کے لئے بہت بڑا نقصان تھا۔ اس کے سیکشن کو اسی نے سنبھال رکھا تھا۔ ہاٹ لائن کے معاملات کے ساتھ ساتھ وہ تنظیم کے بزنس کی دیکھ بھال بھی کرتا تھا۔ اس کے سیکشن میں اور کوئی اس جیسا آدمی نہیں تھا۔

جس رفتار سے وہ کار چلا رہی تھی اس سے کہیں زیادہ رفتار سے اس کے ذہن میں خیالات آ رہے تھے۔ یہ خیالات ایشلے کے متعلق ہی تھے۔ اسے وقت گزرنے کا احساس بھی نہ ہوا اور وہ بلیک ڈریم نائٹ کلب پہنچ گئی۔

''مادام۔ میں مارٹن ہوں''...... جیسے ہی وہ کار سے نیچے اتری ایک آدمی نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''آؤ میرے ساتھ''...... مادام فریگی نے سخت لہجے میں کہا اور پھر وہ کلب کے ہال کی طرف بڑھی۔ ہال میں موجود افراد نے اسے سلام کیا۔ فریگی نے ان کے سلام کو نظر انداز کر دیا۔ ایک ڈیڑھ منٹ میں وہ دونوں تہہ خانے میں پہنچ چکے تھے۔ تہہ خانے کے ایک کمرے میں ایشلے سمیت کئی افراد کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ ایشلے کی لاش دیکھ کر تو اس کی آنکھیں سرخ ہو گئیں۔

''یہ کارروائی کن لوگوں کی ہے''...... مادام فریگی نے انتہائی سرد لہجے میں مارٹن سے کہا۔

''معلوم نہیں مادام۔ ایک شخص یہاں ہمیں زخمی حالت میں ملا ہے۔ اسے ہم نے ہسپتال پہنچا دیا ہے۔ اس کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ اس نے بلیک چیف اور آپ کا حوالہ دیا تھا اس لئے اسے بلیک پوائنٹ میں جانے دیا گیا''...... مارٹن نے کہا۔ مارٹن کی بات سن کر مادام فریگی حیرت سے اچھل پڑی۔

''میرا اور بلیک چیف کا حوالہ۔ لیکن ہم نے تو کسی کو نہیں

بھیجا''...... فریگی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔ مارٹن نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سر جھکائے کھڑا رہا۔

''کہاں ہے وہ شخص''...... مادام فریگی نے ایک بار پھر سخت لہجے میں کہا۔

''مادام۔ اسے ویسٹ ہسپتال پہنچایا گیا ہے۔ ہمارے مخصوص ڈاکٹر اس کا علاج کر رہے ہیں''...... مارٹن نے کہا۔

''ہونہہ۔ ان سب لاشوں کو ٹھکانے لگا دو اور اس زخمی کو فوراً میرے ہیڈکوارٹر پہنچا دو''...... مادام فریگی نے اس مرتبہ نارمل لہجے میں کہا۔ ایسے کاموں میں آدمی اسی طرح مرتے ہیں اور یہی سوچ کر اس نے خود پر قابو پا لیا تھا۔

''یس مادام''...... مارٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو فریگی واپسی کے لئے مڑی اور پھر وہ تھوڑی ہی دیر بعد واپس اپنے ہیڈکوارٹر پہنچ گئی۔ کرسی پر بیٹھ کر اس نے دو تین گہرے سانس لئے۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے وہ کافی دور سے دوڑتی ہوئی آئی ہو۔ گہرے سانس لے کر اس نے ٹیلی فون کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اب وہ دونوں کارروائیوں کی رپورٹ بلیک چیف کو دینا چاہتی تھی لیکن اس بار بھی اس کا ہاتھ رسیور تک نہیں پہنچا تھا کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

''یس۔ فریگی اسپیکنگ''...... اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

”بلیک چیف“...... دوسری طرف سے بلیک چیف کی مخصوص آواز سنائی دی تو وہ چونکی۔

”چیف۔ میں آپ ہی کو کال کرنے لگی تھی“...... بلیک چیف کی آواز سنتے ہی فریگی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”فریگی۔ روڈو کے سیکشن آفس پر کچھ لوگوں نے کارروائی کی ہے اور وہ روڈو کو اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ ریڈ کارڈ بھی ان کے ہاتھ لگ گیا ہے۔ ریڈ کارڈ کی چیکنگ سے ان کی لوکیشن کے بارے میں معلوم ہوا ہے۔ وہ لوگ ساؤتھ کالونی کی کوٹھی نمبر ستر میں موجود ہیں۔ تم نے فوری طور پر اس کوٹھی پر ریڈ کرنا ہے۔ نہ صرف روڈو کو ان کی قید سے چھڑانا ہے بلکہ ریڈ کارڈ بھی ان سے حاصل کرنا ہے اور ان لوگوں کو اپنے سیکشن ہیڈکوارٹر لا کر پہلے ان سے پوچھ گچھ کرنی ہے اور پھر انہیں تڑپا تڑپا کر مارنا ہے۔ یہ کارروائی تم نے فوری کرنا ہے۔ ایک لمحے کی تاخیر بھی نہیں ہونی چاہئے۔ باقی رپورٹس میں تم سے بعد میں لوں گا“...... دوسری طرف سے بلیک چیف کی کرخت آواز سنائی دی۔

”اوکے چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی“۔ فریگی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی۔ اس نے بھی رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر اس نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو چند لمحوں بعد جیفرے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرے میں داخل ہو کر اس نے فریگی کو مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

”جیفرے۔ ایک منٹ کے اندر اندر تیار ہو کر اپنے ساتھیوں سمیت ویگن تک پہنچو۔ ہم نے ایک بڑا آپریشن کرنا ہے“۔ فریگی نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوکے مادام“...... جیفرے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔ فریگی بھی اپنی کرسی سے اٹھ کر فریج کے قریب آئی۔ اس نے فریج میں سے وہسکی کی ایک بوتل نکال کر اس کا ڈھکن کھولا اور بوتل کو منہ لگا گیا۔ تقریباً آدھی بوتل پینے کے بعد اس نے بوتل منہ سے ہٹائی اس کا ڈھکن لگا کر بوتل واپس فریج میں رکھ دی اور اس کے بعد وہ باہر آ گئی۔ پارکنگ میں جیفرے ویگن کے قریب کھڑا تھا۔ ویگن میں اس کے ایکشن گروپ کے کئی افراد بیٹھے ہوئے تھے۔

”جیفرے۔ تیاری مکمل ہے نا“...... مادام فریگی نے تحکمانہ لہجے میں جیفرے سے کہا۔

”یس مادام۔ ہم گرینڈ آپریشن کے لئے تیار ہیں“...... جیفرے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اوکے۔ ہم نے ساؤتھ کالونی چلنا ہے“...... مادام فریگی نے کہا اور پھر وہ ویگن کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ جبکہ جیفرے دوڑ کر ڈرائیونگ سیٹ کی طرف گیا اور پھر ویگن روڈ پر آ گئی۔ ساؤتھ کالونی پہنچ کر انہوں نے کوٹھی نمبر ستر کے گیٹ کا جائزہ لیا۔ یہ کوٹھی مین روڈ پر ہی تھی اور یہاں ٹریفک رواں دواں تھی۔

''ہمیں کوٹھی کی پچھلی جانب جا کر اندر گیس کیپسول فائر کرنے پڑیں گے''...... مادام فریگی نے کوٹھی کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ آپ بالکل درست فرما رہی ہیں''...... جیفرے نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرے پاس گیس پسٹل نہیں ہے۔ مجھے گیس پسٹل دو''۔ مادام فریگی نے جیفرے سے کہا تو پیچھے بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے اس کی طرف گیس پسٹل بڑھایا۔

''مادام۔ یہ لیجئے''...... پیچھے سے آواز سنائی دی تو فریگی نے مڑ کر دیکھا اور پھر اس نے گیس پسٹل لے لیا۔

''ہمیں کوٹھی نمبر ستر کی عقبی سائیڈ میں اتار دو اس کے بعد تم مین روڈ پر آ جانا''...... مادام فریگی نے جیفرے سے کہا۔ اس دوران ویگن کوٹھی نمبر ستر سے کافی آگے آ گئی تھی۔ جیفرے نے اگلے چوک سے ویگن موڑ لی۔ پھر وہ کوٹھی نمبر ستر کی سائیڈ روڈ پر آ گئے۔ جیفرے نے ویگن ایک جگہ روک لی۔

''دو آدمی میرے ساتھ آ جائیں''...... فریگی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ویگن سے نیچے اتر آئی۔ پچھلی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے افراد میں سے دو آدمی نیچے اتر آئے تھے ویگن آگے بڑھ گئی۔ فریگی نے اردگرد نظر دوڑائی یہاں کوئی گاڑی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔ فریگی کوٹھی نمبر ستر کی پچھلی جانب موجود گلی کی طرف بڑھی۔ یہ تنگ گلی تھی اور اس میں کوڑے کرکٹ کے ڈرم پڑے ہوئے تھے۔ کوٹھیوں کے

عقبی دروازے بھی اسی گلی میں تھے۔ فریگی نے گلی کا جائزہ لینے کے بعد کوٹھی نمبر ستر کے عقبی دروازے اور دیوار کی طرف دیکھا۔ دیوار بہت ہی بلند تھی اور اس کے اوپر پہنچنا آسان کام نہیں تھا۔

''سٹیل کٹر تم اپنے ساتھ لائے ہو''...... فریگی نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا۔

''یس مادام۔ سٹیل کٹر بوفر کے پاس ہے''...... ایک آدمی نے کہا تو دوسرے نے جیب سے سٹیل کٹر نکال لیا۔

''اوکے۔ دروازے کا چٹخنی والا حصہ کاٹ دو''...... فریگی نے بوفر سے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''یس مادام''۔ بوفر نے کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ جس طرح ہیرا شیشے کو کاٹتا ہے اسی طرح بوفر کے پاس موجود سٹیل کٹر نے نہایت آسانی سے دروازے کا ایک حصہ کاٹ دیا اندرونی طرف سے ایک بڑا تالا لگا ہوا تھا۔ سٹیل کٹر نے اس تالے کو بھی باآسانی کاٹ دیا اس کے بعد وہ چاروں اس کوٹھی میں داخل ہو گئے۔

''اپنے سانس روک لو۔ میں گیس کیپسول فائر کرنی لگی ہوں''۔ فریگی نے کہا تو سب نے سانس روک دیئے۔ فریگی نے گیس پسٹل سے تین چار گیس کیپسول فائر کر دیئے۔ پھر تقریباً دو منٹ تک وہ سانس روکے وہیں کھڑے رہے۔ دو منٹ بعد انہوں نے آہستگی سے سانس لئے اور پھر آگے بڑھنے لگے۔ گیس کیپسول فائر ہونے

کے بعد فریگی کو یقین تھا کہ نہ صرف اس کوٹھی میں موجود افراد بے ہوش ہو چکے ہوں گے بلکہ دائیں بائیں کی کوٹھیوں میں بھی موجود افراد بے ہوش ہو گئے ہوں گے لیکن اس کے باوجود فریگی نہایت محتاط تھی۔ گیس پسٹل جیب میں رکھ کر اس نے مشین پسٹل ہاتھ میں لے لیا تھا۔ چونکہ وہ بہت محتاط تھی اس لئے اس کے ماتحت بھی محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔

''بوفر۔ تم جا کر مین گیٹ کھول دو تاکہ جیفرے ویگن اندر لے آئے''...... فریگی نے سخت لہجے میں بوفر سے کہا۔ وہ اس وقت کمروں کے سامنے والے حصے میں پہنچ گئے تھے اور اس دوران انہیں کوئی بھی دکھائی نہیں دیا تھا۔

''اوکے مادام''...... بوفر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا جبکہ فریگی کمروں کی طرف بڑھی اس کے باقی ساتھی بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ کمروں کے قریب پہنچ کر وہ کمروں کی تلاشی لینے لگی۔ ایک کمرے میں اسے کچھ افراد نظر آ گئے۔ وہ سب بے ہوش تھے ان میں ایک تو روڈو تھا جبکہ باقی پانچ افراد اس کے لئے اجنبی تھے۔ وہ اجنبی افراد کی تلاشی لینے لگی۔ ایک آدمی کی جیب سے اسے ہاٹ لائن کا کارڈ مل گیا۔ فریگی نے وہ کارڈ جیب میں رکھ لیا۔ پھر اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔ بوفر اور جیفرے بھی وہاں آ چکے تھے۔

''ان سب کو اٹھا کر ویگن میں ڈال دو''...... فریگی نے اپنے

ساتھیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھی بے ہوش افراد کو اٹھانے لگے جبکہ وہ خود کمرے سے باہر آ گئی اس کے ساتھیوں نے بے ہوش افراد کو اٹھا کر ویگن میں ڈالا اور پھر ویگن واپس ہیڈ کوارٹر پہنچ گئی۔

''ان سب کو بھی ٹارچر روم میں لے جا کر باندھ دو''...... فریگی نے ویگن سے نیچے اترتے ہوئے جیفرے سے کہا۔

''یس مادام''...... جیفرے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ بھی ویگن سے نیچے اتر آیا۔ جیسے ہی فریگی ویگن سے نیچے اتری ایک آدمی دوڑتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

''مادام۔ ٹارچر روم میں قید دونوں افریقیوں میں سے ایک خودبخود ہوش میں آ گیا تھا۔ ٹارچر روم انچارج لیرے نے اسے طویل بے ہوشی کا انجکشن لگا دیا ہے''...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ اس کے علاوہ کوئی اور بات''...... فریگی نے کہا۔

''یس مادام۔ ونی وڈ سے یہاں ایک آدمی زخمی اور بے ہوش آدمی کو چھوڑ گیا ہے اس کے مطابق یہ بھی دشمن ہے۔ لہٰذا اسے بھی ٹارچر روم میں ایک کرسی پر جکڑ دیا گیا ہے''...... فریگی کے ماتحت نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

''اوکے۔ تم بھی ٹارچر روم میں چلو۔ میں ابھی آتی ہوں''۔ فریگی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ اپنے آفس کی طرف بڑھی۔

اپنی کرسی پر بیٹھنے کے بعد اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھایا اور بلیک چیف کے نمبرز پریس کرنے لگی۔

''بلیک چیف اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے کال رسیور ہونے کے بعد بلیک چیف کی کرخت آواز سنائی دی۔

''باس۔ فرنگی بول رہی ہوں''۔ فرنگی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''یس فرنگی۔ کیا رپورٹ ہے''...... دوسری طرف سے بلیک چیف نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چیف۔ میں پہلے تو بون سیکشن گئی تھی۔ وہاں سے دو بے ہوش افریقیوں کو لے آئی جو اس وقت میرے ٹارچر روم میں موجود ہیں۔ اس کے بعد مجھے رپورٹ ملی کہ میرے بلیک پوائنٹ پر کچھ لوگوں نے حملہ کیا ہے اس حملے میں ایشلے سمیت میرے کئی آدمی مارے گئے ہیں۔ حملہ آور بھی مارے گئے۔ ان میں سے صرف ایک آدمی بچا لیکن شدید زخمی حالت میں۔ وہ زخمی بھی اس وقت میرے ٹارچر روم میں موجود ہے اس کے بعد آپ کا فون آ گیا اور آپ کے حکم کے مطابق میں نے ساؤتھ کالونی کی کوٹھی نمبر ستر پر ریڈ کیا اور وہاں سے روڈو سمیت چھ افراد کو لے آئی ہوں۔ پانچ افراد ٹارچر روم میں موجود ہیں۔ جبکہ روڈو کو ریسٹ روم میں بھجوا دیا گیا ہے''...... فرنگی نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''میں نے پہلے ہی تم لوگوں کو خبردار کیا تھا کہ اس بار ہمارے

مقابلے پر انتہائی خطرناک لوگ آ رہے ہیں لیکن بون اور روڈو نے انہیں آسان لیا۔ البتہ تمہاری کارکردگی کافی بہتر ہے''...... بلیک چیف کی آواز سنائی دی۔

''تھینک یو چیف۔ آپ کی حوصلہ افزائی نے مجھ میں نئی طاقت پیدا کر دی ہے''......فرنگی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''فی الحال بون اور روڈو کو سزا نہیں دی جا رہی کیونکہ ابھی ہمارے بہت سے دشمن لیراونی سٹی میں موجود ہیں۔ ہم ان سب کا خاتمہ کر لیں۔ پھر انہیں سستی اور کاہلی کی سزا دی جائے گی''۔دوسری طرف سے بلیک چیف نے کہا۔

''چیف۔ آپ سپر مائنڈ ہیں اور درست فیصلے کرتے ہیں''۔ فرنگی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اب تم ان سب سے ان کے دیگر ساتھیوں کے بارے میں پوچھو اور جب یہ اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتا دیں تو ان کا خاتمہ کر دینا اور ان کے دیگر ساتھیوں کے خلاف کارروائی کرنا اور ہاں جب تم ان سے پوچھ گچھ کرو تو تمہارے تمام آدمی ٹارچر روم میں ہونے چاہئیں۔ وہ سب مسلح ہوں اور ان دشمنوں پر ان کی کڑی نظر ہو۔ معمولی سی غفلت بھی ہوئی تو یہ لوگ تم پر قابو پا لیں گے''...... دوسری طرف سے بلیک چیف نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی''...... فرنگی نے

مؤدبانہ لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے کال کاٹ دی گئی۔ فریگی نے بھی رسیور رکھا اور پھر وہ کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی اور تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی ٹارچر روم میں آ گئی۔ ٹارچر روم میں جیفرے، بوفر، لیرا کے علاوہ بھی اس کے چار پانچ مسلح آدمی موجود تھے۔ جبکہ آٹھ کرسیوں پر آٹھ افراد بے ہوشی کی حالت میں راڈز سے جکڑے ہوئے تھے۔ فریگی کو ٹارچر روم میں داخل ہوتے دیکھ کر اس کے ساتھی مؤدب ہو گئے۔

”اس کی جیب سے ہمارا کارڈ برآمد ہوا ہے جس کا مطلب ہے کہ اس گروپ کا یہ انچارج ہے۔ اس سے ہمیں معلومات مل سکتی ہیں۔ یہ زخمی آدمی ہمیں اکیلا ہی ملا ہے۔ اب یہی ہمیں اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتائے گا ان دو افریقیوں میں سے جو جسیم نظر آ رہا ہے اس کے چہرے پر غلامی کے تاثرات نظر آ رہے ہیں جس کا مطلب ہے کہ یہ دوسرا سمارٹ آدمی اہم ہے۔ ہم ان تینوں کو زندہ رکھتے ہیں۔ صرف انہی سے پوچھ گچھ کریں گے۔ باقی پانچ افراد کا فوری خاتمہ کر دیتے ہیں کیونکہ یہ ہمارے لئے بیکار ہیں“۔ فریگی نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔ اب اس کا حسین چہرہ کسی بھوکے درندے کے چہرے جیسا ہو گیا تھا اور اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔

حصہ دوم ختم شد

سلور جوبلی نمبر

25C

عمران سیریز نمبر

ہاٹ لائن

حصہ سوم

ارشاد العصر جعفری

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

جملہ حقوق دائمی بحق ناشران محفوظ ہیں

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ سچوئیشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ----- محمد ارسلان قریشی

--------- محمد علی قریشی

ایڈوائزر ----- محمد اشرف قریشی

طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

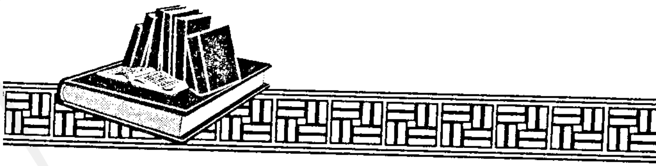

وان اپنے دفتر میں بیٹھا وہسکی سپ کر رہا تھا، بلیک چیف کی ہدایت کے مطابق اس نے اپنے آدمیوں کو پورے علاقے میں پھیلا دیا تھا۔ بلیک چیف کے مطابق ان کے آنے والے دشمن بہت زیادہ تھے اور سب انتہائی خطرناک بھی تھے۔

''بھلا دنیا میں ہم سے بڑھ کر بھی کوئی خطرناک ہو سکتا ہے''۔ ان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے گلاس کو منہ لگا لیا۔ گلاس آدھے سے زیادہ وہسکی سے بھرا ہوا تھا جو اس نے ایک ہی سانس میں خالی کر دیا۔

''مادام فریگی کو دیکھو، کتنی حسین، معصوم بھولی بھالی نظر آتی ہے لیکن باطن میں وہ چیتے اور بھیڑیئے سے کم خطرناک نہیں۔ درندوں سے بڑھ کر سفاک فطرت کی لڑکی ہے اور روڈو تو ہے ہی وحشی آدم خور قبیلے کا۔ انسانوں کو کھا جانا تو اس کی فطرت ہے۔ میں اور بون

کسی سے کیا رعایت کرتے ہیں۔ ہم اپنے دشمنوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ پھر ہم سے بڑھ کر خطرناک کون ہو گا''...... وان نے ایک بار پھر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور گلاس میں وہسکی ڈالنے لگا۔ اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی تو اس نے چونک کر دروازے کی طرف دیکھا۔

''یس کم ان''...... اس نے بلند آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور اس کا اسسٹنٹ مارٹی ایک افریقی کے ساتھ اندر داخل ہوا۔ مارٹی اور افریقی نے اسے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

''باس۔ یہ شاکو ہے۔ لیراونی میں یہ پراپرٹی کا کاروبار کرتا ہے۔ اس نے آج ایک کوٹھی کرائے پر دی ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس نے جن افراد کو کوٹھی کرائے پر دی ہے، وہ کسی کسی وقت اربین زبان میں بات کرتے تھے''...... مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا تو وان چونک پڑا۔

''تم اربین زبان جانتے ہو مسٹر شاکو''...... وان نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں تیس سال سے پراپرٹی کا بزنس کر رہا ہوں۔ میری ڈیلنگ زیادہ تر غیر ملکی افراد سے ہی ہوتی ہے اس لئے میں دنیا کے بہت سے ممالک کی زبانیں اچھی طرح جانتا ہوں اور بہت سے ممالک کی زبانیں کچھ کچھ سمجھ لیتا ہوں۔ اربین زبان میں اچھی طرح جانتا ہوں''...... شاکو نے فخریہ انداز میں کہا۔

''وری گڈ۔ تم نے انہیں کون سی کوٹھی کرائے پر دی ہے''۔ وان نے خوش ہو کر پوچھا۔

''سر۔ میں نے انہیں سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر بیس دی ہے''۔ شاکو نے کہا۔

''مسٹر شاکو۔ ہم تصدیق کریں گے کہ یہ افراد ہمارے مطلوبہ افراد ہیں اور یہ تصدیق تم کراؤ گے۔ اگر یہ ہمارے مطلوبہ افراد نہ ہوئے تو تمہیں پانچ سو ایکریمی ڈالرز ملیں گے اور اگر یہ ہمارے مطلوبہ افراد ہوئے تو پھر تمہیں پانچ ہزار ایکریمی ڈالرز ملیں گے''۔ وان نے اس سے کہا۔

''تھینک یو سر۔ تھینک یو لیکن یہ تصدیق ہو گی کیسے''...... شاکو نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا۔

''مارٹی تمہارے ساتھ جائے گا۔ یہ تمہیں ایک بٹن دے گا۔ تم یہ بٹن خفیہ طریقے سے اس کمرے میں لگاؤ گے جس کمرے میں وہ لوگ بیٹھے ہوں گے۔ بس تمہارا اتنا سا ہی کام ہے''...... وان نے کہا۔

''سر۔ وہ بٹن ڈکٹا فون کا ہو گا''...... شاکو نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس کا مطلب ہے کہ تم بہت کچھ جانتے ہو''...... وان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ میں پڑھا لکھا آدمی ہوں اور پراپرٹی کے بزنس سے وابستہ ہوں''...... شاکو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب تم روانہ ہو جاؤ وقت ضائع مت کرو"...... وان نے اس مرتبہ تحکمانہ لہجے میں کہا تو مارٹی اسے ساتھ لے کر چلا گیا۔ ان دونوں کی واپسی تقریباً چالیس منٹ بعد ہوئی۔ مارٹی کے چہرے پر خوشی کے تاثرات دیکھ کر وان سمجھ گیا کہ وہ صحیح افراد تک پہنچا ہے۔

"باس۔ اس گروپ کے لیڈر کا نام کرنل زید ہے اور ان کا تعلق اراڈان سے ہے۔ وہ لوگ یہاں سائنس دانوں کی تلاش میں آئے ہیں"...... مارٹی نے پرجوش لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ شاکو کو بہت بڑا انعام ملنا چاہئے"...... وان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وان کی بات سن کر شاکو تو خوش ہو گیا لیکن مارٹی چونک پڑا کیونکہ وان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ شاکو کو کیا انعام دینا چاہتا ہے۔

"تھینک یو سر تھینک یو۔ میں آئندہ بھی آپ کی خدمت کرتا رہوں گا۔ آپ تو بہت ہی اچھے لوگ ہیں"...... شاکو نے خوشی سے معمور لہجے میں کہا تو وان کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ آ گئی۔ پھر اس نے اپنی میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک ریوالور نکال کر اپنی انگلی میں گھمایا۔ ریوالور کو دیکھتے ہی شاکو پریشان ہو گیا اور اس کا سیاہ چہرہ مزید سیاہ ہو گیا۔

"سس۔ سس۔ سر۔ یہ ۔ یہ کیا"...... اس نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

"نن۔ نن۔ نو۔ سر۔ میں نے تو آپ کی خدمت کی ہے"۔ شاکو نے بدستور ہکلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ تم نے ہماری خدمت کی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی تم ہم سے واقف بھی ہو گئے ہو اور ہم سے جو واقف ہو جائے اسے انعام میں موت دی جاتی ہے"...... وان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور کا رخ شاکو کی طرف کیا۔

"نن۔ نن۔ نو سر۔ مم۔ مجھے مت ماریں"...... شاکو نے منت بھرے لہجے میں کہا لیکن وان نے ٹریگر پر انگلی رکھ دی شاکو نے دیکھا کہ وان اسے مارنے کا فیصلہ ترک نہیں کر رہا تھا تو اس نے دروازے کی طرف دوڑ لگائی۔ وان کے سامنے میز پر بٹنوں کا ایک بورڈ رکھا ہوا تھا شاکو کو دروازے کی طرف دوڑتے دیکھ کر وان نے ایک بٹن دبا دیا۔ شاکو دروازے پر پہنچا اور اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن دروازہ اس سے نہ کھلا اس نے دروازے پر بہت زور لگایا اور پھر تنگ آ کر دروازے کو ٹھوکر مار دی اس دوران وان اسے دلچسپ نظروں سے دیکھتا رہا اور جب شاکو نے دروازے کو ٹھوکر ماری تو وان نے زور سے قہقہہ لگایا۔

"جب چوہا۔ بلی کی شکنجے میں پھنس جاتا ہے تو پھر وہ بھاگ نہیں سکتا مسٹر شاکو"...... وان نے قہقہہ لگانے کے بعد کہا۔

"سس۔ سس۔ سر۔ مم۔ مجھے معاف کر دو۔ مم۔ مجھے مت مارو"...... شاکو نے روتے ہوئے کہا۔

"مارٹی۔ تمہیں چوہے بلی کے کھیل میں مزہ آ رہا ہے نا"۔ وان نے مارٹی سے پوچھا۔

"بہت۔ باس بہت مزہ آ رہا ہے"...... مارٹی خوشامد بھرے لہجے میں کہا۔ وہ جانتا تھا کہ وان پہلے اسی طرح ذہنی اذیت پہنچاتا ہے اور پھر انسان کو مچھر مکھی کی طرح مار دیتا ہے۔

"مجھے چھوڑ دو۔ چھوڑ دو مجھے۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے گورو۔ ہماری سرزمین پر آ کر تم ہم پر ظلم کرتے ہو۔ ہمیں مکھی مچھر سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے۔ تم ظالم ہو۔ سنگدل ہو"...... شاکو نے اس مرتبہ روتے ہوئے کہا۔

"ہاہاہا۔ ہاہاہا"...... وان نے طویل قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور قہقہہ لگاتے ہی وہ کرسی سے کھڑا ہو گیا۔

"ظالم۔ سنگدل۔ تم نے ٹھیک کہا شاکو۔ ہم بہت ظالم ہیں۔ اب اگر تم ظلم سے بچنا چاہتے ہو تو جلدی سے بھاگ جاؤ۔ جاؤ جاؤ شاباش"...... قہقہہ لگانے کے بعد وان نے شاکو سے کہا تو اسے سماعت پر یقین نہ آیا اس نے حیرت سے وان کی طرف دیکھا۔ پھر اس نے دوبارہ دروازے کی طرف دوڑ لگائی جیسے ہی وہ مڑا وان نے ریوالور کا رخ اس کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ یہ مخصوص ریوالور تھا جس کی گولی عام ریوالورز کی گولیوں سے زیادہ طاقتور اور دھماکا خیز تھی۔ کمرے میں ایک زور دار دھماکا ہوا اور شاکو کا سر کئی حصوں میں تقسیم ہو گیا۔ گولی نے اس کی کھوپڑی کے پرخچے اڑا

دیئے۔

مارٹی۔ تم ابھی تک یہیں کھڑے ہو۔ اگر ہمارے دشمن سٹار کالونی سے کہیں چلے گئے تو"...... شاکو کو گولی مارنے کے بعد وان نے غصیلے لہجے میں مارٹی سے کہا۔

"میں ابھی تیاری کرتا ہوں باس۔ صرف ایک منٹ لگے گا"۔ مارٹی نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ دروازے کی طرف دوڑا۔ اس نے دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن اس سے دروازے نہ کھلا۔ یہ دیکھ کر وان نے بٹن دبایا تو دروازہ کھل گیا اور وہ باہر نکلتا چلا گیا۔ مارٹی کے کمرے سے نکل جانے کے بعد وان نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر ایک نمبر پریس کیا۔

"یس باس"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"میرے کمرے میں ایک لاش پڑی ہوئی ہے۔ لاش اٹھوا کر میرے کمرے کی صفائی کرا دو"...... وان نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے باس"...... دوسری طرف سے سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو وان نے رسیور رکھا اور پھر وہ کمرے سے باہر آ کر پارکنگ کی طرف بڑھنے لگا۔ پارکنگ میں ایک ویگن کھڑی ہوئی تھی۔ ویگن کے قریب مارٹی کھڑا تھا۔ جبکہ ویگن کے اندر تقریباً آٹھ افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ آٹھ افراد اس کے ایکشن گروپ کے تھے۔ یہ گروپ ہمہ وقت ایکشن کے لئے تیار رہتا تھا۔ وان تیز

تیز قدموں سے چلتا ہوا ویگن کے قریب پہنچ گیا۔ اسے دیکھ کر مارٹی نے مؤدبانہ انداز میں ویگن کا فرنٹ گیٹ کھول دیا۔ وان فرنٹ سیٹ پر بیٹھا اور دوسرے ہی لمحے ویگن سٹارٹ ہو کر حرکت میں آ گئی۔ سٹار کالونی وہاں سے بارہ منٹ کی ڈرائیو پر تھی لیکن تیز رفتاری کے باعث وہ دس منٹ میں ہی وہاں پہنچ گئے۔

"مارٹی۔ میں نے یہاں ڈائریکٹ ایکشن کرنا ہے۔ تم دو آدمیوں کے ساتھ نیچے اتر جاؤ۔ جب میں کارروائی سے فارغ ہو جاؤں گا تو تمہیں سیل فون پر کال کر کے بلا لوں گا"...... وان نے تحکمانہ لہجے میں مارٹی سے کہا۔

"اوکے باس"...... مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"روتھ اینڈ لیکیے۔ تم میرے ساتھ آ جاؤ"...... مارٹی نے ویگن میں بیٹھے ہوئے آدمیوں سے دو کا نام لیتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ویگن بھی ایک سائیڈ پر کر کے روک لی۔ ڈرائیونگ سیٹ سے اترا تو وان خود ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ مارٹی کے ساتھ ساتھ روتھ اور لیکیے بھی ویگن سے نیچے اتر گئے۔ ویگن سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر بیس کے قریب ہی تھی۔ وان نے ویگن آگے بڑھائی اور بیس کے گیٹ پر پہنچ گیا۔ گیٹ پر پہنچ کر اس نے ویگن روک لی۔

"گیٹ کھلواؤ"...... وان نے بیک ویو مر میں دیکھتے ہوئے لہجے میں کہا تو اس کا ایک ساتھی ویگن سے نیچے اترا اور گیٹ

طرف بڑھا اس نے گیٹ پر دستک دی تو کچھ دیر بعد گیٹ کا معمولی سا دروازہ کھلا اور ایک آدمی باہر آیا۔ وان کے ماتحت اور کوٹھی سے باہر آنے والے میں بات چیت ہونے لگی۔

"یہ تو ایڈیٹ ہے۔ اس سے کس نے کہا ہے کہ یہ مذاکرات کرے اور راستہ روک کر کھڑا ہو جائے"...... وان نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن اس کے ماتحتوں میں سے کسی نے بھی اس کی بات کا جواب نہیں دیا۔ اسی لمحے وان نے کوٹھی سے باہر آنے والے آدمی کا سر انکار کے سے انداز میں ہلتے دیکھا تو اس نے گیئر لگایا اور پاؤں کا پورا وزن ایکسلیٹر پر ڈال دیا۔ ویگن غرائی اور پھر گولی کی طرح آگے بڑھی۔ وان کا اپنا آدمی اور گیٹ کھولنے والا دونوں ہی ویگن کی لپیٹ میں آ گئے۔ ویگن نے انہیں روندا اور گیٹ کو ٹکر مارتی ہوئی کوٹھی میں داخل ہو گئی۔ ویگن کے گیٹ سے ٹکرانے سے زور دار دھماکا ہوا تھا۔ کوٹھی میں داخل ہوتے ہی وان نے ویگن کو فل بریک لگائے اور پھر اس نے ویگن سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اسی لمحے ویگن پر فائرنگ ہوئی تھی لیکن وہ اس فائرنگ سے محفوظ رہا اس کے ساتھیوں نے بھی برق رفتاری سے ویگن سے نیچے چھلانگیں لگا دی تھیں اور پھر وہ مختلف سمتوں میں رولنگ کرتے ہوئے دور دور پھیل گئے۔ مشین پسٹل اور ریوالور پہلے سے ہی ان کے ہاتھ میں تھے اور انہوں نے برآمدے میں چند آدمیوں کی جھلک بھی دیکھ لی تھی جو ان پر فائرنگ کر رہے تھے۔ یہ بھی جوابی فائرنگ کرنے

لگے۔

جلد ہی وان اور اس کے ساتھیوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کے مدمقابل انتہائی تیز، شاطر اور ماہر لوگ ہیں۔ جو آہستہ آہستہ انہیں گھیرے میں لے رہے ہیں۔ گھیرے میں آجانا ان کے لئے انتہائی خطرناک تھا اس لئے وہ گھیرا توڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ دونوں طرف سے زبردست فائرنگ کا تبادلہ ہو رہا تھا۔ باقی افراد پریشان ہو گئے کیونکہ اب انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ گھیرا تنگ ہوتا جا رہا ہے۔ پھر ان کا تیسرا آدمی بھی چیختا ہوا اچھلا اور گر کر تڑپنے لگا۔

اب وان کو بھی احساس ہو رہا تھا کہ وہ زندگی میں پہلی بار کسی سے مقابلہ کر رہا ہے۔ آج سے پہلے تو اس کے مقابلے پر جو بھی آیا تھا لمحوں میں ختم ہو گیا تھا۔

''مارٹی کو کہنا چاہئے کہ وہ اس کوٹھی میں گیس کیپسول فائر کرے''...... وان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اس کے بعد اس نے فائرنگ کرتے کرتے جیب میں سے سیل فون نکالا اور مارٹی کے نمبرز پریس کر دیئے۔

''مارٹی۔ ہم تنگ گھیرے میں پھنس گئے ہیں۔ تم فوراً اس کوٹھی پر گیس کیپسول فائر کر دو''...... جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیو ہوئی اس نے تیز لہجے میں کہا۔

''اوکے باس''...... دوسری طرف سے مارٹی کی آواز سنائی دی اور اسی لمحے اسے محسوس ہوا جیسے اس کے ہاتھ پر گرم گرم سلاخ

لگی ہو اس کا سیل فون اس کے ہاتھ سے نکل کر گر گیا اور اس کے منہ سے چیخ بھی برآمد ہوئی۔ پھر اس نے خود کو زمین پر گرانا چاہا لیکن اسی لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے دل میں شدید درد اٹھا ہو۔ بے اختیار اس کے منہ سے دلخراش چیخ نکلی اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا لیکن دل میں لگنے والی گولی نے اسے زیادہ دیر تڑپنے بھی نہ دیا۔

وان کو مرتے دیکھ کر اس کے باقی ماندہ ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ فائرنگ کے شدید آواز میں انہیں سٹک سٹک کی آواز بھی سنائی نہیں دی تھی۔ سٹک سٹک کی آواز کے ساتھ ہی ان کے ذہنوں پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔

فریگی نے مشین پسٹل کا رخ بے ہوش افراد کی طرف کیا وہ ٹریگر دبانا ہی چاہتی تھی کہ اس کی جیب سے رنگ ٹون کی آواز سنائی دینے لگی۔ لاشعوری طور پر اس کا ہاتھ رک گیا اور اس نے جیب سے سیل فون نکالا۔

''یس فریگی اسپیکنگ''...... اس نے کال اوکے کا بٹن پریس کر کے سیل فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ میں مارٹی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''مارٹی۔ کون مارٹی''...... فریگی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''مادام۔ میں باس وان کا اسسٹنٹ ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو اسے یاد آ گیا کہ وان کے اسسٹنٹ کا نام مارٹی ہے۔

''تم نے کس لئے فون کیا ہے۔ وان کہاں ہے''...... فریگی نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''مادام۔ باس وان مارے جا چکے ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو فریگی بری طرح چونکی۔

''وان مارا گیا ہے لیکن کیسے''...... فریگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مادام۔ باس کو اطلاع ملی تھی کہ سٹار کالونی کی کوٹھی نمبر بیس میں کچھ دشمن افراد موجود ہیں۔ لہٰذا باس نے فوری طور پر اس کوٹھی پر ریڈ کرنے کا فیصلہ کیا اور ہم ایکشن گروپ کے ساتھ سٹار کالونی پہنچ گئے۔ باس نے مجھے حکم دیا کہ میں دو ساتھیوں سمیت کوٹھی سے باہر رہوں اور جب وہ بلائیں تو پھر میں بھی اس کوٹھی میں داخل ہو جاؤں۔ باس اور ایکشن گروپ کے افراد کوٹھی میں داخل ہوئے تو اندر سے فائرنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ کچھ دیر بعد میرے سیل فون پر باس کی کال آ گئی اور انہوں نے کہا کہ وہ دشمنوں کے گھیرے میں آ چکے ہیں۔ لہٰذا ہم فوراً ہی کوٹھی پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کریں۔ ہم کوٹھی نمبر بیس کے بہت ہی قریب تھے۔ لہٰذا ہم کوٹھی کی پچھلی جانب پہنچ گئے اور ہم نے اس کوٹھی پر گیس کیپسول فائر کر دیئے اس کے بعد ہم کوٹھی میں داخل ہوئے لیکن کوٹھی کی حالات بہت ہی خراب تھے۔ باس کے ساتھ ساتھ ایکشن گروپ کے بہت سے آدمی مارے جا چکے تھے۔ جبکہ ہم جنہیں مارنے آئے تھے وہ

زندہ ہیں لیکن بے ہوش ہیں''۔ مارٹی نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''ویری سیڈ۔ وان کی موت ہمارے لئے بہت بڑا نقصان ہے''...... فریگی نے افسوس کرتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے''...... دوسری طرف سے مارٹی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم ان بے ہوش افراد کو میرے ہیڈکوارٹر پہنچا دو''...... فریگی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''اوکے مادام۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی''...... دوسری طرف سے مارٹی کی آواز سنائی دی تو فریگی نے کال کاٹ دینے کے بعد سیل فون جیب میں رکھ لیا۔

''تم ان تینوں کو ہوش میں لے آؤ۔ اب میں پہلے ان سے پوچھ گچھ کروں گی اور پھر ان سب کو ایک ساتھ برقی بھٹی میں ڈال دیا جائے گا''...... فریگی نے جیفرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس مادام''...... جیفرے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ الماری کی طرف بڑھا۔ فریگی وہاں سے نکل کر اپنے کمرے میں آ گئی۔ وہ بلیک چیف کو وان کے بارے میں رپورٹ دینا چاہتی تھی سیل فون اس کے پاس تھا وہ ٹارچر روم میں بھی بلیک چیف سے بات کر سکتی تھی لیکن بلیک چیف سے اسے مؤدبانہ انداز میں بات کرنی تھی اس لئے اس کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ بلیک چیف سے

کسی کے سامنے بات نہ کرے۔ اپنے کمرے میں آنے کے بعد وہ کرسی پر بیٹھی اور پھر اس نے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر بلیک چیف کے نمبرز پریس کر دیئے۔

''بلیک چیف اسپیکنگ''...... دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد بلیک چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''چیف۔ فریگی بول رہی ہوں''...... فریگی نے مؤبانہ لہجے میں کہا۔

''یس''...... دوسری طرف سے مختصراً کہا گیا۔

''باس۔ وان کے اسسٹنٹ مارٹی نے رپورٹ دی ہے کہ وان اپنے کئی ساتھیوں سمیت مارا گیا ہے''...... فریگی نے کہا۔

''کیسے''...... دوسری طرف سے بلیک چیف کی جذبات سے عاری آواز سنائی دی تو فریگی نے مارٹی سے ملنے والی رپورٹ بلیک چیف کو دے دی۔

''ہونہہ۔ فی الحال وان سکشن کا انچارج مارٹی کو ہی بنا دو۔ ان دشمن ایجنٹوں کا مکمل خاتمہ ہو جائے تو پھر وان سیکشن کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا''...... دوسری طرف سے بلیک چیف نے کہا اور کال منقطع ہو گئی۔ فریگی نے بھی رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر وہ واپس ٹارچر روم میں آ گئی۔ ٹارچر روم میں تین افراد ہوش میں آ چکے تھے۔ فریگی نے ایک بار پھر ان تینوں کو غور سے دیکھا۔

''سب کو غور سے مت دیکھو۔ صرف مجھے دیکھو''...... ایک افریقی

نے فرنگی کو بڑی محبت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ تم میں کیا خاص بات ہے کہ میں تمہیں غور سے دیکھوں''...... فرنگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''فرنگی دنیا کی چند حسین عورتوں میں سے ایک تھی۔ جب اس تعریف کی جاتی تھی تو وہ خوش بھی ہو جاتی تھی۔ اسے دیکھنے والے آہیں بھرتے تھے اور اس کی خاطر مرنے مارنے پر تیار ہو جاتے تھے تو وہ مغرور ہو جاتی تھی۔ ہاٹ لائن جوائن کرنے کے بعد اس کے نزدیک جذبات کی کوئی حیثیت نہیں رہی تھی۔ اس کے ماتحت نظریں جھکا کر اس سے بات کرتے تھے ان میں اتنی جرأت نہیں تھی کہ وہ اس کے حسن کی تعریف کرتے وہ بے رحم، سنگدل اور ظالم ہو چکی تھی لیکن عورت ہونے کے ناتے کبھی کبھی اس کے دل میں خواہش جنم لیتی تھی کہ کوئی اسے محبت بھری نظروں سے دیکھے اور اس کے حسن کی تعریف کرے۔ اب ایک عرصے بعد اسے کسی نے محبت بھری نظروں سے دیکھا تھا لیکن یہ افریقی تھا۔ سیاہ رنگت اور بھدے نین نقش والے افریقی اسے پسند نہیں تھے۔

''میرے رنگت پر مت جاؤ حسینہ۔ تمہارا دل میری رنگت جیسا ہے اور میرا دل تمہاری شکل وصورت جیسا ہے۔ لہٰذا ہم میں مثالی پیار ہو سکتا ہے''...... افریقی نے بڑے ہی میٹھے انداز میں اس سے کہا۔

''شٹ اپ''...... فرنگی نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔ پھر اس

نے افریقی کے لفظوں پر غور کیا تو اسے غصہ آ گیا۔ افریقی نے اس کے دل کو کالا کہا تھا اور یہ بات اس کے لئے کسی گالی سے کم نہیں تھی۔

''شٹ اپ نہ کہو ظالم۔ آئی لو یو کہہ دو۔ کیا آئی لو یو کہنے پر ٹیکس لگا ہوا ہے''...... افریقی نے کہا۔

''اب سب سے پہلے تمہارے جسم کے ٹکڑے ہوں گے۔ تمہارے بعد باقی افراد کے''...... فرنگی نے سخت لہجے میں کہا۔

''دل کے ٹکڑے تو کر ہی دیئے ہیں اب جسم کے ٹکڑوں سے کیا فرق پڑتا ہے''...... افریقی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ فرنگی نے اسے غور سے دیکھا اور اسے اس افریقی پر حیرت بھی ہوئی وہ راڈز والی کرسی پر جکڑا ہوا تھا اس کے ارد گرد مسلح افراد کھڑے ہوئے تھے۔ جو کسی بھی وقت اسے گولی مار سکتے تھے لیکن وہ ایسے باتیں کر رہا تھا جیسے دشمنوں کے بجائے دوستوں میں بیٹھا ہو۔ وہ بہت عرصے سے ہاٹ لائن سے وابستہ تھی۔ اس عرصے میں اس کے سامنے سینکڑوں دشمن آئے تھے جنہیں اس ٹارچر روم میں لایا گیا تھا۔ ان میں سے بعض تو بہت ہی طاقتور اور بہادر تھے لیکن وہ بھی اس ماحول کو دیکھ کر پریشان ضرور ہو جاتے تھے لیکن یہ افریقی تو معمولی سا پریشان بھی نہیں تھا۔ فرنگی نے اس پر سے نظریں ہٹا کر باقی دو افراد کی طرف دیکھا تو ان کے چہروں پر بھی اطمینان اور سکون تھا۔

"تم سب ایک ہی گروپ سے تعلق رکھتے ہو"...... فریگی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ان کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا لیکن میں عاشقوں کے گروپ سے تعلق رکھتا ہوں اور پوری دنیا کے عاشقوں کا ایک ہی گروپ ہے"...... اس افریقی نے کہا۔

"دیکھو مسٹر۔ سب سے پہلے تو میں اتنا تعارف کراتی ہوں اس کے بعد تم اپنا اپنا تعارف کراؤ گے لیکن اس تعارف میں جھوٹ شامل نہیں ہونا چاہئے اس کے بعد ہم مزید باتیں کریں گے۔ میرا نام فریگی ہے۔ میں ہاٹ لائن نائٹ کلب کی مالکہ ہوں۔ کلب بزنس کے ساتھ ساتھ میں پیشہ ور قاتلہ بھی ہوں۔ میرا پورا گروپ ہے اور میرا گروپ نہایت سفاک اور سنگدل قاتلوں پر مشتمل ہے"۔ فریگی نے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"تم نے چونکہ اپنا نام صحیح بتایا ہے اس لئے میں بھی اپنا نام صحیح بتا دیتا ہوں۔ میرا نام عمران ہے"...... زیادہ بولنے والے، جو کہ عمران ہی تھا، نے مسکراتے ہوئے کہا تو فریگی نے دوسرے آدمی کی طرف دیکھا۔

"میرا نام ٹائیگر ہے اور میں انڈر ورلڈ کا آدمی ہوں۔ انڈر ورلڈ میں میری بہت شہرت ہے"...... دوسرے نے کہا۔

"میرا نام فریدی ہے"...... تیسرے آدمی نے بھی اپنا نام بتایا جو کرنل فریدی ہی تھا۔

"اس بے ہوش افریقی اور اس عمران کا میک اپ چیک ہو چکا ہے۔ یہ میک اپ میں نہیں ہیں۔ تم دونوں کا میک اپ بھی چیک . جائے گا لیکن میں چاہتی ہوں کہ میک اپ چیک کرنے کی رورت نہ پڑے۔ تم اپنے بارے میں سچ سچ بتا دو۔ اگر تم اپنے رے میں سچ سچ بتا دو گے تو میں تمہیں آسان موت ماروں گی۔ ر نہیں بتاؤ گے یا جھوٹ بولو گے تو پھر تم تڑپ تڑپ کر مرو گے۔ ا میرے بارے میں نہیں جانتے، میں چیتے سے زیادہ سفاک اور بر سے زیادہ خونخوار ہوں"...... فریگی نے ٹائیگر اور کرنل فریدی کی رف دیکھتے ہوئے کہا پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر یا کرنل فریدی ں سے کوئی اس کی بات کا جواب دیتا اس کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔

"یس"...... فریگی نے سیل فون کا کال اوکے کا بٹن دبا کر سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"مادام۔ میں سیکورٹی انچارج بول رہا ہوں۔ مارٹی صاحب ئے ہیں"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"وہ چند بے ہوش افراد کو لائے ہیں۔ تم ان افراد کو ٹارچر روم پہنچا دو"...... فریگی نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے مادام"...... دوسری طرف سے سیکورٹی انچارج نے کہا تو ی نے کال کاٹ دی۔

"فریگی۔ اگر تم پیشہ ور قاتلہ ہو تو پھر تم نے ہمیں کس کے کہنے

پر اغوا کیا ہے''...... کرنل فریدی نے اس سے پوچھا۔

''بزنس سیکرٹ کسی کو بتائے نہیں جاتے مسٹر فریدی''...... فریگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تمہیں شاید معلوم نہیں کہ پیشہ ور قاتل اغوا کے چکر میں نہیں پڑتے۔ وہ اپنے ٹارگٹ کو فوری ہٹ کیا کرتے ہیں''۔ کرنل فریدی نے اس مرتبہ منہ بناتے ہوئے کہا۔ فریگی نے کرنل فریدی کو گھور کر دیکھا اور پھر اس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن اسی وقت ٹارچر روم کا دروازہ کھلا اور اس کے آدمی چند بے ہوش افراد کو اٹھائے اندر آ گئے۔

''جیفرے۔ انہیں بھی کرسیوں پر جکڑ دو''...... فریگی نے جیفرے کو تحکمانہ لہجے میں کہا تو اس نے آنے والوں کو اشارہ کیا۔ انہوں نے بے ہوش افراد کو کرسیوں پر ڈال دیا تو جیفرے نے بورڈ کے قریب جا کر بٹن دبائے تو کرسیوں کے راڈز اوپن ہو گئے اور بے ہوش افراد ان میں جکڑے گئے۔ یہ بارہ افراد کا گروپ تھا۔ فریگی کے آدمی بے ہوش افراد کو کرسیوں پر ڈال کر کمرے سے باہر چلے گئے۔

''مسٹر عمران۔ اب تم اپنے ساتھیوں کے بارے میں بتاؤ۔ لیراونی میں وہ کہاں کہاں موجود ہیں''...... فریگی نے عمران کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

''میرے ساتھی۔ میرے ساتھی تو اپنے قبیلے میں ہیں۔ میں اوٹا

قبیلے سے تعلق رکھتا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تم کیا سمجھتے ہو کہ تم مجھے دھوکا دے لو گے۔ میں جو افریقہ میں عیار لومڑی کے نام سے مشہور ہوں میں تمہاری باتوں میں آ جاؤں گی۔ ہرگز نہیں۔ ایک لمحے کے لئے میں نے سوچا تھا کہ تم میک اپ میں نہیں ہو لیکن تمہاری باتوں سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تم میک اپ میں ہی ہو لیکن تم نے کوئی ایسا میک اپ کیا ہوا ہے جو واش نہیں ہوتا''...... فریگی نے سخت لہجے میں کہا تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔

''اب تم اپنے پرستار پر شک کرو تو بتاؤ بھلا کوئی کیا کر سکتا ہے''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تمہاری باتوں اور انداز سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ تم آسانی سے زبان کھولنے والوں میں سے نہیں ہو۔ جب تمہارا جسم مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جائے گا، تمہاری رگ رگ میں اذیت خون کی طرح دوڑے گی، تمہاری روح تمہارے جسم کے اندر تڑپے گی، چیخے اور چلائے گی اور تمہارے جسم سے باہر نکلنے کی کوشش کرے گی لیکن وہ تمہارے جسم سے باہر نہیں نکل سکے گی تو پھر تم اپنی زبان کھولو گے''...... فریگی نے اس مرتبہ درندوں کی مانند غراتے ہوئے کہا۔

''لگتا ہے تمہارا تعلق کسی قصاب خاندان سے ہے''...... عمران اس کی باتوں سے متاثر ہوئے بغیر کہا۔

''قصاب میرے سامنے کیا حیثیت رکھتے ہیں۔ میرے سامنے پیدائشی گونگے بھی فر فر بولنے لگتے ہیں۔ تمہاری زبان تو ویسے قینچی کی مانند چل رہی ہے۔ کچھ دیر بعد اس کی رفتار میں ہزار اضافہ ہو جائے گا''...... فریگی نے طنزاً کہا۔

''کیا اپنے پرستار کے ساتھ کوئی اس طرح کا سلوک کرتا ہے'' عمران نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔

دراصل عمران اس سے زیادہ سے زیادہ وقت لینا چاہتا تھا کیو وہ بری طرح جکڑا ہوا تھا۔ کرسی کے راڈز کے ساتھ ساتھ ا لوہے کی زنجیر سے بھی باندھ دیا گیا تھا اور اس طرح جوزف کو باندھا گیا تھا۔ دوہرا جکڑا جانے کے باوجود بھی جوزف کرسی راڈز اور زنجیر توڑنے کی کوشش کر سکتا تھا لیکن وہ بے ہوش تھا عمران کو آزاد ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی اس لئے فریگی کو باتوں میں الجھا کر زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرنا چ تھا تا کہ اس دوران کوئی ترکیب سمجھ آ جائے۔ اس دوران اس دو تین بار کرنل فریدی کی طرف بھی دیکھا تھا لیکن کرنل فریدی اشارے سے اسے بتایا تھا کہ ابھی تک اسے بھی آزادی کی ترکیب نظر نہیں آئی۔

''جیفرے''...... عمران کی بات سننے کے بعد فریگی نے ا ساتھی کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

''یس مادام''...... جیفرے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ

وہ دو قدم فریگی کی طرف بڑھا۔

''ہمارے ٹارچر روم میں کٹر مشین موجود ہے نا جو انسانی گوشت کے ساتھ ساتھ ہڈیوں کا قیمہ بھی بنا دیتی ہے''...... فریگی نے کہا۔

''یس مادام۔ کٹر مشین موجود ہے''...... جیفرے نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''وہ مشین لے آؤ۔ میں اپنے ہاتھوں سے اپنے اس پرستار کو قیمے میں تبدیل کروں گی''...... فریگی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اوکے مادام''...... جیفرے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور الماری کی طرف بڑھ گیا۔

''کٹر مشین کی ضرورت ہی کیا ہے۔ تم مجھے کھول دو۔ میں اپنا دل نکال کر تمہارے قدموں میں رکھ دوں گا''...... عمران نے سچے عاشقوں کے سے انداز میں کہا لیکن فریگی نے اس کی بات کا جواب نہ دیا۔ جیفرے الماری سے ایک جوسر مشین جیسی مشین نکال لایا۔

''پہلے اس کا پیر اس میں فٹ کرو، بٹن میں خود دباؤں گی۔ یہ میرا پرستار ہے اسے کسی دوسرے کے ہاتھ سے تکلیف کیوں پہنچے''۔ فریگی نے اس مرتبہ بھی طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''یس مادام''...... جیفرے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ عمران کی طرف بڑھا۔ عمران کے دونوں پاؤں بھی زنجیر سے بندھے ہوئے تھے اور حرکت کرنے سے قاصر تھے۔ جیفرے کٹر

مشین عمران کے پاؤں میں فٹ کرنے لگا۔

''ارے ارے۔ میرے پاؤں کیوں پڑ رہے ہو۔ کوئی غلطی کی ہے تو معافی اپنی مادام سے مانگو گے''...... عمران نے کہا۔

''ابھی تمہاری شوخیاں ہوا ہو جائیں گی''...... جیفرے نے بھی طنزیہ لہجے میں کہا اور پھر وہ کٹر مشین عمران کے پاؤں میں فٹ کرنے کے بعد کھڑا ہو گیا۔

''مادام۔ کٹر مشین اس کے پاؤں کا قیمہ بنانے کے لئے تیار ہے''...... جیفرے نے فریگی سے کہا۔

''صرف اس کے پاؤں کا ہی قیمہ نہیں بنے گا جیفرے، اس کا سارا جسم قیمے میں تبدیل ہو جائے گا''...... فریگی نے کہا۔ اس کے بعد وہ عمران کی طرف بڑھی۔ اس کے چہرے پر زہریلی مسکراہٹ تھی۔ آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ عمران کے قریب آ کر وہ نیچے بیٹھ گئی اور پھر اس کا ہاتھ کٹر مشین کی طرف بڑھ گیا۔

''میں کچھ دنوں تک تمہیں وقت نہیں دے سکتا۔ تم کھانا کھاؤ اور اس کے بعد روانہ ہو جاؤ''...... روشی اور جولیا کے کان میں آواز پڑی۔ یہ بات کوئی اتنی اہم نہیں تھی کہ وہ اس کی طرف توجہ دیتیں۔

انہیں لیراونی کے ہوٹل چیک کرتے ہوئے کئی گھنٹے گزر چکے تھے لیکن ابھی تک انہیں کوئی کام کی بات معلوم نہیں ہو سکتی تھی اور نہ ہی کوئی کام کا آدمی ملا تھا۔ اب انہیں بھوک محسوس ہوئی تھی تو وہ کھانا کھانے کے لئے ہوٹل شانزے آ گئی تھیں۔ ہوٹل شانزے کے گیٹ پر لکھا ہوا تھا کہ اس ہوٹل میں مسلمانوں کے لئے الگ حلال کھانا تیار کیا جاتا ہے اور یہ کھانا مسلم باورچی تیار کرتا ہے اسی وجہ سے وہ اس ہوٹل میں آ گئی تھیں۔ یہ بھی ان کی روٹین ہی تھی۔ وہ اگر غیر مسلم ممالک میں جاتے تھے تو اسی قسم کے ہوٹل تلاش کر کے کھانا کھاتے تھے بصورت دیگر وہ ہوٹل کا کھانا نہیں کھاتے تھے۔

"کیا ہو گیا ہے تمہیں۔ مجھے وقت کیوں نہیں دے سکتے"۔ ایک لڑکی کی آواز سنائی دی۔ ان کے ساتھ والی میز پر ایک لڑکی اور مرد بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ ان کی آواز کافی دھیمی تھی لیکن اس کے باوجود جولیا اور روشی کے کانوں تک پہنچ رہی تھی۔

"ہمارے بہت سے دشمن لیراونی میں آئے ہوئے ہیں۔ انہوں نے ہمارے باس وان کو قتل کر دیا ہے۔ اب ہمارا باس مارٹی بن گیا ہے اور مارٹی کا کہنا ہے کہ یہ دشمن انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ ہم اس سلسلے میں مصروف ہیں"...... مرد کی آواز سنائی دی اور یہ بات سن کر وہ دونوں چونکیں۔

"خطرناک لوگ۔ بھلا تم لوگوں سے زیادہ خطرناک بھی کوئی ہو سکتا ہے نارمن ڈیئر"...... لڑکی نے طنزاً کہا۔

"تمہاری بات بالکل ٹھیک ہے لیکن ہم ان دشمنوں کے بارے میں معلومات نہیں رکھتے کہ یہ تعداد میں کتنے ہیں، کہاں کہاں رہ رہے ہیں"...... مرد کی آواز سنائی دی جسے لڑکی نے نارمن کہہ کر بلایا تھا۔

"کتنے دنوں تک یہ ایمرجنسی نافذ رہے گی"...... لڑکی نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔

"کچھ کہہ نہیں سکتے۔ باس وان کو قتل کرنے والے افراد اس وقت ہماری مادام فریگی کی قید میں ہیں۔ وہ ان سے معلومات حاصل کرے گی۔ ان معلومات کی روشنی میں ان کے باقی ساتھیوں

تلاش کیا جائے گا اور پھر ان کا خاتمہ کیا جائے گا اور باس وان نے بتایا تھا کہ ان دشمنوں کا تعلق ایک ہی ملک سے نہیں ہے بلکہ ئی ممالک سے ہیں اور کئی گروپس ہیں۔ اب تم خود سوچو کہ رے یہ ایمرجنسی حالات کچھ دن تو رہیں گے ہی"...... نارمن کی واز سنائی دی۔

"اوکے۔ تم ان حالات سے نمٹو، میں کسی اور سے دوستی کر لیتی ں۔ میں نے افریقی نوجوانوں کی بڑی تعریف سنی ہے۔ میں اب ی افریقی نوجوان سے دوستی کا تجربہ کرتی ہوں"...... لڑکی کی آواز ئی دی۔

"زولیانا۔ اب تو یہ ممکن نہیں ہے"...... نارمن کی زہر میں بجھی ئی آواز سنائی دی۔

"کیوں"...... لڑکی نے غصے سے کہا۔

"اس لئے ڈیئر کہ میں تمہیں اپنے بارے میں بہت کچھ بتا چکا ں۔ اب اگر تم نے کسی اور سے دوستی کی تو تم یہ باتیں اسے بتاؤ جس سے ہمیں نقصان ہو گا"...... نارمن نے کہا۔

"تمہیں کوئی نقصان نہیں ہو گا میں کسی کو بھی یہ باتیں نہیں وں گی"...... زولیانا نے کہا۔

"اوکے۔ پھر ٹھیک ہے۔ اب تم کھانا کھاؤ اور اس کے بعد رے راستے الگ الگ"...... نارمن نے اس بار مطمئن انداز میں ہا تو جولیا اور روشی جان گئیں کہ وہ کیا فیصلہ کر چکا ہے۔ پھر نارمن

نے ویٹر کو کھانے کا آرڈر دے دیا اور کھانے کے بعد وہ دونوں اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھے۔ روشی اور جولیا بھی اپنے کھانے کا بل دے چکی تھیں اس لئے جب نارمن اور زولیانا دروازے کے قریب پہنچ گئے تو یہ دونوں بھی کھڑی ہوئیں اور پھر باہر کی طرف بڑھیں۔ جب وہ دونوں دروازے سے باہر آئیں تو انہوں نے نارمن اور زولیانا کو ایک کار کی طرف بڑھتے دیکھا۔ وہ بھی اپنی کار کی طرف بڑھیں۔ کچھ ہی دیر میں ان کی کار سڑک پر آ گئی۔ کچھ آگے نارمن کی کار جا رہی تھی۔ جلد ہی جولیا اور روشنی نے محسوس کر لیا کہ نارمن کی کار شہر سے باہر جا رہی ہے۔ وہ دونوں محتاط ہو گئیں۔ تھوڑی دیر بعد ان کا شک یقین میں بدل گیا کیونکہ نارمن کی کار شہری حدود سے نکل آئی تھی۔ اب ٹریفک بہت ہی کم رہ گئی تھی۔ مزید چند منٹوں کے بعد تو سڑک پر صرف یہ دو گاڑیاں رہ گئی تھیں۔ پھر ایک جگہ انہوں نے اگلی کار کو رکتے دیکھا۔ کار سڑک پر ترچھی ہو کر رکی تھی۔ اس کار کے قریب جا کر جولیا نے اپنی کار بھی روک لی۔ اسی وقت انہوں نے دھماکے کی آواز سنی پھر اگلی کار کا دروازہ کھلا اور نارمن کار سے نیچے اترا۔ اس نے کار کا پچھلا دروازہ کھولا اور تڑپتی ہوئی زولیانا کو باہر کھینچ کر سڑک پر ڈال دیا۔ اس کے بعد وہ ریوالور کو انگلی میں گھماتا ہوا ان کی کار کے قریب آ گیا۔

''نیچے اترو''...... اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو روشی اور جولیا

کار سے نیچے اتر آئیں۔

''تم نے دیکھا میں نے کتنی آسانی سے اسے گولی مار دی۔ دراصل عورتوں کو قتل کر کے مجھے بہت سکون ملتا ہے اور ان عورتوں کا تو میں سخت دشمن ہوں جو خواہ مخواہ میرے معاملات میں دخل دیتی ہیں''...... نارمن نے ان دونوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمیں معاف کر دو۔ ہم واپس چلی جاتی ہیں''...... جولیا نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو نارمن نے قہقہہ لگایا۔

''تم کیا سوچ کر میرا تعاقب کر رہی تھیں کہ اس عورت کو مجھ سے بچا لو گی لیکن اب یہ سوچو کہ تمہیں کون بچائے گا''...... نارمن نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''بس ایک بار ہمیں معاف کر دو۔ ہم جا رہی ہیں''...... اس بار روشی نے خوفزدہ انداز میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ مڑی۔ انداز ایسے ہی تھا جیسے وہ واپس کار میں بیٹھ رہی ہو۔

''خبردار۔ اب کار میں مت بیٹھنا''...... نارمن نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو روشی مڑی اور پھر جیسے برق کوندی ہو۔ روشی حرکت میں آئی تو نارمن کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا اور وہ اچھل کر زمین پر جا گرا پھر اس سے پہلے کہ وہ زمین سے اٹھتا، روشی اس کے سر پر پہنچ گئی۔ اس کے جوگر کی ٹو نارمن کی کنپٹی پر پڑی تو بے اختیار نارمن کی چیخ بلند ہوئی۔ اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا روشی کی ٹانگ ایک بار پھر

حرکت میں آئی اور نارمن کی کنپٹی پر پڑی۔ نارمن کے حلق سے ایک اور چیخ بلند ہوئی اور اس کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ نارمن بے ہوش ہو گیا۔ روشی نے اس کی بے ہوشی چیک کرنے کے لئے اس کی نبض دیکھی۔ نارمن کا ہاتھ ابھی روشی کے ہاتھ میں ہی تھا کہ روشی نے برق رفتاری سے اس کا ہاتھ چھوڑا اور ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں سڑک پر گر کر کروٹیں بدلنے لگی۔ اس کے ساتھ ساتھ فائرنگ کی آواز سے بھی ماحول گونج اٹھا سڑک کے کنارے لگے درختوں کے پیچھے سے ان پر فائرنگ ہو رہی تھی۔ فائرنگ کرنے والے انہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ روشی کے ساتھ ساتھ جولیا پر بھی فائرنگ ہو رہی تھی جس کا مطلب تھا کہ درختوں کے پیچھے ایک سے زیادہ افراد تھے۔ وہ دونوں کروٹیں بدلتی ہوئیں ایک درخت کے پیچھے پہنچ گئیں اور انہوں نے اپنے اپنے مشین پسٹل نکال کر جوابی فائرنگ شروع کر دی۔

"روشی۔ جس درخت کے پیچھے سے ہم پر فائرنگ ہو رہی ہے۔ وہاں زمین پر گھنی اور خشک جھاڑیاں نظر آ رہی ہیں۔ لہٰذا فائرنگ اوپر کرنے کی بجائے اگر ان جھاڑیوں پر کی جائے تو انہیں آگ لگ سکتی ہے"...... جولیا نے نہایت ہی دھیمی آواز میں کہا۔ روشی نے اثبات کے انداز میں سر ہلا کر اس کی تائید کی اور پھر انہوں نے جھاڑیوں پر فائرنگ شروع کر دی۔ جھاڑیاں انتہائی خشک تھیں۔ لہٰذا ان میں فوراً ہی آگ لگ گئی۔ جیسے ہی جھاڑیوں میں آگ لگی۔

انہوں نے دو افریقی لڑکیوں کو اس درخت کے پیچھے سے نکل کر دوسرے درخت کی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا۔ جولیا اور روشی نے بیک وقت ان پر فائرنگ کی لیکن ان دونوں نے ہی طویل چھلانگیں لگائیں اور آناً فاناً دوسرے درخت کے پیچھے پہنچ گئیں۔

"روشی۔ یہ افریقی لڑکیاں کب سے ہمارے تعاقب میں ہیں"۔ جولیا نے آہستہ آواز میں کہا۔

"میرا خیال ہے کہ جس طرح ہم افریقی لڑکیاں ہیں یہ بھی اسی طرح کی افریقی لڑکیاں ہیں"...... روشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہوں۔ تمہارا اندازہ درست ہو سکتا ہے۔ پھر کیا کیا جائے۔ انہیں آواز دی جائے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا کر کے دیکھ لیتے ہیں"...... روشی نے کہا اور پھر اس نے بلند آواز میں کہا۔

"لڑکیوں۔ تم افریقی ہو یا غیر افریقی"...... اس نے انگریزی زبان استعمال کرتے ہوئے کہا۔

"ہم سامنے آ رہی ہیں فائرنگ مت کرنا"...... روشی کی آواز کے جواب میں آواز سنائی دی۔

"او کے۔ ہم فائرنگ نہیں کریں گی تم سامنے آ جاؤ"...... روشی نے کہا تو وہ دونوں لڑکیاں سامنے آ گئیں۔ جولیا اور روشی بھی ان کے پاس پہنچ گئیں۔ وہ چاروں ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں۔

"افریقہ مشن پر پاکیشیا، کافرستان، بلگارنیہ، اراڈان اور اسرائیلی

ٹیمیں آئی ہوئی ہے، ارڈان اور بلگارنیہ کی ٹیموں میں ایک ایک لڑکی شامل ہے اس لئے تمہارا تعلق ان دو ٹیموں سے تو نہیں ہو سکتا۔ تمہارا تعلق اسرائیلی یا کافرستان کی ٹیموں سے ہو سکتا ہے''...... روشی نے کہا۔

''تم نے پاکیشیائی ٹیم کا نام نہیں لیا۔ اس کا مطلب تم خود پاکیشیا سے تعلق رکھتی ہو''...... ان دونوں میں سے ایک نے کہا۔

''ہاں۔ اگر تم کافرستانی ٹیم کا حصہ ہو تو پھر تم ریکھا اور روزا ہو''...... روشی نے کہا۔

''یس۔ تم نے ہمیں ٹھیک پہچانا ہے میں ریکھا ہوں۔ تم جولیا اور روشی ہو''...... ایک لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں جولیا ہوں اور یہ روشی''...... جولیا نے کہا اور پھر انہوں نے ایک دوسرے سے مصافحہ کیا۔

''تم ہوٹل سے ہی ہمارے تعاقب میں تھیں''...... روشی نے ریکھا سے پوچھا۔

''تمہارے نہیں بلکہ اس نارمن کے تعاقب میں تھیں۔ جس طرح تم نے ان کی گفتگو سنی ہے اسی طرح ہم نے بھی ان کی گفتگو سنی ہے۔ ہماری ٹیم اغوا ہو چکی ہے اور ہم اسی تلاش میں تھیں کہ ان کے بارے میں کوئی کلیو ملے تو کارروائی کی جائے''...... اس مرتبہ روزا نے کہا۔

''عمران بھی ہمارے رابطہ سے آؤٹ ہو چکا ہے۔ ہم نے بھی

سے تلاش کرنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ نارمن بتائے گا کہ ہمارے ساتھی کہاں ہیں''...... ریکھا نے کہا اور پھر انہوں نے نارمن کی طرف دیکھا۔ نارمن کے جسم میں حرکت پیدا ہو چکی تھی۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ ہوش میں آرہا ہے۔ روشی نے اس کی ٹائی اتار کر اس کے ہاتھ پشت پر کر کے باندھ دیئے تھے۔ کچھ ہی دیر میں نارمن ہوش میں آ گیا۔

''نارمن۔ ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ ہم سوال و جواب کریں۔ اس لئے تم اپنی مادام فریگی کا ہمیں ایڈریس بتا دو۔ ہم تمہیں کچھ نہیں کہیں گی''...... روزا نے سخت لہجے میں کہا۔

''مادام فریگی۔ یہ کون ہے۔ میں تو اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا''...... نارمن نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ہوٹل میں تم نے اپنی گرل فرینڈ سے کہا تھا کہ کچھ دشمن مادام فریگی کی قید میں ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''میری گرل فرینڈ کون سی گرل فرینڈ''...... نارمن نے بدستور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس بیچارے کی تو یادداشت ختم ہو گئی ہے۔ اسے اتنا بھی یاد نہ رہا کہ کچھ دیر پہلے اس نے اپنی گرل فرینڈ کو قتل کیا ہے اور اس سے پہلے اس نے اسی گرل فرینڈ کے ساتھ ہوٹل میں کھانا کھایا ہے''...... ریکھا نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ اس کی یادداشت واپس لانے کے لئے اس کا علاج کرنا

پڑے گا''...... اس مرتبہ روزا نے کہا۔

''کیا علاج کیا جائے''...... ریکھا نے پوچھا۔

''تم جلدی سے خشک لکڑیاں جمع کر لاؤ۔ ہم اسے زندہ آگ میں ڈالیں گے تو اس کی یاداشت واپس آجائے گی''...... روزا نے خشک لہجے میں کہا۔

''لکڑیاں جمع کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ جھاڑیاں ابھی تک جل رہی ہیں۔ اسے اٹھا کر ان جھاڑیوں میں پھینک دیتی ہیں''...... جولیا نے بھی سرد لہجے میں کہا تو ان سب نے آگ کی طرف دیکھا۔ گوکہ آگ بہت کم ہو گئی تھی لیکن اتنی ابھی بھی جل رہی تھی کہ اس میں ایک انسان جل سکتا تھا۔ جولیا کی بات سن کر نارمن نے اٹھنے کی کوشش لیکن روشی نے مشین پسٹل اس کے گھٹنے سے لگا کر ٹریگر دبا دیا۔ ایک ساتھ کئی گولیاں اس کے گھٹنے میں لگیں اور اس کی چیخیں بلند ہوئیں۔ اس کے بعد انہوں نے نارمن کو اٹھایا اور آگ کی طرف بڑھیں۔ ان کی باتوں اور انداز سے نارمن کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ لڑکیاں جو کچھ کہہ رہی ہیں اس پر عمل بھی کریں گی اس لئے وہ حواس باختہ ہو گیا تھا۔ آگ کے قریب جا کر چاروں لڑکیوں نے اسے جھولے کی طرح جھلانا شروع کر دیا۔

''ٹھہرو۔ ٹھہرو۔ بتاتا ہوں''...... نارمن نے چیختے ہوئے کہا۔

''بتاؤ گے تو ہمارے ہاتھ رک جائیں گے۔ لہٰذا جلدی سے دو''...... جولیا نے کہا۔

''فریگی سیکشن کا ہیڈکوارٹر برڈ کالونی کی کوٹھی نمبر سیون میں ہے''...... نارمن نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اس وقت مادام فریگی کے قید میں کون کون ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''وہ غالباً دو تین گروپ ہیں۔ ایک گروپ میں پانچ افراد ہیں۔ دوسرے میں دو ہیں ایک طویل القامت اور بھاری جسم کا افریقی۔ جبکہ دوسرا سمارٹ سا افریقی ہے۔ تیسرا علیحدہ ہی ہے اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ انڈر ورلڈ کا آدمی ہے اور اس کا نام ٹائیگر ہے''...... نارمن نے قیدیوں کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ ان چاروں کے لئے اتنی معلومات کافی تھیں۔ انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ روزا اور ریکھا نے اسے آگ میں ڈال دینا چاہا لیکن روشی اور جولیا نے اسے فوراً چھوڑ دیا۔ جس کے نتیجے میں نارمن نیچے گر گیا۔

''پھینک دو اسے آگ میں۔ جل مرے گا''...... روزا نے سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ کسی بھی زندہ انسان کو آگ میں نہیں جلانا چاہئے''۔ روشی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل کا رخ نارمن کی طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں اس کی پسلیوں کو توڑتی ہوئی اس کے دل میں جا لگیں۔ اس کی دلخراش چیخ بلند ہوئی اور وہ تڑپنے لگا۔

''جن پانچ افراد کے بارے میں نارمن نے بتایا ہے وہ یقیناً ہمارے ساتھی ہیں۔ اس لئے ہم نے فریگی کے ہیڈکوارٹر پر فوراً ریڈ کرنا ہے''...... روزا نے کہا۔

''طویل القامت والا جسیم افریقی اور سمارٹ افریقی عمران اور جوزف ہیں۔ لہٰذا ہم نے بھی فوری ایکشن لینا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''پھر کیا خیال ہے کہ ہم چاروں مل کر یہ کارروائی کریں''۔ ریکھا نے پوچھا۔

''بہتر تو یہی رہے گا کہ ہم اپنے مزید ساتھیوں کو بھی بلا لیتے ہیں۔ کیوں روشی''...... جولیا نے پہلے ریکھا سے اور پھر روشی سے کہا۔

''ہاں۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ ہم زیادہ طاقت کے ساتھ فریگی پر حملہ کر سکیں گے''...... روشی نے کہا تو ریکھا اور روزا نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیئے

''اوکے۔ اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہئے''...... جولیا نے کہا اور پھر وہ اپنی کار کی طرف بڑھی۔ جولیا اور روشی اپنی کار میں بیٹھیں روزا اور ریکھا اپنی کار میں اور دونوں کاریں تیز رفتاری سے شہر کی طرف بڑھنے لگیں۔ روشی ڈرائیونگ سیٹ پر تھی جبکہ جولیا اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی۔ جولیا نے اپنا سیل فون نکالا اور صفدر کے نمبر پریس کرنے لگی۔

''یس مس جولیا۔ صفدر بول رہا ہوں''...... کال رسیو ہونے کے بعد دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''صفدر۔ عمران، جوزف اور ٹائیگر کے ساتھ ساتھ کرنل فریدی صاحب کی ٹیم یہاں کی مادام فریگی کی قید میں ہے۔ سوائے کرنل صاحب کی دو ساتھی لڑکیوں کے۔ روزا اور ریکھا ہمارے ساتھ ہیں اور اس مادام فریگی کا ہیڈکوارٹر برڈ کالونی کی کوٹھی نمبر سیون ہے۔ تم فوراً اس کوٹھی پر پہنچ جاؤ اور تنویر، نعمانی کو بھی وہاں بلا لو''...... جولیا نے صفدر کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے مس جولیا۔ ہم بھی پہنچ جاتے ہیں''...... دوسری طرف سے صفدر نے کہا تو جولیا نے کال کاٹ دی۔

''برڈ کالونی پہنچنے کے بعد انہیں کوٹھی نمبر سیون تلاش کرنے میں دیر نہ لگی۔ یہ خوبصورت سی کوٹھی تھی۔ اس کی دیواریں کافی بلند تھیں اور بلند دیواروں پر خار دار تاریں لگی ہوئی تھیں۔ وہ کوٹھی کا جائزہ لیتے ہوئے آگے بڑھ گئیں۔ ریکھا اور روزا کی کار ان کی کار کے پیچھے تھی۔ کچھ آگے جا کر روشی نے کار ایک سائیڈ پر کر کے روک لی۔ ریکھا اور روزا کی کار بھی رک گئی۔ وہ چاروں کاروں سے نیچے اتریں۔

''اب کیا پروگرام ہے''...... روزا نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''بظاہر تو اس کوٹھی کے اندر داخل ہونا مشکل نظر آ رہا ہے لیکن

ہم نے تو ہر حال میں اندر جانا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر انتظار کس بات کا ہے۔ گیٹ پر دستک دیتے ہیں اور پھر اندر داخل ہو جاتے ہیں''...... ریکھا نے کہا۔

''یقیناً ایسا ہی کرنا ہو گا لیکن پہلے ہمارے ساتھی آ جائیں''۔ روشی نے کہا پھر اسی وقت صفدر انہیں دکھائی دیا۔ وہ انہی کی طرف آ رہا تھا۔ قریب آ کر اس نے روزا اور ریکھا کو دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ کرنل فریدی کی ساتھی ہیں۔

''باقی ساتھی کہاں ہیں''...... جب صفدر قریب آ گیا تو جولیا نے پوچھا۔

''وہ بھی موجود ہیں۔ میں یہ پوچھنے آیا ہوں کہ اب کیا پروگرام ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہم چاروں اندر جاتی ہیں۔ ہم نے ڈائرکٹ ایکشن کرنا ہے۔ ہمارے اندر جانے کے کچھ دیر بعد تم لوگ بھی اندر آ جانا''...... روشی نے کہا۔

''مس روشی۔ کیوں نہ ہم بھی آپ کے ساتھ اندر چلیں''۔ صفدر نے کہا۔

''نہیں۔ لڑکیاں ہونے کی وجہ سے وہ فوری ہمارے خلاف حرکت میں نہیں آئیں گے کیونکہ یہ ایک فطری سی بات ہے کہ عورتوں کو خطرناک نہیں سمجھا جاتا۔ ہم اس بات کا فائدہ اٹھائیں گی''...... روشی نے کہا۔

روشی کی بات صفدر کی سمجھ میں آ گئی اس لئے اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا اور پھر وہ واپس چلا گیا۔

''میرا خیال ہے کہ ہم گاڑیاں یہیں چھوڑ دیں اور پیدل آگے ائیں''...... جولیا نے کہا تو باقی تینوں نے سر ہلا کر اس کی تائید کی ر وہ کوٹھی نمبر سیون کی طرف بڑھیں۔ گیٹ پر پہنچ کر روشی نے یٹ پر دستک دی۔ تین چار سیکنڈ بعد گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی اور یک مسلح آدمی باہر آ گیا۔

''ہاں۔ کیا بات ہے''...... اس نے چاروں کو غور سے دیکھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا۔ ذیلی کھڑکی کے کھلنے کی وجہ سے انہوں نے اندر نظر دوڑالی تھی۔ اندر گیٹ کے قریب چند مسلح افراد دکھائی ے رہے تھے۔

''یہ تم کس لہجے میں بات کر رہے ہو اڈیٹ۔ ہم فنکارائیں ں۔ پرنس نے ہمیں بلایا ہے ہم نے یہاں رقص کا مظاہرہ کرنا ہے''...... روشی نے سخت لہجے میں کہا۔

''کون پرنس۔ یہاں کوئی پرنس نہیں رہتا۔ چلو بھاگ جاؤ''۔ سلح آدمی نے بدستور کرخت لہجے میں کہا۔

''رہتا کیوں نہیں ہے اس نے ہمیں یہیں بلایا ہے اور اس نے یہ بھی بتایا تھا کہ اسے اپنے بھائی سے جان کا خطرہ ہے۔ کہیں کے بھائی نے اسے قتل تو نہیں کر دیا۔ میں پولیس کو کال کرتی ''...... روشی نے بدستور سخت لہجے میں کہا۔

"او ہو۔ تم چڑیلیں نہ جانے کہاں سے ٹپک پڑی ہو۔ یہ کسی پرنس کی کوٹھی نہیں ہے۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے"...... مسلح آدمی نے اس مرتبہ جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ کیا اس کوٹھی کا نمبر سیونٹین نہیں ہے"...... روشی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں یہ سیون ہے۔ اب تم جاؤ"...... مسلح آدمی نے بلند آواز میں کہا۔

"اچھا۔ چلے جائیں گے پہلے مجھے پانی تو پلا دو"...... روشی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اندر داخل ہو گئی۔ مسلح آدمی اپنے ہونٹ کاٹنے لگا۔ پھر وہ بھی اندر آ گیا۔ اندر آتے ہوئے اس نے گیٹ کی ذیلی کھڑکی بند نہیں کی تھی۔

"مورس۔ اسے شراب پلاؤ۔ یہ بیچاری بہت پیاسی ہے"۔ مسلح آدمی نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔

"اسے اندر کیوں آنے دیا ہے بلیکی۔ باہر نکالو اسے نہ جانے کون ہے یہ"...... مورس نے سخت لہجے میں کہا۔ اندر آ کر روشی نے ایک ہی لمحے میں چاروں طرف کا جائزہ لے لیا تھا۔ گیٹ کے قریب نو دس مسلح آدمی موجود تھے۔ جبکہ دور مختلف سپاٹس پر بھی افراد دکھائی دے رہے تھے۔ وہ بھی مسلح تھے۔

"نکلو یہاں سے۔ میرے ساتھی ناراض ہو رہے ہیں۔ اپنے جا کر پانی پینا"...... بلیکی نے سخت لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ جا رہی ہوں اور جا کر پولیس کو بتاتی ہوں کہ یہاں گورے کوئی غیر قانونی دھندہ کر رہے ہیں"...... روشی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جاؤ۔ کر دو جا کر شکایت"...... بلیکی نے کہا اور ساتھ ہی اس نے روشی کو دھکا بھی دینا چاہا لیکن روشی جلدی سے دو قدم پیچھے ہٹی۔ پھر وہ گیٹ کی طرف مڑی۔ مڑتے ہوئے اس نے برق رفتاری سے مشین پسٹل نکالا اور اگلے ہی لمحے اس نے وہاں موجود مسلح افراد پر فائرنگ کر دی۔ فائرنگ کی تیز آواز میں انسانی چیخوں کی آوازیں بھی شامل ہو گئیں۔ کئی آدمی زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ فائرنگ کی آواز سنتے ہی جولیا، روزا اور ریکھا بھی اندر آ گئیں۔ اندر موجود افراد نے دور ہو کر پوزیشنیں سنبھال لیں اور پھر وہ بھی ان پر فائرنگ کرنے لگے۔ وہ چاروں زمین پر گریں اور مختلف سمتوں میں قلابازیاں کھانے لگیں ساتھ ہی ساتھ وہ فائرنگ بھی کر رہی تھیں۔ فائرنگ کی آواز دور دور تک جا رہی تھی اور ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے دو فوجیں آپس میں لڑ رہی ہوں۔ فائرنگ کی آوازیں سن کر صفدر، تنویر، چوہان اور نعمانی بھی اندر آ گئے۔ صفدر اور اس کے ساتھیوں کے پاس تو ہینڈ گرنیڈ بھی تھے۔ پہلے ہینڈ گرنیڈ کا استعمال تنویر نے کیا اسے ایک درخت کے پیچھے کچھ آدمی دکھائی دیئے تھے۔ جو ان پر فائرنگ کر رہے تھے۔ تنویر نے گرنیڈ کی پن کھینچ کر گرنیڈ درخت کی طرف اچھال دیا۔ ایک زبردست دھماکا ہوا

اور درخت کے قریب دھواں پھیل گیا۔ درخت کے پیچھے جو آدمی کھڑے ہوئے تھے وہ بوکھلا کر بھاگ اٹھے۔ جیسے ہی وہ درخت کے پیچھے سے نکلے تنویر نے ان پر فائرنگ کر دی۔ فائرنگ کی زد میں آ کر وہ رقص اجل کرنے لگے۔ گھومتے گھومتے وہ زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ کوٹھی میں زبردست فائرنگ کا تبادلہ جاری تھا۔ کوٹھی میں موجود بہت سے افراد ان کے مقابلے پر آ گئے تھے اور وہ ان پر فائرنگ کر رہے تھے۔ پھر جولیا نے ایک کمرے سے ایک لڑکی کو باہر نکلتے دیکھا۔ اس کے ساتھ دو تین اور آدمی بھی تھے۔ لڑکی ویسے تو پریشان اور گھبرائی ہوئی لگ رہی تھی لیکن اس کی اکڑی ہوئی گردن اور اس کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ باس ٹائپ چیز ہے۔ جولیا نے اندازہ لگایا کہ فریگی یہی ہے۔ اسی لمحے کسی نے فریگی اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ کر دی۔ فریگی خود تو زمین پر گر گئی البتہ اس کے ایک ساتھی کی چیخ بلند۔ جب کہ باقیوں نے بھی خود کو زمین پر گرایا۔ جولیا نے سامنے دیکھا تو روشی بھی اس کی طرف متوجہ تھی۔ جولیا نے اسے مخصوص اشارہ کیا اور بتایا کہ وہ ٹارچر روم میں جا رہی ہے۔ اس کے بعد وہ فائرنگ کرتی اور خود کو فائرنگ سے بچاتی ہوئی اس کمرے کی طرف بڑھی جس کمرے سے فریگی باہر آئی تھی۔ جلد ہی وہ اس کمرے میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئی اس کا اندازہ درست تھا یہ ٹارچر روم تھا اور اس کمرے میں کئی افراد کرسیوں سے جکڑے ہوئے تھے۔ جن میں

مران، ٹائیگر اور جوزف بھی تھے۔ کمرے میں تین افراد ہوش میں تھے جبکہ باقی بے ہوش تھے۔ عمران بھی ہوش میں تھا۔ اس کے پیر ں جو سر مشین ٹائپ کی ایک مشین فٹ تھی۔ جولیا نے ایک لمحے ں کمرے کا جائزہ لیا اور پھر وہ بجلی کے بورڈ کی طرف بڑھی۔ جس ر بہت سے بٹن لگے ہوئے تھے۔ اس نے تمام بٹن دبائے تو کرسیوں کے راڈز کھل گئے۔

"ہم راڈز کے ساتھ ساتھ زنجیروں سے بھی بندھے ہوئے ہیں"...... عمران نے جولیا سے کہا۔

جولیا عمران کی کرسی کی پشت پر گئی تو اسے زنجیر میں لگا تالا دکھائی دیا۔ جولیا نے تالے پر فائر کیا تو تالا ٹوٹ گیا۔ یہ تالا ٹوٹنے کے بعد جولیا نے جوزف کی زنجیر کو لگا ہوا تالا بھی توڑ دیا۔ جب وہ تالا توڑنے کے بعد ان کی طرف متوجہ ہوئی تو اس نے دیکھا کہ کرنل فریدی انجکشن تیار کر کے سب کو لگا رہا تھا۔

"جولیا۔ ابھی دروازہ کھلا تھا تو باہر سے زبردست فائرنگ کی آواز آ رہی تھی۔ کیا باہر دو فوجوں کے درمیان جنگ ہو رہی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"ہاں یونہی سمجھ لو"...... جولیا نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر وہ سب دروازے کی طرف بڑھے۔ انہوں نے دروازہ کھولا لیکن اب انہیں فائرنگ کی آواز سنائی نہ دی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ وہاں موجود فریگی کے تمام افراد مارے جا چکے تھے۔ وہ ٹارچر روم سے

باہر نکلے تو روزا اور ریکھا کرنل فریدی کی طرف بڑھیں۔ جبکہ عمران کے ساتھی عمران کی طرف بڑھے۔

"عمران صاحب۔ یہاں موجود تمام افراد مارے جا چکے ہیں"۔ صفدر نے عمران سے کہا۔

"وہ مادام فرنگی کہاں ہے"...... عمران نے صفدر سے پوچھا۔

"اس کی لاش بھی یہیں کہیں پڑی ہوگی۔ میں تلاش کرتا ہوں"...... صفدر نے کہا اور پھر وہ ایک طرف چلا گیا۔

"عمران۔ روشی بھی نہیں دکھائی دے رہی"...... تنویر نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے دیکھو۔ تلاش کرو"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو تنویر بھی ایک طرف بڑھ گیا۔ پھر اسی وقت انہیں ایک آواز گونجتی ہوئی سنائی دی۔

"پولیس نے اس کوٹھی کو چاروں طرف سے اپنے گھیرے میں لے لیا ہے۔ کسی نے بھی اس کوٹھی سے بھاگنے کی کوشش کی تو اسے بے دریغ گولی مار دی جائے گی۔ لہٰذا کوٹھی میں موجود افراد کو تنبیہ کی جاتی ہے کہ وہ خود کو پولیس کے حوالے کر دیں"...... باہر سے بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔ یہ اعلان سپیکر سے کیا گیا تھا۔ ظاہری سی بات تھی کہ اتنی بڑی کارروائی پر لیراونی کے مقامی اداروں نے تو حرکت میں آنا ہی تھا۔

"عمران۔ نہ تو فرنگی کی لاش کہیں دکھائی دے رہی ہے اور نہ

ہی روشی نظر آ رہی ہے"...... تنویر نے عمران کے قریب آتے ہوئے کہا۔ صفدر بھی اس کے ساتھ تھا۔ پولیس کا اعلان انہوں نے بھی سنا تھا لیکن کسی نے اس اعلان کو اہمیت نہیں دی تھی۔ اعلان سننے کے بعد کرنل فریدی ٹارچر روم کی طرف بڑھ گیا اور اب وہ بھی واپس ان کے قریب آ گیا تھا۔

"عمران۔ یہاں موجود تمام افراد مارے گئے ہیں اور ایک اہم مہرہ غائب ہو گیا ہے۔ لہٰذا یہاں رکنا بے کار ہے۔ ہم تو جا رہے ہیں۔ تم سے پھر ملاقات ہوگی۔ ہاں تم لوگ اپنے سانس بھی روک لینا"...... کرنل فریدی نے عمران سے کہا اور پھر کوٹھی کی پچھلی طرف بڑھا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔

"ایک بار پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ کوٹھی نمبر سیون میں موجود افراد اپنے آپ کو پولیس کے حوالے کر دیں ورنہ اس کوٹھی کو بموں سے اڑا دیا جائے گا"...... دوبارہ آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھیوں نے عمران کی طرف دیکھا۔

"کرنل صاحب نے ٹھیک کہا ہے کہ اب یہاں مزید رکنا بے کار ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب روشی یہاں غائب ہو گئی ہے۔ انہیں تلاش تو کر لیا جائے"...... نعمانی نے کہا۔

"روشی جب غائب ہوگئی ہے تو پھر یہاں کیسے ملے گی۔ یہاں سے چلو اسے بعد میں تلاش کریں گے"...... جولیا نے کہا۔ اور اس

نے بھی پچھلی جانب قدم بڑھائے۔

''سانس روک لو''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی عمران کو نظر آ رہے تھے۔ وہ اس وقت کوٹھی کی پچھلی دیوار کے قریب پہنچ چکے تھے اور انہوں نے گیس پسٹل کے رخ باہر کی طرف کر لئے تھے۔ عمران جانتا تھا کہ ٹارچر روم کی الماری میں ہر قسم کا اسلحہ موجود ہے اور کرنل فریدی نے وہیں سے اسلحہ حاصل کیا تھا وہ سب سانس روکے تیز تیز قدموں سے چل رہے تھے کہ اچانک عمران نے اپنا رخ بدلا۔ قریب ہی سیڑھیاں تھیں۔ عمران سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ اس کے باقی ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ جلد ہی وہ چھت پر پہنچ گئے۔ چھت پر پہنچنے کے بعد تنویر اور صفدر نے بھی اپنی جیبوں سے گیس پسٹل نکالے اور انہوں نے بھی چاروں طرف کیپسول فائر کر دیئے۔

اس کوٹھی سے دوسری کوٹھی کا فاصلہ تقریباً دس فٹ تھا۔ عمران کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا دوسری کوٹھی کی چھت پر پہنچ گیا۔ ایک ایک کر کے اس کے باقی ساتھی بھی اسی طرح دوسری کوٹھی کی چھت پر پہنچ گئے۔ یہاں سے انہوں نے اردگرد کا جائزہ لیا تو انہیں بہت سے افراد، جن میں پولیس والے بھی تھے بے ہوش پڑے ہوئے دکھائی دیئے۔ وہ اس کوٹھی کی عقبی طرف بڑھے اور اسی وقت انہیں پولیس سائرن کی آواز بھی سنائی دی۔ یقیناً پولیس کی مزید نفری وہاں پہنچ گئی تھی۔

عمران اور اس کے ساتھیوں نے رفتار بڑھائی اور وہ لمحوں میں پچھلی دیوار کے قریب پہنچ گئے۔ اس دیوار پر انہیں زیادہ وقت نہ لگا اس کوٹھی سے نکل کر وہ ایک اور کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ گیس نے اس کوٹھی کے مکینوں پر بھی اثر کیا تھا کیونکہ اس کوٹھی کے صحن میں بھی انہیں ایک آدمی ملا جو بے ہوشی کی حالت میں زمین پر پڑا ہوا تھا۔ وہ اس کوٹھی میں بھی نہیں رکے۔ یہاں سے نکل کر اگلی کوٹھی میں داخل ہو گئے۔ پھر وہاں سے وہ ایک ایک کر کے ریڈ کالونی پہنچ گئے لیکن اس مرتبہ وہ کوٹھی نمبر فور کی بجائے ایٹ میں پہنچے تھے۔ جوزف نے تین کوٹھیوں کا بندوبست کیا تھا اور یہ دوسری کوٹھی تھی۔ انہوں نے جوانا کو بھی اس کوٹھی میں بلا لیا۔ جب جوانا وہاں پہنچا تو روشی بھی اس کے ساتھ تھی۔ روشی کو دیکھ کر سوائے جولیا کے باقی سب حیران ہوئے۔

''جولیا نے مجھے اشارہ کیا تھا کہ میں فریگی کو فوری طور پر وہاں سے نکال لے جاؤں۔ سو میں فریگی کو لے آئی''...... روشی نے کہا۔

''حالات بتا رہے تھے کہ ہمیں وہاں کافی وقت لگ جانا تھا۔ مقامی پولیس اور دیگر اداروں کا بھی وہاں پہنچنا ضروری تھا۔ جبکہ فریگی سے ہم نے پوچھ گچھ بھی علیحدگی میں کرنی تھی اس لئے میں نے روشی سے کہا کہ وہ کسی طرح فریگی کو نکال لے جائے اور یہ نکال لائی''...... جولیا نے کہا۔

''اب تمہارا ذہن چیفس جیسا ہوتا جا رہا ہے۔ جلد ہی تم ایکسٹو

کی سیٹ پر نظر آؤ گی''...... عمران نے تعریف کرتے ہوئے کہا۔ باقی تمام ساتھی بھی جولیا کی تعریف کرنے لگے۔

''فریگی کا ذکر ہو تو رہا ہے۔ فریگی ہے کہاں''...... چوہان نے کہا تو سب نے روشی کی طرف دیکھا۔

''وہ کار میں موجود، میں ابھی اسے اٹھا کر آتی ہوں''...... روشی نے کہا اور پھر وہ کمرے سے باہر نکل گئی۔ چند سیکنڈ بعد وہ واپس آئی تو اس کے کندھے پر فریگی لدی ہوئی تھی۔ اس نے فریگی کو ایک صوفے پر پھینک دیا۔

''روشی۔ اب سے ہوش میں بھی لے آؤ''...... عمران نے فریگی کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا جو بے ہوش بھی تھی اور رسی سے بندھی ہوئی بھی تھی۔ عمران کی بات سن کر روشی نے فریگی کو سیدھا کیا اور پھر وہ فریگی کو تھپڑ مارنے لگی۔ چار پانچ تھپڑوں کے بعد ہی فریگی کے جسم میں حرکت پیدا ہوگئی۔ روشی اس سے دو قدم پیچھے ہٹ گئی۔ تھپڑ لگنے کی وجہ سے فریگی کا چہرہ پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گیا تھا اور روشی کی انگلیاں اس کے رخساروں پر اپنے نشان بھی چھوڑ گئی تھیں۔ پھر تھوڑی دیر بعد ہی فریگی ہوش میں آ گئی۔ پہلے تو اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکی۔ پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک بھی آ گئی۔

''تت۔ تت۔ تم۔ مم۔ میں۔ یہ۔ یہ کیسے ہو گیا''...... فریگی نے

ت بھرے لہجے میں کہا۔
''روشی اینڈ جولیا اس فریگی کا دعویٰ ہے کہ یہ لومڑی سے زیادہ
ل چیتے سے زیادہ سفاک اور شیر سے زیادہ خونخوار ہے''۔
ن نے جولیا اور روشی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔
''اچھا۔ ابھی اس کی ساری چالاکی، ساری سفاکی، اور ساری
اری دم توڑ دے گی''...... جولیا نے کہا۔
''تم اس کے ساتھ کیا کرو گی''...... عمران نے کہا۔
''میں نہ تو اس کی ہڈیاں توڑوں گی، نہ چاقو، خنجر سے زخم لگاؤں
اور نہ ہی اسے گولی ماروں گی''...... جولیا نے کہا۔
''اچھا۔ کمال ہے۔ پھر تو تم اس کے ساتھ بہت رعایت کر رہی
...... عمران نے کہا۔
''ایسی ویسی رعایت۔ میں اس کے ساتھ ایسا بہترین سلوک
ں گی کہ یہ ساری زندگی میرے حسن سلوک کو یاد رکھے گی۔
دیگر لوگ اسے دیکھ کر اس پر تھوتھو کریں گے''...... جولیا نے

''کیسے۔ مس جولیا کیسے''...... صفدر نے متجسس لہجے میں پوچھا۔
''عمران۔ تم جوزف کو بلا کر اس سے تیزاب کی بوتل منگواؤ''۔
یا نے اس مرتبہ عمران سے کہا۔
عمران نے جوانا کو گیٹ پر اور جوزف کو چھت پر بھیج دیا تھا۔
یا کی بات سن کر اس نے جیب میں سے سیل فون نکالا اور

جوزف کو کال کر کے تیزاب کی بوتل لانے کو کہا۔

''مس جولیا۔ اس تیزاب کی بوتل کا کیا کریں گی''...... وہ آ
جولیا کی بات سمجھ چکے تھے لیکن فرنگی کو نفسیاتی دباؤ میں لانے ک
لئے نعمانی نے یہ بات کی تھی۔

''اس کا چہرہ اور جسم انتہائی خوبصورت ہے۔ شیشے۔ کی طر
شفاف۔ میں اس کے چہرے اور سارے جسم پر تیزاب کے چھو
چھوٹے قطرے ڈالوں گی۔ پھر اس کا یہ خوبصورت چہرہ اور جسم ا
بھیانک ہو جائے گا کہ جو بھی دیکھے گا اس پر تھوتھو کرے گا اور
تو اسے دیکھ کر ڈر جایا کریں گے''...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

جولیا کی بات سن کر فرنگی کا دماغ ہی سنسنا اٹھا۔ اسے یا
محسوس ہوا جیسے اس کی سارے جسم پر باریک چیونٹیاں رینگ ر
ہوں۔ ایسی حالت کا تو اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔ ا
وقت کمرے کا دروازہ کھلا اور جوزف تیزاب کی ایک بوتل اٹھا۔
کمرے میں داخل ہوا۔

''جوزف۔ یہ تیزاب تیز ہے نا''...... جوزف کو دیکھ کر جولیا۔
اس سے پوچھا۔

''یس مس۔ یہ تیزاب بہت ہی تیز ہے۔ یہ دیکھیں۔ میں آ
کو تجربہ کر کے دکھاتا ہوں''...... جوزف نے کہا۔ پھر وہ نیچے قالین
بیٹھ گیا اور اس نے نہایت احتیاط سے بوتل کا ڈھکن کھولا ا
تیزاب کا ایک قطرہ قالین پر گرا دیا۔ دھواں اٹھا اور سرخ قالین

وہ حصہ غائب ہو گیا۔ فرنگی کی آنکھوں میں خوف و دہشت کے آثار نظر آنے لگے۔

''اوکے۔ بوتل مجھے دے دو''...... جولیا نے کہا تو جوزف نے بوتل اسے دے دی۔

''میں تیزاب تمہارے پاؤں سے ڈالنا شروع کروں گی اور آہستہ آہستہ چہرے کی طرف بڑھوں گی''...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا اور پھر اس نے روشی کی طرف دیکھا۔ روشی نے اس کی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے صوفے کے پیچھے جا کر فرنگی کے بال پکڑ لئے جولیا نے ایک قطرہ فرنگی کے پاؤں پر گرا دیا اور پھر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ فرنگی کے حلق سے کربناک چیخیں بلند ہونے لگیں۔ بندھی ہونے کے باوجود وہ مچھلی کی طرح تڑپنے لگی اگر روشی نے اس کے بال نہ پکڑے ہوتے تو وہ صوفے سے نیچے گر جاتی لیکن روشی نے اسے صوفے سے نیچے نہ گرنے دیا۔

''اسے قابو کر لو۔ اب میں اس کے دوسرے پاؤں پر تیزاب گراؤں گی''...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا تو روشی نے فرنگی کے جسم پر ہاتھ رکھ دیا۔ جولیا نے تیزاب کی بوتل اس کے پاؤں کی طرف بڑھائی۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ تم لوگ میرے ساتھ یہ ظلم کیوں کر رہے ہو''......فرنگی نے چیختے ہوئے کہا۔

''اگر تم نے ہمارے سوالوں کے جواب صحیح دیئے تو تم پر یہ ظلم

مزید نہیں ہو گا۔ ورنہ جولیا نے جو کہا ہے وہی ہو گا ہے''۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں تمہارے سوالوں کے جواب دوں گی۔ بولو کیا پوچھنا ہے''...... فریگی نے کہا۔

''تمہاری تنظیم کا نام کیا ہے''...... عمران نے اس سے پہلا سوال کیا۔

''ہاٹ لائن۔ یہ ایک انتہائی خفیہ تنظیم ہے بڑے بڑے منصوبوں پر کام کرتی ہے''...... فریگی نے کہا۔

''اس تنظیم میں تمہاری کیا حیثیت ہے''...... عمران نے فریگی سے پوچھا۔

''اس تنظیم کے چار سیکشن ہیں۔ میں ایک سیکشن کی چیف ہوں''...... فریگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب یہ بتاؤ کہ تم نے اسرائیل سے جن سائنس دانوں کو اغوا کیا ہے وہ کہاں ہیں''...... عمران نے اس سے کہا۔

''اس پراجیکٹ پر ہم نے کام نہیں کیا۔ اس لئے ہم ان کے بارے میں نہیں جانتے''...... فریگی نے کہا۔

''یہ کام تم نے نہیں کیا تو پھر کس نے کیا ہے''...... عمران نے اس مرتبہ کرخت لہجے میں کہا۔

''یہ بات بھی مجھے معلوم نہیں ہے''...... فریگی نے کہا تو عمران نے جولیا کی طرف دیکھا۔ جولیا نے فوراً تیزاب کا ایک قطرہ فریگی

کے دوسرے پاؤں پر ڈالا تو وہ ایک بار پھر چیخنے لگی۔

''تم کیا سمجھتی ہو کہ میں سچ اور جھوٹ میں تمیز نہیں کر سکتا''۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ فریگی نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ وہ بدستور چیختی رہی۔

''اب چیخنا چلانا بند کرو۔ ورنہ سارا تیراب چہرے پر ڈال دوں گی''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا تو فریگی کی چیخوں کو بریک لگ گئی۔

''بولو۔ کہاں ہیں یہ سائنس دان''...... عمران نے بدستور غراتے ہوئے کہا۔

''میں نے سچ کہا ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ سائنس دان کہاں ہیں۔ یہ صرف بلیک چیف کو پتا ہے''...... فریگی نے کہا۔

''کون ہے یہ بلیک چیف اور کہاں رہتا ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''جس طرح ہماری تنظیم خفیہ ہے اسی طرح بلیک چیف بھی خفیہ ہے۔ اس کے بارے کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے''...... فریگی نے کہا۔

''کوئی اور نہیں جانتا ہو گا کہ وہ کون ہے لیکن تم اس کے بارے میں جانتی ہو''...... عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو فریگی خاموش رہی۔ عمران نے چند لمحوں تک اس کے بولنے کا انتظار کیا۔

''جولیا۔ تیزاب اس کے چہرے پر گرا دو''...... چند لمحوں بعد عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نن۔نن۔نہیں مم۔ میں بتاتی ہوں، رک جاؤ''...... فریگی نے چیختے ہوئے کہا تو جولیا رک گئی۔

''یہ بات بلیک چیف بھی نہیں جانتا کہ میں اس کے بارے میں جانتی ہوں، اگر اسے معلوم ہو جائے تو وہ ایک لمحہ کی تاخیر کئے بغیر میرا خاتمہ کر دے۔ بلیک چیف کا اصل نام پرنس بشام ہے اور وہ افریقہ کا رئیس ہے۔ پورے افریقہ میں اس کا ہوٹل کا بزنس ہے۔ سائنس دانوں کو بھی پرنس بشام نے کسی اور ذرائع سے اغوا کرایا ہے اور انہیں کسی جنگل میں پہنچا دیا ہے جہاں وہ ان سے کسی بڑے پراجیکٹ پر کام کرا رہا ہے''...... فریگی نے بلیک چیف کے بارے میں بتاتے ہوئے کہا۔

''روشی۔ اسے آف کر دو''...... عمران نے کہا تو روشی نے اس کی گردن کو مخصوص انداز میں جھٹکا دیا تو فریگی کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی اور وہ بے جان ہو کر روشی کے ہاتھوں میں جھولنے لگی۔

''تم لوگ چوکنا رہنا۔ میں بلیک چیف کو لے آتا ہوں''۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ پرنس بشام ہوٹل وہاں سے قریب ہی تھا۔ جلد ہی عمران وہاں پہنچ گیا۔

''یس سر''...... کاؤنٹر پر ایک لڑکی موجود تھی۔ عمران کو دیکھ کر اس

ے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں ٹورازم ڈیپارٹمنٹ سے آیا ہوں اور مجھے مسٹر پرنس بشام ے ملنا ہے''...... عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ باس تو اس وقت اپنے بنگلے پر ہوتے ہیں۔ یہاں رات ٹھ بجے کے بعد آتے ہیں''...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

''لیکن مجھے تو ان سے اسی وقت ملنا ہے۔ ایک سرکاری مسئلہ ہے اس ہوٹل کے بارے میں بہت ہی غلط رپورٹ حکومت کو دی ئی ہے''...... عمران نے پریشان لہجے میں کہا۔

''سر۔ اس ہوٹل کے بارے میں کبھی کسی نے شکایت نہیں کی۔ تو سیاحوں کی خدمت کرتے ہیں''...... کاؤنٹر گرل نے کہا۔

''میں جانتا ہوں لیکن کچھ سرکاری معاملات ایسے آجاتے ہیں کہ سان مجبور ہو جاتا ہے۔ میں نے مسٹر پرنس بشام سے میٹنگ کر ے پیش آنے والے مسئلہ کو دور کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''سر۔ میں آپ کو ایک کارڈ دیتی ہوں، آپ ان کے بنگلے پر ے جائیں۔ آپ یہ کارڈ سیکورٹی گارڈز کو دیں گے تو آپ کی قات باس سے کرا دی جائے گی اس کارڈ کے بغیر بنگلے پر ان ے ملاقات ناممکن ہے''...... کاؤنٹر گرل نے کہا اور پھر اس نے ؤنٹر کے نیچے کسی خانے میں ہاتھ ڈال کر ایک کارڈ نکالا اور اس دستخط کر کے تاریخ ڈالی اور پھر وہ کارڈ عمران کی طرف بڑھا دیا۔ ان نے کارڈ پر نظر دوڑائی۔ کارڈ پرنس بشام ہوٹل کا تھا۔

''پرنس کالونی میں ان کے بنگلے کا نمبر تو ہے سر''...... کاؤنٹر نے ایڈریس بھی بتا دیا۔

''تھینک یو''...... عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر وہ سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار پرنس کالونی کی بڑھ رہی تھی، دس منٹ کے بعد وہ کاؤنٹر گرل کے بتائے ایڈریس پر پہنچ گیا۔ گیٹ پر نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔ جس پر روشنائی سے پرنس بشام لکھا ہوا تھا۔ گیٹ کھلا ہوا تھا اور گیٹ قریب چار مسلح افراد دکھائی دے رہے تھے۔ جنہوں نے سیکورٹی گارڈز کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ عمران نے کار گیٹ قریب روکی تو ایک سیکورٹی گارڈ اس کے قریب آ گیا۔

''یس سر''...... سیکورٹی گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں عمران کہا۔

''میرا نام تسام ہے اور میں ٹورازم ڈیپارٹمنٹ کا ہیڈ مجھے مسٹر پرنس بشام سے ملنا ہے''...... عمران نے بارعب کہا اور ساتھ ہی اس نے کاؤنٹر گرل کا دیا ہوا کارڈ بھی طرف بڑھایا۔

''اوکے سر۔ آپ گاڑی ادھر پارک کریں۔ ہم باس سے ہیں''...... سیکورٹی گارڈ نے بدستور مؤدبانہ لہجے میں کہا طرف بڑھ گیا۔ جبکہ عمران نے کار آگے بڑھائی اور پھر ا روک کر خود کار سے نیچے اتر آیا۔ چند لمحوں بعد وہ سیکور

واپس عمران کے قریب آ گیا۔

''سر۔ آپ کے پاس کوئی اسلحہ تو نہیں ہے''...... سیکورٹی گارڈ نے عمران سے پوچھا۔

''میری جیب میں کوئی اسلحہ نہیں ہے۔ البتہ کار میں موجود ہے''...... عمران نے کہا۔

''کار کی کوئی بات نہیں ہے سر آیئے''...... سیکورٹی گارڈ نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھنے لگا۔ سیکورٹی گارڈ اسے ایک ڈرائنگ روم میں لے آیا۔ ڈرائنگ روم انتہائی خوبصورت اور جدید انداز میں سجایا گیا تھا۔ عمران ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ جبکہ سیکورٹی گارڈ واپس چلا گیا، تھوڑی دیر بعد ایک ملازم ڈرائنگ روم میں داخل ہوا اس کے ہاتھ میں ٹرے تھی جس میں انار کے جوس کا گلاس رکھا ہوا تھا اس نے ٹرے عمران کے سامنے رکھ دی اور خود واپس چلا گیا۔ عمران نے جوس اٹھایا اور سپ کرتے ہوئے ڈرائنگ روم کا جائزہ بھی لینے لگا۔ ڈرائنگ روم کی بناوٹ بتا رہی تھی کہ یہ ساؤنڈ پروف ہے۔ فانوس میں بلب لگے ہوئے تھے اور عمران کا خیال تھا کہ ان میں سے کم از کم ایک بلب جدید کیمرہ تھا اور اس کی فلم بن رہی تھی ڈرائنگ روم میں داخل ہونے سے پہلے برآمدے میں عمران پر ہلکی سی روشنی بھی پڑی جس کے بارے میں عمران جانتا تھا کہ اس کا اسلحہ چیک کیا گیا ہے۔ اگر عمران کے پاس کوئی اسلحہ ہوتا تو عمران وہیں بے ہوش ہو جاتا جب عمران نے آدھے سے زیادہ جوس پی لیا تو

ڈرائنگ روم کا دروازہ کھلا اور قیمتی لباس میں ملبوس ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک مسلح سیکورٹی گارڈ بھی تھا۔ عمران نے اٹھ کر آنے والے سے مصافحہ کیا کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہی پرنس بشام ہے۔ پرنس بشام اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ سیکورٹی گارڈ پرنس بشام کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔

''مجھے ہوٹل کی کاؤنٹر گرل نے بتایا کہ آپ ٹورازم ڈیپارٹمنٹ سے آئے ہیں اور کسی اہم مسئلے پر مجھ سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے اس نے آپ کو کارڈ بھی جاری کیا ہے۔ بہرحال فرمایئے کیا مسئلہ ہے''...... پرنس بشام نے کہا۔

''مسئلہ یہ ہے مسٹر پرنس بشام کہ حکومت پالیسی بنا رہی ہے۔ جس کے تحت ہوٹل اور نائٹ کلب حکومت کی تحویل میں چلے جائیں گے''...... عمران نے دھیمے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ بھلا حکومت کسی کی پراپرٹی پر کیسے قبضہ کر سکتی ہے''...... پرنس بشام نے غصے سے کہا۔

''مسٹر پرنس بشام۔ قانون سازی کے تحت ایسا ہو سکتا ہے۔ کئی ممالک ایسے ہیں جہاں یہ کام ہوئے ہیں۔ یہاں بھی ایسا قانون بنایا جا رہا ہے لیکن یہ انتہائی خفیہ ہے کیونکہ اگر یہ بات آؤٹ ہو جائے تو پھر اس کے خلاف مزاحمت ہو گی، مظاہرے ہو سکتے ہیں، ہڑتالیں ہو سکتی ہیں، اس لئے حکومت خاموشی سے یہ کام کر رہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''تم یہ اطلاع مجھے دینے کیوں آئے ہو''...... پرنس بشام نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ پرنس ہے اور دنیا بھر کے پرنس بہت سخی ہوتے ہیں۔ معمولی سی بات پر دل کھول کر انعام واکرام دیتے ہیں اور میں تو آپ کے لئے بہت ہی اہم اطلاع لے کر آیا ہوں، آپ بہت بڑے بزنس مین ہیں۔ آپ کے تعلقات بہت وسیع ہوں گے آپ حکومت پر دباؤ ڈال کر حکومت کو اس قانون سازی سے روک سکتے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ہوں تمہارا۔ واقعی انعام کا حق بنتا ہے۔ شوبو۔ میری چیک بک مجھے دو''...... پرنس بشام نے پہلے عمران سے اور پھر اپنے سیکورٹی گارڈ سے کہا۔ اس کی بات سن کر سیکورٹی گارڈ نے اپنی جیب کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ یہی لمحہ تھا جب سیکورٹی گارڈ عمران کی طرف سے غافل ہوا اور عمران کو بھی اسی لمحے کا انتظار تھا۔ باقی تمام وقت اس کی نظریں عمران پر لگی رہی تھیں اور اسے دیکھتے ہی عمران نے اندازہ لگالیا تھا کہ یہ سیکورٹی گارڈ بجلی سے بھی زیادہ تیز اور پھرتیلا ثابت ہو سکتا ہے۔ عمران کو یقین تھا کو شوبو سمیت یہاں موجود تمام سیکورٹی گارڈ کسی سیکورٹی کمپنی کی بجائے ہاٹ لائن کے آدمی تھے لیکن انہوں نے یونیفارم گورنمنٹ کی رجسٹرڈ کمپنی کی پہنی ہوئی تھی لیکن شاید وہ پرنس بشام کی بلیک چیف والی حیثیت سے واقف نہیں تھے۔ جیسے ہی پرنس بشام اور شوبو اس کی طرف سے

غافل ہوئے عمران برق رفتاری سے حرکت میں آیا۔ وہ صوفے پر بیٹھے بیٹھے ہی اچھلا اور شوبو کے سینے سے جا ٹکرایا جبکہ اس کے بوٹ کی ٹوہ پوری قوت سے پرنس بشام کی کنپٹی پر پڑی۔ پرنس بشام صوفے سمیت الٹ گیا۔ صوفہ اس کے اوپر آ گیا۔

سینے پر لگنے والی ٹکر کی وجہ سے شوبو فرش پر گرتا چلا گیا۔ اسی دوران عمران نے اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل اس سے چھین لیا۔ اس کے ساتھ ہی تڑ تڑ کی آواز گونجی اور شوبو کی چیخیں بھی بلند ہوئی۔ عمران نے مشین پسٹل کا رخ چھت پر لگے بلبوں کی طرف کر کے بھی ٹریگر دبا دیا۔ گولیاں چلنے کے دھماکوں کے ساتھ ساتھ بلب ٹوٹنے کے بھی دھماکے ہوئے عمران کی یہ ساری کارروائی ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں مکمل ہوگئی تھی پھر عمران نے پرنس بشام کی طرف دیکھا۔ جس نے صوفے کو دھکیل کر دور کر دیا تھا اور اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا لیکن عمران نے آگے بڑھ کر ایک بار پھر اس کی کنپٹی پر ٹھوکر رسید کر دی تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے اس کے کان پر پتھر آ لگا ہو اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا لیکن پرنس بشام نہایت ہی سخت جان ثابت ہوا تھا۔ ورنہ اسے اسی ٹھوکر سے ہی بے ہوش ہو جانا چاہیئے تھا۔ عمران نے ایک اور ٹھوکر اس کی کنپٹی پر رسید کر دی اور اس ٹھوکر نے پرنس بشام کے دماغ کو مکمل طور پر اندھیرے میں دھکیل دیا۔ جیسے ہی وہ بے ہوش ہوا عمران نے اس کی ٹائی اتاری اور اس کے ہاتھ پشت پر کر کے

باندھ دیئے اس کے بعد اس نے پرنس بشام کی جیبوں کی تلاشی لی۔ اس کی جیب سے ایک مشین پسٹل اور ایک سیل فون برآمد ہوا تو عمران نے فون بک میموری چیک کی۔ فون بک میں ایک نمبر گیٹ سیکورٹی کے نام سے محفوظ تھا۔ عمران نے کال اوکے کا بٹن دبایا تو چند لمحوں بعد دوسری طرف بیل جانے لگی۔

”یس باس۔ دوسری طرف سے کال رسیو ہونے کے بعد مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”سیکورٹی کے تمام افراد کو ساتھ لے کر تم ڈرائنگ روم میں آ جاؤ“...... عمران نے پرنس بشام کی آواز میں اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”اوکے باس“...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا تو عمران نے کال کاٹ دی اور پھر بے ہوش پرنس بشام اور شوبو کی لاش کو اس نے صوفوں کے پیچھے چھپا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک ہوئی تو عمران اٹھ کر دروازے پر آیا اور پھر اس نے دروازہ کھولا تو بارہ آدمی کمرے میں داخل ہو گئے۔

”باس کہاں ہیں“...... ایک سیکورٹی گارڈ نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس طرف“...... عمران نے ایک صوفے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا لیکن سیکورٹی گارڈ کو عمران کی بات سمجھ نہ آئی۔

”جاؤ دیکھو۔ باس صوفے کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں“...... عمران

نے کہا تو وہ حیران ہوتا ہوا آگے بڑھا۔ اسی لمحے کمرہ فائرنگ کی آواز سے گونج اٹھا۔ عمران کے دونوں ہاتھوں میں مشین پسٹل تھے اور دونوں سے ہی فائرنگ ہوئی تھی اور وہ سارے سیکورٹی گارڈز گولیوں کا شکار ہو کر زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔

عمران نے پرنس بشام کو اٹھایا اور اپنی کار تک پہنچ گیا اس نے پرنس بشام کو پچھلی سیٹ پر ڈالا اور پھر اس کی نبض چیک کی۔ نبض کے مطابق اسے ہوش آنے ہی والا تھا۔ عمران نے اس کی کنپٹی پر مشین پسٹل کا دستہ مارا اور ایک بار پھر اس کی نبض چیک کی اس کے اندازے کے مطابق اب اسے آدھ گھنٹے سے پہلے ہوش نہیں آ سکتا تھا۔ اس کی طرف سے مطمئن ہو کر عمران مین گیٹ کی طرف بڑھا کیونکہ اب مین گیٹ بند تھا۔ عمران نے مین گیٹ کھولا اور پھر اپنی کار میں آ کر بیٹھ گیا اور پھر اس کی کار آگے بڑھا دی۔

''ہونہہ۔ تو یہ ہے بلیک چیف۔ ہاٹ لائن کا چیف''...... عمران اپنی کوٹھی میں پہنچا تو جولیا نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ ہے پرنس بشام عرف بلیک چیف۔ تنویر۔ اس کے ہاتھ اور پاؤں رسی سے باندھ دو اور پھر اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو تنویر میز کی طرف بڑھا جس کی دراز میں رسی کا بنڈل رکھا ہوا تھا۔ وہ رسی اٹھا کر لایا اور بلیک چیف کو باندھنے لگا۔ جبکہ عمران نے اپنا سیل فون نکال کر جوزف کے نمبرز پریس کئے۔

''جوزف۔ کمرے میں آ جاؤ''...... جیسے ہی دوسری طرف سے کال رسیور ہوئی عمران نے کہا اور پھر اس نے کال کاٹ دی۔

جب تنویر بلیک چیف کو باندھ کر فارغ ہوا تو اسی وقت جوزف بھی کمرے میں آ گیا۔

''جوزف۔ اسے ہوش میں لے آؤ''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں جوزف سے کہا تو فوراً ہی کمرے میں تھپڑ کی آواز گونجی۔ تھپڑ کی وجہ سے بلیک چیف کا سارا جسم ہل کر رہ گیا اور اس کی آنکھیں بھی یکدم کھل گئیں۔ ہوش میں آتے ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ لاشعور سے شعور کی منزل تک آنے میں اسے پندرہ سے بیس سیکنڈ لگ گئے۔

''تت۔ تت۔ تم۔ یہ۔ یہ کیا حرکت ہے''...... بلیک چیف نے عمران کو دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

''جوزف۔ یہ تمہارا ہم وطن ہے۔ تم اس سے رعایت تو نہیں کر جاؤ گے''...... عمران نے بلیک چیف کی بات کا جواب دینے کی بجائے جوزف سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''باس۔ تم میرا وطن ہو اور تمہی میرے ہم وطن۔ مجھے تو صورت ہی تمہاری نظر آتی ہے اور تو مجھے کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا''۔ جوزف نے عقیدت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران۔ جوزف کی بات سن کر مجھے ایک بزرگ کا کلام یاد آ

رہا ہے۔ میڈا عشق وی توں، میڈا یار وی توں، میڈا دین وی توں ایمان وی توں''...... روشی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ یہ کلام پاکیشیا کی ایک مقامی زبان کا تھا اور جولیا کو یہ زبان نہیں آتی تھی اس لئے اسے سمجھ نہ آئی کہ روشی نے کیا کہا ہے۔ اگر اسے سمجھ آ جاتی تو یقیناً اسے غصہ آتا۔

''مس روشی۔ یہ کلام عشقِ مجازی کے متعلق نہیں ہے بلکہ عشق حقیقی کے متعلق ہے''...... نعمانی نے سمجھانے والے انداز میں روشی سے کہا تو وہ مسکرانے لگی کیونکہ وہ بھی اس کلام کو سمجھتی تھی۔

''یہ کوئی موقع ہے عشق کی باتیں کرنے کا''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوری مس جولیا۔ عمران صاحب آپ اپنی کارروائی شروع کریں''...... نعمانی نے پہلے جولیا اور پھر عمران سے کہا۔

عمران، روشی اور نعمانی کو غصے سے دیکھ رہا تھا گویا اسے بھی اس موقع پر ان کی یہ باتیں اچھی نہیں لگی تھیں پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ اور وہ بلیک چیف کی طرف متوجہ ہو گیا۔

''میں نے تو تمہاری تنظیم ہاٹ لائٹ کی بڑی تعریف سنی ہے لیکن تم یعنی بلیک چیف سے مل کر مجھے بہت مایوسی ہو رہی ہے''۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک چیف کی آنکھوں میں حیرت کے تاثرات پیدا ہو گئے۔

''ہاٹ لائن۔ چیف، یہ تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔ کیا ہے یہ

ہاٹ لائن''...... بلیک چیف نے حیرت سے کہا۔

''ہاٹ لائن ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ہے۔ اس کا ہیڈکوارٹر افریقہ میں ہے اور اس ہاٹ لائن نے اسرائیل میں ایک سائنس لیبارٹری تباہ کر کے وہاں سے چند سائنس دانوں کو اغوا کر کے یہاں لیراونی پہنچایا ہے۔ اب تمہیں کچھ یاد آیا کہ نہیں''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''یا تو میں پاگل ہو گیا ہوں یا تم پاگل ہو جو ایسی بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔ میں تو سیدھا سادھا کاروباری آدمی ہوں۔ افریقہ میں میرے درجنوں ہوٹل ہیں۔ قبیلہ شالام کا میں پرنس ہوں۔ شالام میرے دادا کا نام ہے''...... بلیک چیف نے اپنا مکمل تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''میں نے تم سے تمہارے آباؤ اجداد کے بارے میں نہیں پوچھا۔ صرف اتنا پوچھا ہے کہ تم نے اسرائیل سے جن سائنس دانوں کو اغوا کیا ہے وہ اس وقت کہاں ہیں''...... عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

''تم نے پھر وہی پاگلوں والی بات کی ہے۔ اب میں تمہیں کیا جواب دوں''...... بلیک چیف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''باس۔ تم پیچھے ہٹ جاؤ۔ یہ ڈھیٹ مٹی کا بنا ہوا ہے۔ یہ آسانی سے زبان نہیں کھولے گا''...... جوزف نے بلیک چیف کو گھورتے ہوئے کہا تو بلیک چیف نے بھی اسے غصے سے دیکھا۔

"صفدر۔ ہمارے سامان میں ریڈ انجکشن موجود ہے۔ ایک انجکشن اسے لگا دو"...... عمران نے اس مرتبہ صفدر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا تو صفدر دوسرے کمرے میں چلا گیا جہاں ان کا سامان رکھا ہوا تھا۔ تقریباً دو منٹ بعد وہ ریڈ انجکشن تیار کر کے لے آیا۔ اس نے وہ انجکشن بلیک چیف کو لگا دیا۔ بلیک چیف کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ آ گئی لیکن چند ہی لمحوں بعد اس کی یہ مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ اچانک اسے محسوس ہوا جیسے کچھ چیونٹیاں اس کے پاؤں پر چڑھ رہی ہوں۔ بے اختیار اس نے اپنے پیروں کی طرف دیکھا لیکن اسے کوئی چیونٹی نظر نہ آئی لیکن اسے محسوس ایسے ہی ہو رہا تھا کہ چیونٹیاں قطار در قطار اس پر چڑھ رہی ہوں پھر اسے ایسا لگا جیسے اس کے سارے جسم پر چیونٹیاں چڑھ چکی ہوں اور انہوں نے اسے کاٹنا بھی شروع کر دیا ہو۔ اب اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے جسم کے ہر حصے پر زہریلی سوئی چبھ رہی تھی اور درد اتنا شدید تھا جو اس کی برداشت سے باہر ہو رہا تھا۔ چند لمحوں تک تو اس نے یہ درد برداشت کرنے کی کوشش کی اور یہ چند لمحے اسے صدیوں کے برابر محسوس ہوئے تھے۔ آخر اس کی برداشت کی حد ختم ہو گئی اور اس کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں۔

"بچاؤ۔ بچاؤ۔ روک دو انہیں۔ چیونٹیوں کو روک دو۔ ہائے۔ ہائے۔ یہ مجھے مار ڈالیں گی"...... بلیک چیف نے چیختے ہوئے کہا۔ اب اس کی آنکھوں میں موجود شعور کی چمک بھی ختم ہو گئی تھی۔ اس

کی آنکھوں میں صرف خوف ہی خوف دکھائی دے رہا تھا۔

"جب تک تم میرے سوالوں کے صحیح جواب نہیں دو گے یہ چیونٹیاں تمہیں نہیں چھوڑیں گی۔ تم محسوس کرو کہ اب یہ چیونٹیاں تمہارے دماغ تک پہنچ گئی ہیں اب یہ تمہارے دماغ کو کھانا شروع کر دیں گی"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو بلیک چیف کو واقعی ایسے محسوس ہوا جیسے چیونٹیاں اس کے دماغ تک پہنچ گئی ہوں۔ اسے اپنے دماغ میں سنسناہٹ محسوس ہونے لگی۔

"بتاتا ہوں۔ پوچھو۔ کیا پوچھنا ہے تم نے"...... بلیک چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"اسرائیل سے اغوا ہونے والے سائنس دان کہاں ہیں"۔ عمران نے پوچھا۔

"شالما جنگل میں ایک بلڈنگ ہے جسے اب لیبارٹری بنا دیا گیا ہے۔ سائنس دان وہاں ہیں"...... بلیک چیف نے کہا۔

"مجھے تم ہاٹ لائن کے اصل چیف نہیں لگتے کیا میرا شک درست ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ میں ہاٹ لائن کا اصل چیف نہیں ہوں"...... بلیک چیف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"پھر ہاٹ لائن کا اصل چیف کون ہے"...... عمران نے اس سے پوچھا۔

"یہ مجھے بھی نہیں معلوم۔ میرے آفس میں بیل بجتی ہے تو میں

کمپیوٹر آن کر دیتا ہوں۔ کمپیوٹر پر میرا رابطہ ہوتا ہے اور کمپیوٹر ہی سے مجھے ہدایات ملتی ہیں۔ کمپیوٹر پر ایک روبوٹ دکھائی دیتا ہے۔ روبوٹ کے ماتھے پر کبھی سپر باس لکھا ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب مجھ سے سپر باس مخاطب ہے۔ کبھی روبوٹ کے ماتھے پر بگ باس لکھا ہوتا ہے اور مجھے بتایا گیا ہے کہ ہمارا ایک سپریم باس بھی ہے لیکن وہ آج تک مجھ سے مخاطب نہیں ہوا''...... بلیک چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اسرائیل کی سلور لیبارٹری کی سیکورٹی ناقابل شکست تھی پھر تم نے اسے کیسے تباہ کیا''...... بلیک چیف کے جواب دینے کے بعد عمران چند لمحوں تک کچھ سوچتا پھر اس نے ایک اور سوال پوچھا۔

''اسے ہم نے تباہ نہیں کیا اور نہ ہی سائنس دانوں کو ہم نے اغوا کیا ہے۔ یہ کارروائی سپر باس نے اپنے کسی اور ذرائع سے کی ہے''...... بلیک چیف نے کہا اور عمران نے محسوس کیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''شالما جنگل میں وہ بلڈنگ کس جگہ ہے جہاں تم نے سائنس دانوں کو رکھا ہوا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''افریقی ہونے کے باوجود میں کبھی شالما جنگل نہیں گیا اور اس جنگل میں کوئی جا بھی نہیں سکتا۔ وہ اتنا خطرناک ہے کہ انسانوں کا وہاں زندہ رہنا ممکن نہیں ہے۔ اب مجھے اس عذاب سے چھٹکارہ دلاؤ۔ مجھے جو کچھ معلوم تھا وہ میں نے بتا دیا ہے اس سے زیادہ

مجھے معلوم نہیں ہے''...... بلیک چیف نے چیختے ہوئے کہا۔

''جوزف۔ اسے درد سے نجات دلا دو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

جوزف، عمران کا مزاج آشنا تھا لہٰذا جیسے ہی عمران نے بات مکمل کی، جوزف آگے بڑھا۔ اس نے بلیک چیف کی گردن کو مخصوص جھٹکا دیا تو ہڈی ٹوٹنے کی آواز سب نے سنی۔ بلیک چیف کی کربناک چیخ بلند ہوئی اور بندھا ہونے کے باوجود بھی وہ تڑپنے لگا۔

"بڑا عجیب سا کیس ہے۔ ابھی تک ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ اغوا شدہ سائنس دان آخر ہیں کہاں"...... کیپٹن حمید نے طارق صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ سوائے کرنل فریدی کے وہ سب اس وقت ریڈ کالونی کی کوٹھی نمبر ون او ون میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہاٹ لائن کے ہیڈکوارٹر سے نکلنے کے بعد کرنل فریدی نے انہیں یہاں بھیج دیا تھا اور وہ خود کہیں چلا گیا تھا۔

"میری زندگی کا بھی یہ پہلا کیس ہے کہ اتنا وقت گزرنے کے بعد بھی ہم اندھیرے میں ہیں"...... ریکھا نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ ایسے خوار تو ہم پہلے کبھی بھی نہیں ہوئے"...... روزا نے کہا۔

"اگر تم میری بات وات مان لو تو اور کھاوار ہونے سے بچ سکتے ہو"...... قاسم نے کہا۔

"جی۔ آپ بھی فرمائیے۔ آپ کی کون سی بات مانی جائے"۔ کیپٹن حمید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"سالے کپتان وپتان۔ اگر تم میرے کھالہ جاد کی منت ونت کرو تو وہ تم کو بتا دے گا کہ شائنس ڈان کہاں ہیں"...... قاسم نے کہا تو کیپٹن حمید کے منہ کا ذائقہ ہی کڑوا ہو گیا اور اس نے گھور کر قاسم کو دیکھا۔

"اگر منہ اچھا نہ ہو تو بات تو اچھی کرنی چاہئے"...... کیپٹن حمید نے غصے سے کہا۔

"اوہو ہو۔ سالے ان فل فلوٹیوں سے پوچھ لو کہ کس کا منہ گندہ ونده ہو رہا ہے"...... قاسم نے ہنستے ہوئے کہا۔ کیپٹن حمید اس کی بات کا جواب دینا ہی چاہتا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور کرنل فریدی کمرے میں داخل ہوا۔

"کبھی تو اس لڑائی بھڑائی سے باز بھی رہ جایا کرو"...... کرنل فریدی نے ناراض لہجے میں کہا۔

"سر۔ یہ وقت ناراضگی کا نہیں ہے۔ آپ سائنس دانوں کے بارے میں کچھ معلوم کر کے آئے ہیں لہذا ناراضگی چھوڑیئے اور ہمیں بتائیے"...... ریکھا نے کرنل فریدی سے کہا تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

"ہاں۔ بہت کچھ معلوم ہو گیا ہے اور یہ معلومات مجھے عمران کی وجہ سے ملی ہیں"...... کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران کی وجہ سے۔ لیکن کیسے“...... کیپٹن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سالے کپتان وپتان۔ میں نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ میرے کھالہ جاد سے پوچھ لو وہ بتا دے گا“...... قاسم نے فخریہ لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید نے اسے ایک بار پھر غصے سے دیکھا۔

”سالے کپتان وپتان۔ اسی طرح جلتا رہے گا“...... قاسم نے اسے غصے سے دیکھ کر کہا۔

”جب ہاٹ لائن کے فریگی سیکشن کے ہیڈکوارٹر سے فریگی اور عمران کی ساتھی روشی غائب ہوئیں تو مجھے اندازہ ہو گیا تھا کہ روشی، فریگی کو لے کر نکل گئی ہے تاکہ اس سے پوچھ گچھ کر سکے۔ تنویر اور صفدر جب فریگی اور روشی کو ڈھونڈتے ہوئے میرے قریب سے گزرے تو میں نے تنویر کے کالر پر تھری ایکس ڈکٹا فون کا بٹن لگا دیا۔ کافرستان کے اس جدید ترین ڈکٹا فون کے بارے میں تو تم جانتے ہی ہو۔ اس کا بٹن بال جیسا باریک اور ریت کے ذرے کے برابر جسامت کا ہے اور لباس سے چمٹ جاتا ہے اور اتفاق یہ ہوا کہ تنویر نے کپڑے بھی بٹن کے رنگ کے پہنے ہوئے تھے۔ میرا اندازہ سو فیصد درست ثابت ہوا۔ فریگی کو مس روشی لے گئی تھی۔ عمران نے فریگی سے پوچھ گچھ کر کے ہاٹ لائن کے چیف کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور پھر عمران خود بلیک چیف کو لے آیا۔ انہوں نے بلیک چیف کو بھی زبان کھولنے پر مجبور کیا۔ یہ تمام

گفتگو میں نے نہ صرف سنی ہے بلکہ اس کو ریکارڈ بھی کیا ہے۔ اب تم اس کی ریکارڈنگ سن لو“...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر اس نے جیب میں سے ایک چھوٹی سی کیسٹ نکال کر ریکھا کی طرف بڑھا دی۔ ریکھا نے کیسٹ لی اور پھر وہ ایک چھوٹا سا کیسٹ پلیئر اٹھا کر لے آئی۔ اس کے ذریعے ان سب نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی گفتگو سنی۔

”شالما جنگل۔ یہ کہاں ہے“...... ریکارڈنگ سننے کے بعد کیپٹن حمید نے طارق صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”شالما جنگل پر بھی بات کریں گے پہلے میں اپنی حکومت کو اب تک کی رپورٹ دے دوں کیونکہ اس بار حکام نے تاکید کی ہے کہ انہیں ساتھ ساتھ رپورٹ دی جائے“...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر اس نے اپنا سیل فون نکال کر کافرستان بات کی اور بات کرنے کے بعد اس نے سیل فون واپس جیب میں رکھ لیا۔ اس کے بعد اس نے بھی سوالیہ انداز میں طارق صاحب کی طرف دیکھا۔

”شالما جنگل انتہائی خطرناک ہے۔ اس تک پہنچنے کے لئے ہمیں کئی آدم خور قبائل سے گزرنا پڑے گا۔ ان جنگلوں میں صرف انسان ہی آدم خور نہیں ہیں بلکہ ان جنگلوں میں مکھیاں، چیونٹیاں، دیگر سینکڑوں حشرات اور درندے بھی آدم خور ہیں۔ ان جنگلات میں ایسی مکڑیاں بھی پائی جاتی ہیں جو گوشت خور ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی ذہین بھی ہوتی ہیں۔ وہ اپنے شکار کے سامنے نہیں

آتیں۔ جاگتے ہوئے شکار کے قریب نہیں آتیں بلکہ اس کا تعاقب کرتی ہیں۔

انہیں شکار کی خوشبو سے ہی معلوم ہو جاتا ہے کہ شکار اب جاگ رہا ہے یا سو رہا ہے۔ یہ تقریباً شکار سے دو تین فرلانگ کا فاصلہ رکھ کر اس کا تعاقب کرتی ہیں۔ سرخ رنگ کی یہ مکڑیاں خاصی بڑی جسامت کی ہوتی ہیں اور عموماً یہ پانچ چھ کے گروپ بنا کر رہتی ہیں اور شکار کا تعاقب کرتی ہیں۔ ان کے ایک بار کاٹنے سے انسان یا جانور مکمل طور پر بے ہوش ہو جاتا ہے۔ بے ہوش کے بعد یہ اپنے شکار کا گوشت نوچ نوچ کر کھا جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں ایسی بھڑیں بھی پائی جاتی ہیں جو عموماً زہریلے سانپوں کا شکار کرتی ہیں۔ سانپوں کے ساتھ ساتھ یہ انسانوں کی بھی دشمن ہیں۔ ان کے کاٹنے سے بھی انسان بے ہوش ہو جاتا ہے اور پھر یہ اسے کھا جاتی ہیں۔

افریقہ کے گوشت خور درختوں کے بارے میں تو تم سب جانتے ہی ہو۔ نہ صرف انسان بلکہ ان کے قریب سے گھوڑا اور ہاتھی بھی گزرے تو یہ درخت اسے جکڑ لیتے ہیں اور جب ان کا شکار پنجر میں تبدیل ہو جاتا ہے تو پھر یہ اسے چھوڑتے ہیں۔ افریقہ کے وچ ڈاکٹروں کے بارے میں بھی تم نے سنا ہوا ہے۔ یہ بھی غیر افریقی انسانوں کے بہت بڑے دشمن ہیں۔ ان کے جادو ٹونے میں انسانی کھوپڑیاں استعمال ہوتی ہیں اور اپنے جادو ٹونے کے لئے

یہ غیر افریقی انسانوں کا شکار کرتے ہیں۔ جنگلوں کے درمیان میں ہی بعض مقامات ایسے آ جاتے ہیں کہ درختوں کے جھنڈ ختم ہو جاتے ہیں اور سرسبز میدان دکھائی دینے لگتا ہے۔ خوبصورت ریشمی گھاس دکھائی دیتی ہے اور انسان کا دل چاہتا ہے کہ وہ اس گھاس پر لیٹ کر آرام کرے لیکن اس گھاس میں لاکھوں کروڑوں کی تعداد میں زہریلی چیونٹیاں ہوتی ہیں۔ وہ تو منٹوں میں ہی اپنے شکار کو ڈھانچے میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ میں مزید ان جنگلوں کے بارے میں کیا بتاؤں۔ بس اتنا سمجھ لو کہ ہر قدم پر موت منہ کھلے سامنے آ جاتی ہے۔ جب ہم ان جنگلوں میں داخل ہوں گے تو ہم پر مزید اسرار کھلیں گے‘‘۔ طارق صاحب نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

ان کی گفتگو سن کر ان سب کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

’’اف توبہ۔ توبہ۔ اتنا خوف ناک جنگل۔ تو کیا پھر ہم زندہ مندہ واپس نہیں آ سکیں گے‘‘...... قاسم نے کہا۔

’’طارق انکل نے یہ تو بتایا ہی نہیں کہ جنگلی عورتیں ہاتھی جیسے مردوں کو پسند کرتی ہیں اور ان سے شادی کر کے انہیں ہمیشہ کے لئے اپنے پاس رکھ لیتی ہیں‘‘...... کیپٹن حمید نے کہا۔

’’اچھا۔ پھر تو ٹھیک میک ہے۔ طارق انکل۔ اس جنگل سے زیادہ خوف ناک ماحول تو سالی چھپکلی بیگم نے گھر کا بنایا ہوا ہے۔ میں تو اس جنگل سے ڈرنے ورنے والا نہیں ہوں‘‘...... قاسم نے بے خوفی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

''ان فطری دشمنوں کے علاوہ ہاٹ لائن یا وہ سپر باس بھی ہماری جان کے دشمن ہیں جس کا ذکر بلیک چیف نے عمران کے سامنے کیا ہے''...... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ یہ سپر باس کون ہوسکتا ہے''...... روزا نے پوچھا۔

''حالات تو یہی بتا رہے ہیں کہ یہ خاص لوگ ہیں۔ سائنس میں بہت ایڈوانس ہیں۔ وہ ہاٹ لائن جیسی باوسائل، طاقتور اور انتہائی سیکرٹ تنظیم کو بھی ڈمی کے طور پر استعمال کر رہے تھے اور نجانے انہوں نے کتنی تنظیمیں بنا رکھی ہوں گی اور کیا کیا سیٹ اپ بنائے ہوئے ہوں گے''...... کرنل فریدی نے کہا۔

''یعنی آنے والا وقت ہمارے لئے انتہائی کٹھن اور خوفناک ہے''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''بے شک اور جیسا کہ طارق صاحب نے بتایا کہ اس سفر میں ہر قدم پر خوفناک موت نے ہمارا استقبال کرنا ہے اور معلوم نہیں کہ وہ کس لمحے ہم میں سے کسی کا شکار کر لے لہٰذا اگر کوئی یہاں سے واپس جانا چاہتا ہے تو اسے اجازت ہے وہ جا سکتا ہے''...... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ موت کی جانب یہ ہمارا پہلا سفر تو نہیں ہے۔ آپ کے ہمراہ ہم نے سینکڑوں نہیں تو درجنوں سفر ایسے کئے ہیں جہاں موت رقاصہ بن کر ہمارے اردگرد رقص کرتی رہی ہے اور بھگوان کی کرپا سے کبھی بھی ہمارے قدموں میں لرزش نہیں آئی اور شہروں میں ہم

کون سی محفوظ زندگی گزارتے ہیں۔ ہم تو ہر لمحہ موت کے سائے میں رہتے ہیں۔ ہماری فیلڈ ایسی ہے کہ کسی بھی وقت کوئی اندھی گولی ہمیں موت سے گلے ملا سکتی ہے۔ جب ہمارا ایک ایک لمحہ موت سے اٹھکیلیاں کرتے ہوئے گزرتا ہے تو پھر اس موقع پر ہم بزدلی کا مظاہرہ کیسے کر سکتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھی ہیں۔ آپ ہم پر اعتماد کرتے ہیں۔ ہم بھلا آپ کے اعتماد کو ٹھیس کیسے پہنچا سکتے ہیں''...... سریش نے نہایت ہی جذباتی لہجے میں کہا تو روزا، ریکھا اور حمید نے تالیاں بجا کر اس کی تائید کی۔

''سر۔ سریش کا کہا کافی ہے یا آپ مزید بھی کچھ سننا پسند کریں گے''...... ریکھا نے مسکراتے ہوئے ذومعنی انداز میں کہا۔

''سریش کا کہا کافی ہے اور مجھے اپنے ساتھیوں پر فخر ہے۔ میرے دیش میں آپ جیسے لوگ موجود ہیں اس لئے میرا دیش بہت عظیم ہے اور ہمیشہ عظیم رہے گا''...... کرنل فریدی نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''قاسم۔ تمہارا کیا پروگرام ہے۔ کیا تم ہمارے ساتھ چل رہے ہو''...... کیپٹن حمید نے قاسم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''سالے کپتان وپتان۔ میری تو جان ہر وقت اپنے کرنل ورنل پر قربان ہونے کے لئے تیار میار رہتی ہے''...... قاسم نے کیپٹن حمید کو آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی نے اس کی طرف پیار سے دیکھا۔

''طارق صاحب نے کچھ شاپنگ کرنی ہے۔ اس لئے میں اور طارق صاحب بازار جا رہے ہیں۔تم لوگ بھی تیاری کر لو۔ ہم کچھ ہی دیر میں شالما جنگل کی طرف روانہ ہو جائیں گے''...... کرنل فریدی نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ طارق صاحب بھی اس کے ساتھ ہی کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔

کرنل ڈیوڈ ایک کمرے میں سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ٹینا اسے دشمنوں کی قید سے بچا لائی تھی۔ اسے تو اپنی موت کا یقین ہو گیا تھا اور اس نے اپنی آنکھیں بھی بند کر لی تھیں، لیکن آخری لمحوں میں ٹینا وہاں پہنچ گئی تھی اور اس نے کرنل ڈیوڈ اور اپنے دو ساتھیوں کو بچا لیا تھا۔ البتہ ایک آدمی نیلسن مارا گیا تھا۔ وہاں سے واپس آنے کے بعد کرنل ڈیوڈ نے فوراً ہی اپنی رہائش بدل لی تھی اس نے خود بھی نیا میک اپ کر لیا تھا اور ساتھیوں کو بھی میک اپ بدلنے کی ہدایت کر دی تھی اور اب کرنل ڈیوڈ سوچ رہا تھا کہ کیا کرے۔ آگے بڑھنے کا کوئی بھی راستہ اسے نظر نہیں آ رہا تھا۔ سر جھکا کر بیٹھے ہوئے اسے نجانے کتنی دیر ہو گئی تھی کہ اچانک اس کی جیب میں سے میوزک کی آواز آنے لگی۔ یہ آواز سنتے ہی وہ بری طرح چونکا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا سیل فون نکال لیا۔

''کرنل ڈیوڈ اسپیکنگ''...... اس نے کال اوکے کا بٹن دبا کر سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''لارڈ میکالے بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے اسرائیلی صدر کے مشیر خاص کی آواز سنائی دی۔

''جی فرمایئے''...... کرنل ڈیوڈ نے خشک سے لہجے میں کہا چونکہ وہ اس وقت پریشان تھا اس لئے اسے لارڈ میکالے کی کال کا آنا اچھا نہیں لگا تھا۔

''کرنل صاحب۔ کیا رپورٹ ہے''...... دوسری طرف سے لارڈ میکالے نے پوچھا۔

''سابقہ رپورٹ میں آپ کو دے چکا ہوں اس کے بعد کوئی نئی پیش رفت نہیں ہوئی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''آپ تو لیراونی میں ایسے اطمینان سے بیٹھے ہوئے ہیں جیسے آپ وہاں سیر کرنے کے لئے گئے ہوں۔ جبکہ دیگر ایجنٹوں نے سائنس دانوں کا کلیو حاصل کر بھی لیا ہے اور سن لیں کہ اگر سائنس دانوں کو انہوں نے حاصل کر لیا تو پھر صدر مملکت آپ کا کورٹ مارشل کرنے میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں کریں گے۔ ابھی چند لمحے پہلے ہی میری ان سے بات ہوئی ہے۔ وہ آپ پر بہت ناراض ہیں''...... دوسری طرف سے لارڈ میکالے کی طنزیہ آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ کس نے کلیو حاصل کیا ہے اور آپ کو کیسے معلوم

ہوا''...... کرنل ڈیوڈ نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس نے لارڈ میکالے کے طنزیہ لہجے کو نظر انداز کر دیا تھا۔

''پاکیشیا کا عمران آپ سب سے زیادہ تیز اور ذہین ہے۔ اپنی اس ذہانت کی وجہ سے وہ آپ پر ہمیشہ حاوی رہتا ہے۔ سائنس دانوں کے بارے میں بھی اسی نے معلومات حاصل کی ہیں، پھر یہ معلومات کرنل فریدی تک پہنچی ہیں، کرنل فریدی نے کافرستان رپورٹ دی ہے عمران کے حوالے کے ساتھ ہی اور کافرستان سے یہ رپورٹ ہم تک بھی پہنچ گئی ہے''...... دوسری طرف سے لارڈ میکالے نے بدستور طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ کہاں ہیں یہ سائنس دان''...... کرنل ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

''لیراونی کے جنگلات میں سے ایک جنگل ہے شالما۔ اس جنگل میں ایک عمارت ہے۔ یہ سائنس دان اس وقت اس عمارت میں موجود ہیں۔ عمران اور کرنل فریدی اپنی ٹیموں کے ساتھ شالما جنگل کی طرف روانہ ہو چکے ہوں گے۔ آپ بھی فوراً روانہ ہو جائیں۔ آپ نے ان دونوں سے بلکہ سب سے پہلے ان سائنس دانوں تک پہنچنا ہے اور ہر حال میں ان سائنس دانوں کو حاصل کرنا ہے۔ اگر یہ ٹیمیں آپ کے راستے کی دیوار بنیں تو آپ نے یہ دیواریں گرا دینی ہیں۔ ہمیں ہر صورت سائنس دان چاہئیں''...... دوسری طرف سے لارڈ میکالے نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ اوکے۔ اب یہ سائنس دان اسرائیل پہنچ جائیں گے۔ آپ بے فکر ہو جائیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال منقطع کر دی۔ وہ فوراً اٹھا اور دروازے کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ دروازے سے باہر آیا۔ اس نے ٹینا کو دیکھا جو اس کے کمرے کی طرف آ رہی تھی۔

"ٹینا۔ میرے ساتھ آؤ۔ مجھے سائنس دانوں کے بارے میں معلوم ہو گیا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"سر۔ آپ کو کمرے میں بیٹھے بیٹھے معلوم ہو گیا ہے"...... ٹینا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں جی پی فائیو کا چیف کرنل ڈیوڈ ہوں۔ کوئی گھسیارہ نہیں ہوں۔ مجھے پوری دنیا کے حالات پر نظر رکھنی پڑتی ہے۔ سمجھیں تم"...... کرنل ڈیوڈ نے سخت لہجے میں کہا اور اسی دوران وہ کار تک پہنچ گئے۔

"سوری سر۔ آپ تو واقعی انتہائی باخبر باس ہیں۔ کوئی بھی بات زیادہ دیر تک آپ سے چھپی نہیں رہ سکتی"...... ٹینا نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ کرنل ڈیوڈ نے کار کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جبکہ ٹینا اس کے برابر والی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ٹونی گیٹ پر بیٹھا ہوا تھا، اس نے کار کو گیٹ کی طرف بڑھتے دیکھا تو اس نے گیٹ کھول دیا۔ کرنل ڈیوڈ کی کار سڑک پر آ گئی۔ تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد کرنل ڈیوڈ نے کار ایک مکان کے سامنے

روک دی۔ مکان پر نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی جس پر شالاکانا لکھا ہوا تھا۔ کرنل ڈیوڈ اور ٹینا کار سے نیچے اتر آئے۔ کرنل ڈیوڈ نے خود ہی دروازے پر دستک دی تو چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آیا اس نے کرنل ڈیوڈ اور ٹینا کو غور سے دیکھا۔

"تمہارا ہی نام شالاکانا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے اس سے پوچھا۔ لہجہ اس کا کافی نرم تھا۔

"ہاں۔ میرا ہی نام شالاکانا ہے۔ تم کون ہوں"...... اس آدمی نے کرنل ڈیوڈ سے پوچھا۔

"میرا نام ڈیوڈ ہے اور یہ میری بیوی ٹینا ہے۔ میں نے سنا ہے کہ تم لیراونی کے جنگلات کے کیڑے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں۔ تم نے ٹھیک سنا ہے۔ میں لیراونی کے جنگلات کے چپے چپے سے واقف ہوں"...... شالاکانا نے کہا۔

"تم ایک بہت بڑی رقم کمانا چاہتے ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"بہت بڑی رقم۔ کون آدمی ہے جو رقم نہیں کمانا چاہے گا۔ بولو کیا کام کرنا ہو گا مجھے۔ تمہیں شیر کی چربی چاہئے، ہاتھی کے دانت چاہیں، جنگلی چمگادڑوں کا خون چاہئے، الوؤں کی آنکھیں چاہیں، کسی جنگلی انسان کی کھوپڑی چاہئے، کوئی جنگلی عورت چاہئے۔ کیا چاہئے تمہیں۔ میں ہر کام کر سکتا ہوں"...... شالاکانا نے کہا۔

"نہیں۔ ان میں سے کوئی کام نہیں ہے نہ ہی مجھے کوئی ایسا کام

کرانا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''ہونہہ۔ پھر بتاؤ تمہیں مجھ سے کیا کام ہے''۔ شالکانا نے کہا۔

''تم نے شالما جنگل دیکھا ہوا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو شالکانا کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھرے اور پھر مٹ گئے۔

''ہاں۔ دیکھا ہوا ہے لیکن تم نے اس کا نام کیوں لیا ہے''۔ شالکانا نے کہا۔

''تم ہمیں وہاں پہنچا دو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو شالکانا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرے۔

''مسٹر ڈیوڈ۔ تمہیں پتا ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ احمق آدمی شالما جنگل میں تو موت انسانوں کے تلاش میں رہتی ہے۔ جیسے ہی کوئی انسان وہاں پہنچنے میں کامیاب ہوتا ہے موت اسے جھپٹ لیتی ہے۔ وہاں موت کی تاریکیوں اور اندھیروں کا راج ہے۔ تم فوراً اپنا ارادہ ترک کر دو۔ ابھی تمہاری عمر مرنے کی نہیں ہے۔ تمہاری بیوی بہت ہی حسین ہے۔ اس کے ساتھ زندگی کو انجوائے کرو۔ شالما جنگل کا نام بھی اپنے ذہن سے کھرچ دو''...... شالکانا نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

''مسٹر شالکانا۔ اگر تم شالما جنگل سے ڈر رہے ہو تو تم ہمیں اس کے قریب چھوڑ کر واپس آ جانا۔ ہم تمہیں منہ مانگی رقم دیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے اس کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''شالما جنگل کے قریب پہنچنا بھی ناممکن ہے مسٹر ڈیوڈ۔ آگ

کے کئی سمندر ہیں جنہیں عبور کرنا پڑتا ہے''...... شالما نے کہا۔

''ہم وہ عبور کر لیں گے۔ تمہارے لئے جہاں تک ممکن ہو سکے ہمیں وہاں تک پہنچا دو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''آخر تمہیں ایسی کیا مجبوری ہے کہ تم موت کو اس طرح گلے لگانا چاہتے ہو''...... شالکانا نے کہا۔

''یہ جاننا تمہارے لئے ضروری نہیں۔ بس تم اس رقم کے بارے میں سوچو جو تمہیں ملنے والی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''تم پانچ ہزار ایکریمی ڈالر دو گے مجھے''...... شالکانا نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''میں تمہیں دس ہزار ایکریمی ڈالر کا چیک دے رہا ہوں۔ یہ چیک تم اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا دو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی جیب سے ایک چیک بک نکال لی۔ یہ چیک بک افریقہ کے سب سے بڑے بینک کی تھی۔ کرنل ڈیوڈ نے اس پر اندراجات مکمل کئے اور چیک شالکانا کی طرف بڑھایا۔ شالکانا نے چیک لے کر اسے غور سے دیکھا۔

''دس ہزار ایکریمی ڈالرز کے لئے میں کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ اوکے میں تمہیں شالما جنگل کے قریب قریب پہنچا دوں گا اس کے بعد تم جانو اور تمہارا کام''...... شالکانا نے چیک جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

''اس سفر میں ہمیں جس سامان کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ تم

ہمیں اس کی لسٹ بنا دو۔ ہم وہ سامان خریدتے ہیں۔ جبکہ تم یہ چیک کیش کرالو یا اسے اپنے اکاؤنٹ میں جمع کرا دو۔ ہم آج ہی شالما جنگل کی طرف روانہ ہو جائیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے شالکانا سے کہا۔

''اوکے۔ میں تمہیں سامان کی لسٹ بنا دیتا ہوں''...... شالکانا نے کہا۔ پھر وہ اندر گیا اور تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ تھا۔

''لو۔ تم یہ سامان خریدو۔ اتنی دیر میں، میں بھی تیاری کر لیتا ہوں''...... شالکانا نے کاغذ کرنل ڈیوڈ کو دیتے ہوئے کہا۔

''شالکانا۔ یہ بات یاد رکھنا کہ دس ہزار ایکریمی ڈالرز کے مقابلے میں تمہاری جان بہت قیمتی ہے۔ اگر تم نے ہمارے ساتھ کوئی دھوکا کرنے کی کوشش کی تو وہ دھوکا تمہاری جان لے سکتا ہے اور ہم کتنے خطرناک لوگ ہیں اس کا اندازہ تو تمہیں اسی بات سے ہو گیا ہو گا کہ ہم شالما جنگل جانے کا ارادہ رکھتے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے شالکانا کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''میرا ارادہ تمہیں دھوکا دینے کا بالکل نہیں ہے اور شالما جنگل جانا تمہاری خطرناک ہونے کی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی یہ تمہاری بہادری ہے۔ بلکہ یہ تمہاری بیوقوفی ہے اس سفر پر روانہ ہونے سے پہلے تم اپنے خاندان والوں کو بتا دینا کہ اب وہ تمہارا انتظار نہ کریں۔ تم کبھی بھی واپس ان کے درمیان نہیں پہنچ سکو گے''۔

شالکانا نے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم تیاری کرو ہم ایک گھنٹے بعد تمہیں لینے آ جائیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر وہ کار کی طرف مڑا۔ وہ اور ٹینا کار میں بیٹھے اور کار آگے بڑھنے لگی۔

تقریباً دو گھنٹوں کے بعد وہ سب ایک بڑی جیپ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ٹونی تھا اور فرنٹ سیٹ پر کرنل ڈیوڈ۔ جیپ شہری حدود سے نکل کر ایک جنگل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ ان سب کے چہروں پر تجسس کے تاثرات تھے جبکہ شالکانا کے چہرے پر طنز دکھائی دے رہا تھا۔

سخت کوشش کے باوجود بھی کرنل زید کو ابھی تک یہ معلوم نہیں ہو سکا تھا کہ سائنس دانوں کو لیروانی میں کہاں لایا گیا ہے۔ وہ اور اس کے ساتھی میک اپ میں تھے اور انہوں نے لیراونی کے تمام ہوٹل اور کلب دیکھ لئے تھے۔ ڈابگر نے انڈرورلڈ کو بھی کھنگال ڈالا تھا لیکن وہ ابھی تک مکمل اندھیرے میں تھے اس وقت کرنل زید اور ڈابگر کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور اسی مسئلے پر سوچ رہے تھے۔ ان کے باقی ساتھی اب بھی فیلڈ میں تھے۔

''سر۔ کیا باقی ٹیمیں بھی اب تک اندھیرے میں ہیں''۔ ڈابگر نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

''معلوم نہیں لیکن اگر وہ ہم سے پہلے سائنس دانوں تک پہنچ گئے تو یہ ہماری نا اہلی ہو گی۔ پہلے ہمیں ہی سائنس دانوں تک پہنچنا اور انہیں یہاں سے لے کر جانا ہو گا''...... کرنل زید نے کہا۔

''سر۔ ڈابگر نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ کرنل زید کے سیل فون کی گھنٹی بجنے لگی۔ ڈابگر گھنٹی کی آواز سن کر خاموش ہو گیا جبکہ کرنل زید نے جیب میں سے سیٹ نکال لیا۔

''یس کرنل زید اسپیکنگ''...... کرنل زید نے کال اوکے کا بٹن دبا کر سیٹ کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''کرنل صاحب۔ میں فلسطینی ایگل گروپ سے ابو نصر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

''اوہ ابو نصر صاحب آپ۔ کیسے مزاج ہیں''...... کرنل زید نے چونکتے ہوئے کہا۔

''الحمدُللہ۔ کرنل صاحب۔ آپ نے میرے ذمے ایک کام لگایا تھا کہ کرنل ڈیوڈ ایک مشن پر روانہ ہوا ہے۔ اگر اس مشن کے بارے میں کوئی اطلاع ملے تو میں آپ کو خبر دوں''...... دوسری طرف سے ابو نصر کی آواز سنائی دی۔

''جی ہاں اور اس کا مطلب ہے کہ آپ کے پاس کوئی اہم اطلاع ہے''...... کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''جی کرنل صاحب۔ اسرائیلی صدر کے مشیر خاص لارڈ میکالے نے کرنل ڈیوڈ کو فون کر کے بتایا ہے کہ اسرائیل سے اغوا ہونے والے سائنس دان لیراونی کے ایک جنگل شالما میں موجود ہیں''۔ دوسری طرف سے ابو نصر نے کہا۔

''اوہ۔ یہ تو بہت ہی اہم اطلاع ہے ابو نصر۔ میں اس کے لئے

بہت پریشان تھا''...... کرنل زید نے کہا۔

''کرنل صاحب جیسے ہی ہمیں یہ اطلاع ملی ہے ہم آپ تک پہنچا رہے ہیں۔ اگر کوئی اور خدمت ہو تو وہ بھی بتائیں''۔ دوسری طرف سے ابونصر نے پرخلوص لہجے میں کہا۔

''شکریہ ابونصر صاحب۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا آپ نے یہ اطلاع پاکیشیا کے عمران صاحب کو بھی دی ہے''......کرنل زید نے کہا۔

''کرنل صاحب۔ ایسا معاملات میں عمران صاحب بہت ایڈوانس ہیں۔ شالما جنگل کے بارے میں سب سے پہلے انہوں نے ہی معلومات حاصل کی ہیں۔ ان سے یہ معلومات کافرستان کے کرنل فریدی تک پہنچی ہیں ۔کرنل فریدی نے جب یہ رپورٹ اپنے حکام کو دی ہے تو پھر وہاں سے یہ رپورٹ اسرئیل تک پہنچ گئی ہے اور لارڈ میکالے نے کرنل ڈیوڈ کو فون کر کے یہ اطلاع دی ہے۔ لارڈ میکالے کا فون ہم نے سنا ہے اور آپ کو اطلاع دے رہے ہیں''...... دوسری طرف سے ابونصر کی آواز سنائی دی تو کرنل زید نے ایک طویل سانس لیا۔

''ابونصر صاحب۔ آپ نے علی عمران کے بارے میں بالکل ٹھیک کہا ہے۔ اوکے آپ کا شکریہ۔ آپ نے ہماری مدد کی ہے''۔ کرنل زید نے ابونصر کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔

''آپ ہمارے بھائی ہیں کرنل صاحب آپ کے کام آنا ہمارا

فرض ہے اور اس کے بدلے میں آپ ہمارے لئے دعا کرتے رہا کریں کہ ہمیں تمام عالم اسلام کی دعاؤں کی ضرورت ہے''...... ابو نصر نے کہا۔

''ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔ اوکے اللہ حافظ''۔ کرنل زید نے کہا اور پھر اس نے کال منقطع کر دی۔

کال منقطع کرنے کے بعد کرنل زید نے مائرہ کے نمبر پریس کئے اور اسے ہدایت کی کہ وہ تمام ساتھیوں سمیت فوراً واپس آ جائے۔ تقریباً دس منٹ میں ہی اس کے تمام ساتھی اس کے سامنے موجود تھے۔

''نیتو۔ تم افریقہ کے رہنے والے ہو۔ یہ بتاؤ کہ تم نے لیراونی کا شالما جنگل دیکھا ہوا ہے''...... کرنل زید نے کہا۔

''باس۔ میں تو کیڑا ہوں افریقہ کے جنگلوں کا۔ میری ساری زندگی انہی جنگلوں میں گزری ہے۔ میں شالما جنگل کے بارے میں بھی سب جانتا ہوں''...... نیتو نے کہا۔

''نیتو۔ ہم نے شالما جنگل جانا ہے''...... کرنل زید نے کہا تو نیتو سوچ میں ڈوب گیا۔

''کیا سوچ رہے ہو نیتو۔ کیا تم ہمیں شالما جنگل تک نہیں لے جا سکتے''...... کرنل زید نے کہا۔

''باس۔ اگر آپ حکم دیں تو میں ابھی خنجر سے اپنی گردن کاٹ دوں لیکن شالما جنگل۔ باس بہتر یہی ہے کہ آپ وہاں جانے کا

ارادہ ملتوی کر دیں''۔۔۔۔ نیتو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''کیوں نیتو۔ کیا ہے اس شالما جنگل میں۔ تم تو بہت ہی پریشان ہو گئے ہو''۔۔۔۔ مائرہ نے کہا۔

''مادام۔ میں اپنی وجہ سے پریشان نہیں ہوا مجھے تو آپ لوگوں کی فکر پریشان کر رہی ہے''۔۔۔۔ نیتو نے کہا۔

''نیتو۔ بتاؤ تو سہی اس جنگل میں ہے کیا''۔۔۔۔ پولیس کمشنر صائم نے کہا۔

''صاحب۔ آپ جانتے ہیں کہ افریقہ کے اسرار دنیا بھر میں مشہور ہیں اور لیراونی کے جنگلات انہی اسرار کا مرکز ہیں۔ شالما جنگل تک کسی انسان کا زندہ پہنچ جانا ممکن نہیں۔ ہر قدم پر موت کے جال ہیں۔ موت کے خونی پنجے انسان کو دبوچ نے کے لئے جگہ جگہ پر موجود ہیں۔ درخت، جھاڑیاں، درندے، شدات وحشی، وچ ڈاکٹرز، دلدلیں، بدروحیں، موت نے ان سب کا روپ دھارا ہوا ہے۔ انسان ایک دو دشمنوں سے بچ بھی سکتا ہے لیکن ان سب سے تو نہیں بچ سکتا''۔۔۔۔ نیتو نے نہایت ہی خوفناک لہجے میں کہا۔

''نیتو۔ جب ہم گھر سے چلے تھے نا تو یہ سب باتیں میرے ذہن میں تھیں اور یہ باتیں میں نے اپنے ساتھیوں سے ڈسکس بھی کیں تھیں لیکن ہم سب میں سے کوئی بھی موت سے خوفزدہ نہیں ہے۔ نیتو۔ ہم موت سے آنکھیں ملانے والے اور موت کے پنجے میں پنجہ ڈالنے والے لوگ ہیں۔ موت کسی بھی روپ میں آجائے

ہم ڈرتے نہیں ہیں اور جو مقصد گھر سے لے کر نکلتے ہیں اس مقصد کو پورا کئے بغیر واپس نہیں پلٹتے۔ چاہے ہمیں موت گلے ہی کیوں نہ لگا لے''۔۔۔۔ کرنل زید نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''اوکے باس۔ اگر آپ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال سکتے ہیں تو نیتو بھی آپ سے پیچھے نہیں رہے گا۔ نیتو تو ان دشمنوں کے درمیان میں ہی پیدا ہوا ہے اس کی زندگی بھی انہی کے درمیان میں گزری ہے۔ اگر موت ان دشمنوں کے روپ میں ہماری طرف بڑھی تو میں اس کا منہ توڑ دوں گا''۔۔۔۔ نیتو نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''گڈ نیتو۔ یہ تم نے دل خوش کرنے والی بات کی ہے''۔ ڈاگر نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔

''باس۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ ہم کچھ سامان خرید لیتے ہیں جو اس سفر میں ہمارے کام آگے گا''۔۔۔۔ نیتو نے کہا۔

''اوکے۔ اٹھو''۔۔۔۔ کرنل زید نے اٹھتے ہوئے کہا تو نیتو بھی کھڑا ہو گیا۔ پھر تقریباً تین گھنٹے بعد ہی وہ لوگ ایک بڑی جیپ میں بیٹھے تھے۔ یہ جیپ جنگل میں سفر کرنے کے لئے مخصوص تھی۔ چونکہ افریقہ جنگلات سے پر تھا۔ بہت سے سیاح اور مختلف ٹی وی چینل کی ٹیمیں ڈاکومنٹری بنانے کے لئے ان جنگلوں کا رخ کرتی رہتی تھیں اس لئے ان کے لئے مخصوص جیپیں تیار کی جاتی تھیں۔ سیاح اور ڈاکومنٹری بنانے والی ٹیمیں تو جنگلات میں ایک حد تک

جاتی تھیں لیکن انہوں نے اس حدود سے آگے جانا تھا اس لئے انہوں نے زیادہ تیاری کی تھی اور مکمل تیاری کرنے کے بعد یہ قافلہ روانہ ہوا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر نیتو تھا۔ جبکہ ساتھ والی سیٹ پر کرنل زید بیٹھا ہوا تھا۔ مائرہ اور صائم پچھلی سیٹوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی نظریں آپس میں ملتی تھیں تو مائرہ ایک دم ہی اپنی پلکیں جھکا لیتی تھی اور اس کے رخساروں پر شفق کی سرخی پھیل جاتی تھی اس کا چچا ڈاگر اس کے ساتھ ہی بیٹھا ہوا تھا۔ سب کچھ سمجھنے کے باوجود بھی وہ انجان بنا ہوا تھا۔ ایگل گروپ کے پانچ افراد بھی پچھلی سیٹوں پر بیٹھے تھے۔ وہ بھی صائم اور مائرہ کی جذباتی کیفیت کو سمجھ رہے تھے لیکن کچھ کہنے اور بولنے کی ان میں جرأت ہی نہیں تھی۔

نیتو نہایت ہی تیز رفتاری لیکن مہارت سے جیپ ڈرائیو کر رہا تھا۔ پانچ گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد وہ ایک جنگل کی حدود میں داخل ہو گئے اس وقت تک رات کا اندھیرا بھی پھیل گیا تھا۔ نیتو نے جیپ کی لائٹس جلالی تھیں۔

''نیتو۔ ہم شالما جنگل میں کب تک پہنچیں گے''...... مائرہ نے جیپ میں چھائی ہوئی خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔

''مادام۔ ہم پانچ گھنٹوں کا سفر کر چکے ہیں۔ آپ کو وقت گزرنے کا احساس ہوا''...... نیتو نے کہا۔

''نہیں''...... مائرہ نے بے اختیار کہا۔

''تو آپ کو آئندہ بھی وقت گزرنے کا احساس نہیں ہو گا۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں''...... نیتو نے اسے بیک ویو مرر میں دیکھتے ہوئے معنی خیز انداز میں کہا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا''...... مائرہ نے نیتو کی بات سمجھنے کے باوجود بھی انجان بنتے ہوئے کہا۔

''مطلب یہ ہے مادام۔ کہ ہمارے ساتھی اتنے اچھے ہیں کہ ان کی ہم راہی میں وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوتا۔ باس، ڈاگر انکل، صائم صاحب۔ آپ اور یہ پانچوں ایگل۔ آپ سب اتنے خوبصورت اور پیارے ساتھی ہیں کہ مجھے بھی پانچ گھنٹوں کے گزرنے کا احساس نہیں ہوا اور امید ہے کہ آئندہ کا سفر بھی اسی طرح گزر جائے گا''...... نیتو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو''...... مائرہ نے کہا اور پھر خاموش ہو گئی جیپ میں بھی خاموشی طاری ہو گئی۔

''نیتو۔ مائرہ نے پوچھا تھا کہ ہمیں شالما جنگل پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا''...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد کرنل زید نے کہا۔

''باس۔ جہاں تک جیپ نے ساتھ دیا۔ ہم اس میں سفر کریں گے۔ پھر جب ہم جیپ چھوڑیں گے تو اس کے بعد میں اندازہ کر سکوں گا کہ ہمیں مزید کتنے دن لگیں گے اور وہ اندازہ بھی اس صورت میں ہو گا کہ ہم بغیر کسی رکاوٹ کے چلتے رہے اور اگر کوئی رکاوٹ ہم پر حاوی ہو گئی تو پھر ہم جنگلی حیات کی خوراک بن

جائیں گے''...... نیتو نے کہا۔

''نیتو۔ ہمارے ساتھ رہتے ہوئے تم مایوسی کی بات نہیں کرو گے۔ ہم تو وہ لوگ ہیں کہ موت، ریوالور کی گولی کی صورت میں ہماری طرف بڑھ رہی ہوتی ہے لیکن ہم اس وقت بھی زندگی سے مایوس نہیں ہوتے۔ ہم زندہ رہنے کی جدو جہد کرتے ہیں اور اللہ نے ہماری جتنی بھی زندگی لکھی ہوئی ہے۔ ہم نے اتنی زندگی اس دنیا میں گزارنی ہے۔ چاہے ایک کیا درجنوں گولیاں بھی ہمارے جسم کو چھلنی کر دیں۔ ایک جنگلی درندہ کیا جنگل کے سارے درندے ہی مل کر ہم پر حملہ کیوں نہ کر دیں''...... صائم نے کہا۔

''صائم صاحب۔ مایوس تو میں بھی کبھی نہیں ہوا اور نہ ہی خوف کو میرے قریب سے گزرنے کی جرأت ہوئی ہے۔ میں یہ باتیں اس لئے کر رہا ہوں کہ آپ سب ہوشیار رہیں۔ کسی بھی لمحے غفلت کا شکار نہ ہوں۔ ایک لمحے کی غفلت بھی ہمیں موت کے تاریک کنویں میں دھکیل سکتی ہے''...... نیتو نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات تم نے ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ہمیں واقعی ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے''...... صائم نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''نیتو۔ میرا خیال ہے کہ رات کافی ہو گئے ہے۔ اس لئے اب ہمیں پڑاؤ کرنا چاہئے۔ تم جیپ روک لو''...... کرنل زید نے کہا۔

''او کے باس''...... نیتو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر اس نے جیپ روک لی۔ وہ سب جیپ سے نیچے اترے۔ پہلے انہوں نے کھانا کھایا اور پھر مناسب جگہ پر دو خیمے لگا دیئے۔ ایک خیمہ چھوٹا تھا جو مائرہ کے لئے لگایا گیا تھا اور دوسرا خیمہ بڑا تھا جو کہ تمام حضرات کے لئے لگایا گیا تھا۔

''رات کو کوئی بھی درندہ ہم پر حملہ آور ہو سکتا ہے۔ لہٰذا ہم نے باری باری پہرہ بھی دینا ہے''...... کرنل زید نے کہا۔

''باس۔ آپ آرام کریں ہم پہرہ دے لیں گے''...... نیتو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''نہیں جو ڈیوٹی سب لوگ دیں گے وہ میں بھی دوں گا۔ ابتدائی دو گھنٹے میں اور صائم ڈیوٹی دیں گے۔ پھر تم اور ایگل ون ڈیوٹی دو گے۔ اس کے بعد ایگل ٹو اور تھری اور پھر ایگل فور اور فائیو ڈیوٹی دیں گے''...... کرنل زید نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں نے بھی ڈیوٹی دینی ہے۔ میں بھی تو اس ٹیم کا حصہ ہوں''...... مائرہ نے کہا۔

''عورت ہونے کے ناتے تم سے یہ ڈیوٹی نہیں لی جائے گی''۔ کرنل زید نے کہا۔

''سر۔ میرا نام بھی آپ نے ڈیوٹی دینے والوں میں شامل نہیں کیا''...... ڈاگر نے کہا۔

''تم سے بھی ڈیوٹی لی جائے گی۔ فکر مت کرو''...... کرنل زید

نے کہا تو ڈاگبر نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ اس کے بعد وہ کرنل زید کے حکم پر خیموں میں چلے گئے۔ باہر کرنل زید اور صائم رہ گئے۔ مشین گنیں ان کے ہاتھوں میں تھیں اور مشین پسٹل ان کی جیبوں میں۔

چونکہ جیپ کی تمام لائٹس آف کر دی گئی تھیں اس لئے اب وہاں اندھیرا تھا۔ کرنل زید اور صائم کی آنکھیں اندھیرے کی عادی تھیں اس لئے انہیں دھندلا دھندلا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دونوں خاموش تھے اس لئے کہ اس خاموشی میں ان کی آواز دور تک جا سکتی تھی اور ان کی آواز سے خیموں میں سوئے ہوئے ان کے ساتھی بھی ڈسٹرب ہو سکتے تھے اور وہ اپنے ساتھیوں کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتے تھے۔ وہ خطرناک سفر میں تھے اور ضروری تھا کہ وہ نیند پوری لیں۔ صائم بیٹھے بیٹھے خیالوں میں گم ہو چکا تھا۔ ان جنگلوں کا جو نقشہ نیتو نے کھینچا تھا اس کے مطابق تو یہ ان کی زندگی کا آخری سفر ثابت ہو سکتا تھا۔

''کیا وہ ان جنگلات کے اسراروں میں ہمیشہ کے لئے گم ہو جائیں گے'' ...... صائم نے سوچا۔ مائرہ نے صرف ایک ہی نظر میں اس کے دل میں جگہ بنا لی تھی اور وہ اراڈان سے یہاں تک صرف اسی کے بارے میں سوچتا رہا تھا۔ اسے دیکھ کر مائرہ کا پلکیں جھکا لینا۔ اس کے رخساروں کا سرخ ہو جانا ظاہر کر رہا تھا کہ وہ بھی صائم کی محبت میں ڈوب چکی ہے۔ کیا ان کی محبت ان کے ساتھ

انہی جنگلات میں دم توڑ دے گی۔ کیا وہ اب واپس اپنی سرزمین پر نہیں جا سکیں گے۔ اپنے پیارے وطن اور اپنے پیارے لوگوں کو نہیں دیکھ سکیں گے۔

صائم انہی خیالات میں گم تھا کہ اسے حرکت سی محسوس ہوئی۔ وہ ایک دم ہی چونکا اور اس نے سامنے دیکھا۔ کرنل زید نے ایک سانپ کو گردن سے پکڑا ہوا تھا۔ سانپ کم از کم آٹھ فٹ لمبا اور موٹا بھی خاصا تھا۔ سانپ کرنل زید کے بازو پر لپٹا ہوا تھا اور بار بار اپنا منہ کھول کر اپنی سرخ زبان نکال رہا تھا۔ سانپ کرنل زید کے بازو پر زور لگا رہا تھا۔ جبکہ کرنل زید اس کی گردن پر زور لگا رہا تھا۔

''سر۔ میں اس کے سر پر مشین گن کا دستہ مارتا ہوں'' ...... صائم نے کرنل زید سے کہا اور پھر اس نے زور سے سانپ کے سر پر مشین گن کا دستہ مارا مگر کرنل زید کا ہاتھ محفوظ رہا۔ جبکہ سانپ کے سر پر سخت چوٹ لگی۔ تکلیف کی وجہ سے سانپ نے اپنا منہ کھولا تو صائم نے مشین گن کی نال اس کے منہ میں دے دی اور پھر اس نے جیب میں سے مشین پسٹل نکال کر اس کے سر پر ضرب لگا دی سانپ کے سر سے خون جاری ہو گیا اور کرنل زید کے بازو پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی لیکن ابھی بھی اس کی گردن چھوڑنا ان کے لئے خطرناک ہو سکتا تھا کیونکہ زخمی ہونے کے باوجود وہ ابھی زندہ تھا۔

صائم نے مشین پسٹل کی ایک اور ضرب اس کے سر پر لگائی تو کرنل زید کے بازو سے سانپ کے بل کھلتے چلے گئے۔ اب سانپ بے جان ہو گیا تھا لیکن اس کے جسم سے خون نکل رہا تھا۔ کرنل زید نے اسے دور پھینک دیا۔ اس کے خون سے کرنل زید کا ہاتھ اور بازو تر ہو گئے تھے۔ صائم نے فوراً جیپ میں سے پانی کی بوتل اور صابن نکالا اور کرنل زید نے اپنے ہاتھ اور بازو دھوئے۔

''سر۔ آپ نے کیسے اسے قابو کر لیا''...... کرنل زید ہاتھ دھو چکا تو صائم نے پوچھا۔

''یہ میرے بہت ہی قریب آ چکا تھا۔ فائرنگ میں اس پر کرنا نہیں چاہتا تھا کہ اس طرح میرے ساتھیوں کی نیند خراب ہو جاتی۔ سو میں نے اسے گردن سے پکڑ لیا لیکن جیسے ہی میں نے اسے گردن سے پکڑا اس نے میرا بازو جکڑ لیا اور میرے بازو کو توڑنے کی کوشش کرنے لگا''...... کرنل زید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ نے ہمیں اس موذی سے بچا لیا''...... صائم نے کہا۔

''ہاں۔ یہ سب اسی کی کرم نوازی ہے۔ ہمیں ڈیوٹی دیتے ہوئے دو گھنٹے ہو گئے ہیں۔ اب اگلی پارٹی کو اٹھا دو''...... کرنل زید نے کہا تو صائم نے نیتو اور ایگل ون کو اٹھا دیا۔ صبح تک پھر کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ اگلے دن انہوں نے سفر شروع کیا تو جیپ تین گھنٹے ہی ان کا ساتھ دے سکی۔ آگے کا سفر جیپ پر ناممکن تھا چنانچہ

انہوں نے جیپ کو وہیں چھوڑا اور سامان اٹھا کر پیدل آگے بڑھنے لگے۔

''باس۔ اب ہم قبیلہ شکاکو کی حدود میں داخل ہونے والے ہیں۔ میں کوشش کروں گا کہ ہم اس قبیلے کے کسی فرد کا سامنا کئے بغیر اس قبیلے سے نکل جائیں کیونکہ یہ قبیلہ آدم خور ہے۔ یہ لوگ مردوں کو سورج دیوتا کے نام پر قربان کر دیتے ہیں اور گوری عورت کو قیدی بنا لیتے ہیں۔ گوری عورت سے سب سے پہلے سردار شادی کرتا ہے۔ پھر سردار کے خاص افراد اور اس کے بعد باری باری وہ قبیلے کے تمام مردوں کی بیوی بنتی ہے۔ پھر جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو چالیس دن کے بچے کو سورج دیوتا پر قربان کر دیا جاتا ہے۔ اور بچے کی قربانی کے بعد عورت کو بھی قربان کر دیا جاتا ہے''...... نیتو نے بڑی تفصیل کے ساتھ شکاکو قبیلے کے بارے میں بتایا تو مائرہ کے چہرے کی رنگت زرد پڑ گئی۔

''مائرہ۔ تم کیوں پریشان ہو رہی ہو۔ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ ہماری زندگی میں تم پر آنچ نہیں آ سکتی اور اگر کسی موقع پر ہم نے محسوس کیا کہ ہم اتنے مجبور ہو گئے ہیں کہ تمہارا دفاع نہیں کر سکتے تو ہم اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولی مار دیں گے۔ لہٰذا تم فکر نہ کرو''۔ ڈاگر نے مائرہ کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

''مائرہ۔ انشاء اللہ یہ جنگلی ہمارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے''۔ کرنل زید نے بھی اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”سر۔ میں پریشان نہیں ہوں۔ میں تو یہ سوچ رہی تھی کہ اس دور میں بھی آدم خور قبیلے موجود ہیں۔ میں تو ایسے باتوں کو محض قصے کہانیاں سمجھتی تھی“...... مائرہ نے کہا۔

”ایسے قبیلے موجود ہیں اور شاید قیامت تک موجود رہیں“۔ کرنل زید نے کہا۔

”سر۔ کیا واقعی یہ آدم خور قبیلے قیامت تک رہیں گے“۔ مائرہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا علم تو محدود ہے۔ میں اس بارے میں کوئی دعویٰ تو نہیں کرسکتا۔ صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ یہ قبیلے ہزاروں سال سے اب تک موجود ہیں تو شاید آئندہ بھی موجود رہیں“...... کرنل زید نے کہا۔

”باس۔ میں جنگلیوں کی بو محسوس کر رہا ہوں“...... نیتو نے کسی جانور کی طرح فضا میں سونگھتے ہوئے کہا۔

”اپنے مشین پسٹل پر سائلینسرڈ فٹ کر لو“...... کرنل زید نے سخت لہجے میں کہا تو وہ سب تیزی سے کرنل زید کے حکم کی تعمیل میں لگ گئے۔

”میں کوشش کروں گا کہ انہیں سمجھاؤں کہ یہ ہمارے راستے میں نہ آئیں۔ اگر یہ سمجھ گئے تو ٹھیک ورنہ پھر انہیں ہلاک کرنا ضروری ہو جائے گا“...... نیتو نے کہا تو کرنل زید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ مزید آٹھ دس قدم آگے چلے ہوں گے کہ چند تیر ان کے

قریب سے گزر گئے اور پھر تقریباً پچیس تیس جنگلی ان کے سامنے آ گئے ان کے ہاتھوں میں نیزے اور تیر کمان تھے اور وہ اتنے سارے لوگوں کو دیکھ کر خوشی سے اپنی مخصوص زبان میں نعرے لگا رہے تھے۔ انہوں نے آناً فاناً ان کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ کرنل زید نے چونکہ اپنے ساتھیوں کو فائر نہ کرنے کا اشارہ کیا تھا اس لئے اس کے ساتھی خاموش کھڑے تھے۔

”میں دشام قبیلے کا پرنس ہوں اور یہ میرے مہمان ہیں“...... نیتو نے افریقی زبان میں جنگلیوں سے کہا۔

”جدید دنیا کے انسان اور جنگلیوں کے مہمان۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے“۔ ایک جنگلی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”اب ایسا ہو رہا ہے“...... نیتو نے کہا۔

”یعنی تم جنگلی روایات کو توڑ رہے ہو۔ اب ان گوروں کے ساتھ ساتھ تمہیں بھی سز ملے گی۔ ہم تمہیں بھی پکڑ کر اپنے سردار کے سامنے پیش کریں گے“...... اس جنگلی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یعنی تم دشام قبیلے سے دشمنی چاہتے ہو اس کا انجام تم جانتے ہو“...... نیتو نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

”جو جنگلی بھی جنگل کی روایات توڑے گا اس کا عبرت ناک انجام ہو گا“...... جنگلی نے کہا۔

”ایک بار پھر سوچ لو۔ کہیں تمہارا سردار ہی تمہیں عبرت ناک انجام سے دو چار نہ کر دے“...... نیتو نے کہا۔

''ان جدید دنیا کے انسانوں کے ساتھ ساتھ ہمیں تمہاری بو بھی آ رہی تھی اس لئے ہم نے تم پر فوری حملہ نہیں کیا۔ ورنہ تم سب اب تک ہمارے جال میں پھنسے بے بسی کی تصویر بنے ہوئے ہوتے اور اب تم مجھے دھمکیاں دے رہے ہو۔ ہمارا سردار تو سب سے بڑھ کر روایت پسند ہے۔ جو جنگلی روایات کو توڑتا ہے۔ ہمارا سردار اس کی کھوپڑی کا چراغ بنا کر اپنی جھونپڑی پر سجا دیتا ہے''۔ جنگلی نے کہا۔

''میں نے تمہیں سمجھانے کی کوشش کی لیکن تم نہیں سمجھے۔ اگر تم میری بات سمجھ جاتے تو اپنی زندگیاں بچا لیتے اب بھگتو''...... نیتو نے طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ ایک قدم پیچھے ہٹا۔

''فائر''...... نیتو نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ نیتو کو ایک قدم پیچھے ہٹتے دیکھ کر جنگلی بھی سمجھ گئے تھے کہ نیتو اب ایکشن میں آنے والا ہے۔ وہ بھی اپنے نیزے سیدھے کرنے لگے لیکن کرنل زید اور اس کے ساتھی ان جنگلیوں سے کہیں زیادہ تیز تھے۔ وہ سب فوراً زمین پر گرے۔ زمین پر گرتے گرتے ان کے مشین پسٹل ان کے جیبوں سے باہر آ گئے۔ بیک وقت مشین پسٹلز سے درجنوں گولیاں نکلیں۔ جنگلی جو کہ ابھی نیزے سیدھے ہی کر رہے تھے۔ چیختے ہوئے زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ فائرنگ سے وہ سب ہٹ ہو گئے تھے۔

''باس۔ اب ہم نے جلد سے جلد اس قبیلے کی حدود سے گزرنا

ہے کیونکہ اب جو جنگلی ہم پر حملہ آور ہوں گے وہ ہم سے بات چیت نہیں کریں گے۔ بس درختوں کے پیچھے سے زہریلے تیر آئیں گے اور ہم لمحوں میں دم توڑ دیں گے''...... نیتو نے کہا تو وہ سب تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ جبکہ جنگلی ابھی تڑپ رہے تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھانے لگے لیکن ابھی وہ دو فرلانگ ہی چلے ہوں گے کہ نیتو ایک بار پھر فضاء میں سونگھنے لگا۔

''اوہ۔ خطرہ۔ بہت بڑا خطرہ۔ بہت سے جنگلی ہماری طرف بڑھ رہے ہیں''...... نیتو نے کہا۔

''آنے دو۔ سب کو گولیوں سے اڑا دیں گے''...... ڈاگر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ انہیں اپنے ساتھیوں کے مرنے کا پتہ چل گیا ہو گا۔ اب وہ ہمارے سامنے نہیں آئیں گے۔ بلکہ وہ چھپ کر ہم پر وار کریں گے''...... نیتو نے پریشان لہجے میں کہا۔

''کچھ بھی نہیں ہو گا۔ تم بس آگے بڑھتے رہو اور قدم تیز کر دو''...... کرنل زید نے کہا۔ چھپ کر وار کرنے کی بات پر وہ بھی پریشان ہو گیا تھا لیکن اس کے چہرے سے اس کی پریشانی ظاہر نہیں ہو رہی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اگر اس نے پریشانی کا اظہار کیا تو اس کے ساتھی ہمت ہار دیں گے اور جو لوگ ہمت ہار دیتے ہیں وہ جلد مار کھا جاتے ہیں۔

''اب جنگلی ہمارے بہت قریب آ چکے ہیں۔ وہ کسی بھی وقت

ہم پر حملہ کر سکتے ہیں''...... نیتو نے کہا۔

''وہ ہمارے قریب آئیں گے تو مارے جائیں گے''...... کرنل زید نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔ کرنل زید کی بات ابھی مکمل ہوئی ہی تھی کہ ایک تیر سنسناتا ہوا آیا اور ایگل تھری کی کربناک چیخ بلند ہوئی تیر اس کے گلے میں آ لگا تھا تیر کھاتے ہی وہ زمین پر گرا پڑا اور تڑپنے لگا اس کے ناک اور منہ سے خون جاری ہو گیا ایگل تھری محض چند سیکنڈ تک تڑپا اور پھر اس نے دم توڑ دیا۔ ان سب کے چہروں پر پتھروں جیسی سختی آ گئی۔ اسی لمحے انہیں ایک آواز بھی سنائی دی۔

''باس۔ جنگلی کہہ رہے ہیں کہ ہم چاروں طرف سے ان کے گھیرے میں اور ان کے نشانے پر ہیں اس لئے اگر ہم نے کوئی غلط حرکت کی تو ہمارا انجام ہمارے ساتھی جیسا ہو گا''...... نیتو نے کرنل زید سے کہا۔ آواز ایک بار پھر سنائی دی تو کرنل زید نے نیتو کی طرف دیکھا۔

''باس۔ جنگلی کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے ہتھیار نیچے پھینک دیں''...... نیتو نے کہا۔

''اگر ہم نے اپنے ہتھیار پھینک دیئے تو یہ بآسانی ہمیں نشانہ بنا لیں گے''...... صائم نے کہا۔

''صائم صاحب۔ یہ ہمیں نشانہ تو اب بھی بنا سکتے ہیں کیونکہ ہم ان کے نشانے پر ہیں۔ یہ ہمیں اس لئے تیر نہیں مار رہے کہ

اس طرح ہم زہریلے ہو جائیں گے اور یہ جنگلی ہمارا گوشت نہیں کھا سکیں گے اور اگر ہم نے انہیں گرفتاری دے دی تو پھر یہ ہمیں سورج دیوتا پر قربان کریں گے اور ہمارا گوشت سارے قبیلے میں تقسیم کر دیا جائے گا لیکن اگر ہم نے ان کی بات نہ مانی اور ہتھیار نہ پھینکے تو پھر یہ مجبور ہو کر ہم پر تیر برسا دیں گے''...... نیتو نے کہا۔

''نہیں۔ میں مزید اپنے کسی ساتھی کی موت بھی برداشت نہیں کر سکتا''...... کرنل زید نے غراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ پھر تو ایک ہی حل ہے کہ ہم فی الحال ہتھیار پھینک دیں اور پھر جیسے موقع ملے ہم ان پر قابو پا لیں''...... نیتو نے کہا۔ اسی لمحے جنگلی آواز دوبارہ سنائی دی تو نیتو نے بھی بلند آواز میں کچھ کہا۔

''نیتو۔ تم نے کیا بات کہی ہے''...... کرنل زید نے تشویش بھرے لہجے میں پوچھا۔

''میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ تھوڑی دیر انتظار کر لیں تاکہ ہم آپس میں مشورہ کر سکیں''...... نیتو نے کہا۔

''ہاں۔ ڈاگر تم کیا کہتے ہو۔ ہم خود کو ان کے حوالے کر دیں''...... کرنل زید نے ڈاگر سے پوچھا۔

''سر۔ نیتو ٹھیک کہتا ہے۔ اگر ہم نے یہاں ہتھیار نہیں پھینکے تو یہ جنگلی ہمیں فوری طور پر تیروں سے نشانہ بنا دیں گے۔ دوسری

صورت میں ہمیں کچھ مہلت مل جائے گی اور ہم اس مہلت سے فائدہ اٹھا سکیں گے''...... ڈاگبر نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے قبیلے میں پہنچ کر ہمیں کوئی موقع نہ ملے۔ قبیلے میں تو جنگلی سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں ہوں گے''...... مائرہ نے کہا۔

''ہونہہ۔ بات تو مائرہ کی بھی ٹھیک ہے۔ پھر کیا کیا جائے''۔ کرنل زید نے کہا۔

''سر۔ ہمیں چالاکی سے کام لینا ہو گا۔ انہیں ہم مار گرائیں گے''...... صائم نے کہا۔

''کیسے''...... کرنل زید نے کہا۔

''سر۔ نیتو انہیں بتائے کہ ہم گرفتاری دے رہے ہیں۔ ہمارے ہاتھوں میں جو ہتھیار ہیں۔ ہم انہیں زمین پر پھینک دیتے ہیں۔ جب یہ جنگلی ہمارے سامنے آ جائیں تو ہم جیبوں میں موجود ہتھیاروں سے کام لے سکتے ہیں''...... صائم نے کہا۔

''سر۔ صائم ٹھیک کہہ رہا ہے۔ انگریزوں کا بھی کہنا ہے کہ محبت اور جنگ میں سب جائز ہوتا ہے اور اپنی جان بچانے کے لئے تو ہر کام کیا جا سکتا ہے''...... مائرہ نے صائم کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''میرے خیال میں ان حالات صائم کی تجویز بہترین ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہئے۔ نیتو۔ تم جنگلیوں سے یہ بات کہہ دو کہ ہم

ہتھیار پھینک رہے ہیں۔ یہ ہمیں گرفتار کر لیں''...... کرنل زید نے کہا تو نیتو نے بلند آواز میں جنگلیوں سے یہ بات کہہ دی۔ ایک جنگلی کی بھی فوراً آواز آئی اور نیتو نے اس سے کہا کہ وہ ہتھیار پھینک دیں۔ ان سب نے ہتھیار پھینک دیئے تو تقریباً دو درجن جنگلی چاروں اطراف سے نعرے لگاتے ہوئے ان کے سامنے آ گئے۔

''باس۔ یہ سب غصے میں ہیں۔ ہم نے ان کے ساتھیوں کو مارا ہے لیکن ہم لوگوں کے گوشت کے لالچ میں انہوں نے ہم پر تیر یا نیزے نہیں برسائے''...... نیتو نے کرنل زید سے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جنگلی ان کے گرد چکر لگانے لگے۔ وہ غصے سے نعرے لگا رہے تھے اور غصیلی نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔ پھر ایک جنگلی نے نیزے سے ایک طرف چلنے کا اشارہ کیا۔

''باس۔ یہ چلنے کے لئے کہہ رہے ہیں''...... نیتو نے کہا۔

''اوکے۔ چلو''...... کرنل زید نے کہا تو وہ جنگلیوں کے گھیرے میں ایک طرف چلنے لگے۔ انہیں اس طرح چلتے دیکھ کر جنگلی کچھ مطمئن ہو گئے۔

''نیتو۔ اب ان کا کوئی ساتھی چھپا ہوا تو نہیں ہو گا''...... پندرہ بیس قدم چلنے کے بعد کرنل زید نے پوچھا۔

''نہیں باس۔ اب اس بات کا امکان تو نہیں ہے''...... نیتو نے کہا تو کرنل زید نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔

''ایکشن''...... تقریباً پانچ چھ قدم چلنے کے بعد کرنل زید نے اچانک کہا اس کے ساتھی پہلے سے ہی اس کے حکم کے منتظر تھے۔ لہٰذا جیسے ہی انہیں حکم ملا۔ وہ سب برق رفتاری سے زمین پر لیٹ گئے۔ اسی دوران انہوں نے جیب سے ریوالور بھی نکال لئے اور پورا جنگل ایک دم دھماکوں سے گونج اٹھا کیونکہ وہ پہلے مشین پسٹل استعمال کر رہے تھے اور انہوں نے مشین پسٹل پر سائیلنسرڈ فٹ کئے تھے۔ ریوالور پر وہ سائیلنسرڈ فٹ نہیں کر سکتے تھے لیکن اس وقت ریوالور کا فوری استعمال ان کی مجبوری تھی۔

ایک سیکنڈ سے بھی کم وقت میں انہوں نے دو درجن کے قریب جنگلیوں کو نشانہ بنا لیا۔

''باس۔ اب قبیلہ شکاکو کی حدود ختم ہونے والی ہے۔ ہمیں جلد سے جلد اس حدود سے نکلنا ہو گا۔ اب یہ جنگلی گوشت کا لالچ بھی نہیں کریں گے اور ہمارا خاتمہ کر دیں گے''...... نیتو نے تیز لہجے میں کہا تو وہ سب دوڑنے لگے۔ سامان کے بیگ کے ساتھ انہیں دوڑنے میں دقت تو ہو رہی تھی لیکن وہ دوڑ رہے تھے۔ راستے میں کانٹے دار جھاڑیاں، درختوں کی جھکی ہوئی شاخیں ان کے لئے مشکلات پیدا کر رہی تھیں لیکن وہ دوڑتے رہے۔

''باس۔ جنگلی ہمارے پیچھے لگ گئے ہیں۔ رفتار تیز کریں''۔ نیتو نے دوڑتے ہوئے کہا تو انہوں نے اپنی رفتار مزید تیز کر دی تھی۔ پھر اچانک ہی انہیں ایک چیخ سنائی دی اور ان سب نے پیچھے مڑ کر

دیکھا تو ان کی آنکھیں خوف سے پھٹ گئیں۔ ایگل فائیو سب سے آخر میں تھا اور ایک درخت کے نیچے سے گزرتے ہوئے، درخت کے اوپر بیٹھے سانپ نے اس پر چھلانگ لگا دی تھی۔ ایگل فائیو سے ٹکراتے ہی سانپ نے اس کے ماتھے پر ڈس لیا تھا۔ نیتو نے ایک مخصوص زاوئے سے سانپ پر فائر کیا اور ایک دھماکا ہوا اور سانپ کا سر اڑ گیا۔ وہ فوراً ایگل فائیو کے قریب پہنچے اس کے منہ اور ناک سے خون جاری ہو گیا تھا۔ جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچے۔ اس کی آنکھیں بے نور ہوتی چلی گئیں۔

''باس۔ یہ شیش ناگ تھا۔ اس کا ڈسا ہوا کبھی نہیں بچا۔ اب سب دوڑیں جنگلی ہمارے سروں پر پہنچنے والے ہیں۔ اگر ان کے تیر ہمیں لگ گئے تو ہمارا بھی انجام ایگل فائیو جیسا ہو گا''...... نیتو نے تیز لہجے میں کہا تو وہ ایک بار پھر دوڑنے لگے۔ ایگل فائیو مر چکا تھا اب اس کے لئے کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ تقریباً بیس منٹ کے بعد نیتو رک گیا اور گہرے گہرے سانس لینے لگا۔

''باس۔ ہم قبیلہ شکاکو کی حدود سے نکل آئے ہیں۔ اب کچھ دیر بعد قبیلہ آشو کی حدود شروع ہو جائے گی۔ یہ قبیلہ آشو دیوی کا پجاری ہے۔ آشو دیوی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ انسانی خون پینے کی بہت شوقین ہے۔ آشو قبیلے کے جنگلی انسان کو پکڑ کر اسے ذبح کرتے ہیں۔ خون ایک برتن میں بھر کر آشو دیوی کے بت کو غسل دیتے ہیں اور گوشت جنگلی روایات کے مطابق قبیلے میں

تقسیم کر دیتے ہیں'' ...... نیتو نے کہا۔

''سر۔ ہمارے سامان میں ہینڈ گرنیڈ اور آگ لگا دینے والے بم بھی موجود ہیں کیوں نہ ہم ان آدم خور قبیلوں کو بموں سے اڑاتے جائیں'' ...... مائرہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یہاں تو سینکڑوں آدم خور قبیلے ہوں گے۔ ہم کس کس کو اڑائیں گے اور ہم بلا وجہ کسی کو کیوں ہلاک کریں۔ ہمارا مقصد تو سائنس دانوں تک پہنچنا ہے اور انشاء اللہ ہم ان تک پہنچیں گے۔ اسی مقصد کے حصول میں اگر کوئی رکاوٹ سامنے آتی ہے تو ہم اس رکاوٹ کو دور کرنے کا حق رکھتے ہیں اور جب ہماری اپنی زندگیاں خطرے میں پڑ جائیں تو پھر ہم کوئی بھی کارروائی کر سکتے ہیں۔ بصورت دیگر نہیں'' ...... کرنل زید نے کہا۔

''باس۔ اس قبیلے کے جنگلیوں سے ہمارا سامنا نہیں ہو گا کیونکہ یہاں جنگل کے ایک حصے میں شیروں کی پناہ گاہیں ہیں اور جنگلی اس طرف کا رخ نہیں کرتے۔ ہم اس حصے سے گزریں گے اور کوشش کریں گے کہ ہمارا سامنا کسی شیر سے بھی نہ ہو۔ آپ لوگ ریوالورز پر سائیلنسرڈ فٹ کر لیں تاکہ اگر فائر کرنا پڑے تو دھماکا نہ ہو۔ دھماکا ہوا تو قبیلے والے ہماری طرف متوجہ ہو جائیں گے اور پھر ہمیں ان سے بھی لڑنا پڑے گا'' ...... نیتو نے کہا تو ان سب نے اپنے ریوالورز ری لوڈ کیے اور ان پر سائیلنسرڈ بھی فٹ کر لئے اس کے بعد وہ نیتو کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگے تقریباً دو گھنٹے بعد

مسلسل چلنے کے بعد نیتو نے گہرا سانس لیا۔

''باس۔ ہم قبیلہ آشوکی کی حدود سے بھی باہر نکل آئے ہیں اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہمارا سامنا کسی شیر سے بھی نہیں ہوا۔ ورنہ ہاں شیروں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے'' ...... نیتو نے کہا۔

''نیتو۔ ابھی ہم نے اور کتنے خطرات سے گزرنا ہے'' ...... مائرہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسے اس خطرناک سفر میں مزہ آ رہا تھا۔

''مادام۔ ابھی بہت سے خطرات ہمیں درپیش ہو سکتے ہیں لیکن ں کوشش کروں گا کہ ہم ایسے راستوں سے گزریں جہاں ہمارے ئے کم سے کم خطرہ ہو اور چونکہ یہ جنگلات میرے دیکھے بھالے ا اس لئے میں ایسے راستوں سے واقف ہوں'' ...... جواب میں ز نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ اگر نیتو ہمارے ساتھ نہ ہوتا تو پھر شاید تم شالما جنگل تک ہ پہنچ سکتے تھے'' ...... ڈابگر نے کہا۔

''دوسری ٹیموں کے ساتھ نیتو جیسے آدمی نہیں ہیں اس لئے ری ٹیمیں تو شالما جنگل تک نہیں پہنچ سکتیں۔ اس لئے یہ بازی جیتے گے'' ...... صائم نے جوشیلے لہجے میں کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے۔ عمران صاحب کے ساتھ ان کا ایک ی جوزف ہے۔ وہ بھی افریقی جنگلات کا کیڑا ہے۔ بلکہ وہ ا آف افریقہ ہے۔ اس کے علاوہ وہ بہت ہی پر اسرار طاقتوں کا ے ہے آدم خور قبیلے اس سے مرعوب ہو جاتے ہیں۔ افریقیوں

کے وچ ڈاکٹرز اسے پسند کرتے ہیں اس لئے اگر اس مشن میں ہمارے راستے کی رکاوٹ بنی تو وہ پاکیشیائی ٹیم ہو گی۔ عمران صاحب کی ٹیم کے علاوہ کرنل فریدی کی ٹیم میں بھی ایک شخص ہے جس کا نام طارق ہے۔ اس کے بارے میں بھی میں نے سنا ہے کہ افریقی قبائل میں اس کا کافی اثر ورسوخ ہے۔ ان لوگوں سے بھی ہمارا ٹکراؤ ہو سکتا ہے''...... کرنل زید نے طویل گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

''باقی تو پھر دو ٹیمیں رہے جاتی ہیں۔ میجر پرمود کی ٹیم اور کرنل ڈیوڈ کی ٹیم۔ ان میں تو کوئی افریقی آدمی نہیں ہے''...... صائم نے کہا۔

''ہاں۔ شاید یہ دونوں ٹیمیں ان خوفناک جنگلات کا سفر نہ کر سکیں اور اگر کریں گے تو پھر لازماً یہ لوگ مارے جائیں گے''۔ ڈاگر نے کہا۔

''ہمارے بھی دو ساتھی ہم سے بچھڑ گئے ہیں''...... مائرہ نے اداس لہجے میں کہا اس کے بعد ان کے درمیان خاموشی طاری ہو گئی۔ انہیں سفر کرتے ہوئے تیسرا دن تھا اس دوران کوئی خاص واقعہ پیش نہیں آیا تھا۔ چھوٹے موٹے جانوروں اور درندوں نے ان کا راستہ روکا تھا لیکن وہ ان کے لئے کوئی مسئلہ نہیں بن سکے تھے۔ تیسرے دن شام کے وقت درختوں کا سلسلہ ختم ہوا اور ان کے سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کا سلسلہ آ گیا اور ان پہاڑوں کے بعد

پھر سے جنگل شروع ہو رہا تھا۔

''ان پہاڑوں کے آس پاس ندی بھی ہو گی''...... کرنل زید نے نیتو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں باس۔ میرے خیال میں ندی ہے''...... نیتو نے کہا اور پھر وہ سب پہاڑیوں کی طرف بڑھے۔ ابھی انہوں نے چند قدم ہی اٹھائے تھے کہ وہ سب ہی حیرت سے اچھل پڑے۔

سیل فون کی رنگ ٹون سنائی دی تو میجر پرمود نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سیل فون نکالا اور اس کی سکرین پر نظر دوڑائی۔ سکرین پر کرنل ڈی کا نام فلیش ہو رہا تھا۔

''میجر پرمود اسپیکنگ''...... میجر پرمود نے کال او کے کا بٹن دبا کر فون کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

''کرنل ڈی بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے کرنل ڈی کی آواز سنائی دی۔

''جی ہاں۔ میں نے آپ کا نمبر دیکھ کر کال رسیو کی ہے۔ فرمایئے''...... میجر پرمود نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے اب تک کوئی رپورٹ نہیں دی''...... دوسری طرف سے کرنل ڈی نے سوالیہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ رپورٹ دینے کے لئے ابھی تک میرے پاس کوئی

اطلاع نہیں ہے''...... میجر پرمود نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''لیکن تمہیں باخبر کرنے کے لئے میرے پاس ایک اہم اطلاع موجود ہے اور تمہیں فون بھی میں نے اسی لئے کیا ہے''...... دوسری طرف سے کرنل ڈی نے کہا تو میجر پرمود چونک پڑا۔

''اوہ۔ کیا اطلاع ہے سر''...... میجر پرمود نے چونکتے ہوئے کہا۔

''لیراونی کے جنگلات میں ایک جنگل شالما ہے اس جنگل میں ایک بلڈنگ ہے۔ اسرائیل سے اغوا ہونے والے سائنس دان اس بلڈنگ میں موجود ہیں''...... دوسری طرف سے کرنل ڈی نے کہا۔

''اوہ۔ شالما جنگل۔ میں نے نام سنا ہوا ہے سر۔ یہ جنگل انتہائی خطرناک ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی خوفناک بھی ہے اس جنگل تک پہنچنا کافی مشکل ہے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''اس جنگل تک پہنچنا مشکل ہے تو پھر تم واپس آ جاؤ''۔ کرنل ڈی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''آپ کو تو معلوم ہے سر کہ میں کام بھی وہی کرتا ہوں جو مشکل ہوتا ہے اور افریقہ کا نام سن کر تو مجھے پہلے ہی اندازہ ہو گیا تھا کہ سائنس دانوں کو بجائے کسی شہر میں رکھنے کے کسی ایسے جنگل میں رکھا گیا ہو گا۔ جہاں تک انسانوں کی پہنچ ناممکن سمجھی جاتی ہو گی۔ بہرحال آپ یہ بتائیں کہ آپ کو یہ اطلاع کہاں سے ملی ہے کہ سائنس دان شالما جنگل میں ہیں''...... میجر پرمود نے کہا۔

''اس کے بارے میں معلومات عمران نے حاصل کی ہیں اور

عمران سے یہ معلومات کسی طرح کرنل فریدی تک پہنچی ہیں کچھ دیر پہلے کرنل فریدی نے اپنے حکام کو رپورٹ دی ہے اور کافرستان سے یہ معلومات مجھ تک بھی پہنچ گئی ہیں اور تم یہ بات جانتے ہو کہ کافرستان سے معلومات کسی طرح مجھ تک پہنچ جاتی ہیں''...... دوسری طرف سے کرنل ڈی کی آواز سنائی دی۔

''او کے کرنل صاحب۔ اب میں جانوں اور شالما جنگل جانے۔ آپ بے فکر ہو جائیں''...... میجر پرمود نے کہا۔

''تمہاری وجہ سے میں پہلے ہی بے فکر رہتا ہوں۔ او کے اللہ حافظ''...... دوسری طرف سے کرنل ڈی نے کہا اور اس کے بعد کال منقطع ہو گئی۔ میجر پرمود نے تمثیلہ کے نمبرز پریس کئے۔

''ہیلو تمثیلہ اسپیکنگ''...... کال رسیو ہونے پر دوسری طرف سے تمثیلہ کی آواز سنائی دی۔

''تمثیلہ۔ تم بھی واپس پہنچ آجاؤ اور باقی ساتھیوں کو بھی واپس بلا لو۔ میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں کہیں جا رہا ہوں۔ کچھ ہی دیر میں واپس آ جاؤں گا''...... میجر پرمود نے کہا۔

''کیا ہوا۔ کیا کوئی اہم معلومات مل گئی ہیں''...... دوسری طرف سے تمثیلہ نے پوچھا۔

''تم لوگ واپس آ جاؤ۔ پھر تم سے تفصیل سے باتیں ہوں گی''۔ میجر پرمود کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کال کاٹ دی اس کے بعد وہ اٹھ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ یہاں ان کے پاس دو کاریں

تھیں اور دونوں کاریں اس کے ساتھی لے گئے تھے اس لئے وہ باہر سڑک پر آیا اور پھر اس نے ایک ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کیا۔ ٹیکسی اس کے قریب آ کر رکی تو وہ ٹیکسی میں بیٹھ گیا۔

''سن سٹریٹ چلو''...... میجر پرمود نے ڈرائیور سے کہا تو ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھائی اور پھر تقریباً دس منٹ بعد اس نے ٹیکسی روک دی۔

''سر۔ سن سٹریٹ آ گئی ہے''...... ٹیکسی ڈرائیور نے اسے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو''...... میجر پرمود نے کہا پھر وہ ٹیکسی سے نیچے اترا اور اس نے کرائے کے ساتھ ساتھ ڈرائیور کو ٹپ بھی دی۔ ڈرائیور نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر ٹیکسی آگے بڑھ گئی۔ جبکہ میجر پرمود سٹریٹ میں آ گیا۔ اس سٹریٹ میں دونوں جانب گھر تھے اور دروازوں پر نمبر درج تھے۔ انیس نمبر گھر کے دروازے پر میجر پرمود رک گیا اور پھر اس نے دروازے پر دستک دی۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک افریقی باہر نکل آیا اس نے غور سے میجر پرمود کو دیکھا اور پھر اس کے آنکھوں میں شناسائی کی چمک ابھری اور اس نے میجر پرمود کو گلے سے لگا لیا۔

''اوہ۔ پرمود۔ میرے محسن۔ تم میرے وطن میں۔ آؤ۔ آؤ''۔ اس آدمی نے گرم جوشی سے کہا اور پھر میجر پرمود کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے گھر میں لے آیا۔

''شامو۔ کیسے ہو تم''...... میجر پرمود نے اس سے پوچھا۔

''میں بالکل ٹھیک ہوں۔ ٹھہرو۔ میں اپنی بیوی کو بھی بلاتا ہوں''...... اس آدمی نے کہا اور پھر اس نے زور سے اپنی بیوی کو آواز دی۔ چند لمحوں بعد ایک موٹی سی افریقی عورت ڈرائنگ روم میں آ گئی۔

''بیگم۔ یہ پرمود ہے۔ یہ بلگارنیہ سے آیا ہے اور افریقہ کی طرح بلگارنیہ کا جادو بھی دینا بھر میں مشہور ہے میں پچھلے سال ایک عامل سے ملنے کے لئے بلگارنیہ گیا تھا لیکن وہ عامل تو مر چکا تھا ایک اور عامل نے مجھے پکڑ لیا۔ اسے اپنے ایک عمل کے لئے کسی افریقی انسان کی کھوپڑی چاہئے تھی۔ بس میرے مرنے کا وقت قریب تھا کہ اس پرمود نے مجھے بچا لیا۔ وہاں بلگارنیہ میں پیش آنے والے حالات و واقعات مجھے اب بھی یاد آتے ہیں تو میں خوفزدہ ہو جاتا ہوں''...... اس افریقی آدمی شامو نے اپنی بیوی سے میجر پرمود کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ مجھے یاد ہے۔ تم نے یہ سب باتیں مجھے بتائی تھیں''۔ شامو کی بیوی نے کہا۔

''اچھا۔ اب تم جاؤ اور پرمود کے لئے پھلوں کا رس لے کر آؤ''...... شامو نے کہا تو اس کی بیوی اٹھ کر چلی گئی۔

''شامو۔ تم نے ذکر کیا تھا کہ لیراوفی کی جنگلات بہت ہی خطرناک ہیں۔ خاص طور پر تم نے شالما جنگل کا بھی ذکر کیا

تھا''...... میجر پرمود نے کہا۔

''افریقہ کے جنگلات تو پوری دنیا میں مشہور ہیں اور شالما جنگل تو یوں سمجھ لو کہ وہ افریقہ کے جنگلات کا ظالم سردار ہے۔ جس کے غضب اور غصے سے کوئی نہیں بچتا لیکن تم اس کا ذکر کیوں کر رہے ہو''...... شامو نے کہا۔

''تم نے شالما کے جنگل کے بارے میں ایک اور بات بھی بتائی تھی۔ تم نے کہا تھا کہ تمہارے جاننے والے چار افراد اس جنگل میں لے جائے گئے تھے۔ جنہوں نے اس جنگل میں مزدوری کی اس جنگل میں ایک بلڈنگ بنائی گئی اور جب بلڈنگ مکمل ہو گئی تو وہاں کام کرنے والے مزدور وہیں مارے گئے صرف ایک مزدور وہاں سے زندہ واپس آنے میں کامیاب ہو سکا تھا لیکن وہ بھی ایک ہاتھ سے معذور ہو کر''...... میجر پرمود نے شامو سے کہا۔ اسی وقت شامو کی بیوی پھلوں کا رس لے آئی۔ رس دے کر وہ واپس چلی گئی۔

''اس آدمی کا نام روگو ہے اور اس کے ساتھ پیش آنے والا یہ واقعہ تقریباً چار سال پہلے کا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ وہاں پچیس مزدوروں نے کام کیا تھا اس کے علاوہ باقی سب وہاں مارے گئے۔ یہ کسی طرح بچ بچا کر نکل آیا اور اب گمنامی کی زندگی گزر رہا ہے۔ اس بات کا ذکر بھی اس نے صرف مجھ سے کیا تھا کیونکہ وہ میرا بہت اچھا دوست ہے اور ساتھ ہی اس نے مجھے ہدایت بھی کی

تھی کہ میں کسی سے اس واقعے کا ذکر نہ کروں۔ بس بلگارنیہ میں، میں نے تم سے یہ ذکر کر دیا تھا'' ...... شامو نے کہا۔

''میں بھی یہاں کسی سے ذکر نہیں کروں گا۔ تم مجھے اس روگو سے ملواؤ'' ...... میجر پرمود نے کہا۔

''اگر تم شالما جنگل جانے کا ارادہ کر کے آئے ہو تو میرا مشورہ ہے کہ تم اپنا ارادہ ترک کر دو'' ...... شامو نے میجر پرمود کو مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں شالما جنگل جانے کا ارادہ کر کے آیا ہوں۔ تم بس مجھے اس روگو سے ملا دو۔ میں اس سے چند معلومات لینا چاہتا ہوں''۔ میجر پرمود نے کہا۔

''ایک دوست ہونے کی حیثیت سے میں تمہیں مشورہ دے سکتا تھا۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے۔ روگو اسی سٹریٹ میں رہتا ہے۔ آؤ میں تمہیں اس سے ملواتا ہوں'' ...... شامو نے کہا اور پھر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ پانچ گھر چھوڑ کر چھٹے گھر کے دروازے پر شامو نے دستک دی۔

''ارے شامو تم۔ آؤ۔ آؤ اندر آ جاؤ'' ...... دروازہ کھولنے والے نے کہا اور پھر وہ اس کے ساتھ ایک کمرے میں آ گئے۔

''میں نے تمہیں بتایا تھا نا کہ بلگارنیہ میں میرا ایک محسن رہتا ہے۔ یہ وہی ہے اور اس کا نام پرمود ہے'' ...... شامو نے میجر پرمود کا تعارف روگو سے کراتے ہوئے کہا۔

''بڑی خوشی ہوئی جناب۔ آپ سے مل کر'' ...... روگو نے میجر پرمود سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

''میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اللہ کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے۔ پچھلے سال ایک چھوٹا سا واقعہ پیش آیا اور میں اسے بھول گیا۔ آج ایک کام کے سلسلے میں یاد آ گیا'' ......میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سر۔ آپ حکم کریں۔ آپ کی خاطر تو ہم اپنی جان قربان کر سکتے ہیں'' ...... روگو نے کہا۔

''روگو۔ سنا ہے کہ شالما جنگل میں آپ نے ایک بلڈنگ بنائی ہے'' ...... میجر پرمود نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔ میجر پرمود کی بات سن کر روگو کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھرے لیکن چند لمحوں بعد اس نے اپنے خوف پر قابو پا لیا۔

''جی ہاں۔ ایک مزدور کی حیثیت سے میں نے اس بلڈنگ کی تعمیر میں حصہ لیا تھا'' ...... روگو نے کہا۔

''شالما جنگل تک پہنچنا آسان تو نہیں ہے۔ آپ سب لوگ وہاں تک کیسے پہنچے تھے'' ...... میجر پرمود نے کہا۔

''سر۔ ہمیں وہاں ہیلی کاپٹر پر لے جایا گیا تھا۔ میرے ساتھ میرے جاننے والے تین افراد اور بھی تھے۔ ہم وہاں تقریباً پچاس مزدور اور بیس راج تھے۔ مشینری وہاں ہم سے پہلے ہی پہنچی ہوئی تھی۔ ہم نے بہت سے درخت کاٹ کر جنگل کا کچھ حصہ صاف کیا

اور پھر تین تقریباً مہینوں میں ہم نے وہ عمارت تیار کر لی تھی''۔ روگو نے کہا۔

''یہ بلڈنگ کس نے تعمیر کرائی تھی''...... میجر پرمود نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''وہاں کام کرنے والے کسی بھی آدمی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ بلڈنگ کس نے تعمیر کرائی۔ ہمیں تو ایک افریقی ٹھیکیدار وہاں لے گیا تھا لیکن اس بلڈنگ کی تعمیر کے بعد نہ تو وہ ٹھیکیدار بچا اور نہ ہی کوئی مزدور۔ بس میری زندگی باقی تھی کہ میں وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ کئی ہفتے میں جنگلوں میں بھٹکتا رہا۔ یہ تو موت کے جنگل ہیں پرمود صاحب کوئی اجنبی تو ایک دن بھی ان جنگلوں میں نہیں رہ سکتا لیکن میں جنگلوں میں پیش آنے والی مشکلات سے اور ان سے بچنے کے طریقوں سے بھی واقف تھا۔ اس لئے بچتا رہا لیکن ایک دن مجھے ایک سانپ نے بازو پر ڈس لیا۔ مجھے اپنی جان بچانے کے لئے فوری طور پر خود ہی اپنا بازو کاٹنا پڑا۔ میں جنگلی جڑی بوٹیوں سے واقف تھا اس لئے میں نے زخم پر جنگلی جڑی بوٹیاں لگائی تو میرا خون رک گیا اور چند دنوں میں زخم بھی ٹھیک ہو گیا۔ اگر میں جڑی بوٹیوں سے واقف نہ ہوتا تو زیادہ خون بہہ جانے یا زخم خراب ہو جانے کی وجہ سے ہی میں مرجاتا''......روگو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''روگو۔ شالما جنگل تک جانے کے راستے آپ کو یاد تو ہوں

گے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''سر۔ میں پہلے سے ہی ان جنگلات سے کافی حد تک واقف تھا اور اس سفر میں تو میں نے ان جنگلوں میں موت سے آنکھ مچولی کھیلی ہے۔ میں ان راستوں کو کبھی نہیں بھلا سکتا''...... روگو نے کہا۔

''روگو۔ شالما جنگل میں آپ نے جو بلڈنگ بنائی ہے۔ میں نے اپنے کچھ ساتھیوں سمیت وہاں تک جانا ہے''...... میجر پرمود نے کہا تو روگو نے اسے ایسے دیکھا جیسے میجر پرمود پاگل ہو گیا ہو۔

''سر۔ یہ خیال ہی دل و دماغ سے نکال دیں۔ وہاں تک پہنچنا ممکن ہی نہیں ہے''...... روگو نے کہا۔

''روگو۔ دنیا میں کوئی کام بھی ناممکن نہیں ہوتا بس ہمت اور حوصلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جسے تم ناممکن کہہ رہے ہو وہاں تک صرف تم ہی نہیں بلکہ تمہارے ساتھ تقریباً ستر آدمی اور بھی پہنچے اور تم نے ایک عمارت بھی تعمیر کر دی۔ اگر وہاں تک پہنچنا ناممکن ہوتا تو اتنے سارے لوگ وہاں کیسے پہنچے۔ لہٰذا تم ہمارے ساتھ چلو۔ ہم وہاں نہ صرف پہنچیں گے بلکہ انشاء اللہ خیر خیریت سے واپس بھی آئیں گے''...... میجر پرمود نے اسے سمجھاتے ہوئے اور حوصلہ دیتے ہوئے کہا۔

''نو سر۔ مجھے اپنی زندگی کے ساتھ ساتھ آپ کی زندگی کی بھی فکر ہے۔ میں خود بھی اس آگ کے سمندر میں نہیں کودوں گا اور

آپ کو بھی نہیں کودنے دوں گا“...... روگو نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”روگو۔ تمہیں معلوم ہے کہ تم نے جو بلڈنگ تعمیر کی ہے۔ اس سے کیا کام لیا جا رہا ہے“...... میجر پرمود نے کہا۔ چونکہ روگو ایک بات پر اڑ گیا تھا اور اس کا حتمی لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ شالما جنگل جانے پر تیار نہیں ہو گا تو میجر پرمود نے اسے دوسرے طریقے سے راضی کرنے کا سوچا۔

”نہیں جناب۔ ہمیں نہیں معلوم کہ اس بلڈنگ میں کیا ہو رہا ہے“...... روگو نے کہا۔

”روگو۔ تم جدید دنیا میں رہتے ہو۔ تم نے ریوالور، مشین پسٹل، مشین گنوں اور آگ لگا دینے والے بموں کے بارے میں نہ صرف سنا ہو گا بلکہ انہیں دیکھا بھی ہو گا“...... میجر پرمود نے کہا۔

”جی ہاں جناب۔ میں نے تقریباً ہر قسم کے ہتھیار دیکھے ہیں“۔ روگو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”روگو۔ وہ بلڈنگ دراصل فیکٹری ہے اس میں ایسے بم تیار کئے جا رہے ہیں کہ ایک بم ایک سو کلو میٹر کے علاقے میں آگ بھی لگا دے گا اور یہ بم اس لئے بنائے جا رہے ہیں کہ براعظم افریقہ اور براعظم ایشیا کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ ان دونوں براعظموں کو مکمل طور پر جلا دیا جائے اس لئے ہم اس فیکٹری کو تباہ کرنے کا ارادہ لے کر آئے ہیں اور ہم اس ارادے سے باز نہیں رہ سکتے۔ تم

ہمارا ساتھ دو یا نہ دو۔ ہم نے اس بلڈنگ تک ضرور جانا ہے اور اسے تباہ کرنا ہے“...... میجر پرمود نے نہایت ہی جذباتی لہجے میں کہا۔

”پرمود۔ یہ بات تم نے پہلے مجھے کیوں نہیں بتائی۔ میں بھی ان جنگلات کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ عمل کرنے کے لئے دور دراز کے جنگلوں میں ہی جانا پڑتا ہے۔ تم فکر نہ کرو، میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ ہم کسی نہ کسی طرح شالما جنگل پہنچ ہی جائیں گے“...... شامو نے میجر پرمود کی بات سن کر جذباتی لہجے میں کہا۔

”یہ حقیقت جان کر تو میں بھی پیچھے نہیں رہ سکتا۔ اوکے سر۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اب موت آتی ہے تو بے شک آتی رہے“...... روگو نے جذباتی ہوتے ہوئے کہا۔

”مجھے یقین تھا کہ تم ہمارا ساتھ دو گے“...... میجر پرمود نے کہا۔ گو کہ اس کی بنائی ہوئی کہانی اتنی جاندار نہیں تھی لیکن اس کے سامنے دو ایسے انسان بیٹھے ہوئے تھے جو بنیادی طور پر جنگلی تھے۔ زیادہ سوچ بچار کرنا اور کسی بات کی گہرائی میں جانا ان کی فطرت میں نہیں تھا۔ اس لئے انہوں نے فوراً ہی میجر پرمود کی بات پر یقین کر لیا تھا اور اب وہ مرنے پر بھی تیار تھے۔

”سر۔ اب دیر نہ کریں اور فوراً روانہ ہو چلیں“...... روگو نے بے چین لہجے میں کہا۔

''ہم فوراً ہی روانہ ہو رہے ہیں لیکن پہلے ہمیں اس خطرناک سفر کی تیاری بھی کرنی ہے۔ پہلے ہم اس سامان کی لسٹ بنا لیتے ہیں جس کی ہمیں ضرورت پڑ سکتی ہے۔ اس کے بعد وہ سامان خریدتے ہیں اور روانہ ہو جاتے ہیں''...... میجر پرمود نے کہا تو روگو نے اثبات کے انداز میں سر ہلایا پھر روگو نے سامان بتایا۔ میجر پرمود نے لسٹ بنائی اور اس کے بعد انہوں نے جا کر سامان خریدا۔

شام ہونے میں ابھی تین گھنٹے باقی تھے کہ یہ قافلہ لیراونی سے روانہ ہوا۔ جنگل میں سفر کرنے کے لئے انہوں نے مخصوص جیب خریدی تھی۔ وائٹ شارک ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جبکہ روگو اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ باقی افراد اور سامان جیپ کے پچھلے حصے میں تھا۔ دو گھنٹوں کے تیز سفر کے بعد وہ لیراونی کی شہری حدود سے نکل کر جنگل کی حدود میں داخل ہو گئے۔ مزید دو گھنٹے گزرنے کے بعد سفر جاری رکھنا مشکل ہو گیا تو انہوں نے جیپ روک لی اور خیمے لگا دیئے گئے۔

''شامو انکل۔ آپ کے ہوتے ہوئے افریقہ کے وچ ڈاکٹرز تو ہمیں نقصان نہیں پہنچائیں گے''...... تمثیلہ نے کہا۔

''وہ کیوں بیٹی''...... شامو نے کہا۔

''ہمارے ہاں کہتے ہیں کہ بھینس، بھینس کی بہن ہوتی ہے تو آپ بھی وچ ڈاکٹر ہیں۔ وچ ڈاکٹر آپ کا لحاظ تو کریں گے''۔ تمثیلہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بھینس، بھینس کی بہن ہوتی ہو گی لیکن وچ ڈاکٹر، وچ ڈاکٹر کا بھائی نہیں ہوتا اور میں تو ویسے بھی چھوٹا سا عامل ہوں مکمل وچ ڈاکٹر نہیں ہوں''...... جواب میں شامو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اب سونے کا کیا پروگرام ہے''...... وائٹ شارک نے میجر پرمود کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم یہاں سونے کی تلاش میں تو نہیں آئے بھائی''...... لاٹوش نے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

''پرمود اور لاٹوش کو سونے کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا ساری رات یہی پہرے پر رہے گا''...... وائٹ شارک نے کہا۔

''ارے باپ رے۔ تم نیند والے سونے کی بات کر رہے ہو۔ میں تو سمجھا تم گولڈ کی بات کر رہے ہو''...... لاٹوش نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

''ہم آٹھ افراد ہیں۔ اگر ہم دو، دو کے چار گروپ بنالیں اور ہر گروپ تین گھنٹے کی ڈیوٹی دے تو روزانہ دو گروپس کی باری ہو گی۔ یوں کسی کی نیند بھی ڈسٹرب نہیں ہو گی اور ہم سب اطمینان سے سو بھی سکیں گے''...... میجر پرمود نے کہا۔

''نکاح سے پہلے تو میں تمثیلہ بھابھی کے ساتھ تمہیں اکیلا نہیں چھوڑوں گا''...... لاٹوش نے کہا۔

''او کے۔ تمثیلہ کے ساتھ تم گروپ بنا لو''...... میجر پرمود نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

"ارے باپ رے۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ او کے بھائی۔ تمثیلہ بھابھی کا گروپ تمہارے ساتھ ہی ٹھیک ہے“...... لاٹوش نے تیز لہجے میں کہا کہ میجر پرمود مسکرانے لگا۔

اس رات پہلی ڈیوٹی میجر پرمود اور تمثیلہ نے ہی دی۔ صبح ناشتے کے بعد ان کا سفر دوبارہ شروع ہو گیا۔ کچھ سفر کے بعد انہوں نے جیپ چھوڑ دی کیونکہ جیپ میں سفر دشوار ہو گیا تھا۔ دوران سفر ان کے ساتھ چھوٹے چھوٹے کئی واقعات پیش آئے۔ ایک بار اٹھارہ بیس جنگلیوں نے بھی انہیں گھیر لیا لیکن شامو نے اپنی شعبدہ بازی دکھائی تو وہ سب خوفزدہ ہو گئے۔ شامو نے انہیں بھگا دیا۔ تیسرے دن ابھی شام ہونے میں کچھ وقت باقی تھا کہ ان کے سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں آ گئیں۔ پہاڑیوں کے دامن میں ایک چشمہ بھی تھا۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ یہاں کچھ دیر آرام کریں پھر نہا کر تازہ دم ہوں اور اس کے بعد سفر دوبارہ شروع کریں۔ یہ فیصلہ کرنے کے بعد انہوں نے سامان رکھا اور زمین پر بیٹھ گئے۔ یہاں ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ انہیں یہاں بیٹھ کر بہت سکون مل رہا تھا۔

"اگر چند خشک لکڑیاں جمع کر لی جائیں تو میں تم سب کو گرما گرم مزیدار مشکباری قہوہ پلوا سکتی ہوں“...... تمثیلہ نے کہا۔

"تمثیلہ بھابھی۔ آپ نے تو ہمارے دل کی بات کہہ دی“۔ وائٹ شارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بس یوں سمجھ لیں کہ آپ کی بات سے جنگل میں منگل ہو گیا“...... لاٹوش نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں اور توفیق لکڑیاں جمع کر آتے ہیں“۔ کیپٹن نوازش نے کہا۔

"تم نے روزہ افطار کر لیا“...... تمثیلہ نے کہا تو کیپٹن نوازش حیران ہو گیا۔

"روزہ۔ مادام، میں روزے سے تو نہیں تھا“...... کیپٹن نوازش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ تم روزے سے نہیں ہو۔ میں سمجھی کہ تم نے اور توفیق نے چپ کا روزہ رکھا ہوا ہے“...... تمثیلہ نے کہا۔

"بس آپ کے اور سر کے احترام میں ہم کم بولتے ہیں“۔ اس مرتبہ کیپٹن توفیق نے کہا۔

"بھئی مزہ تو یہ تھا کہ تم پرمود کے احترام میں پیدا ہی نہ ہوتے“...... لاٹوش نے کہا تو کیپٹن نوازش اور کیپٹن توفیق صرف مسکرا کر رہ گئے۔ پھر وہ دونوں اٹھے۔ جیسے ہی اٹھے ان سب کی نظریں سامنے پڑیں اور وہ سبھی اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ ایک سیکنڈ کے ہزارویں حصے میں ان کے مشین پسٹل ان کے ہاتھ میں آ گئے۔ ان سے کچھ فاصلے پر چند افراد دکھائی دے رہے تھے۔ وہ ان پر فائرنگ کرنا چاہتے تھے لیکن میجر پرمود نے انہیں ایسا کرنے سے روک دیا۔ دوسرے گروپ کے افراد کے ہاتھوں میں بھی اسلحہ موجود تھا اور وہ بھی فائر کرنے کی پوزیشن میں تھے لیکن انہوں نے بھی

فائرنگ نہ کی

''ویلکم۔ ویلکم۔ کرنل زید صاحب''...... میجر پرمود نے آگے بڑھتے ہوئے کہا تو اس گروپ سے کرنل زید آگے بڑھا اور پھر ان دونوں نے مصافحہ کیا۔

''میجر صاحب۔ ہم شالما جنگل کی جانب سفر کر رہے ہیں اور میرا آپ کو مشورہ یہی ہے کہ آپ یہاں سے واپس لوٹ جائیں۔ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانیں بچائیں''...... مصافحہ کرنے کے بعد کرنل زید نے سنجیدہ لہجے میں میجر پرمود سے کہا۔

''شالما جنگل پہنچ کر معلوم ہو جائے گا کہ کس کی موت اسے یہاں کھینچ کے لائی ہے''...... میجر پرمود نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''چلیئے۔ ایسا کرتے ہیں کہ یہ سفر ساتھ ساتھ کرتے ہیں۔ جب منزل کے قریب پہنچیں گے تو پھر پہلے آپس میں مقابلہ کرلیں گے اور جو بچے گا وہ اپنا مقصد پائے گا''۔ کرنل زید نے کہا۔

''اوکے۔ منظور ہے''...... میجر پرمود نے کہا اور انہوں نے ایک بار پھر ہاتھ ملایا۔ ان کی گفتگو ان کے ساتھیوں نے سنی تھی اور وہ سب غصے سے کھول رہے تھے لیکن وہ اپنے لیڈروں کی وجہ سے خاموش تھے۔ دونوں پارٹیوں نے سفر دوبارہ شروع کر دیا ایک ایسا سفر کہ جس میں موت یقینی تھی اگر وہ جنگلی دشمنوں سے بچ جاتے تو پھر انہوں نے اپنے اپنے مفاد کے لئے ایک دوسرے سے جنگ کرنی تھی اور اس جنگ کے بعد جس نے بچنا تھا اس نے ان

دشمنوں سے بھی جنگ لڑنی تھی جنہوں نے سائنس دانوں کو اغوا کر کے یہاں پہنچایا تھا اور وہ سب اس حقیقت سے آشنا تھے کہ وہ دشمن کوئی عام لوگ نہیں تھے۔

''سر۔ ہم کل اس عمارت تک پہنچ جائیں گے''...... پانچویں دن سفر روک کر جب انہوں نے خیمے لگائے تو روگو نے کہا۔ روگو کی بات سن کر وہ سب خوش ہو گئے۔ آخر وہ اپنی منزل کے قریب پہنچ گئے تھے۔

رات پہرہ دینے کی باری میجر پرمود کی ٹیم میں سے شامو اور لاٹوش کی تھی جبکہ کرنل زید کی ٹیم میں ڈاگر اور ایگل ٹو ڈیوٹی پر تھے۔ تین خیمے لگائے گئے تھے ایک خیمے میں مائرہ اور تمثیلہ تھیں جبکہ باقی دو میں مرد حضرات تھے۔ انہیں سوئے ہوئے ابھی ایک گھنٹہ ہی ہوا تھا کہ پہرہ دینے والوں کو ایک طرف سے روشنی کا سیلاب آتا ہوا دکھائی دیا۔ وہ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ یہ کیا معاملہ ہے اور وہ اپنے ساتھیوں کو جگائیں یا نہیں کہ روشنی ان کے سروں پر پہنچ گئی اور وہ روشنی میں نہا سے گئے۔ اس کے ساتھ ہی انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے وہ ساکت ہو کر رہ گئے ہیں۔ انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دینے چاہی لیکن ان کے تو گویا ہونٹ سل گئے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ ان کی آنکھوں میں اندھیرا چھانے لگا۔ چند لمحوں بعد نہ صرف ان کی آنکھیں مکمل طور پر بند ہو چکی تھی بلکہ ان کے دماغ بھی اندھیرے میں ڈوب گئے تھے۔

"جوزف کیا ہوا"...... جولیا نے جیپ کو زور دار جھٹکے سے رکتے دیکھ کر جوزف سے پوچھا جو ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا تھا۔ جوزف کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا۔ جبکہ باقی تمام ساتھی پچھلی سیٹوں پر بیٹھے تھے۔

"مس۔ سامنے دیکھو"...... جوزف نے کہا تو نہ صرف جولیا بلکہ سب نے سامنے دیکھا۔ چند فٹ آگے راستے میں دو اڑھائی فٹ موٹی درخت کی شاخ پڑی ہوئی تھی۔ اس شاخ کی لمبائی کافی زیادہ تھی ایک درخت کے پیچھے سے نکل کر دوسری طرف جھاڑیوں تک جا رہی تھی۔

"اوہ۔ یہ تو بہت بڑی شاخ ہے۔ چلو تنویر، نعمانی اور چوہان اس شاخ کو راستے سے ہٹا دو"...... جولیا نے کہا تو وہ تینوں جیپ سے نیچے اترنے لگے۔

"رکو۔ کوئی بھی جیپ سے نیچے قدم نہیں رکھے گا"۔ جوزف نے تنبیہ کرنے والے انداز میں کہا۔ جوزف کے اس انداز پر سب کو حیرت ہوئی۔

"کیوں"...... روشی نے پوچھا۔

"مس۔ یہ شاخ نہیں ہے بلکہ یہ اژدھا ہے۔ اگر اس نے ہماری طرف منہ کر کے سانس اپنے اندر کھینچا تو ہم اڑ کر اس کے پیٹ میں چلے جائیں گے"...... جوزف نے کہا تو جولیا اور روشی کے جسم میں تو باعدہ سرد لہر دوڑتی چلی گئی۔

"اوہ۔ اس قدر طویل اور موٹا اژدھا"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس پر جیپ چڑھا دو۔ یہ کچلا جائے گا"...... تنویر نے جوزف سے کہا۔

"نہیں۔ جیپ اسے نہیں کچل سکتی اس پر مشین گن سے فائرنگ کرنے پڑے گی۔ تنویر صاحب آپ اور صفدر صاحب آپ دونوں اس پر بیک وقت فائرنگ کرو"...... جوزف نے کہا تو ان دونوں نے ہی مشین گنیں سیدھی کر لیں اسی وقت اژدھے کے جسم میں بھی حرکت پیدا ہوئی۔ پھر جھاڑیوں میں سے اس کا منہ باہر نکل آیا اس نے اپنا منہ کھولا تو ایسے لگا جیسے صندوق کا ڈھکن کھل گیا ہو۔ صفدر اور تنویر نے فوراً اس پر فائر کھول دیا۔ فائرنگ کی تیز آواز سے جنگل تھرتھرا اٹھا اور درجنوں گولیاں اژدھے کے منہ پر جا لگیں۔ ایک تیز

پھنکار سنائی دی اور گولیاں لگنے کے باوجود اژدھا ان کی طرف بڑھا۔ صفدر اور تنویر نے دوبارہ اس پر فائرنگ کر دی۔ اس کے منہ کے ساتھ ساتھ اس کے جسم پر بھی گولیاں لگیں اور اژدھا تڑپنے لگا۔ تقریباً وہ چار پانچ منٹوں تک تڑپتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔

''باس۔ اب یہ مردہ ہو گیا ہے۔ میں اسے راستے سے ہٹاتا ہوں''...... جوزف نے عمران سے کہا۔ اس کے بعد جوزف جیپ سے نیچے اترا اور اس نے اژدھے کو دم سے پکڑا اور کھینچ کر راستے سے ہٹا دیا اور واپس جیپ کے قریب آ گیا۔

''جوانا۔ میرے ہاتھ پر پانی بھی ڈالو اور مجھے صابن بھی دو''...... جوزف نے کہا تو جوانا نے اس کے ہاتھ دھلائے۔ تو جوزف دوبارہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس نے جیپ آگے بڑھائی۔ جیپ نہایت ہی سست رفتاری سے آگے بڑھی۔ جب وہ اژدھا کے قریب سے گزری تو انہوں نے ایک اور خوفناک و حیرت ناک منظر دیکھا۔ زمین کے ایک چھوٹے سے سوراخ میں سے بڑی بڑی چونٹیاں نکل کر اژدھے کی لاش پر چڑھ رہی تھیں۔

''مس۔ یہ چیونٹیاں اب خوب دعوت اڑائیں گی۔ ایک ڈیڑھ گھنٹے میں یہ اژدھا ختم ہو جائے گا''...... جوزف نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''یہ منظر شاید میں اپنی ساری زندگی نہ بھول سکوں گی''۔ جولیا نے کہا۔ اسی لمحے انہیں بھوں بھوں کی آواز سنائی دی تو انہوں نے

چونک کر اوپر دیکھا۔ کالے رنگ کی بھڑیں بڑی تعداد میں اڑتی ہوئی جا رہی تھیں۔

''یہ بھڑیں اسی دعوت میں شریک ہونے کے لئے جا رہی ہیں۔ حالانکہ انہیں چیونٹیوں نے دعوت بھی نہیں دی''...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''شب دیجوار کی اولاد۔ افریقہ پہنچ کر تجھے تو بولنا آ گیا ہے''۔ عمران نے جوزف سے کہا۔

''باس۔ یہ شاید یہاں کی آب و ہوا کا اثر ہے''...... جوزف نے دانت کی نمائش کرتے ہوئے کہا۔

''خیال رکھنا۔ یہاں کی آب و ہوا تیرے اندر کا سویا ہوا وحشی انسان نہ جگا دے۔ اگر وہ وحشی انسان جاگ گیا تو پھر ہم سب تیری خوراک بن جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''ہو۔ ہو۔ ہو۔ باس تم بہت مخول کرتے ہو۔ تم جانتے ہو کہ میں آدم خور تو کسی بھی زمانے میں نہیں رہا''...... جوزف نے زور زور سے ہنستے ہوئے کہا۔

''تیرا مطلب ہے کہ میں مسخرا ہوں۔ جوکر ہوں''...... عمران نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''نو باس۔ میں تو کبھی خواب میں بھی ایسا نہیں سوچ سکتا''۔ جوزف نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جوزف ان بھڑوں کو کیسے پتا چلا ہے کہ اس طرف کوئی اژدھا

مر گیا ہے''...... عمران جوزف کی بات کے جواب میں کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ جولیا جوزف سے مخاطب ہوئی۔

''مس۔ جنگلی جانوروں کے سونگھنے کی حس بہت ہی تیز ہوتی ہے۔ یہ چیونٹیاں اور بھڑیں اژدھے کے خون کی بو سے آئی ہیں''۔ جوزف نے کہا اور پھر اس نے جیپ کی رفتار بڑھا دی۔ وہ جنگل میں جیسے جیسے آگے بڑھ رہے تھے ویسے ویسے راستہ دشوار ہوتا جا رہا تھا۔ آخر ایک جگہ جوزف نے جیپ روک دی۔

''باس۔ تم دیکھ رہے ہو کہ جیپ پر مزید سفر کرنا اب بہت مشکل ہو گیا ہے''...... جوزف نے کہا

''اوکے۔ ہم جیپ چھوڑ دیتے ہیں اور آگے پیدل چلتے ہیں''۔ عمران نے کہا۔ پھر وہ سب جیپ سے نیچے اترے انہوں نے سامان کے بیگ اٹھائے اور پیدل چلنے لگے۔ انہیں جنگل میں سفر کرتے ہوئے کئی دن ہو گئے تھے۔

''جوزف۔تم نے شالما جنگل دیکھا ہوا تو ہے نا''...... عمران نے پوچھا۔

''باس۔ یہ افریقہ کا سب سے خطرناک جنگل ہے اور پرنس آف افریقہ جوزف دی گریٹ شروع سے ہی خطرناک چیزوں کا شیدائی رہا ہے۔ خطرات جوزف کو اس طرح اپنی طرف کھینچتے ہیں جیسے مقناطیس لوہے کو۔ میں اپنی جنگلی زندگی میں کئی بار شالما جنگل گیا ہوں''۔ جوزف نے کہا۔

''جوزف۔ تمہیں افریقہ چھوڑے بہت عرصہ ہو گیا ہے۔ اس دوران یہاں بہت سی تبدیلیاں ہو گئی ہوں گی ان تبدیلیوں کی وجہ سے تم راستہ بھٹک بھی سکتے ہو''...... نعمانی نے کہا تو جوزف کے چہرے پر ایسی مسکراہٹ آ گئی جیسے کسی معصوم بچے کی کوئی معصوم سی بات سن کر استاد کے چہرے پر آ جاتی ہے۔

''مسٹر نعمانی۔ یہ شہر نہیں ہے کہ ایک جگہ حویلی ہو گی تو چند مہینے بعد وہاں سے حویلی کا نام و نشان مٹ جائے گا اور پلازہ تعمیر ہو جائے گا۔ یہ افریقہ کے جنگلات ہیں۔ یہ سینکڑوں سال پہلے بھی ایسے تھے اور سینکڑوں سالوں بعد بھی ایسے ہی رہیں گے اور اگر جوزف کوئی بات بھول بھی جائے تو جنگل کی آب و ہوا جوزف کو وہ بات یاد دلا دیتی ہے۔ آخر جوزف دی گریٹ پرنس آف افریقہ ہے''...... جوزف نے فخریہ لہجے میں کہا۔

''ایک عمران ہے جو ہر وقت پر چار کرتا رہتا ہے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کا اور دوسرا یہ جوزف ہے جو ہر وقت پرنس آف افریقہ ہوں کا اعلان کرتا رہتا ہے''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ اب ہم گفتگو کا موضوع تبدیل کرتے ہیں''...... صفدر نے کہا تو سب نے اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا۔

''عمران صاحب۔ ابھی تک ہمیں معلوم نہیں ہوا کہ سائنس دانوں کو اغوا کس نے کیا ہے۔ کیا یہ مجرم اتنے باوسائل اور سائنس

میں ترقی یافتہ ہیں کہ وہ اسرائیل کی اس لیبارٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے جس کی سیکورٹی سے کرنل فریدی اور آپ مطمئن تھے کہ اس لیبارٹری کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوسکتی اور آپ کے مطمئن ہونے پر ہی حکومت نے ڈاکٹر شاہد حقانی صاحب کو اسرائیل بھیجا تھا''۔ صفدر نے کہا۔

''جی ہاں عمران صاحب۔ آپ تو خود سائنس دان ہیں اور آپ سلور لیبارٹری کے سیکورٹی سسٹم سے بہت مطمئن تھے''...... چوہان نے بھی صفدر کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''اس میں کوئی شک نہیں کہ سلور لیبارٹری کا سیکورٹی سسٹم ایسا تھا کہ اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہوسکتی تھی لیکن اس سسٹم میں ایک خامی بھی تھی''...... عمران نے کہا تو سب نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''عمران۔ کیا تمہیں وہ خامی پہلے نظر نہیں آئی تھی''...... روشی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں اس خامی سے شروع سے ہی آگاہ تھا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ پھر بھی تم نے اس کی طرف سے اطمینان کا اظہار کیا اور اسی لیبارٹری میں پوری دنیا میں اتھارٹی سمجھنے والے سائنس دان کو بھجوا دیا''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ اس سیکورٹی سسٹم میں خامی کیا تھی''...... صفدر

نے عمران کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس سے بڑھ کر کیا خامی ہوسکتی ہے کہ اسے انسانوں نے بنایا تھا۔ اگر چند انسانوں نے اپنی ذہانت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کوئی پلان بنا لیا تھا تو چند دیگر انسانوں نے اپنی ذہانت استعمال کرتے ہوئے اس پلان کو ناکام بھی بنا دیا''...... عمران نے کہا تو ان سب کے چہروں پر موجود غصے کے تاثرات ختم ہو گئے۔

''سیدھی سیدھی بات تم اس طرح گھما کر کرتے ہو کہ دوسرے انسان کا دماغ ہی خراب ہو جاتا ہے''...... جولیا نے کہا تو عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''عمران صاحب۔ آپ کے رابطے تو دنیا بھر میں ہیں۔ کیا آپ نے معلومات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی کہ ایسی کون سی مجرم تنظیم ہے جو سائنس میں اتنی ایڈوانس ہو کہ کئی ملکوں کے بنائے ہوئے سائنس سیکورٹی پلان کو ناکام بنا دے''...... نعمانی نے کہا۔

''میں نے تمام مجرم تنظیموں کی فائل دیکھی ہیں اور معلومات فروخت کرنے والے بین الاقوامی اداروں سے بھی رابطہ کیا ہے لیکن ایسے لیول کی کوئی بھی مجرم تنظیم میری نظروں میں نہیں آ سکی''۔ عمران نے کہا۔

''یہ ہاٹ لائن اور بلیک چیف کیا ہیں''...... تنویر نے کہا۔

''وہ تمہارے سامنے کی بات ہے۔ ہاٹ لائن ایک ڈمی تنظیم ہے اس کا بلیک چیف بھی اپنے باس سے واقف نہیں تھا''...... عمران

نے کہا۔

''عمران صاحب۔ جن لوگوں نے یا جس فرد نے ہاٹ لائن جیسی ڈمی تنظیم بنائی ہوئی ہے۔ وہ خود کیسے ہوں گے''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہاری حیرت کو میں اس لئے بجا کہہ رہا ہوں کہ اس بات پر میں خود بھی حیران ہوں اور سوچتا رہتا ہوں لیکن ابھی تک کسی نتیجے پر نہیں پہنچا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس لئے اب تم اداس الو کی طرح خاموش رہنے لگے ہو''۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''انسان الو اس وقت بنتا ہے جب اس کی محبوبہ کے ساتھ اس کا بھائی بھی ہو''...... عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ۔تم تو ہر وقت بکواس ہی کرتے رہتے ہو''...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اور بھائی بھی ایسا جو غصے کا بہت تیز ہو''...... عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا تو جنگل کی فضا قہقہوں سے تھرا اٹھی۔ جولیا بھی عمران کی بات سن کر مسکرانے لگی تھی جبکہ تنویر جھینپ سا گیا۔

''باس۔ ہوشیار۔ میں کچھ انسانوں کے قدموں کی آوازیں سن رہا ہوں''...... جوزف نے کہا تو وہ سبھی خاموش ہو گئے۔ وہ دو تین قدم چلے تھے کہ انہیں باسی گوشت کی بو محسوس ہوئی۔ انہوں نے اپنا سانس روکنے کی کوشش کی لیکن ان کے سر چکرائے اور وہ سب

لہراتے ہوئے زمین پر گرتے چلے گئے۔ وہ سبھی بے ہوش ہو چکے تھے۔ پھر سب سے پہلے عمران کو ہوش آیا اس نے اردگرد کا جائزہ لیا۔ وہ سب درختوں سے بندھے ہوئے تھے پہلے انہیں رسیوں سے باندھا گیا تھا اور پھر زنجیروں سے جکڑ دیا گیا تھا۔ جوزف اور جوانا کی تو گردن میں بھی موٹی سی زنجیر ڈالی گئی تھی اور یہ اتنی سخت بندھی ہوئی تھی کہ محسوس ہو رہا تھا جیسے زنجیر ان کی گردن میں کھب گئی ہو۔ ان دونوں کا باقی جسم ڈبل زنجیروں سے بندھا ہوا تھا۔

عمران تو مخصوص ورزشوں کی وجہ سے خود بخود ہوش میں آ گیا تھا جبکہ باقی تمام افراد ابھی بے ہوش تھے۔ اپنے ساتھیوں کا جائزہ لینے کے بعد عمران نے سامنے دیکھا۔ سامنے ایک بڑا میدان تھا۔ میدان کے ایک حصے میں بانس کا ایک چبوتر بنا ہوا تھا اور اس چبوتر پر بانس سے بنی ہوئی ایک کرسی اور ایک تخت بھی رکھا ہوا تھا۔ کچھ فاصلے پر بہت سی جھونپڑیاں دکھائی دے رہی تھیں ایک جھونپڑی کچھ الگ تھلگ تھی اور اس جھونپڑی پر ایک جھنڈا لہرا رہا تھا۔ جھونپڑیوں سے باہر کچھ جنگلی کھڑے ہوئے تھے ان سب کی تیز نظریں عمران اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں ان کے ہاتھوں میں نیزے، تلواریں اور تیر کمان تھے۔

عمران ابھی ان کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ بڑی جھونپڑی میں سے چند جنگلی باہر نکلے۔ ان میں سے ایک جنگلی طویل قامت تھا۔ اور اس کے سر پر مور کے پروں سے بنا ہوا تاج تھا اس کی وضع قطع

اور اکڑی ہوئی گردن بتا رہی تھی کہ وہ اس قبیلے کا سردار ہے۔ اس کے ساتھ پانچ جنگلی تو جنگلی لباس میں ہی تھے اور انہوں نے تلواریں بھی اٹھا رکھی تھیں۔ البتہ ایک جنگلی جدید دنیا کے لباس میں تھا۔ عمران اسے غور سے دیکھنے لگا۔ اس کے منہ پر زخم کا نشان تھا جسے دیکھ کر عمران نے اندازہ لگایا کہ اس کے چہرے کو چند دن پہلے جلایا گیا ہے۔

سردار اپنے مسلح ساتھیوں کے ساتھ متکبرانہ انداز میں چلتا ہوا تخت پر جا بیٹھا۔ اس کے مسلح ساتھی اس کے ارد گرد کھڑے ہو گئے۔ جبکہ جدید لباس میں ملبوس آدمی عمران کے قریب آ گیا۔

''تم نے ہاٹ لائن کے چند افراد کو مار کر یہ سمجھ لیا کہ تم اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے''...... اس جنگلی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''تو تمہارا تعلق ہاٹ لائن سے ہے''...... عمران نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''میرا نام روڈو ہے۔ میں ہاٹ لائن کے ایک سیکشن کا انچارج ہوں اور میں اس قبیلے شاؤکا سے تعلق رکھتا ہوں۔ افریقہ کے تمام آدم خور قبیلوں میں سے ہمارا قبیلہ سب سے زیادہ خونخوار ہے۔ ہم انسانوں کا قیمہ بنا کر کھاتے ہیں''...... اس جنگلی نے، جس نے اپنا نام روڈو بتایا تھا خونخوار لہجے میں کہا۔

''روڈو۔ تم نے ہم پر ہاتھ ڈال کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہے''...... عمران نے کہا تو روڈو نے قہقہہ لگایا۔

''مسٹر۔ جدید دنیا کا کوئی بھی انسان کسی بھی جنگلی قبیلے میں آ پھنستا ہے تو وہ کسی بھی صورت بچ نہیں سکتا کیونکہ انسانی گوشت ان جنگلیوں کی مرغوب غذا ہے۔ اگر جدید دنیا کا کوئی انسان یہاں قربان کر دیا جائے اور قبیلے کا کوئی جنگلی اس کے گوشت سے محروم رہ جائے تو وہ جنگلی سردار سے بھی لڑنے پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ جدید دنیا کا کوئی انسان کیسے بچ سکتا ہے''...... روڈو نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''میرا نام عمران ہے۔ اچھا تم یہ بتاؤ کہ کیا تم بھی انسانی گوشت کھاتے ہو''...... عمران نے اپنا نام بتاتے ہوئے اس سے پوچھا۔

''نہیں۔ میں پہلے انسانی گوشت کھاتا تھا لیکن جب سے ہاٹ لائن میں گیا ہوں مجھے انسانی گوشت سے نفرت ہو گئی ہے۔ ہاٹ لائن کے دشمنوں کو ہم قتل کرتے ہیں تو اکثر کا گوشت میں یہاں لے آتا ہوں۔ میرے قبیلے والے بڑے شوق سے کھاتے ہیں لیکن ں نہیں کھاتا''...... روڈو نے کہا۔ اسی لمحے وحشیوں نے جوش و روش سے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ ان نعروں کو سنتے ہی ھونپڑیوں میں بیٹھے ہوئے جنگلی، جن میں مرد، عورتیں اور بچے امل تھے۔ جھونپڑیوں سے باہر نکلنے لگے۔ وہ سب آسمان کی طرف یکھ رہے تھے اور نعرے لگا رہے تھے۔

''راکا دیوی۔ زندہ باد۔ راکا دیوی۔ زندہ باد''...... عمران نے

بھی نظریں اوپر اٹھائیں۔ اسے درختوں سے اوپر کافی بلندی پر ایک فے گراز دکھائی دیا۔ یہ جنگلی اسے ہی دیکھ کر نعرے لگا رہے تھے۔ پھر وہ فے گراز نیچے آ کر درختوں کے پیچھے غائب ہو گیا۔ بہت سے جنگلی نعرے لگاتے ہوئے اس طرف دوڑ گئے۔

روڈو کون آیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''راکا دیوی آئی ہے۔ یہ طاقت کی دیوی ہے۔ ہمارا قبیلہ اسی کی پوجا کرتا ہے''...... روڈو نے کہا۔ روڈو کی بات سن کر عمران خاموش ہو گیا اس طرف جانے والے جنگلی درختوں کے پیچھے غائب ہو چکے تھے لیکن ان کے نعروں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ پھر ان نعروں میں ایک دم شدت آ گئی تو عمران سمجھ گیا کہ جنگلیوں نے اپنی راکا دیوی کو دیکھ لیا ہے۔

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اسے جنگلی واپس آتے دکھائی دیئے۔ ان کے درمیان انتہائی خوبصورت لباس میں انتہائی حسین لڑکی تھی اور اگر عمران درخت سے بندھا ہوا نہ ہوتا تو وہ یقیناً حیرت سے اچھل پڑتا۔ اس نے تو کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ تھریسیا کسی جنگلی قبیلے کی دیوی بھی ہو سکتی ہے۔ تھریسیا مسکراتی ہوئی چبوترے کی طرف بڑھی۔ اس نے عمران کی طرف بھی دلکش مسکراہٹ کے ساتھ دیکھا لیکن اس نے بڑھتے ہوئے قدم نہیں روکے۔ وہ چبوترے پر چڑھی تو سردار، جو کہ اسے دیکھ کر کھڑا ہو گیا تھا فوراً ہی جھک گیا اسے جھکتے دیکھ کر تمام جنگلی بھی جھک گئے۔

جھکے جھکے بھی وہ نعرے لگا رہے تھے۔

''قبیلہ شاؤ کا کے بہادروں۔ اٹھو''...... تھریسیا کی آواز پورے جنگل میں گونجی اور تمام جنگلی سیدھے ہو گئے۔ اب وہ خاموش ہو گئے تھے۔

''راکا دیوی۔ تم سے بہت خوش ہے کہ تم نے اتنے سارے انسان قربان کرنے کے لئے میرے سامنے پیش کئے ہیں''۔ تھریسیا نے کہا۔ اس کی آواز جنگل کے چاروں طرف سے آتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ جنگلی زبان میں بات کر رہی تھی اور اس کی بات سن کر سارے جنگلی تالیاں بجانے لگے۔

''شاؤ کا کے جوانو۔ تم جانتے ہو کہ میں آسمانوں کی دیوی ہوں اور اس زمین پر جتنی بھی زبانیں بولی جاتیں ہیں وہ میں بھی بول لیتی ہوں اور کس انسان کا تعلق کس ملک سے ہے یہ بھی مجھے معلوم ہو جاتا ہے۔ تمہارے قیدیوں میں سے جو نوجوان ہوش میں ہے مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ کہاں کا رہنے والا ہے۔ میں اس سے چند باتیں کرتی ہوں اس کے بعد پھر اس کی قربانی کی جائے گی''۔ تھریسیا نے کہا اور پھر اس نے عمران کی طرف دیکھا۔

''کہو عمران۔ تمہیں اس ایڈونچر کا مزہ آ رہا ہے''...... تھریسیا نے مسکراتے ہوئے پاکیشیائی زبان میں کہا۔

''مجھے پہلے ہی شک تھا کہ یہ تمہارے ہی کام ہیں''۔ جواب میں عمران نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران۔ تم کئی بار تو ہم سے بچ کر نکل گئے ہو لیکن ان جنگلیوں سے نہیں بچ سکو گے اور ابھی سب سے پہلے میں تمہاری ہی قربانی کراتی ہوں۔ کچھ دیر بعد تمہارا قیمہ ان جنگلیوں میں تقسیم ہو رہا ہو گا''...... تھریسیا نے کہا۔

''میں یہ بات کبھی مان ہی نہیں سکتا کہ تم مجھے قتل کرا سکتی ہو''۔ عمران نے بڑی لگاوٹ سے کہا۔ وہ اپنے ناخنوں میں موجود مخصوص کیمیکل لگے بلیڈوں سے رسی تو کاٹ ہی چکا تھا لیکن زنجیر کاٹنا یا توڑنا اس کے بس میں نہیں تھا۔ جوزف اور جوانا زنجیر توڑ سکتے تھے لیکن وہ دونوں ہی بے ہوش تھے اور پھر انہیں باندھا بھی ڈبل زنجیروں سے گیا تھا، گردن سے باندھی جانے والی زنجیر نے تو انہیں بالکل بے بس کر دیا تھا۔ بچاؤ کی کوئی صورت عمران کو دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

''کیوں۔ میں تمہیں قتل کیوں نہیں کر سکتی''...... تھریسیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''جس محبوب کو دل میں بسایا جاتا ہے اس کی سلامتی کی دعائیں کی جاتی ہیں۔ اسے قتل نہیں کرایا جاتا''...... عمران نے کہا۔

''عمران۔ تمہیں بہت سے چانس دیئے گئے ہیں لیکن تم نے ہر موقع پر ثابت کیا ہے کہ تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ تمہیں دل میں بسایا جائے۔ لہٰذا اب میں نے تمہیں اپنے دل سے کھرچ ڈالا ہے اب جب تمہارا خون میرے قدموں میں بہے گا تو مجھے تسکین ملے

گی کیونکہ تم نے ہر بار میری محبت کو ٹھکرا کر میری بے عزتی کی ہے۔ آج میں تم سے اس بے عزتی کا بدلہ لوں گی''...... تھریسیا نے اس مرتبہ سخت لہجے میں کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ تم یہ باتیں غصے میں کہہ رہی ہو۔ ورنہ تمہارے دل میں تو میرے لئے محبت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ چلو ایسا ہے کہ میں تمہاری محبت کو قبول کرتا ہوں۔ اسی قبیلے میں شادی کر لیتے ہیں اور ہمیشہ کے لئے قبیلے میں رہ جاتے ہیں''...... عمران نے اس مرتبہ جنگلی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا اسے جنگلی زبان میں بات کرتے دیکھ کر سارے جنگلی حیران ہو گئے لیکن دیوی کے سامنے انہیں بات کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

''ہرگز نہیں۔ اب ایسا ممکن نہیں ہے۔ اب تمہیں میرے قدموں میں قربان ہونا پڑے گا''...... تھریسیا نے غصے میں کہا لیکن زبان اس نے پاکیشیائی ہی استعمال کی تھی۔

''ہائے ظالم۔ قربان تو میں تم پر پہلے سے ہی ہوں۔ اب چاہو تو مجھے اپنے قدموں میں قربان کر دو''...... عمران نے عاشقوں کے سے انداز میں کہا۔

''اسے کھول کر ہمارے قدموں میں لایا جائے لیکن اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ یہ شخص بہت ہی تیز اور پھرتیلا ہے۔ اگر یہ غلط حرکت کرنے لگے تو زہر میں بجھے ہوئے نیزے اس کے جسم میں اتار دیئے جائیں''...... تھریسیا نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو چھ

جنگلی عمران کی طرف بڑھے۔

''روڈو تم بھی اپنے مشین پسٹل کے ساتھ اس کی طرف سے ہوشیار رہو۔ اگر یہ حرکت کرنے لگے تو اسے گولیوں سے اڑا دینا اگر ایسا کرنے میں دو چار قبائلی بھی مرجائیں تو ان کی پرواہ مت کرنا''...... تھریسیا نے روڈو کو بھی حکم دیتے ہوئے کہا۔

''یس دیوی''...... روڈو نے جھکتے ہوئے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر وہ عمران کی پشت پر پہنچ گیا جنگلیوں نے عمران کی زنجیر کھول دی اب رسی اس کے ہاتھ پر اٹکی ہوئی تھی۔ وہ جس وقت چاہتا اسے جھٹکا دے کر توڑ سکتا تھا۔ جنگلیوں نے رسی کا جائزہ ہی نہیں لیا تھا۔ دو جنگلی اس کے دائیں بائیں آگئے اور دو جنگلی اس کے پیچھے آ گئے۔ ان چاروں کے نیزوں کی اینان اس کے جسم کو چھو رہی تھیں۔ وہ معمولی سی حرکت کرتا تو جنگلیوں نے واقعی نیزے اس کے جسم میں اتار دینے تھے اور وہ یہ بات سن چکا تھا کہ نیزوں کی اینوں کو زہر لگا ہوا ہے۔ عمران جنگلیوں کے گھیرے میں چبوترے پر پہنچ گیا۔

''تمہارے قریب آ کر مجھے کتنا سکون مل رہا ہے۔ تم اس کا اندازہ بھی نہیں کر سکتی''...... عمران نے تھریسیا سے کہا۔

''بکواس بند کرو۔ اب میں تمہاری باتوں میں نہیں آ سکتی''۔ تھریسیا نے سخت لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ میری ایک بات تو مان لو''...... عمران نے منت کرنے

والے انداز میں کہا۔

''یہ بات کہ تمہیں زندہ چھوڑ دیا جائے''...... تھریسیا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ یہ جو میرے دو کالے ساتھی ہیں انہیں ہوش دلا دو۔ مرنے سے پہلے میں ان سے چند ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''اب یہاں ان سے ضروری باتیں کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اوپر پہنچ کر دل بھر کر باتیں کرنا''...... تھریسیا نے اس مرتبہ مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اس نے جنگلی سردار کو دیکھ کر اشارہ کیا۔ سردار نے ایک جنگلی کی طرف اشارہ کیا تو وہ جنگلی چبوترے کے ساتھ والے درخت کی طرف گیا اس درخت کے قریب ایک بڑا سا پتھر رکھا ہوا تھا۔ جس پر خون جم کر سیاہ ہو چکا تھا۔ اس جنگلی نے وہ پتھر اٹھایا اور تھریسیا کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ پھر ایک بھاری جسامت کا جنگلی آگے بڑھا اس کے ہاتھ میں ایک بھاری اور بڑی تلوار تھی۔ جو آئینے کی طرح چمک رہی تھی یہ قبیلے کا جلاد تھا۔

''تم اپنا سر اس پتھر پر رکھ دو''...... جلاد نے انتہائی کرخت لہجے میں عمران سے کہا۔

''اچھا۔ تھوڑا صبر تو کرو۔ مرنا میں نے ہے اور بے چین تم ہو رہے ہو''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا سانس روکا اور انگلیوں میں دبایا ہوا کیپسول انگلی اور

انگوٹھے سے دبا کر نیچے پھینک دیا اس کی شرٹس کے کف میں خفیہ خانہ بنا ہوا تھا اور اس خانہ میں اس قسم کی کئی کیپسول موجود تھے۔ چبوترے کی طرف آتے ہوئے عمران نے ایک کیپسول نکال لیا تھا اس کیپسول میں بی ایکس پاؤڈر تھا۔ ہوا کے لگتے ہی آناً فاناً اس پاؤڈر سے تیز بو خارج ہوتی تھی جو کہ اٹھارہ سے بیس فٹ کے فاصلے تک موجود تمام جانداروں کو بے ہوش کر دیتی تھی۔ یہاں بھی ایسا ہی ہوا جیسے ہی بی ایکس پاؤڈر کو ہوا لگی اس سے یکایک تیز بو نکلی۔

چبوترے پر بیٹھے ہوئے اور چبوترے کے ساتھ ساتھ کھڑے ہوئے سارے جنگلی اور تھریسیا فی الفور بے ہوش ہو گئے۔ عمران نے ہاتھوں پر بندھی ہوئی رسی کو ایک جھٹکا دیا اور اس کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ سنو۔ شاؤ کا قبیلے کے لوگو۔ میں طاقت دیوتا ہوں۔ تم نے دیکھا کہ میں نے بندھے ہونے کے باوجود راکا دیوی، تمہارے سردار، جلاد اور سردار کے ساتھیوں کو بے ہوش کر دیا ہے اور رسیاں بھی توڑ ڈالی ہیں۔

میرے مقابلے پر جو آیا وہ مارا جائے گا۔ اب تم سب میرے غلام ہو۔ اگر تم میں سے کوئی غلامی قبول نہیں کرنا چاہتا تو مجھے بتائے میں یہاں کھڑے کھڑے اس پر آگ برسا دوں گا اور وہ ہلاک ہو جائے گا“...... عمران نے بلند اور غضب ناک آواز میں کہا۔ جنگلیوں نے اس کی عام جیبوں کی تلاشی لی تھی اور ان جیبوں

میں موجود مشین پسٹل اور ریوالور نکال لئے تھے لیکن انہیں عمران کی خفیہ جیبیں نظر نہیں آئی تھیں لہٰذا اس میں عمران کا سامان ویسے ہی موجود تھا۔

عمران کی جیب میں کانچ کی گولیوں کے سائز کے ہینڈ گرنیڈ اور آگ لگا دینے والے بم بھی موجود تھے اور عمران نے آگ لگا دینے والا بم نکال کر اسی طرح اپنی انگلیوں میں دبا لیا تھا کہ جنگلیوں کو نظر نہیں آ رہے تھا۔ عمران جنگلیوں کی فطرت اور روایات سے اچھی طرح واقف تھا۔ یہ لوگ عجیب و غریب چیزوں اور واقعات سے بری طرح خوفزدہ ہو جاتے تھے۔ عمران کئی مشنز کے سلسلے میں جنگلات آ چکا تھا اور وہ جنگلیوں کو مطیع کرنے کے گر جانتا تھا۔ جوزف سے اس نے افریقی قبائل میں بولی جانے والی زبانیں سیکھی ہوئی تھیں اور وہ یہ زبانیں اس طرح بولتا تھا جیسے یہیں کا رہنے والا ہو۔

”تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم طاقت دیوتا نہیں ہو“...... دور کھڑے ہوئے ایک جنگلی نے چلاتے ہوئے کہا۔

”یہ مجھے جھٹلا رہا ہے۔ دیکھو اسے اس کا کیا انجام ہوتا ہے“۔ عمران نے بلند آواز میں کہا۔ تمام جنگلی اس کی طرف متوجہ ہوئے اور پھر اس کے قدموں میں دھماکا ہوا اور آگ کا شعلہ بلند ہوا اور نہ صرف وہ جنگلی اڑ گیا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ کھڑے چند اور جنگلی بھی اڑ گئے۔ آگ نے انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ وہاں

موجود سارے جنگلی ہی خوفزدہ ہو گئے اور وہ عمران کے سامنے ایک
م جھکتے چلے گئے۔

''سیدھے کھڑے رہو احمقو۔ میرے سامنے جھکنے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے ایک بار پھر غضب ناک لہجے میں کہا تو وہ سب سیدھے ہو گئے۔

''ان لوگوں کو کھول دو اور تریالی جھاڑی کے پتے ان کی ناکوں سے لگاؤ''...... عمران نے جنگلیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ چند جنگلی عمران کے ساتھیوں کی طرف بڑھے اور ایک جنگلی تریالی جھاڑی کے پتے لینے کے لئے بھاگ گیا۔ پھر تین چار منٹوں کے بعد ہی عمران کے سب ساتھی ہوش میں آ گئے تھے۔

''ہمارے ساتھ ہمارا سامان بھی تھا۔ وہ بھی ہمیں لاکر دو''۔ عمران نے جنگلیوں کو حکم دیا تو چند جنگلی خیموں کی طرف دوڑے اور ان کے بیگ اٹھا لائے۔ اسی دوران عمران کے ساتھی اس سے سوالات کرنا چاہتے تھے لیکن عمران نے انہیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ چند ہی منٹوں میں ان کے بیگ ان کے پاس پہنچ گئے۔ شاؤ کا کے جنگلیوں جب تک یہ دیوی، تمہاری سردار اور دوسرے لوگ خود ہوش میں نہ آئیں تم نے انہیں ہوش میں لانے کی کوشش نہیں کرنی۔ اگر کسی نے یہ کوشش کی تو میں اس پر آگ برسا دوں گا''...... عمران نے ایک بار پھر جنگلیوں سے بلند آواز میں کہا اور اس کے بعد اس نے اپنے ساتھیوں کو سامان اٹھانے کا اشارہ کیا۔ اس کے ساتھیوں

نے بیگ اٹھائے اور وہ عمران کے پیچھے چلنے لگے۔ عمران اس طرف بڑھنے لگا جس طرف اس نے تھریسیا کے فے گراز کو اترتے دیکھا تھا۔ جلد ہی انہیں فے گراز نظر آ گیا۔ جہاں فے گراز موجود تھا وہاں بہت سے درختوں کو کاٹ کر ایک چھوٹا سا میدان بنا دیا گیا تھا۔ عمران نے راستے میں انہیں مختصراً حالات سے بھی آگاہ کر دیا۔

فے گراز کے قریب پہنچ کر عمران اس میں سوار ہو گیا اور اس نے ساتھیوں کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ سب فے گراز میں بیٹھ گئے۔

''دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کی ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے۔ ہمیں آسانی سے اس بلڈنگ تک پہنچنے کے لئے اللہ نے تھریسیا کے ذریعے یہ فے گراز بھیج دیا۔ زیرولینڈ والوں کا بنایا ہوا یہ فے گراز، زیرو لینڈ والے تباہ بھی نہیں کر سکتے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ فے گراز اسٹارٹ کرنے لگا۔

''تم یہ بتاؤ کہ تم نے اس چڑیل کو، اس زہریلی ناگن کو زندہ کیوں چھوڑ دیا۔ اسے گولی کیوں نہیں ماری''...... جولیا نے غصے سے کہا۔

''چڑیل۔ مجھے تو اب تک ان جنگلوں میں کوئی چڑیل نظر نہیں آئی اور نہ ہی کسی زہریلی ناگن سے سامنا ہوا ہے''...... عمران سمجھ تو گیا تھا کہ جولیا نے تھریسیا کے بارے میں کہا ہے لیکن اس نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

''تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کس کے بارے میں کہہ رہی ہوں۔ خیر تم نے اسے چھوڑ دیا لیکن وہ آئندہ میرے سامنے آگئی تو میں اسے نہیں چھوڑوں گی'' ...... جولیا نے بدستور غصیلے لہجے میں کہا۔

''مشین گن کا پورا میگزین اس پر خالی کر دینا۔ مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا'' ...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی فے گراز زمین سے بلند ہونے لگا۔

ٹینا کی آنکھ اچانک کھل گئی اس نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ خیمے میں ٹارچ روشن تھی جس کی وجہ سے خیمے کا منظر صاف دکھائی دے رہا تھا۔ کرنل ڈیوڈ اور اس کے دیگر ساتھی تو اپنے اپنے بستروں پر سو رہے تھے۔ البتہ شاکانا شراب پینے کے ساتھ ساتھ اسے ہوس بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جنگل میں یہ ان کی پہلی رات تھی۔ رات ہونے کی وجہ سے انہوں نے جیپ روک لی تھی اور ایک بڑا خیمہ لگا کر سب خیمے میں سو گئے تھے۔ شاکانا اور ایکشن گروپ کے ٹونی کی ڈیوٹی پہرہ دینے کی تھی۔ انہوں نے تین گھنٹے ڈیوٹی دے کر پھر ایکشن گروپ کے دو مزید آدمیوں کو جگا کر خود سو جانا تھا۔

جاگنے کے بعد ٹینا تھوڑی ہی کوشش کے بعد اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہوگئی۔ وہ شاکانا کی نیت جان چکی تھی اور اسے غصے بھری

نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

''تمہیں معلوم ہے کہ تمہارا کیا حشر ہو گا''...... ٹینا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میرا حشر کچھ بھی نہیں ہونا تم اپنی فکر کرو''...... شاکانا نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''میرے ساتھیوں میں سے کوئی بھی جاگ گیا تو تمہارے سینکڑوں ٹکڑے ہو جائیں گے''...... ٹینا نے کہا تو شاکانا نے قہقہہ لگایا۔

مادام۔ ہم کالے لوگ تو گوری عورت کے دیوانے ہوتے ہیں۔ میں بھی تمہیں دیکھتے ہی تم پر فدا ہو گیا تھا۔ اگر تمہاری خاطر مجھے کئی افریقی قبیلے بھی ختم کرنے پڑتے تو کر دیتا۔ یہ تو پھر تمہارے چند ساتھی ہیں''...... شاکانا نے کہا تو ٹینا نے گھبرا کر کرنل ڈیوڈ اور دیگر افراد کے چہروں کی طرف دیکھا۔ ان کے چہروں پر سرخی موجود تھی اور ان کے سانسوں کی آمد رفت بھی جاری تھی۔ انہیں زندہ دیکھ کر ٹینا مطمئن ہو گئی۔

''یہ سب زندہ ہیں''...... ٹینا نے مطمئن لہجے میں کہا۔

''ابھی تو زندہ ہیں لیکن کل کا سورج دیکھنا انہیں نصیب نہیں ہو گا۔ تم سب کے خاتمے کے بعد میں کسی وحشی قبیلے کو اطلاع کروں گا وہ آئیں گے اور تمہاری ذبح شدہ لاشیں اٹھا کر لے جائیں گے''...... شاکانا نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''باس۔ باس۔ اٹھیئے''...... ٹینا نے کرنل ڈیوڈ کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔ شاکانا اسے دلچسپ نظروں سے دیکھنے لگا۔ جب ٹینا آوازیں دیتے دیتے تھک گئی اور خاموش ہو گئی تو شاکانا نے ایک قہقہہ لگایا۔ جو کافی طویل ثابت ہوا۔

''مادام۔ آپ کے ساتھی اٹھنے کے قابل نہیں ہیں۔ رات کھانے کے بعد آپ نے انہیں جو کافی پلائی ہے۔ اس میں ایسی گولیاں شامل تھیں کہ یہ بیس گھنٹوں سے پہلے ہوش میں آ ہی نہیں سکتے لیکن بیس گھنٹے تو بہت طویل وقت ہوتا ہے یہ تو بس اب تین چار گھنٹوں کے مہمان ہیں۔ پھر ان کی گردنوں پر چھری پھیرنا شروع کر دوں گا''...... شاکانا نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں میری کمپنی چاہئے تو یہ کام ہنسی خوشی بھی ہو سکتا ہے۔ مجھے باندھنے کی کیا ضرورت ہے۔ مجھے کھول دو۔ میں تم سے مکمل تعاون کروں گی''...... ٹینا نے اس مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے اتنا بھولا مت سمجھو سویٹ گرل''...... شاکانا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''میں سچ کہہ رہی ہوں شاکانا۔ مجھے افریقی مردوں کی مردانگی بہت پسند ہے۔ اگر تم مجھ سے وعدہ کرو کہ تم میرے ساتھیوں کو زندہ چھوڑ دو گے تو میں ہر رات تمہارے ساتھ گزاروں گی۔ جب تک کہ ہم لیراونی سٹی واپس نہیں پہنچ جائیں گے''...... ٹینا نے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا۔

''مجھے، مچھر مکھی سمجھ کر مکڑی بننے کی کوشش نہ کرو لڑکی۔ میں تمہاری کسی بات پر یقین نہیں کرسکتا''...... شالکانا نے سخت لہجے میں کہا پھر اس نے شراب کی بوتل ایک طرف پھینکی اور اٹھ کر ٹینا کے قریب آ گیا۔ اس کی آنکھوں میں ہوس ہی ہوس تھی اور چہرے پر مکروہ مسکراہٹ۔ چند لمحوں تک ٹینا کو دیکھتے رہنے کے بعد شالکانا نے اس کی گردن پر پاؤں مارا تو وہ قالین پر گر گئی۔ جیسے ہی وہ زمین پر گری شالکانا اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پھر وہ ٹینا پر جھکنے لگا۔ جب اس کا چہرہ ٹینا کے چہرے کے قریب آ گیا تو ٹینا نے پوری قوت سے اس کی ناک پر ٹکر مار دی۔ ٹکر نہ صرف اس کی ناک پر لگی بلکہ اس کے اوپر والے دانتوں کو بھی ہلا گئی۔ شالکانا کے منہ سے چیخ نکلی اور وہ الٹ گیا۔ الٹتے ہی اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ٹینا کے دونوں پاؤں اس کی پسلیوں میں لگے اور اسے یوں محسوس ہو جیسے اس کی کئی پسلیاں ٹوٹ گئی ہوں۔ شالکانا ایک عام سا افریقی تھا۔ وہ چھوٹے موٹے جرائم کر لیتا تھا لیکن ٹینا باقاعدہ سیکرٹ ایجنٹ تھی اس لئے ٹینا کو یقین تھا کہ بندھی ہونے کے باوجود وہ اسے قابو کر لے گی۔ ویسے بھی اب صرف وہی جدو جہد کر سکتی تھی۔ ورنہ اس کے باقی ساتھی اگلے دن کا سورج نہیں دیکھ سکتے تھے اور آخری سانس تک زندگی بچانے کی کوشش کرنا اس کی تربیت کا حصہ تھا۔

ٹینا کی یہ خوش قسمتی تھی کہ وہ بوٹ اتار کر نہیں سوئی تھی۔ ویسے

اس کی عادت بھی تھی۔ جسے سب لوگ ہی ناپسند کرتے تھے لیکن ج اس کی یہ عادت اس کے کام آ رہی تھی۔ شالکانا پسلیوں میں لگنے والی ضرب کی وجہ سے اپنی پسلیاں پکڑے ہوئے تھا کہ ٹینا نے اس کے ماتھے پر ٹھوکر ماردی تو اس کی آنکھوں کے سامنے رے سے جھلملانے لگے۔ وہ نیچے قالین پر گر گیا۔ اگر وہ اٹھ جاتا ٹینا کے لئے اسے قابو کرنا بہت مشکل ہو جاتا۔ لہٰذا ٹینا نے ایک پھر اپنے پیروں کو حرکت دی۔

یکے بعد دیگرے اس کے دونوں پاؤں شالکانا کے ماتھے پر لگے۔ اس کے ماتھے پر تو ٹینا کے بوٹوں کی ضرب لگی جبکہ سر کا پچھلا ہ نیچے لگنے کی وجہ سے اس کے سر کے پچھلے حصے پر بھی چوٹ لی۔ اس کا سر چکرانے لگا۔ ٹینا نے پہلی دو ضربوں پر ہی بس نہ کی نے چار پانچ ٹھوکریں اور بھی اسے رسید کر دیں۔ یہاں تک کہ لکانا کے ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔ جیسے ہی وہ بے ہوش ہوا ٹینا نے ھنے کی کوشش کی اور پھر وہ اٹھ کر بیٹھنے میں کامیاب ہو گئی اب ب سے پہلے اس نے خود کو رسی سے آزاد کرانا تھا اس نے پورے ے میں نظر دوڑائی لیکن اسے کوئی بھی چیز نظر نہ آئی جس سے کہ وہ م لے سکتی۔ اس کے پاس وقت بھی کم تھا اگر شالکانا ہوش میں آ تا تو اس سے دوبارہ جنگ کرنی پڑتی اور یہ ضروری نہیں تھا کہ اس بھی جیت اسی کی ہوتی۔

خیمے میں نظریں دوڑانے کے بعد وہ شالکانا کے قریب بیٹھ گئی۔

اس نے منہ دوسری طرف کر لیا اور بندھے ہوئے ہاتھوں سے اُس کی جیبیں ٹٹولنے لگی۔ اس نے اس کے ساتھیوں کو ذبح کرنے کا کہا تھا جس کا مطلب تھا کہ اس کے پاس چاقو چھری یا خنجر وغیرہ تھا۔ پھر وہ شالکانا کی ایک جیب سے خنجر برآمد کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات آ گئے۔ وہ خنجر کو مخصوص انداز میں پکڑ کر رسی کے قریب لائی اس طرح رسی کاٹنے کی اس نے خصوصی ٹریننگ لی ہوئی تھی وہ آہستہ آہستہ خنجر کو رسی پر پھیرنے لگی۔ ابھی رسی مکمل طور پر نہیں کٹی تھی کہ اس کمر کو دھکا لگا اور وہ دوبارہ جا گری۔

دھکا لگنے کی وجہ سے رسی ٹوٹ گئی اور اس کے ہاتھ آزاد ہو گئے۔ اس دوران اس کے ہاتھ سے خنجر نکال گیا تھا گرنے کے بعد وہ بجلی کی سی تیزی سے گھومی۔ شالکانا ہوش میں آ چکا تھا اور خنجر اٹھانے کے لئے جھکا ہوا تھا۔ ٹینا نے بجلی کی سی تیزی سے اپنا ایک بوٹ اتار لیا اسی لمحے شالکانا بھی خنجر اٹھا کر سیدھا ہوا۔ جیسے ہی وہ سیدھا ہوا ٹینا کا بوٹ اڑتا ہوا اس کے منہ پر آ لگا۔ شالکانا اس افتاد سے گھبرا گیا اور اس کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ بے اختیار اس کے دونوں ہاتھ اپنے چہرے کی طرف گئے اور خنجر اس کے ہاتھ سے نکل گیا۔ ٹینا لیٹے لیٹے ہی اچھلی اور شالکانا کے سینے سے جا ٹکرائی۔ سینے پر ٹکر کھانے کے بعد شالکانا الٹ کر زمین پر گرا جبکہ ٹینا وہیں خنجر کے قریب گر گئی۔ اگلے ہی لمحے خنجر ایک بار پھر اس کے ہاتھ

میں آ گیا۔ شالکانا گرنے کے بعد اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ خنجر اس کی گردن میں جا لگا اس کی کربناک چیخ بلند ہوئی اور وہ قالین پر گر کر تڑپنے لگا۔ ٹینا نے اسے نفرت بھرے انداز میں دیکھا اور پھر وہ ایک بیگ کی طرف بڑھی۔ اس بیگ میں لیری مان انجکشن تھے جو ہر قسم کی بے ہوشی کا توڑ تھے۔ ٹینا نے وہ انجکشن تیار کر کے کرنل ڈیوڈ سمیت اپنے سارے ساتھیوں کو لگا دیئے۔ تقریباً تین چار منٹ بعد وہ سب ہوش میں آ چکے تھے اور خیمے کی حالت کو دیکھ کر حیران ہو رہے تھے۔ ٹینا نے انہیں حالات سے آگاہ کیا تو کرنل ڈیوڈ سمیت باقی ساتھیوں کی آنکھوں میں بھی اس کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

''ٹینا۔ تم نے جدوجہد کر کے ہم سب کی زندگیاں بچائی ہیں۔ ویل ڈن''...... کرنل ڈیوڈ نے اس کی تعریف کرتے ہوئے کہا۔ کرنل ڈیوڈ نے آج تک کسی کی بھی تعریف نہیں کی تھی اس لئے اس کی زبان سے اپنی تعریف سن کر ٹینا خوش ہو گئی۔

''باس۔ شالکانا مارا گیا اور ان جنگلات میں کسی ایسے افریقی کے بغیر سفر کرنا ممکن نہیں جو ان جنگلات سے اچھی طرح واقف ہو''...... ٹینا نے کرنل ڈیوڈ سے کہا۔

''ہم واپس لیرانی جائیں گے وہاں سے ہمیں کوئی نہ کوئی ایسا افریقی مل ہی جائے گا ہم اس کے ساتھ واپس آئیں گے کیونکہ ہم نے اپنا مقصد ہر حال میں پورا کرنا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے فیصلہ کن

لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ مقصد کے حصول کے لئے ہم اپنی جان بھی قربان کر سکتے ہیں''...... ٹینا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میرے خیال میں صبح ہونے میں اب تھوڑی دیر ہی باقی ہے۔ ہمیں واپسی کی تیاری کرنی چاہئے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا اور پھر وہ ریسٹ واچ میں وقت دیکھنے لگا۔

''شالی۔ ابھی تک کوئی بھی جنگلی فل فلوٹی دکھائی بھی نہیں دی اور سالا کپتان وپتان کہہ رہا تھا کہ وہاں جنگل میں فل فلوٹیوں کا میلہ ویلہ لگا ہوا ہوگا''...... قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس کی بات کا کسی نے بھی جواب نہ دیا انہیں سفر شروع کئے چار دن ہو گئے تھے۔ ان چار دنوں میں ان کے ساتھ کئی واقعے پیش آئے تھے لیکن یہ سارے واقعات چھوٹے تھے پھر چوتھا دن بھی گزر گیا اور رات ہو گئی۔ حسب معمول مناسب جگہ دیکھ کر دو خیمے لگا دیئے گئے ایک خیمہ چھوٹا تھا جو صرف روزا اور ریکھا کے لئے لگا گیا تھا۔ جبکہ دوسرا خیمہ بڑا تھا جو کہ مرد حضرات کے لئے تھا۔ آج پہرے کی ڈیوٹی سب سے پہلے سریش اور قاسم کی تھی۔

''یار سریش۔ تم زیادہ تر چپ وپ رہتے ہو کیا سالے کپتان وپتان سے ڈرتے ہو''...... قاسم نے کہا۔

''نہیں قاسم بھائی۔ میں کیپٹن سے ڈرتا تو نہیں ہوں لیکن کیپٹن صاحب، کرنل صاحب کے اسسٹنٹ ہیں اس لئے ان کا احترام کرتا ہوں''...... سریش نے کہا۔

''ہی ہی ہی۔ ہو ہو ہو۔ احترام۔ ہی ہی ہی''...... قاسم نے بری طرح ہنستے ہوئے کہا۔

''قاسم بھائی اس طرح مت ہنسیں۔ آپ کے ہنسنے کی آواز اندر جا رہی ہے۔ کرنل صاحب آپ سے خفا ہوں گے''...... سریش نے کہا۔

''کیوں خفا ہوں گے۔ میں کوئی سرکاری ملازم ولازم تو نہیں ہوں کہ وہ مجھ پر اپنی افسری مفسری دکھائیں گے''...... قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''قاسم بھائی۔ وہ آپ کو یہاں اس لئے لائے ہیں کہ کسی افریقی حسینہ سے آپ کی دوسری شادی کرا دیں لیکن اگر آپ نے ان کے اور دوسرے ساتھیوں کے آرام کا خیال نہ رکھا تو وہ آپ سے خفا ہوں گے اور پھر ہمیشہ کے لئے آپ کی دوسری شادی کا چانس تو ختم''......سریش نے کہا۔ وہ سب چونکہ سبھی قاسم کو سمجھتے تھے اس لئے اسے ہینڈل بھی کر لیتے تھے۔

''اچھا لیکن کرنل صاحب نے یہ بات وات مجھے تو نہیں بتائی''...... قاسم نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''قاسم بھائی۔ اگر آپ کو بتا دیا جاتا تو آپ نے سارے ستے شرماتے رہنا تھا اور شرماتے رہنے کی وجہ سے آپ صحیح طرح ے سفر نہیں کر سکتے تھے۔ اسی لئے آپ کو نہیں بتایا گیا''...... سریش نے کہا۔

''ہاں۔ یہ بات وات تو بالکل ٹھیک ہے مجھے بہت سرم مرم آتی ہے''...... قاسم نے اس مرتبہ شرماتے ہوئے کہا۔

''بس آپ اب خاموش ہو جائیں۔ کہیں ہمارے ساتھی ہماری توں کی وجہ سے ڈسٹرب نہ ہو جائیں''...... سریش نے کہا تو قاسم نے اپنے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر اپنے خاموش ہونے کا اعلان کر دیا ں کے بعد ان دونوں کے درمیان خاموشی طاری ہو گئی۔ انہیں یوٹی دیتے ہوئے تقریباً دو گھنٹے ہوئے ہوں گے کہ انہیں ارد گرد ہواں سا محسوس ہوں۔ انہوں نے فوراً ہی اٹھنا چاہا لیکن وہ بجائے ٹھنے کے زمین پر گرتے چلے گئے۔ وہ دونوں ہی بے ہوش ہو چکے تھے انہیں بے ہوش ہوئے تقریباً ایک ڈیڑھ منٹ گزرا تھا کہ چند نگلی افریقی وہاں آ گئے۔ ان جنگلیوں کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں۔ دو تین جنگلیوں نے بانس اٹھائے ہوئے تھے۔ بانسوں کے روں پر چھوٹے چھوٹے پیالے بندھے ہوئے تھے اور ان کے اندر آگ جل رہی تھی انہوں نے اس آگ کی روشنی میں خیموں کے ر جھانکا اور اتنے سارے افراد کو دیکھ کر وہ سب خوش ہو گئے۔ لیوں نے کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کو اپنے کاندھوں پر الیا البتہ قاسم ایک جنگلی سے نہیں اٹھایا گیا تھا۔ اسے دو جنگلیوں

نے مل کر اٹھایا تھا۔ انہیں اٹھانے کے بعد وہ ایک طرف بڑھنے لگے۔ کچھ دیر بعد وہ ایک قبیلے میں پہنچ گئے۔ قبیلے میں جھونپڑیوں کی تعداد بہت تھی لیکن یہ چونکہ رات کا وقت تھا اس لئے تمام جنگلی سو رہے تھے۔ جنگلیوں نے کرنل فریدی اور اس کے تمام ساتھیوں کو ایک جھونپڑی میں ڈال دیا اور اس جھونپڑی کے اردگرد پہرہ لگا دیا گیا۔

صبح ہونے پر جنگلیوں نے انہیں ایک بار پھر اٹھایا اور باہر لے آئے۔ باہر ایک بہت بڑا میدان تھا، میدان کے ایک سرے پر لکڑیوں کا چبوترا بنا ہوا تھا۔ چبوترے پر ایک تخت بھی رکھا ہوا تھا۔ باہر لانے والے جنگلیوں نے انہیں درخت سے باندھ دیا۔ اس کے بعد ایک جنگلی ایک جھونپڑی میں گیا اور چند لمحوں بعد ایک ڈھول کے ساتھ واپس آ گیا۔ میدان کے درمیان میں آ کر اس نے ڈھول بجانا شروع کر دیا جیسے ہی اس نے ڈھول بجانا شروع کیا جنگلی جھونپڑیوں سے نکل کر میدان میں آنے لگے ان جنگلیوں میں عورتیں، مرد اور بچے سبھی شامل تھے ایک اور جنگلی پتے لے کر کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں کی طرف آیا۔ اس نے یہ پتے ان سب کی ناک سے لگائے تو وہ آہستہ آہستہ ہوش میں آنے لگے۔ تھوڑی دیر میں وہ سب ہوش میں آ گئے۔

''قاسم۔ تم کہہ رہے تھے کہ تمہیں کوئی جنگلی فل فلوٹی نظر نہیں آئی۔ اب دیکھ لو۔ بہت سی فل فلوٹیاں تمہارے سامنے ہیں۔ ان میں

سے کوئی ایک پسند کر لو۔ تا کہ اس سے تمہاری شادی کرائی جا سکے''۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

''لگتا ہے کہ بے ہوشی کی حالت میں کسی جنگلی لڑکی نے قاسم بھائی کو پسند بھی کر لیا ہے۔ اسی لئے تو ڈھول بج رہا ہے۔ یہ لوگ قاسم بھائی کی شادی کرا رہے ہیں''...... ریکھا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم میرا مذاق وزاق اڑا لو۔ میں جانتا ہوں کہ جب جنگلی کسی انسان کی قربانی کرتے ہیں تو پھر وہ ڈھول وول بجاتے ہیں''۔ قاسم نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''قاسم بھائی۔ آپ کو ہمارے ساتھ آنے پر اب افسوس تو ہو رہا ہو گا''...... ریکھا نے کہا۔

''نہیں۔ اس سالی چھپکلی بیگم کی وجہ سے میں زندگی وندگی سے بیزار میزار ہو گیا ہوں۔ وہاں کے جلم برداشت کرنے سے بہتر ہے میں ان جنگلیوں کی کھوراک موراک بن جاؤں''...... قاسم نے کہا۔

''قاسم بیٹا۔ یہ ڈھول قربانی کے لئے نہیں بجایا جا رہا بلکہ شادی کے لئے ہی بجایا جا رہا ہے''...... طارق صاحب نے قاسم سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا تو سب نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا۔

''شادی کے لئے۔ کیا واقعی کسی جنگلی لڑکی نے قاسم بھائی کو پسند کر لیا ہے''...... ریکھا نے کہا۔

''نہیں۔ یہ ڈھول قاسم کی شادی کے لئے نہیں بلکہ اس قبیلے کے سردار کی شادی کے لئے بجایا جا رہا ہے۔ سردار پہلے تم دونوں سے شادی کرے گا پھر ہم سب کو قربان کیا جائے گا''...... طارق صاحب نے کہا۔

''شادی اور جنگلی سردار سے۔ مائی فٹ''...... ریکھا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اچھا۔ اگر جنگلی سردار نہ ہو۔ شہری سردار ہو تو کیا تم اس سے شادی کر لوں گی''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''پسند کی بات ہے۔ اگر کوئی پسند آ جائے تو اس سے شادی کر لینے میں کوئی حرج بھی نہیں''...... ریکھا نے کہا اور پھر چور نظروں سے کرنل فریدی کی طرف دیکھا۔

''سیٹھ عاصم بھی کافرستان کے ایک قبیلے کے سردار ہیں اور ان کے بعد اپنے بھائی قاسم نے اس قبیلے کا سردار بننا ہے اور قاسم بھائی ہینڈسم بھی ہے، بہادر بھی ہے، طاقتور بھی ہے، ہر خوبی ہے ان میں''۔ کیپٹن حمید نے طنزیہ لہجے میں کہا لیکن قاسم اس کے طنز کو محسوس نہ کر سکا۔ وہ کیپٹن حمید کی بات سن کر خوش ہو گیا اور اس کے سارے گلے شکوے ختم ہو گئے۔

''حمید بھائی۔ آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن قاسم کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ اس کی شکل سو فیصد میرے بھائی سے ملتی ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ یہ دونوں جڑواں ہوں۔ اس لئے قاسم بھی میرا بھائی ہی ہے

اب کیا میری قاسم سے شادی جائز ہے''...... ریکھا نے زیرلب مسکراتے ہوئے کہا تو قاسم کا منہ کڑوا ہو گیا اور اس بیچارے کی شکل بھی دیدانی ہو گئی۔ اس کی شکل دیکھ کر کیپٹن حمید کچھ کہنا چاہتا تھا لیکن اسی وقت نعروں کا شور بلند ہوا۔ ان سب نے سامنے دیکھا۔ اٹھارہ بیس مسلح جنگلیوں کے درمیان ایک لمبا تڑنگا بھاری جسامت اور اکڑی ہوئی گردن والا حبشی میدان کی طرف آ رہا تھا۔ اس حبشی کے سر پر مور کے پروں کا بنا ہوا ایک تاج تھا۔ جنگلی پھولوں سے بنے کئی ہار اس کی گردن میں تھے۔ جب وہ میدان میں پہنچا تو کئی جنگلی لڑکیوں اور مردوں نے جنگلی رقص شروع کر دیا۔ ڈھول کی تال بھی اب بدل چکی تھی اور جنگلیوں میں جوش و خروش پیدا ہو گیا تھا۔

''سردار کی شادی کی خوشی میں رقص کیا جا رہا ہے''...... طارق صاحب نے ریکھا اور روزا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اور یہ سب کچھ آپ اطمینان سے دیکھ رہے ہیں''...... روزا نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''میں درخت سے بندھا ہوا ہوں۔ میں کیا کر سکتا ہوں''۔ طارق صاحب نے معذوری ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''کک۔ کیا مطلب۔ ہم تو اب تک اس لئے مطمئن تھے کہ آپ ہمارے ساتھ ہیں''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''رات بھر ہم بے ہوش رہے اور اب بندھے ہوئے ہیں۔ کچھ

کرنے کا موقع ہی نہیں ملا''...... طارق صاحب نے کہا۔

''اوہ۔ آپ نے تو مروا دیا۔ کیا اب ہم اپنے گناہوں کی معافی مانگ لیں۔ توبہ کر لیں''...... کیپٹن حمید نے کہا۔

''حمید بیٹے۔ توبہ تو ہر وقت کرتے رہنا چاہئے۔ موت کا تو کوئی پتا نہیں وہ توبہ کی مہلت دے بھی یا نہیں''...... طارق صاحب نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اسی وقت کیپٹن حمید کو محسوس ہوا کہ اس کی رسی کچھ ڈھیلی ہو گئی ہے اس نے نظریں ترچھی کر کے دیکھا تو اسے طارق صاحب کا سفید نیولا نظر آ گیا۔ یہ نیولا طارق صاحب کا پالتو اور سدھایا ہوا تھا اس نیولے نے کیپٹن حمید کی رسی کو کافی حد تک کتر ڈالا تھا۔ کیپٹن حمید مطمئن ہو گیا۔ اسے معلوم ہو گیا کہ اس نیولے نے طارق صاحب اور کرنل فریدی کی رسیوں کو بھی کتر دیا ہو گا۔ کیپٹن حمید کو یہ بات بھی معلوم تھی کہ افریقی جنگلات میں سفید نیولے کو مقدس سمجھا جاتا ہے اور جس کے پاس سفید نیولا ہو اسے بڑی عزت اور احترام دیا جاتا ہے۔ طارق صاحب کی زندگی کا بڑا حصہ افریقی جنگلات میں ہی گزرا تھا اور چونکہ سفید نیولا ان کے ساتھ رہتا تھا اس لئے وہ جس قبیلے میں بھی جاتے تھے ان کی خوب خاطر مدارت کی جاتی تھی۔

سردار اکڑ اکڑ کر چلتا ہوا چبوترے تک پہنچا۔ سردار تو چبوترے پر چڑھ گیا۔ جبکہ باقی جنگلی چبوترے کے دائیں بائیں کھڑے ہو گئے۔ سردار نے ہاتھ بلند کیا تو رقص رک گیا اور ڈھول بجنا بھی بند

ہو گیا۔

''میرے قبیلے کاشان کے جنگلیوں۔ تمہیں مبارک ہو کہ آج تمہارے سردار کی دو گوری عورتوں کے ساتھ شادی ہو رہی ہے کل رات اسی خوشی میں جشن ہو گا۔ گورے مردوں کو قربان کیا جائے گا اور ان کا گوشت سارے قبیلے میں تقسیم کیا جائے گا۔ ہمارا سورج دیوتا ہم سے خوش ہے اور اس نے ہمارے لئے یہ تحفہ بھیجا ہے''۔ سردار نے بلند آواز میں کہا طارق صاحب نے اس کی بات کا ترجمہ کر دیا تھا۔ سردار کی بات سن کر جنگلیوں نے تالیاں بجا کر اور نعرے لگا کر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔

''سنوں۔ کاشان قبیلے کا جنگلیوں۔ ہم سب سورج دیوتا کے دوست ہیں اور ان جنگلوں کی سیر کرنے آئے ہیں اگر تم نے ہماری عزت نہ کی تو سورج دیوتا تم پر اپنا عذاب نازل کرے گا''۔ طارق صاحب نے آگے بڑھتے ہوئے بلند آواز میں کہا تو وہاں سناٹا چھا گیا۔ طارق صاحب نے یہ بات جنگلی زبان میں ہی کہی تھی اس دوران طارق صاحب چبوترے پر چڑھ گئے۔

''یہ جھوٹ بول رہا ہے اس کی بات پر توجہ نہ دو''...... سردار نے چلاتے ہوئے کہا۔

''میں جھوٹ بولوں تو سورج دیوتا کا عذاب مجھ پر نازل ہو اور سردار تم فکر نہ کروے ہماری وجہ سے تمہاری سرداری کو کوئی خطرہ نہیں۔ جنگلیو۔ اگر میں سورج دیوتا کا دوست نہیں ہوں تو پھر میں

تمہاری زبان میں بات کیسے کر رہا ہوں۔ رسی سے بندھے ہوئے میرے ہاتھ کیسے کھل گئے ہیں۔ میری بات پر یقین کرو۔ اگر تم نے مجھے جھوٹا سمجھا تو سورج دیوتا تم سے ناراض ہو گا اور تم پر عذاب نازل کرے گا''...... طارق صاحب نے پہلے سردار سے اور پھر جنگلیوں سے کہا تو ان میں کھسر پھسر شروع ہو گئی۔

''خاموش ہو جاؤ''...... سردار نے دھاڑتے ہوئے کہا تو جنگلی خاموش ہو گئے۔

''تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ تم سورج دیوتا کے دوست ہو''۔ سردار نے طارق صاحب سے کہا اس کی اس بات سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ طارق صاحب کی باتوں سے متاثر ہو گیا ہے۔

''اس وقت تو میرے پاس کوئی ثبوت نہیں لیکن میں سورج دیوتا کو پکارتا ہوں۔وہ کوئی نہ کوئی ثبوت بھیج دے گا''...... طارق صاحب نے کہا۔

''سنو۔ قبیلے والوں۔ اگرسورج دیوتا نے ان کے لئے کوئی ثبوت بھیجا تو پھر ہم سب کے لئے ان کا احترام واجب ہو جائے گا۔ ہم انہیں عزت وحترام دیں گے لیکن اگر کوئی ثبوت نہ آیا تو پھر ہم کل رات کا انتظار نہیں کریں گے بلکہ ابھی اور اسی وقت انہیں سورج دیوتا پر قربان کر دیں گے۔ کیا تم سب اس بات پر راضی ہو''...... سردار نے ہاتھ بلندکرتے ہوئے کہا تو سب نے ہاتھ اٹھا کر اپنے راضی ہونے کا اعلان کیا۔

''ہاں۔ اب تم پکاروں سورج دیوتا کو۔ وہ تمہارے لئے کوئی ثبوت بھیجے''...... سردار نے طارق صاحب سے کہا۔

''سورج دیوتا۔ تو دیکھ رہا ہے کہ تیرے پجاری تیرے دوستوں کو جھوٹا کہہ رہے ہیں تو ہمارے لئے ثبوت بھیج کہ ہم تیرے دوست ہیں تا کہ تیرے پجاری ہماری عزت کریں اور اگر ثبوت کے بعد بھی یہ جنگلی ہماری عزت نہ کریں اور ہمیں نقصان پہنچائیں تو پھر ان پر عذاب نازل کرنا''...... طارق صاحب نے سورج کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ جیسے ہی طارق صاحب کی بات مکمل ہوئی جنگلیوں کی چیخیں نکل گئیں۔ ان کی نظر ایک سفید نیولے پر پڑی جو ایک درخت کے پیچھے سے نکل کر چبوترے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سفید نیولا ایک مقدس جانور تھا اور ان جنگلیوں میں تو وہ دکھائی بھی نہیں دیتا تھا۔ جنگلی ترستے تھے کہ سفید نیولا نظر آئے تو وہ اس کی پوجا کریں۔

سفید نیولا اچھلتا کودتا ہوا چبوترے پر چڑھا اور پھر وہ طارق صاحب کے پاؤں میں بیٹھ گیا۔ طارق صاحب نے اسے اٹھا کر اپنے کندھے پر بیٹھالیا۔ اب تو کسی شک و شبے کی گنجائش نہیں تھی کہ یہ لوگ سورج دیوتا کے دوست نہیں ہیں۔ جنگلی پرجوش انداز میں نعرے لگانے لگے۔ سردار نے اٹھ کر طارق صاحب کا ہاتھ پکڑا اور اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید نے رسیوں کو ہلکا سا جھٹکا دیا تو وہ ٹوٹ گئیں کیونکہ ان کی رسیاں بڑی حدتک کتری

جا چکی تھیں۔

''آؤ۔ آؤ۔ سورج دیوتا کے دوستوں۔ تم بھی آ جاؤں''...... سردار نے کرنل فریدی اور کیپٹن حمید سے کہا تو وہ بھی چبوترے پر چڑھ گئے۔

''ان باقی لوگوں کی رسیاں تم کھولو''...... طارق صاحب نے جنگلیوں سے کہا تو چند جنگلی دوڑ کر اس طرف گئے اور انہوں نے باقی افراد کو کھول دیا۔ وہ بھی چبوترے پر آ گئے۔

''سورج دیوتا کے دوستو۔ ہم تمہاری کیا خدمت کریں''۔ سردار نے طارق صاحب سے پوچھا۔

''بس ہمیں پھلوں کا ناشتہ کرا دو۔ اس کے بعد ہم نے شالما جنگل کی طرف جانا ہے''...... طارق صاحب نے کہا تو سردار کے چہرے پر ایک دم خوف کے تاثرات آ گئے لیکن پھر وہ نارمل ہو گیا اس نے ایک جنگلی کو پھل لانے کا حکم دیا تو وہ جنگلی ایک جھونپڑی کی طرف بڑھ گیا۔

''سورج دیوتا کے دوستو۔ شالما جنگل تو بہت خطرناک ہے اور اب تو وہاں چڑیلیں اور بھوت بھی نظر آتے ہیں۔ کوئی غلطی سے بھی وہاں چلا جائے تو مارا جاتا ہے''...... سردار نے طارق صاحب سے کہا۔

''ہم سورج دیوتا کے دوست ہیں کوئی چڑیل، کوئی بھوت ہمیں کچھ نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ جو ہمارا راستہ روکنے کی کوشش کرتا ہے۔

سورج دیوتا اسے ہلاک کر دیتا ہے۔ تم اس لئے بچ گئے ہو کہ یہ قبیلہ سورج دیوتا کا خاص پجاری ہے''...... طارق صاحب نے سردار سے کہا۔

''یہ سورج دیوتا کا ہم پر احسان کہ اس نے ہمیں سزا نہیں دی۔ ہم نے تمہارے ساتھ گستاخی کی ہے تم ہمیں معاف کر دو''...... سردار نے کہا۔

''جب سورج دیوتا نے تمہیں معاف کر دیا تو ہم کیسے ناراض رہ سکتے ہیں''...... طارق صاحب نے کہا۔ اسی لمحے انہیں پھل پیش کر دیئے گئے۔ انہیں نے پھل کھائے اور پھر سردار سے اجازت لے کر وہاں سے روانہ ہو گے۔ پہلے وہ وہاں پہنچے جہاں انہوں نے خیمے لگائے تھے۔ ان کے خیمے اور سامان ابھی تک وہاں موجود تھا۔ انہوں نے اپنا سامان اٹھایا اور ان کا سفر ایک بار پھر شروع ہو گیا یہ تمام دن بھی سفر میں کٹ گیا۔ رات ہوئی تو انہوں نے ایک بار پھر خیمے لگا لئے۔

''طارق انکل۔ ہم کب تک شالما جنگل میں پہنچیں گے''۔ رات کا کھانا کھاتے ہوئے روزا نے کہا۔

''اگر حالات ہمارے حق میں ہی رہے تو انشاء اللہ کل شام تک ہم شالما جنگل پہنچ جائیں گے''...... طارق صاحب نے کہا تو ان سب کو اطمینان محسوس ہوا۔ رات کے کھانے کے بعد وہ کچھ دیر تک باتیں کرتے رہے پھر سونے کے لئے اپنے اپنے بستروں پر لیٹ

گئے آج پہرہ دینے کی پہلی باری کیپٹن حمید اور سریش کی تھی۔ وہ سامنے درختوں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اس طرح بیٹھنے سے وہ ایک دوسرے کی پشت پر بھی نظر رکھ رہے تھے۔ کوئی سانپ یا دوسرا جانور ان کی پشت سے انہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا تھا۔ خیموں کے علاوہ ان کی نظریں جنگل میں دور دور تک جا رہی تھیں۔ گو کہ جنگل میں بہت ہی اندھیرا تھا لیکن ان کی آنکھیں بھی اندھیرے سے مانوس ہو چکی تھیں اور انہیں سب کچھ ہلکا ہلکا دکھائی دے رہا تھا انہیں پہرہ دیتے ہوئے تقریباً ڈیڑھ دو گھنٹے گزرے ہوں گے کہ انہیں ایسا محسوس ہوا جیسے روشنی کی ایک بڑی آبشار ان کی طرف بڑھ رہی ہو اس روشنی کو دیکھتے ہی وہ گھبرا کر اٹھنے لگے لیکن ابھی وہ پوری طرح کھڑے بھی نہیں ہوئے تھے کہ روشنی ان تک پہنچ گئی اور وہ روشنی میں نہا سے گئے۔ جیسے ہی روشنی نے انہیں اپنے حصار میں کیا انہیں یوں محسوس ہوا جیسے وہ سن ہو گئے ہوں وہ منہ کے بل زمین پر گر گئے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو آواز دینا چاہی لیکن ان کے ہونٹ سل سے گئے تھے پھر ان کی آنکھوں میں اندھیرا سا چھاتا چلا گیا۔

سنگ ہی، فنچ اور نانوتا ایک بڑے سے کمرے میں کرسیوں پر بیٹھے تھے ان کے سامنے طویل و عریض میز رکھی ہوئی تھی اور اس میز پر بہت سے کمپیوٹر رکھے ہوئے تھے۔ چار کمپیوٹرز کی سکرینوں پر تو جنگل کے مختلف مناظر دکھائی دے رہے تھے۔ ایک کمپیوٹر پر ایک بڑا سا کمرہ نظر آ رہا تھا اس کمرے میں ایک قالین بچھا ہوا تھا اور قالین پر بہت سے افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ کرنل فریدی، میجر پرمود، کرنل زید، اور ان کے ساتھی تھے۔ وہ سب ہوش میں تھے اور کمرے کی سپاٹ دیواروں کو دیکھ رہے تھے اس کمرے میں صرف یواریں ہی تھی کوئی دروازہ اور روشن دان دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ س کمپیوٹر پر اس کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا سنگ ہی نے اس کے پر رکھا ایک چھوٹا سا مائیک اٹھایا اور پھر کی بورڈ پر ایک بٹن کو یس کیا۔

"میجر اور کرنل صاحبان۔ اب آپ خود کو کیسا محسوس کر رہے ہیں"...... سنگ ہی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سنتے ہی کمرے میں موجود تمام افراد چونکتے ہوئے دکھائی دیتے۔

"اوہ۔ سنگ ہی۔ تو یہ تم ہو"...... کمپیوٹر کی سکرین میں سے کرنل فریدی کی آواز ابھری۔

"شکریہ۔ کرنل۔ تم نے میری آواز پہچان لی"...... سنگ ہی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمہارا اور ہمارا رشتہ بھی تو بہت پرانا ہے"...... کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ہم نے تو اس رشتے کو اور مضبوط کرنا چاہا لیکن تم لوگ نہیں مانے۔ بہرحال اس بار ہم تم سے یہ نہیں کہیں گے کہ تم زیرولینڈ جوائن کرلو اس بار تمہاری موت یقینی ہے"...... اس مرتبہ فنچ نے کہا۔

"اوہ۔ فنچ۔ تم بھی یہاں موجود ہو"...... کرنل فریدی نے اس کی آواز سن کر کہا۔

"نہ صرف موجود ہوں۔ بلکہ نانوتا بھی ہمارے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے۔ تم اس سے کوئی بات کرنا چاہو گے"...... فنچ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے نانوتا کی طرف دیکھا۔ اس کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ تھی۔

"مجھے کیا ضرورت ہے اس سے بات کرنے کی۔ میں تو تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب تم ہماری موت کا یقینی فیصلہ کر چکے ہو

تو اس پر اب تک عمل کیوں نہیں کیا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"کرنل۔ تم بہت سمجھدار ہو۔ کیا تم اس وقت کوئی کمی محسوس نہیں کر رہے"...... اس مرتبہ نانوتا نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو تم عمران کا انتظار کر رہے ہو"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"تمہارے بارے میں ہماری جو رائے ہے وہ غلط نہیں ہے۔ ہم واقعی عمران کا انتظار کر رہے ہیں تاکہ وہ آئے تو اس سے تم لوگوں کی آخری ملاقات ہو اور اس کے بعد تم سب کو ایک ساتھ ہی موت کی ڈولی میں بیٹھا دیا جائے"...... نانوتا نے شوخ لہجے میں کہا۔

"عمران کے راستے میں کوئی بڑی رکاوٹ آ گئی ہو گی۔ وہ اسے دور کر کے پہنچنے ہی والا ہو گا"...... کرنل فریدی نے کہا۔

"تم تو عمران کو اس وقت اپنا دشمن تصور کر رہے ہو۔ پھر اس سے یہ ہمدردی کیوں"...... سنگ ہی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں دشمنی کی وجہ بھی معلوم ہے اور ہمدردی کی بھی"۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"ہا ہا۔ یعنی اپنے مفادات اور انسانیت۔ اس طرح تم کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے کرنل فریدی"...... فنچ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

"یہ دعویٰ تم لوگ کئی بار کر چکے ہو۔ اور ہر بار ہی منہ کی کھا چکے

ہو۔ پھر بھی تمہیں خود پر بڑا ناز ہے''...... کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اگر کسی موقع پر ہم نے تمہارے اور عمران کے مقابلے میں پسپائی اختیار کی ہے تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ ہم لوگ تمہیں زیرو لینڈ میں شامل کرنا چاہتے تھے اور اب ہمارا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے اس لئے یہ مت سوچنا کہ اب بھی تمہارے ساتھ کوئی رعایت کی جائے گی''...... کرنل فریدی کی بات سن کر سنگ ہی کو غصہ آ گیا اور وہ غراتے ہوئے بولا۔

''سنگ ہی۔ کھسیانی بلی کھمبا نوچے والی بات ہے''...... کرنل فریدی نے ایک بار پھر طنزیہ لہجے میں کہا تو سنگ ہی کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔ اس کا چہرہ غصے کی وجہ سے سرخ ہو گیا۔ نانوتا نے اس کا ہاتھ دبایا۔

''کرنل فریدی کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم غصے میں آ کر کوئی غلطی کر جائیں۔ غلطی تو ہم سے نہیں ہو سکتی لیکن غصے میں آنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں۔ تھریسیا آ جائے پھر ہم اس کمرے کی آکسیجن ختم کر دیں گے اور کارن ڈائی آکسائڈ چھوڑ دیں گے اس طرح یہ لوگ تڑپ تڑپ کر مر جائیں گے''...... نانوتا نے سنگ ہی سے کہا تو اس نے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا اور وہ نارمل ہوتا چلا گیا۔

''ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پر دم نکلے۔ ہماری موت کی خواہش بھی تمہارے دم نکال دے گی''...... اس مرتبہ ریکھا نے

طنزیہ لہجے میں کہا تو سنگ ہی نے ہاتھ بڑھا کر ایک بٹن پریس کر دیا۔ اب اس کمرے کا ساؤنڈ سسٹم آف ہو گیا تھا ان کی آواز اس کمرے تک نہیں جا سکتی تھی۔

''تھریسیا نے بہت دیر لگا دی ہے''...... سنگ ہی نے ریسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ جنگلیوں کی دیوی بنی ہوئی ہے اور خوب خاطر مدارت کراتی ہے۔ وہاں سے اٹھنے کو تو اس کا دل ہی نہیں چاہتا''...... نانوتا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ پھر اسی لمحے انہیں سیٹی کی آواز سنائی دی تو وہ سب چونک پڑے اور ان کی نظریں پانچویں کمپیوٹر کی طرف اٹھیں۔ کمپیوٹر پر فے گراز دکھائی دے رہا تھا۔

''تھریسیا واپس آ گئی ہے اس کا مطلب ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی سورج دیوتا پر قربان ہو چکے ہیں''...... فنچ نے خوشی سے معمور ہوتے ہوئے کہا۔

ہاٹ بلڈنگ بہت وسیع و عریض بلڈنگ تھی اس میں چھوٹے چھوٹے گراؤنڈ بھی تھے اور درختوں کی طویل قطاریں بھی۔ زیرو لینڈ نے اس کے دو مربع کلو میٹر کے ایریئے میں اپنی جدید ترین جی ریز پھیلائی ہوئی تھیں۔ جو لمحوں میں ہی نہ صرف جانوروں کو بلکہ فولاد کو بھی پگھلا دیتی تھیں۔ ایک مربع کلو میٹر میں ان کا چیکنگ سسٹم موجود تھا۔ کمپیوٹر جوبیس گھنٹے نہ صرف جنگلات کی چیکنگ کرتے تھے بلکہ مووی بھی بنتی رہتی تھی۔ غیر معمولی حرکت پر کمپیوٹرز

فوراً ہی خطرے کی نشان دہی کر دیتے تھے۔ جی ریز زمین سے لے کر پچاس کلو میٹر تک فضاء میں موجود رہتی تھیں۔ اس لئے ہاٹ بلڈنگ کو کسی کی طرف سے معمولی سا خطرہ بھی نہیں تھا اور پھر یہ ہاٹ بلڈنگ ایسی جگہ بنائی گئی تھی کہ اس کے چاروں طرف سینکڑوں مربع کلو میٹر تک جنگلات پھیلے ہوئے تھے۔ ان جنگلات میں جہاں آدم خور قبیلوں کی بھرمار تھی۔ وہاں خطرناک درندے اور سینکڑوں انسان دشمن بلائیں بھی رہتی تھیں۔ کسی عام انسان کا ہاٹ بلڈنگ تک پہنچ جانا ممکن ہی نہیں تھا۔

لیکن جب زیرو لینڈ کے بڑوں کو پتا چلا کہ بلیک چیف مارا گیا ہے تو انہوں نے سنگ ہی، تھریسیا، فنچ اور نانوتا کو ہاٹ بلڈنگ بھیج دیا۔ ان کی معلومات کے مطابق بلیک چیف کو عمران نے ہلاک کیا تھا اور عمران کے علاوہ کرنل فریدی بھی ہاٹ بلڈنگ کی تلاش میں تھا۔ زیرو لینڈ شروع سے ہی ان دونوں کی ذہانت کا معترف تھا اس لئے ان چاروں نے آتے ہی مزید اقدامات بھی کئے اور کرنل فریدی اور عمران کا انتظار کرنے لگے۔

ان کی ڈمی تنظیم ہاٹ لائن کا ایک سیکشن چیف روڈو ایک آدم خور قبیلے شاؤ کا سے تعلق رکھتا تھا اور یہ سارا قبیلہ زیرو لینڈ کے زیر اثر تھا۔ تھریسیا اس قبیلے کی دیوی تھی اور جنگلی اس کا حکم مانتے تھے۔ روڈو نے انہیں اطلاع دی تھی کہ کچھ لوگ شاؤ کا قبیلے میں پہنچے ہیں اور قبیلے والوں نے انہیں قید کر لیا ہے۔ روڈو نے جب ان قیدیوں

کی فوٹیج دکھائی تو انہوں نے پہچان لیا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی تھے۔ فیصلہ یہی کیا گیا کہ تھریسیا اپنے دیوی والے روپ میں شاؤ کا قبیلے جائے اور عمران کو ساتھیوں سمیت قربان کر دے۔ اس طرح سے یہ خطرہ ہمیشہ کے لئے ٹل سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ان کے کمپیوٹر نے انہیں اطلاع دی کہ ہاٹ لائن کی چیکنگ حدود میں غیر معمولی افراد دکھائی دے رہے ہیں۔ فنچ نے تو یہ تجویز دی تھی کہ ان کا وہیں خاتمہ کر دیا جائے لیکن نانوتا نے انہیں گیس روم میں لانے کا مشورہ دیا۔ گیس روم کی دیواریں بالکل سپاٹ تھیں وہاں کوئی دروازہ اور روشن دان وغیرہ نہیں تھا۔ کمپیوٹر روم سے ایک کمپیوٹر کے ذریعے ہی ایک دیوار میں خلاء کیا جاتا تھا۔ کمرے کے اندر سے کسی طرح بھی باہر نہیں نکلا جا سکتا تھا۔ اس لئے نانوتا کا مشورہ مان لیا گیا ویسے بھی ہاٹ بلڈنگ میں آ کر بھی یہ لوگ ان کے خلاف کوئی حرکت نہیں کر سکتے تھے۔ ہاٹ بلڈنگ کو کمپیوٹر کنٹرول کرتے تھے۔ یہاں کسی قسم کا اسلحہ استعمال نہیں ہو سکتا تھا۔ ہاٹ بلڈنگ یا زیرو لینڈ کے خلاف کسی کے ذہن میں کوئی معمولی سا خیال بھی آ جاتا تو کمپیوٹر فوراً اس پر ریز فائر کر کے اسے بے حس کر دیتے تھے۔ غرضیکہ نہ صرف اس ہاٹ بلڈنگ میں بلکہ اس کے چاروں طرف دس کلو میٹر فاصلہ تک کوئی مچھر اور مکھی بھی ان کے خلاف کوئی حرکت نہیں کر سکتی تھی۔

ہاٹ بلڈنگ میں ایک بہت بڑا سائنس روم تھا یہ سائنس روم

مکمل لیبارٹری تھی۔ زیرولینڈ نے جن سائنس دانوں کو اسرائیل سے اغوا کیا تھا وہ اسی سائنس روم میں کام کر رہے تھے۔ انہیں یہی تاثر دیا گیا تھا کہ انہیں ایک لیبارٹری سے دوسری لیبارٹری میں شفٹ کیا گیا ہے۔ وہ اسرائیل میں ہی ہیں اور اسرائیل ہی کے لئے کام کر رہے ہیں۔ لہٰذا تمام سائنس دان دل جمعی سے کام کر رہے تھے۔ ان کے خدمت کے لئے عورتوں اور مردوں کا پورا سٹاف موجود تھا اور انہیں ہر سہولت مہیا کی جا رہی تھی۔ کمپیوٹر پر فے گراز نظر آ رہا تھا اور وہ غور سے اسے اترتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ فے گراز آہستہ آہستہ زمین کی طرف آ رہا تھا۔

''تھریسیا نے فے گراز کا سائز کیوں بڑھایا ہوا ہے''...... نانوتا نے کہا تو سینگ ہی اور فنچ چونک پڑے۔

''واقعی۔ اس کا سائز تو بڑھا ہوا ہے۔ کہیں تھریسیا، عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں ساتھ تو نہیں لے آئی''...... فنچ نے کہا۔

''مجھے تو لگتا ہے کہ تھریسیا دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئی ہے اور اس نے عمران کا خاتمہ نہیں کیا''...... نانوتا نے غصے سے کہا۔

''مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے کہ تھریسیا عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوش کر کے یہاں لے آئی ہے''...... سنگ ہی نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے''...... فنچ نے چلاتے ہوئے کہا اور پھر وہ اپنی کرسی سے کھڑا ہو گیا۔ سنگ ہی اور نانوتا کے آنکھیں بھی حیرت سے پھٹنے لگیں۔ فے گراز سے نیلے رنگ کی شعاعیں نکل

رہی تھیں۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ بلیوایم ریز۔ یہ تو ہاٹ بلڈنگ کا سارا سیکورٹی سسٹم جام کر دیں گی۔ تھریسیا بلیو ایم ریز کیوں پھیلا رہی ہے''۔ نانوتا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''فے گراز میں تھریسیا نہیں ہو سکتی۔ یہ یقیناً عمران ہو گا''۔ سنگ ہی نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ یہ عمران ہی ہو گا''...... فنچ نے کہا اور پھر اس نے ٹیبل کی دراز کھول کر اس میں ریز پسٹل نکال لیا۔ سنگ ہی نے بھی اپنا ریز پسٹل اٹھا لیا۔ اس کے بعد وہ دونوں کمرے سے باہر نکلتے چلے گئے۔ جبکہ نانوتا وہیں کھڑی رہی۔ اس کی پیشانی پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

فے گراز کے کنٹرول پینل کے قریب سکرین لگی ہوئی تھیں۔
یک سکرین پر ہاٹ بلڈنگ کے ایک کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا۔
س کمرے میں فنچ، سنگ ہی اور نانوتا بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے
تھے۔ دوسری سکرین پر فے گراز کی رفتار انچائی اردگرد کے مناظر
ھائی دے رہے تھے اس کے علاوہ وہاں ایک بک لسٹ بھی رکھی
وئی تھی۔ اس بک لسٹ میں ہاٹ بلڈنگ اور اس کے سیکورٹی سسٹم
ے متعلق معلومات درج تھیں۔ فے گراز پر ہاٹ بلڈنگ کا کوئی
سٹم اثر انداز نہیں ہوسکتا تھا۔ البتہ فے گراز میں ایسی شعاعیں
جود تھیں جو ہاٹ بلڈنگ پر اثر انداز ہوسکتی تھیں۔ فے گراز میں
ے خاص قسم کی شعاعیں بلیو ایم تھیں۔ جو اگر فضاء میں پھیل
تیں تو ہاٹ بلڈنگ کا تمام سیکورٹی سسٹم پانچ گھنٹوں کے لئے جام
جاتا تھا۔ بلیو ایم کے ساتھ ساتھ چند اور شعاعیں بھی فے گراز

میں موجود تھیں۔ ان سب کو کنٹرول پینل سے پھیلایا جا سکتا تھا۔ عمران نے ایک ہی نظر میں بک لسٹ کا مطالعہ کر لیا اور چونکہ وہ خود سائنس دان تھا اس لئے اسے تمام سسٹم سمجھ بھی آ گئے۔

بک لسٹ کا مطالعہ کرنے کے بعد عمران نے کنٹرول پینل اور سکرین پر نظر ڈالی۔ فے گراز ہاٹ بلڈنگ کے قریب پہنچ گیا تھا۔ سکرین پر ہاٹ بلڈنگ بہت واضح دکھائی دے رہی تھی۔ فے گراز کی سپیڈ خود بخود آہستہ ہوگئی تھی۔ اب عمران مکمل طور پر کنٹرول پینل کی طرف متوجہ تھا۔ سکرین پر فے گراز کے نیچے ایک گراؤنڈ نظر آرہا تھا عمران نے فے گراز کو نیچے اتار لیا۔ جیسے ہی فے گراز زمین پر اترا عمران نے کنٹرول پینل پر بلیو ایم ریز کے بٹن دبائے۔ سکرین پر بلیو ایم ریز واضح نظر آنے لگیں۔ بٹن کے دبتے ہی سکرین پر ایک سرخ بلب بھی جلنے بجھنے لگا تھا۔ تقریباً ایک منٹ بعد وہ سرخ بلب سبز بلب میں تبدیل ہوگیا۔ جس کا مطلب تھا کہ بلیو ایم ریز نے اپنا کام مکمل کر لیا تھا اب ہاٹ بلڈنگ سیکورٹی سسٹم پانچ گھنٹوں کے لئے جام ہو گیا ہے۔ سیکورٹی سسٹم کے جام ہوتے ہی عمران نے فے گراز کا گیٹ کھول دیا اور پھر سب سے پہلے وہی فے گراز سے نیچے اترا۔ جیسے ہی وہ نیچے اترا اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی کیونکہ سامنے سے سنگ ہی اور فنچ آ رہے تھے۔

''ارے چچا سنگ ہی۔ یہ تم ہو''...... عمران نے سنگ ہی کو دیکھتے ہی خوشی کا اظہار کیا اور دونوں بازو پھیلا کر اس طرح اس کی

دیکھتے ہی خوشی کا اظہار کیا اور دونوں بازو پھیلا کر اس طرح اس کی طرف بڑھا جیسے اس سے گلے ملنا چاہتا ہو لیکن سنگ ہی نے ریز پینل کا رخ اس کی طرف کر کے بٹن دبا دیا۔ ایک ریز نکال کر عمران کی طرف بڑھی لیکن عمران اس کے لئے پہلے سے ہی تیار تھا اس لئے جیسے ہی سنگ ہی نے ریز پسٹل کا بٹن دبایا۔ عمران فضاء میں بلند ہوتا چلا گیا۔ ریز اس کے نیچے سے گزر گئیں۔ اسی لمحے فضاء میں فائر کی آواز گونجی اور سنگ ہی کے ہاتھ سے ریز پسٹل نکال کر دور جا گرا۔ یہ فائر تنویر نے سنگ ہی کے ہاتھ پر کیا تھا۔ ایک کے بعد تنویر نے اس پر دوسرا فائر بھی کر دیا لیکن سنگ ہی اپنی جگہ سے اچھل کر دور پہنچ گیا۔

''اگر تم سب بیک وقت بھی میرے مقابلے پر آ جاؤ تو میں تم سب کے ٹکڑے کر دوں گا''...... سنگ ہی نے کسی درندے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

''چچا اور بھتیجے کے جھگڑے میں اب کوئی بھی نہیں آئے گا''۔ عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''میں یہاں کیا تماشہ دیکھنے آیا ہوں''...... فنچ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میری طرف سے تمہیں اجازت ہے۔ تم میرے چچا کی مدد کر سکتے ہو''...... عمران نے کہا۔

''فنچ۔ ہرگز نہیں۔ تم میری مدد کے لئے نہ آنا میری غیرت گوارا

نہیں کرتی کہ میرا بھتیجا اکیلا ہو اور ہم دو۔ تم ایسا کرو کہ تم باقی افراد کو سنبھالو''...... سنگ ہی نے فنچ سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ۔ چچا ہو تو تم جیسا غیرت مند''...... عمران نے کہا۔

اسی لمحے سنگ ہی نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ وہ فٹ بال کی طرح اچھلا اور عمران کے سینے سے ٹکرایا۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ کسی طاقتور اسپرنگ سے ٹکرایا ہو اور سپرنگ نے اسے دور اچھال دیا ہو۔ وہ دور تک اڑتا گیا اور پھر زمین پر گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن جیسے ہی وہ کھڑا ہوا سنگ ہی دوبارہ اس کی طرف آیا۔ اس مرتبہ اس کی رفتار پہلے سے زیادہ تیز تھی لیکن جیسے ہی وہ عمران کے قریب پہنچا عمران ایک سیکنڈ کے بھی ہزارویں حصے میں زمین پر بیٹھ گیا اور سنگ ہی اس کے سر کے اوپر سے گزرتا چلا گیا لیکن پھر فضاء میں ہی اس کا رخ بدلا اور وہ عمران کی طرف آیا۔ دونوں اڑتے ہوئے ایک درخت سے جا ٹکرائے اور پھر چھپکلیوں کی طرح زمین پر آ گرے۔ فنچ کے ہاتھ میں بھی ریز پسٹل تھا۔ جیسے ہی اس نے ریز پسٹل کا رخ جولیا اور دوسرے ساتھیوں کی طرف کرنا چاہا اسی لمحے جوانا نے اپنے ہاتھ کو جھٹکا دیا اس کے ہاتھ سے ایک چھوٹا سا اور باریک خنجر ریز پسٹل کو جا لگا۔ ریز پسٹل فنچ کے ہاتھ سے نکال کر زمین پر گر گیا اور جوانا کا پھینکا گیا خنجر فنچ کے ہاتھ کو زخمی بھی کر گیا لیکن فنچ کے چہرے پر تکلیف کے کوئی آثار نہیں ابھرے اور نہ ہی اس کے منہ سے سسکی نکلی۔ فنچ

بجلی کی سی تیزی سے جھکا۔ جھک کر اس نے اپنا ریز پسٹل اٹھانا چاہا لیکن اسی دوران جوانا اس پر چھلانگ لگا چکا تھا۔ جیسے ہی فنچ جھکا جوانا اس سے جا ٹکرایا اور فنچ اڑتا ہوا دور جا گرا۔ گرتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے فضاء میں بلند ہوا اور جوانا سے آ ٹکرایا۔ جوانا اس کے گرنے کا نتیجہ دیکھنے کے لئے رک گیا تھا۔ فنچ پلک جھپکنے میں جوانا کے سینے سے آ ٹکرایا۔ جوانا بھی اڑتا ہوا قریبی درخت سے جا ٹکرایا۔ زمین سے ٹکرانے کی وجہ سے اس کے سر اور کمر پر سخت چوٹ لگی تھی۔ جیسے ہی وہ درخت سے ٹکرا کر زمین پر گرا اس نے بھی پلک جھپکتے ہی کروٹ بدلی اور پھر لات اس کے سینے پر لگی اور وہ توپ سے نکلے ہوئے گولے کی طرح اڑتا ہوا دور جا گرا۔ پھر وہ دونوں ایک ساتھ ہی کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں میں ایک دوسرے کو گھورنے کے بعد انہوں نے ایک بار پھر چھلانگیں لگا لیں۔ دونوں آپس میں ٹکرائے تو ایک دھماکا ہوا اور وہ زمین پر گرتے چلے گئے۔ نیچے گرتے ہی جوانا کا ہاتھ فنچ کی گردن پر پڑ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ جوانا اس کی گردن توڑ دیتا۔ فنچ کی انگلیاں جوانا کے ہاتھ پر فٹ ہو گئیں۔ جوانا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ہاتھ پر پانچ موٹی موٹی سوئیاں چبھ گئی ہوں۔ اس کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑی تو فنچ نے اس کے پیٹ میں کہنی رسید کر دی۔ یہ ضرب بہت شدید تھی۔ جوانا کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس رک گیا ہو۔ بے اختیار جوانا کے ہاتھ اپنے پیٹ کی طرف بڑھے۔ اسی لمحے فنچ نے

اچھل کر اس کے ماتھے پر ٹکر ماری تو بھاری بھرکم جوانا کٹے ہوئے شہتیر کی مانند زمین پر گرتا چلا گیا۔۔ فنچ فضاء میں اچھلا اور بجلی کی سی تیزی سے زمین پر پڑے ہوئے جوانا کی طرف بڑھا لیکن جوانا کے دونوں پاؤں اٹھے اور فنچ دوبارہ فضاء میں اڑتا ہوا ایک درخت سے جا ٹکرایا۔ درخت سے ٹکراتے ہی اس کی ایک چیخ بلند ہوئی اور زمین پر گر کر تڑپنے لگا اور پھر ساکت ہو گیا۔ جوانا تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور اس نے فنچ کی نبض دیکھی جو ساکت ہو چکی تھی اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات پھیل گئے اور اس نے عمران کی طرف دیکھا۔ عمران بھی سنگ ہی کی نبض چیک کر رہا تھا۔

"آؤ"...... عمران نے سنگ ہی کی نبض چھوڑ دی اور اپنے ساتھیوں سے کہہ کر ایک طرف بڑھا۔ بک لسٹ میں سائنس روم کی نشان دہی کی گئی تھی۔ اس لئے عمران تیزی سے اس طرف بڑھ رہا تھا۔

"عمران۔ کیا سنگ ہی اور فنچ مر چکے ہیں"...... روشی نے بے یقینی کے سے انداز میں پوچھا۔

"اگر انہوں نے مکر نہیں کیا تو وہ مر ہی چکے ہیں"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا وہ نبض روکنے کا کام کر سکتے ہیں"...... جولیا نے حیریت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ زیرو لینڈ کی بلائیں ہیں۔ ان کے پاس سینکڑوں حربے

ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ سکرین پر ان کے ساتھ نانوتا بھی نظر آ رہی تھی۔ وہ سامنے نہیں آئی۔ کہیں وہ چھپ کر ہم پر وار نہ کر دے''...... صفدر نے کہا۔

''بلیو ایم ریز کی وجہ سے وہ ہم پر کوئی سائنسی حربہ استعمال نہیں کر سکتی۔ اسے ہمارے سامنے آ کر ہی کوئی کارروائی کرنی پڑے گی''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کمروں کے قریب پہنچ گئے۔ عمران نے ایک کمرے کے دروازے پر دباؤ ڈالا تو وہ کھل گیا یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا جس میں درجنوں مشینیں، سائنسی آلات، کمپیوٹرز رکھے ہوئے تھے۔ کمرے میں مختلف جگہوں پر پانچ میزیں بھی موجود تھیں۔ یہ پانچ میزیں، پانچوں سائنس دانوں کے لئے تھیں۔

''جوزف اور جوانا باہر رہیں''...... عمران نے کہا اور پھر وہ ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ جوزف اور جوانا کے علاوہ باقی افراد بھی کمرے میں داخل ہو گئے۔ لیکن سائنس دان اس وقت اپنی میزوں پر موجود نہیں تھے۔ وہ سب ٹیڑھے میڑھے انداز میں ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے۔ انہیں اس حالت میں دیکھ کر ان سب کے چہرے غصے سے سرخ ہو گئے۔ وہ سب تیزی سے ان کی طرف بڑھے۔ سائنس دانوں کی حالت بتا رہی تھی کہ وہ دم گھٹنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں اس کا مطلب تھا کہ سائنس روم میں گیس

پھیلا کر سائنس دانوں کو مارا گیا ہے اور اب انہیں محسوس ہو رہا تھا کہ کمرے میں انتہائی معمولی سی بو موجود تھی جس کا مطلب تھا کہ کچھ دیر پہلے ہی یہ گیس پھیلائی گئی تھی۔

''عمران۔ ڈاکٹر آبیلا زندہ ہے''...... روشی کی آواز سنائی دی تو عمران نے چونک کر اسے دیکھا۔ واقعی ڈاکٹر آبیلا کے چہرے پر ابھی موت کی زردی نہیں آئی تھی روشی نے اس کی نبض پکڑی ہوئی تھی۔

''روشی۔ تم ڈاکٹر آبیلا کو سانس دو''...... عمران نے کہا تو روشی نے ڈاکٹر آبیلا کے منہ سے منہ لگایا اور اسے مصنوعی سانس دینے لگی۔ جبکہ عمران اٹھ کر کمرے میں موجود الماریوں کی طرف بڑھا۔ ایک الماری میں فائلیں رکھی ہوئی تھیں۔ عمران ان فائلوں کو دیکھنے لگا۔ ایک فائل پر نظر پڑتے ہی عمران نے باقی فائلیں دور پھینک دیں اور اس فائل کو کھول کر دیکھنے لگا۔ یہ فائل سلور پراجیکٹ کی ہی تھی اس میں فارمولا بھی موجود تھا۔ عمران نے ایک نظر دیکھنے کے بعد فائل کوٹ کی جیب میں رکھ لی اس کے بعد وہ دوسری الماری کی طرف بڑھا۔ اس میں اسے میڈیکل بکس نظر آ گیا اس نے بکس اٹھایا اور اپنے ساتھیوں کے قریب پہنچ گیا۔

''اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے''...... روشی نے عمران سے کہا۔

''دوسرے سائنس دانوں کو بھی اچھی طرح چیک کر لو۔ شاید

ابھی کسی کی سانس باقی ہوں''...... عمران نے انجکشن تیار کرتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم نے چیک کیا ہے۔ باقی سب ختم ہو چکے ہیں''...... نعمانی نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے ڈاکٹر آبیلا کو ایک انجکشن لگا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے د مزید انجکشن بھی تیار کر کے ڈاکٹر آبیلا کو لگا دیئے چند ہی لمحوں میں ڈاکٹر آبیلا کے چہرے کی سرخی واپس آنے لگی۔ تقریباً دو تین منٹوں کے بعد وہ ہوش میں آ گئی۔ شعور کی حالت میں آتے آتے اسے مزید دو منٹ لگ گئے۔

''باقی سائنس دان تو مارا جا چکے ہیں لیکن لگتا ہے کہ تمہیں کرنل زید کی محبت نے مرنے نہیں دیا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''عمران بھائی۔ مذاق میں بھی ایسی بات نہ کیا کریں۔ کرنل زید کی محبت نہ تو مجھے زندہ رکھ سکتی ہے اور نہ ہی مار سکتی ہے۔ یہ تو میرا اللہ ہے جو زندگی دیتا ہے اور جب چاہئے وہ زندگی واپس لے لیتا ہے''...... ڈاکٹر آبیلا نے کہا تو عمران کے چہرے پر شرمساری کے تاثرات آ گئے۔

''واقعی۔ میں غلط کہہ گیا۔ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے اور میری توبہ قبول کرے''...... عمران نے کہا۔

''آبیلا ہوا کیا تھا''...... جولیا نے ڈاکٹر آبیلا سے پوچھا۔

''ہم سب سائنس دان یہاں کھڑے ہوئے تھے کہ مجھے اچانک بُو محسوس ہوئی۔ میں نے چونکہ ٹریننگ لی ہوئی ہے اور کبھی کبھی کرنل زید کے ساتھ کام بھی کرتی رہی ہوں اس لئے مجھے احساس ہو گیا کہ یہ کوئی خطرناک گیس ہے۔ لہٰذا میں نے فوراً اپنا سانس روک لیا میں تقریباً دو منٹ تک اپنا سانس روک سکتی ہوں۔ میں نے سانس روک لیا لیکن دیگر سائنس دان اپنا سانس نہ روک سکے۔ ایک کے بعد دیگرے فرش پر گرتے چلے گئے۔ میں بھی گر گئی۔ میں نے دو منٹ کے بعد سانس لیا تو پھر بھی مجھے گیس کی بُو محسوس ہوئی اور میرے سانس لینے کی وجہ سے گیس نے مجھ پر اثر بھی کیا اور میں بے ہوش ہو گئی۔ اب ہوش آیا ہے تو آپ لوگ میرے سامنے ہیں''...... ڈاکٹر آبیلا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ اب آؤ واپس چلتے ہیں''...... عمران نے کہا تو ڈاکٹر آبیلا نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا۔

''سوال و جواب یہاں سے نکل کر ابھی ہم مجرموں کی بلڈنگ میں ہیں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کھڑا ہو گیا۔ اگلے ہی لمحے وہ کمرے سے باہر آ چکے تھے۔ نے گراز ابھی گراؤنڈ میں کھڑا ہوا تھا۔ وہ نے گراز کی طرف بڑھنے لگے۔ ابھی چند ہی قدم ہی چلے تھے کہ انہیں ایک کرخت آواز سنائی دی۔

''رک جاؤ عمران''...... وہ سبھی رک گئے اور انہوں نے مڑ کر

دیکھا۔ سامنے کرنل فریدی، میجر پرمود اور کرنل زید کھڑے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ان کے ساتھی بھی تھے۔ یہ آواز کرنل فریدی کی تھی۔ ڈاکٹر آبیلا کرنل زید کو دیکھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھی۔

''یا پیرو مرشد آپ۔ آپ تو اس دفعہ مجھ سے پہلے یہاں پہنچ گئے۔ سلور پراجیکٹ کی فائل تو آپ ہی کے پاس ہو گی''...... عمران نے کافی شوخ لہجے میں کہا۔

''عمران۔ اگر تمہیں اپنی زندگی عزیز ہے تو فائل میرے حوالے کر دو''...... کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''نہیں عمران صاحب۔ وہ فائل آپ کرنل فریدی کو نہیں دیں گے بلکہ وہ فائل آپ میرے حوالے کریں گے''...... اس مرتبہ کرنل زید نے عمران سے کرخت لہجے میں کہا تو ڈاکٹر آبیلا نے چونک کر اس کی طرف دیکھا۔

''زید۔ یہ تم کس لہجے میں عمران بھائی سے بات کر رہے ہو''۔ ڈاکٹر آبیلا نے حیران ہو کر کہا۔

''تم خاموش رہو آبیلا۔ یہ ملکی مفاد کی بات ہے''...... کرنل زید نے پہلے سے بھی زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

''مگر زید''...... ڈاکٹر آبیلا نے کچھ کہنا چاہا لیکن کرنل زید نے اس کی بات مکمل نہ ہونے دی۔

''میں نے کہا ہے نا کہ تم خاموش رہو''...... کرنل زید نے

''نہیں زید۔ یہ تم''...... ڈاکٹر آبیلا نے پھر کچھ کہنا چاہا۔

''شٹ اپ''...... کرنل زید نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو ڈاکٹر آبیلا کا سرخ چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا۔

''ہاں عمران صاحب۔ آپ فائل میرے حوالے کر رہے ہیں یا''...... کرنل زید نے اپنا جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''میجر پرمود کے ہوتے ہوئے تم دونوں میں سے کسی کو بھی فائل نہیں مل سکتی۔ جس میں دم ہو گا وہی فائل حاصل کرے گا''۔ میجر پرمود نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ کسی پرندے کی طرح فضاء میں بلند ہوا اور عمران کی طرف بڑھا۔ جیسے ہی وہ قریب آیا عمران بجلی کی سی تیزی سے نیچے بیٹھ گیا اور میجر پرمود عمران کے پیچھے کھڑے جوانا سے جا ٹکرایا۔ جوانا لڑکھڑایا اور زمین پر گر گیا لیکن گرتے ہی اس کی ٹانگ حرکت میں آ گئی اور اس کا پاؤں میجر پرمود کے منہ پر پڑا اور میجر پرمود لڑکھڑا کر زمین پر گر گیا۔ اس کے منہ پر چوٹ لگتے دیکھ کر تمثیلہ، وائٹ شارک، لاٹوش، کیپٹن توفیق اور کیپٹن نوازش آگے بڑھے۔ ادھر سے عمران کے ساتھی بھی حرکت میں آ گئے۔

''جو بچیں گے وہی فائل حاصل کریں گے''...... کیپٹن حمید نے چلاتے ہوئے کہا تو کرنل زید اور کرنل فریدی کے ساتھی بھی اس لڑائی میں کود پڑے اور وہ گراؤنڈ میدان کارزار بن گیا۔

کرنل فریدی نے عمران پر چھلانگ لگائی۔ عمران اس بار بھی

برق رفتاری سے نیچے بیٹھ گیا لیکن کرنل فریدی آگے جانے کی بجائے اس کے اوپر ہی گر گیا۔ عمران پر گرتے ہی اس نے عمران کی گردن پکڑ لی اسی لمحے تین دھماکے ہوئے اور کرنل فریدی زمین پر گرتا چلا گیا۔ عمران نے جوزف کی طرف دیکھا۔ جوزف کے ریوالور سے دھواں نکل رہا تھا۔

''جوزف''...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔ عمران کا چہرہ چٹانوں سے بھی زیادہ سخت ہو گیا اور اس کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے۔

''باس۔ کوئی تمہاری توہین کرے۔ مجھ سے برداشت نہیں ہوتا۔ مجھے معاف کر دینا''...... جوزف نے روتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے خود کو بھی گولی مار دی اور زمین پر گر گیا۔ اس صورت حال نے وہاں پر موجود تمام افراد کو ساکت کر دیا۔ پھر وہ سبھی ایک دم چونکے۔ فے گراز زمین سے بلند ہونے لگا۔

''عمران۔ سلور پراجیکٹ فارمولا مکمل ہو کر زیرو لینڈ پہنچ چکا ہے اور چونکہ تم دونوں ہمارے ہاتھوں نہیں مرتے تھے اس لئے ہم نے تمہیں آپس میں لڑا کر مارنے کا منصوبہ بنایا اور دیکھو کہ ہم اپنے منصوبے میں سو فیصد کامیاب رہے۔ کرنل فریدی تم لوگوں کے ہاتھوں مارا جا چکا ہے اور اب تم کرنل فریدی کے ساتھیوں کے ہاتھوں مارے جاؤ گے اور ہم سلور پراجیکٹ تیار کر کے اپنی سائنسی طاقت میں مزید اضافہ کر لیں گے۔ او کے گڈ بائے۔ سی یو نہیں کہیں

گے کہ آئندہ تم سے ملاقات ہی نہیں ہونی''...... سنگ ہی کی شوخ آواز سنائی دی اور فے گراز کافی بلندی پر پہنچ گیا۔ جبکہ عمران نے سائنس روم کی طرف دوڑ لگا دی۔ اسے تو گویا پر لگ چکے تھے۔ کرنل زید اور میجر پرمود بھی اس کے پیچھے دوڑے۔ سائنس روم میں آتے ہی عمران نے میڈیکل بکس اٹھایا اور واپس مڑا۔

''یہاں ایک اور میڈیکل بکس بھی موجود ہے۔ وہ اٹھا کر لے آؤ اور کافی مقدار میں پانی بھی گرم کر لاؤ''...... عمران نے کہا اور تیزی سے مڑا اور پھر اس نے دوڑ لگادی۔ کرنل فریدی اور جوزف تک پہنچنے میں اسے صرف چند سیکنڈ لگے۔ وہ کرنل فریدی کے قریب زمین پر بیٹھ گیا اور انجکشن تیار کرنے لگا۔

''روشی۔ تم یہ انجکشن تیار کر کے جوزف کو لگا دو''...... عمران نے روشی سے کہا تو روشی بھی انجکشن تیار کرنے لگی۔

''طارق صاحب۔ اس بلڈنگ سے باہر فیوری بوٹی موجود ہے۔ آپ اس کے پتے توڑ لائیں''...... عمران نے طارق صاحب سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ وہ سب لوگ گم صم کھڑے ہوئے تھے۔ عمران کی بات سن کر طارق صاحب چونکے۔

''آں۔ ہاں۔ ہاں۔ میں جاتا ہوں''...... طارق صاحب نے ہوش میں آتے ہوئے کہا اور پھر وہ گیٹ کی طرف دوڑا۔ عمران نے جوانا کو اشارہ کیا تو وہ بھی اس کے ساتھ چلا گیا۔ عمران نے تین انجکشن کرنل فریدی کو لگائے۔ روشی نے بھی وہی انجکشن جوزف کو

لگادیئے۔ اس کے بعد عمران نے کرنل فریدی اور جوزف کی نبض چیک کی۔ ان کی حالت فی الحال خطرے سے باہر آ گئی تھی لیکن ان کا آپریشن ضروری تھا۔ ورنہ ان کے جسم میں موجود گولیاں کسی بھی وقت ان کی موت کا سبب بن سکتی تھیں۔

پھر عمران نے ان کا آپریشن بھی کر دیا۔ آپریشن کے بعد عمران نے فیوری بوٹی کا رس نکال کر ان کے زخموں پر لگایا تو ان کے زخم تیزی سے بھرنے لگے۔ ایک گھنٹے بعد کرنل فریدی اور جوزف کو ہوش آ گیا۔ عمران نے طارق صاحب سے کچھ اور جنگلی بوٹیاں اور پھل منگوائے تھے۔ ان کے ہوش میں آنے پر عمران نے انہیں وہ بوٹیاں اور پھل کھلائے تو ان کی توانائی بھی تیزی سے بحال ہونے لگی۔ مزید ایک گھنٹے بعد وہ اٹھ کر چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے اور پھر وہ ہاٹ بلڈنگ سے باہر آ گئے سب اپنی اپنی جگہ شرمندہ تھے کیونکہ زیرولینڈ والوں نے اس مرتبہ انہیں شکست فاش سے دو چار کر دیا تھا۔ وہ مکمل طور پر ان کی سازش کا شکار ہو گئے تھے۔

”تم نے بتایا ہی نہیں کہ سلور پراجیکٹ فارمولا مکمل ہو گیا ہے“...... کرنل زید نے ڈاکٹر آبیلا سے کہا۔

”یہ بات میں نے سائنس روم میں عمران بھائی کو بتانے کی کوشش کی تو وہاں انہوں نے منع کر دیا۔ یہاں بتانے کی کوشش کی تو تم خونی درندوں کی طرح غرانے لگے۔ مجھے بولنے کا موقع ہی تم نے کب دیا ہے“...... ڈاکٹر آبیلا نے غصے سے کہا۔

”آبیلا۔ تم کبھی بھی اچھی بیوی نہیں بن سکتی“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے عمران بھائی“...... ڈاکٹر آبیلا نے کہا۔

”اچھی بیویاں وہ ہوتی ہیں جن کے شوہر ان کے کنٹرول میں ہوں اور یہ کنٹرول شادی سے پہلے ہی حاصل کر لینا اچھی بیویوں کی نشانی ہے کیوں جولیا“...... عمران نے پہلے ڈاکٹر آبیلا سے اور پھر جولیا سے کہا تو جولیا نے اپنے جوتوں کی طرف ہاتھ بڑھائے۔

”بالکل ایسے۔ جیسے ہی کرنل زید نے تمہیں غصہ دکھایا تھا تم نے جوتا اتار لینا تھا۔ جیسے جولیا اتار رہی ہے“...... عمران نے کہا تو جولیا جھینپ سی گئی۔ جبکہ باقی افراد کے قہقہوں سے جنگل گونج اٹھا۔

ختم شد

علی عمران اور کرنل فریدی کا زیرو لینڈ کے ایجنٹوں سے ایڈونچرس ٹکراؤ

خاص نمبر

سلور ایجنٹ

مکمل ناول

☆☆ ___ سنگ ہی اور تھریسیا، عمران کو اغوا کرنے لگے تو جولیا ان کے سامنے ٹان بن کر کھڑی ہوگئی۔ جولیا اور تھریسیا کے درمیان خونی لڑائی۔ جس میں جولیا کو شکست ہوئی اور سنگ ہی اور تھریسیا، عمران اور جولیا کو اغوا کر کے لے گئے۔

☆☆ ___ عمران اور جولیا غائب تھے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبران ان کی تلاش میں سرگرداں تھے لیکن ان کا کہیں نام ونشان نہیں مل رہا تھا۔

☆☆ ___ سلور سٹی۔ ایک ایسا سائنٹیفک سٹی جہاں سے زیرو لینڈ نے پوری دنیا کو کنٹرول کرنا تھا۔ مگر کیسے ___؟

☆☆ ___ عمران، جولیا اور کرنل فریدی کو اغوا کر کے زیرو لینڈ پہنچا دیا گیا تھا؟

☆☆ ___ کرنل فریدی کے تمام ساتھی بے بسی کی تصویر بنے ہوئے تھے اور زیرو ینڈ کے ایجنٹ ان پر گولیوں کی بارش کرنا چاہتے تھے کہ ایک پراسرار شخصیت نے ان کی جان بچالی۔ وہ پراسرار شخصیت کون تھی ___؟

پراسرار شخصیت، جس نے سلور سٹی میں عمران اور کرنل فریدی کی بھی مدد کی اور کرنل فریدی نے اس شخصیت کو سلور ایجنٹ کا خطاب دے دیا۔ سلور ایجنٹ کون تھا؟

☆☆ ___ وہ بھیانک اور دل لرزا دینے والا منظر جب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کو آدم خور جنگلی آگ پر بھوننے لگے ___؟

☆☆ ___ سلور سٹی سے فرار کی تمام کوششوں میں ناکامی اور مایوسی کے بعد عمران اور کرنل فریدی نے زیرو لینڈ کا حصہ بننے کا فیصلہ کر لیا ___؟

وحشت وہیبت کے خوفناک لمحات، انتہائی حیرت انگیز واقعات، جنگل ایڈونچر
ایک ایسا ناول جو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ (تحریر۔ ارشادالعصر جعفری)

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان
Mob 0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666
E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com